









صفت سابع مکین و مکا فضل خلائے آسمان  
عنوان سابع مکین نون و نون مکین و

مفتاح کنوز اسرار الہی شوالح النور معرفت آگاہی گل کستان طریقت نر شاخہ صیفت اسماء



تصنیف نیف تالیف شریف عالم ربانی ماہر اسرار سبحانی حضرت لوی عبد المجید غانصاحب کان پٹی

طبع می مشی کشتہ و امید کشتہ و خوشی  
طبع می مشی کشتہ و امید کشتہ و خوشی

اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر و انون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

## کتب تصوف فارسی

شعوی مولانا روم - قدس سرہ مقبول عام چار مصرعہ  
عشر ہر شش دفتر مع کملہ دفتر ہفتم -  
شرح شعوی روم - از ملا محمد العلوم رحمہ مقبول عام سہ مجلد  
کامل بنائیت عمدہ شرح قابل دید ہے -  
شرح شعوی روم - از شاہ عبداللطیف معروف بہ  
لطائف مغوی -

التاویل الحکم - فی تشابہ فصوص الحکم مصنف مولوی  
محمد حسن امر دہلوی -

شرح شعوی روم - از ملا محمد رضا معروف بہ کاشفان شعوی  
شرح شعوی مولانا روم - کامل ہر شش دفتر -  
حامل الملتن - از مولوی ولی محمد کبر آبادی -

شرح شعوی مولانا روم سہ جلدی بجاہ الاسرار از دفتر اول  
تا دفتر سوم مصنف حضرت مولانا حسین بن حسن بنوری  
انیس الارواح - از حضرت شیخ معین الدین چشتی -

کلمۃ الحق - از شاہ عبدالرحمن مع شرح نور مطلق از ملا  
نور اللہ دبیران وحدت وجود مع دلائل و دفع شکوک -  
مکتوبات جوابی - شیخ شرف الدین بچہ میثری قدس سرہ

مکتوبات - حضرت شرف الدین بچہ میثری قدس سرہ  
مکتوبات نام ربانی - حضرت مجدد الف ثانی -  
مطلع الانوار - نظم از طوطی ہند امیر خسرو دہلوی تثنی  
مولانا ابوالحسن فرید آبادی -

حدیقہ حکیم سنائی - سرود بہ آقی نامہ بخشی جدید -  
بیمیا سعادت - از ابام غزالی رحمہ معروف متداول

فوائد سعدیہ - از قاضی ارفعی علی خان تصوف بین -

پند نامہ عطار - از حضرت شیخ فرید الدین -

منطق الطیر - از شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ -

می باید شنیدہ روز تصوف قابل دید از شاہ فرحت علی -

مرغوب القلوب - مصنف مولانا شمس الدین واضح قافہ

زبدۃ المقامات - نفیس کتاب -

رسالہ رموز الحقیقہ -

شعوی عطار - از شیخ فرید الدین عطار -

بے سرنامہ - مصنف فرید الدین عطار -

شعوی راجہ - مطبوعہ ۱۲۹۸ھ -

می باید دید - قابل شنیدہ از ملا محمد حسین -

شعوی شاہ ابوعلی قلندر - معروف

شعوی شیخ بہلول - حکایات عارفانہ -

بواہر غنی - از حضرت مظفر علی شاہ اکبر آبادی بحث

وحدت وجود و توحید صفات و تحقیق رسالت و مراتب

علم و سلیلہ طریقت بین -

تذکرۃ الہی - احوال شاہ مظفر علی قدس سرہ از مولانا

ابوالحسن صاحب فرید آبادی -

فتوح العتیب - مع شرح از حضرت غوث الاعظم

جیلانی مع شرح فارسی از شاہ عبدالحق محدث دہلوی

ارشادات فقر و تصوف بین -

دلیل العارفین - ملفوظات حضرت سلطان

معین الدین چشتی جمع کردہ حضرت قطب الدین

بخشیار کاکلی -

# فہرست مضامین بوستان معرفت شرح ثنوی مولوی محمد

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۵	تمنا کرنا ہاروت ماروت کا زمین پر آئیگیو۔	۸	قصہ یسوعیون کے کھاتے والوں کا۔
۶۶	خواب دیکھنا فرعون کا موسیٰ کو	۱۱	بقیہ قصہ متفرضان فیل بچکان۔
۶۷	سیدان میں بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کو	۱۳	رجوع بچکایت مسافران و فیل بچکان۔
۶۸	بنابر حیلہ منع ولادت حضرت موسیٰ۔	۱۵	خطا مجنون کی بیگانوں کے صواب سے بہتر
۶۹	حکایت و تمثیل۔	۱۶	حاجت مند کا اللہ کرنا عین بیسک کہنا حق کا
۷۰	لوٹ جانا فرعون کا سیدان سے شادمان۔	۲۱	فرافیت کرنا ایک روستائی کا ایک شہری کو
۷۱	وصیت کرنا عمران کا زودہ کو بوجہ جاسوت۔	۲۲	قصہ اہل سبا کا اور ان کا کفران نعمت۔
۷۲	پیدا ہونا ستارہ حضرت موسیٰ کا آسمان پر	۲۵	جمع ہونا اہل آفت کا وجود حضرت عیسیٰ پر
۷۳	بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کی عورتوں نوزاد	۲۹	باقی قصہ اہل سبا۔
۷۴	کو سیدان میں۔	۳۳	بقیہ قصہ جانا خواجہ کا دعوت روستائی میں
۷۵	وجود میں انا موسیٰ کا اور انا سر بچکان سلطان	۳۵	بلانا باز کا بطون کو دریا سے طرف محرا کے۔
۷۶	کا گھرانے کے گھر۔	۳۸	قصہ اصحاب ضرعان کا اور حیلہ کرنا انکا۔
۷۷	حکایت مارگیر کی جو ارد کو بازہ کر بخدا میں لایا	۴۰	ردان ہونا خواجہ کا کاٹون کو مہمانی میں۔
۷۸	سوال و جواب اور تہذیب فرعون موسیٰ سے	۴۲	جانا خواجہ اور اسکے قوم کا کاٹون کو۔
۷۹	جواب حضرت موسیٰ کا فرعون سے۔	۴۵	غصہ محبت مجنون کا یسلی کے کتے سے۔
۸۰	ملت وینا حضرت موسیٰ کا فرعون کو۔	۴۷	پہونچنا خواجہ اور اسکی قوم کا کاٹون روتائی میں
۸۱	بیچنا فرعون کا مدین کو تلاش ساحر بنین	۵۳	اشارہ ہر مدی صاحب کمال کے پجاتے کا۔
۸۲	جانا دو جادو گروں کا اپنے باپ کی قبر پر۔	۵۶	گرنائیدہ کارنگ کے خم میں اور زمین ہونا
۸۳	تشبیہ کرنا قرآن مجید کا عصا موسیٰ سے	۵۷	چکنا کرنا ایک شیخی خورے کا ہر صبح اپنی منگو کو
۸۴	بقیہ قصہ موسیٰ علیہ السلام۔	۵۸	نچنت ہونا بلعم باعوا کا اور امتحان کرنا خدا کا
۸۵	جمع ہونا ساحر دن کا مدین سے فرعون کے پاس	۵۹	یہ جاننا آئی کا پوست ونبہ اور رسوا ہونا پلوٹا
۸۶	اختلاف کرنا چوٹی شکل فضل کا۔	۶۰	دعویٰ طاووسی کرنا اُس شمال کا جو خم ٹیرین کرنا
۸۷	سرکشی کرنا کھان سپر نوح کا نصیحت سے۔	۶۱	دعویٰ الوہیت کرنا فرعون کا۔
۸۸	توفیق در بیان دو حدیث۔	۶۳	قصہ ہاروت ماروت اور ولیری انگلی۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۸	اجتماع خضر غریب علیہ السلام کا بعد ورنے کے حکم	۱۰۸	دُکرت کی بی
۱۰۹	خدا ہے۔	۱۰۹	درمیان کوئی حافظہ نہ تھا
۱۱۰	نہروناشیخ کا اپنے فرزند کے مرنے پر۔	۱۱۰	دیسل ڈھونڈنا بعد سائے ہونے مہلول
۱۱۱	عذر شیخ نیرنگر سیتیں بزرگ فرزند ان۔	۱۱۱	بکے قلع ہے۔
۱۱۲	قصہ پڑھنا شیخ خضر کا قرآن کو۔	۱۱۲	حکایت اُس شخص کی جو رات دن دعا کرتا تھا۔
۱۱۳	صبر کرنا قحطان کا حضرت داؤد کے زبردستی بنانے سے۔	۱۱۳	دوڑنا گاؤں گھر میں اُس دعا کرنا واسطے کے
۱۱۴	بقیہ قصہ اندھے کا اور قرآن پڑھنا اُسکا۔	۱۱۴	علم کے دو پریم اور کمال کا ایک پر۔
۱۱۵	قصہ اولیا کا کہ راضی احکام الہی پڑھا۔	۱۱۵	عقلین مخلوق کی اصل فطرت میں متفاو تین
۱۱۶	سوال مہلول کا ایک بزرگ سے اور جواب کا	۱۱۶	وہم میں ڈالنا کون کا استاد کو کرے۔
۱۱۷	قصہ وقوفی رحمہ اللہ علیہ اور ان کی کرامات کا	۱۱۷	بیمار ہونا مسلم کا وہم و خیال سے۔
۱۱۸	لوٹنا طرف قصہ وقوفی رحمہ اللہ علیہ کے۔	۱۱۸	بستر پر شربا نامہ علم کا رنجور کی وہم سے۔
۱۱۹	عید ڈھونڈنا موسیٰ کا خضر سے۔	۱۱۹	خلاص پانا تو کون کا کتب سے بسبب بس
۱۲۰	لوٹنا طرف قصہ وقوفی رحمہ اللہ علیہ کے	۱۲۰	کمر کے۔
۱۲۱	خاہر ہونا ہفت شال شیخ کا ایک کنارہ دیکھ	۱۲۱	تن آدمی کا روح کی واسطے ایسا ہے جیسے بس
۱۲۲	ایک شال پر ہونا اُن ساتوں کا۔	۱۲۲	حکایت زاید خلوت نشین و رکوہ کی۔
۱۲۳	معلوم ہونا اُن ساتوں مرد کا ہفت درخت۔	۱۲۳	بقیہ قصہ زاید کو بی کا۔
۱۲۴	ایک درخت ہونا اُن ساتوں درختوں کا۔	۱۲۴	تشبیہ بند دام کی قضا سے کہ بغا پر چھاپا۔
۱۲۵	پھر سات آدمی ہونا اُن ساتوں درخت کا	۱۲۵	اور اثر میں بر ملا۔
۱۲۶	اُن کا جانا وقوفی کا واسطے امامت اُس قوم کے	۱۲۶	مضطرب ہونا فقیر کا ساتھ توڑنے امر و دے۔
۱۲۷	اقتدار کرنا قوم کا وقوفی کے چھے۔	۱۲۷	مستمع ہونا شیخ کا چور و نئے اور کا جانا ہاتھ کا۔
۱۲۸	بیان اشارت سلام کا جو عید سے اقتدار کی طرف ہو گا۔	۱۲۸	کرامت شیخ قطع کا بیان۔
۱۲۹	سنا وقوفی کا ناز میں شور اہل کشتی کا۔	۱۲۹	سبب جرات ساحران فرعون بقیہ و
۱۳۰	تصویرات مرد خانم	۱۳۰	و پاسے خود۔
۱۳۱		۱۳۱	حکایت خچر کی اونٹ کے سامنے۔

صفحہ	مضمون
۱۶۷	انکار اس جماعت کا دعا و شفقت و قوتی پر۔
۱۶۸	شرح حکایت طالب روزی حلال۔
۱۶۹	جانا دونوں مخاصم کا سامنے داؤد کے۔
۱۷۰	مستنا حضرت داؤد کا بات تنہا صین کی۔
۱۷۱	حکم کرنا حضرت داؤد کا گاسے ماریو اسے پر۔
۱۷۲	جانا داؤد کا غیبت میں اور ان اسرار کو یاد کرنا۔
۱۷۳	حکم دینا حضرت داؤد کا گاسے واسے کو۔
۱۷۴	ارادہ کرنا حضرت داؤد کا مخلق پر بھید نہ بھار کرین۔
۱۷۵	گواہی دینا دست و پا کا عالم پر دنیا میں بھی۔
۱۷۶	جانا مخلوق کا اس دخت کی طرف۔
۱۷۷	قصاص کرنا حضرت داؤد کا خون کی۔
۱۷۸	تشبیہ نفس کی خونی سے جو مدعی گاسے تھا۔
۱۷۹	منزل۔
۱۸۰	بھاگنا عیسیٰ کا پہاڑ پر۔
۱۸۱	قصہ اہل سبا اور حماقت انکی۔
۱۸۲	شرح کور و دربین اور کر تیز شنوا اور برہنہ۔
۱۸۳	واسن درازی کی۔
۱۸۴	قصہ اہل سبا کی خرمی و ناشکری میں۔
۱۸۵	آہنا تیرہ نمبر دن کا واسطے نصیحت اہل سبا کے۔
۱۸۶	جواب انبیاء کا قوم سے۔
۱۸۷	معجزہ چاہنا قوم کا پیغمبروں سے۔
۱۸۸	منہم کرنا قوم کا انبیاء کو عظیم السلام۔
۱۸۹	حکایت عمر گوشتوں کی قوم کی طرف سے پہلویشاں۔
۱۹۰	جواب انبیاء کا انکی طعن پر اور منہم کرنا انبیاء کا۔
۱۹۱	ہر کسی کا منہ منہ منہ لانی کا منہ میں ہی۔
۱۹۲	منہم کرنا منکر دن کا انبیاء عظیم السلام کو نصیحت۔
۱۹۳	جواب انبیاء عظیم السلام کا جبر یون کو۔
۱۹۴	پھر جواب انبیاء کا جبر یون کو۔
۱۹۵	مکرر اعتراض قوم کا انبیاء عظیم السلام پر۔
۱۹۶	پھر جواب انبیاء عظیم السلام کا۔
۱۹۷	حکمت و دوزخ اور زندان میں۔
۱۹۸	بیان و اذولنا و اذولوا و اذہم و اذہم الخ۔
۱۹۹	قصہ عشق صوفی کا سفر خالی از غور و خیر پر۔
۲۰۰	مخصوص ہونا یقین کا۔ رو سے یوسف سے۔
۲۰۱	حکایت ایک امیر اور اس کے غلام کی۔
۲۰۲	نومید ہونا انبیاء کا قبول منکر و ن سے۔
۲۰۳	ایمان تقلد کا خوف ورجاہی۔
۲۰۴	بیان حدیث ان لد تعالے اولیاء اخفاء۔
۲۰۵	سندیل و النانس بن مالک کا تنوین اور جہان کا۔
۲۰۶	قصہ فریاد رسی رسول۔
۲۰۷	بھرجانا مشک غلام کا غیب سے۔
۲۰۸	دیکھنا نواجہ کا غلام کو سفید رو۔
۲۰۹	حق تعالے نے جو کچھ بد کیا واسطے عابث کیا۔
۲۱۰	منہم کرنا قوم فوج کا استہزاؤ۔
۲۱۱	ذکر اس کا کہ گڑھا کھو ونا تھا اور کتنا تھا دھول۔
۲۱۲	بجائنا ہون۔
۲۱۳	جواب اس منہم کرنا جو منکر و ن نے کی تھی۔
۲۱۴	بیان معنی حزم و مثال مرد حازم۔
۲۱۵	وفاقت حال مرغ کی کہ حزم کو ترک کیا۔
۲۱۶	حکایت نذر کرنا کتون کا۔
۲۱۷	منہم کرنا منکر دن کا انبیاء عظیم السلام کو نصیحت۔
۲۱۸	جواب انبیاء عظیم السلام کا جبر یون کو۔
۲۱۹	پھر جواب انبیاء کا جبر یون کو۔
۲۲۰	مکرر اعتراض قوم کا انبیاء عظیم السلام پر۔
۲۲۱	پھر جواب انبیاء عظیم السلام کا۔
۲۲۲	حکمت و دوزخ اور زندان میں۔
۲۲۳	بیان و اذولنا و اذولوا و اذہم و اذہم الخ۔
۲۲۴	قصہ عشق صوفی کا سفر خالی از غور و خیر پر۔
۲۲۵	مخصوص ہونا یقین کا۔ رو سے یوسف سے۔
۲۲۶	حکایت ایک امیر اور اس کے غلام کی۔
۲۲۷	نومید ہونا انبیاء کا قبول منکر و ن سے۔
۲۲۸	ایمان تقلد کا خوف ورجاہی۔
۲۲۹	بیان حدیث ان لد تعالے اولیاء اخفاء۔
۲۳۰	سندیل و النانس بن مالک کا تنوین اور جہان کا۔
۲۳۱	قصہ فریاد رسی رسول۔
۲۳۲	بھرجانا مشک غلام کا غیب سے۔
۲۳۳	دیکھنا نواجہ کا غلام کو سفید رو۔
۲۳۴	حق تعالے نے جو کچھ بد کیا واسطے عابث کیا۔



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۳	سماں، فضا و قیاد و ریش -	۲۵۶	کامیاب طفل شیر خوار کی -
۲۹۵	قصہ وکیل صدر جہان -	۲۵۸	یاما موزہ رسالہ مقبول کو ایک خطاب کا -
۲۹۶	پیدائش و روح القدس کا مہم پر -	۲۵۹	جبر و عتدیل کے پڑنے کی اور بعض ان میں "سر لیسر" کے
	روح القدس کا حضرت مریم سے کہنا کہ رسول		نامہ کا کرنا ایک شخص کا حضرت "دور" کا -
۳۰۱	حق ہوں -	۲۶۰	زبان بہانہ سے -
۳۰۳	ارادہ، ناکیل کا بخار اٹھنے کو -	۲۶۱	وحی آنا ہی تھا لے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو -
۳۰۴	پوچھنا شہر کی کشتی سے -	۲۶۲	نام نہ ہونا اس شخص کا تعلیم سنگ و درخت خالی پر
۳۰۵	منع کرنا و وقت نہ بنانا اثر جانیے -	۲۶۵	شہر مند ہونا خروس کا سامنے کتے کے -
۳۰۷	راہیابی کہنا عاشق کا نا صحت سے -	۲۶۶	خبر دنیا خروس کا مرگ خواہ سے -
۳۰۹	متوجہ ہونا عاشق کا طرف بخار کے -	۲۶۸	دوڑنا اس شخص کا پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے -
۳۱۰	داخل ہونا عاشق کا بخار امین -	۲۶۹	دعا موسیٰ علیہ السلام کی واسطے ساتھی ایا کے
۳۱۱	جواب عاشق کا لامت کرنا یون کو -	۲۷۰	قبول کرنا حق تعالیٰ کا موسیٰ کی دعا کو -
۳۱۲	پوچھنا عاشق کا مشوق کے پاس -	۲۷۱	حکایت اس عورت کی جس کا بچہ نہیں جانتا تھا
۳۱۵	آنا مہمان کا مسجد مہمان کشین -	۲۷۲	ذکر بے زور کے جنگ میں آنا حضرت امیر خرو کا
۳۱۶	جواب عاشق کا نا محو کو -	۲۷۳	جواب امیر خرو رضی اللہ عنہ کا مخلوق کو -
۳۱۷	عشق جالینہ میں کاحیات دنیا پر تھا -	۲۷۸	حیلہ دفع سببوں -
۳۲۰	لامت کرنا اہل مسجد کا مہمان کو -	۲۸۰	وفات پانا باطل دھکا -
۳۲۲	کہنا شیطان کا قریش سے کہ حضرت سے کڑا	۲۸۲	حکمت بدن کے ویران ہونے کی -
۳۲۸	مکر نصیحت نمازیوں کی مہمان کو -	۲۸۳	تشبیہ دنیا کی کہ بظاہر فرخ ہی و حقیقت تنگ -
۳۲۹	جواب مہمان کا -	۲۸۴	بہر غفلت و کالی کی سب تن ہے -
۳۳۲	تشبیل سوسن باخود -	۲۸۶	لفظ مطلق کا تشبیہ کرنا قیاس کے ساتھ -
۳۳۷	تشبیل صابر ہونا سوسن کا -	۲۸۸	آداب المریدین -
۳۳۸	عذر کرنا گھر کی بی بی کا -	۲۸۹	پہچاننا ہر حیوان کا اپنے دشمن کی بگو -
۳۳۹	باقی قصہ مہمان کا -	۲۹۰	فرق در میان علم شے بطور مثال و علم بطور ہست
۳۴۰	ذکر پندارشی طاعنون کا -	۲۹۲	جمع و تفریق نفی اور اثبات میں -

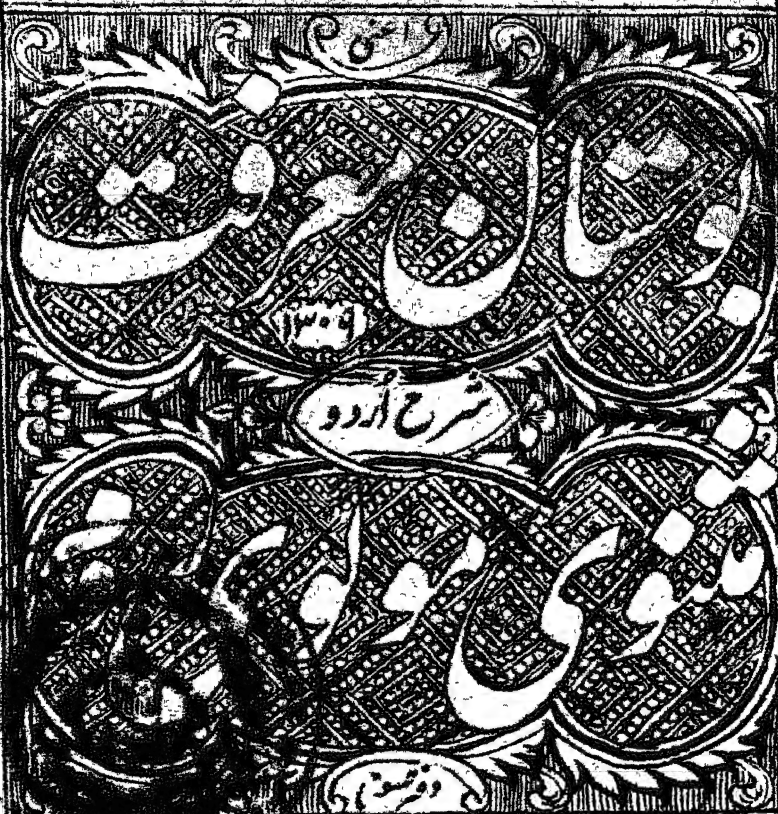
صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۴	تفسیر تفضلونی علی یونس ابن تہی۔	۳۴۴	تفسیر حدیث ابن القریآن غمر اوجہنا۔
۳۶۵	آگاہ ہونا پغمبر کا معنی طاعنون پر۔	۳۴۵	تشبیہ اولیا بھصاے موسیٰ۔
۳۶۶	جواب رسول مقبول کا۔	۳۴۶	تفسیر قولہ تکلمے یا جبال ادبی سے۔
۳۶۷	طافی بے قاہری کے مقہوری۔	۳۴۷	جواب طاعن ثنوی کا۔
۳۶۸	جذب مستوح عاشق را۔	۳۴۸	شئل بھاگنے کرہ کی پانی پیئے۔
۳۶۹	پہونچنا عاشق کا بندگی صدد جہان میں۔	۳۴۹	بقیہ قصہ مہمان۔
۳۷۰	فریادی ہونا پھچرون کا پاس سلیمان کے۔	۳۵۰	پوچھنا بانگ طلسم کا مہمان کو۔
۳۷۱	حکم کرنا سلیمان کا پشہ فریادی کو حاضر ہونے ہوا	۳۵۱	حالات عاشق با صدد جہان۔
۳۷۲	کے لیے۔	۳۵۲	جذب کرنا پھر عنصر کا اپنے جنس کو۔
۳۷۳	سر راہی کرنا مستوح کا عاشق بیہوش پر۔	۳۵۳	جذب ہونا جان کا عالم ارواح میں۔
۳۷۴	ہوش میں اس شق بیہوش کا۔	۳۵۴	فسخ عزام و قصد کا۔
۳۷۵	حکایت عاشق کا۔	۳۵۵	نظر کرنا حضرت پشہر کا قیدیوں پر۔
۳۷۶	یانا عاشق کا۔	۳۵۶	تفسیر آیہ ان تستفتوا۔
۳۷۷	موافق قول جو نیرہا بند	۳۵۷	بے مراد و ثمار رسول مقبول کا حدیث سے۔
۳۷۸	خاتمہ الشرح۔		





صنایع محکم و مکمل خلائی آسمان  
بہ عون و اعین نون و نون

مضامین کنوڑا سربراہی مشورہ اللہ تعالیٰ معرفت اکاہی گل گلستان طریقت نثر شاخہ حقیقت اسماء



تصنیف نفیہ تالیف شریف عالم ربانی امیر اسرار ساجان حضرت کوئی

پیشانیہ نویسی کشورق و امین حسین بی چپی  
پیشانیہ نویسی کشورق و امین حسین بی چپی



قولہ عزیمتہ الحق حاکم الدین باریہ این سوم و تکرر سنت شدہ بار بار پر کشا بخیمہ ہزار بار + در سوم و تکرر  
عذر اراہ قوت از قوت حق نیز و نہ عروقتی کہ حرارت میجد + این چراغ شمس کو روشن بود نہ ز فتنہ و یہ  
و روشن بود و سفت گردون کو چنین داکم بود + نہ ز طباب و فتنی قائم بود + قوت جبریل از طبع نبود + بود  
از وید از خلاق + و همچنین این قوت ابدال حق ہم ز حق دان نہ طعام نہ ز طبق ہم شازہ ہم نور از شرت  
تا از روح و از ملک بگذشتہ از + المعنی عذر اراہ نہ ز طباب بکسر و فتح و ذری خیمہ کی استن بضم و طغرماستون ابدال  
یا فتح ایک فقرہ ہوا لیا راتہ + اور + نہ از بھی ہیں تمام دنیا میں کہ دنیا انیسے قائم ہوا اور جو کوئی انیسے مر جاتا +  
دوسرا انگلی جگہ نہ نہ + ہوا + نہ کیاں صبا + الحق حاکم الدین کا اوپر کے وہ نون و قرون میں ذکر ہو چکا ہوا +  
مہ لا از حرکات انیسے + نہ قلبی معلوم + نہ از نظر اسی تو عدلی کے گونا ظم اس فقر کے خود ہیں لیکن انکی طرف نسبت  
کر کے مخاطب ہو چکا + و دفتر تو ہو چکا + نہ از بھی لاؤ کسو اسطے کہ تکرار ہر عمل کی تین بار سنت ہو پس یہی طے تین  
ہو یا میں جو قدر صالح عمل ہو + اور اس فقر سوم گن خیمہ ہزار کھول اور + کو راز و ہرار سے بھر دے عذر اور ہی چھ  
عذر کا کہ فی موقع اور کچھ گواہی نہیں ہو کسو اسطے کہ تیری قوت تو قوت حق سے ہو جس سے وہ پیدا ہوتی ہو جو  
ستہ + و ام عروسی عروقتی سے بھی حرکت عارضہ + ہر حرارت پائے ویسے ملنے لگے تو توشل چراغ آفتاب کے  
نور حق سے روشن ہو چکے ہو + ہی دیا گئی در کار نہ روشن و کچھو سفت خبر + اسان کی قدرت الہی سے سیسی ہمیشہ  
سے ہو دیں + ہی ہر نہ ممکن کسی ذرہ کی ہر نہ ستون کی بذات خود قائم ہو حضرت جبریل جنکو شدہ بالقوی دوم +  
بھی کہتے ہیں انکی قوت و توانائی سولے وید از حضرت خلاق و دود کے کی صلح کی خاند سے نہ تھی کسو اسطے کہ

فرستے خور و نوش سے پاک ہیں پس ایسے ہی جواب الٰہی کے ہیں اکی قوت کا حال ہو کہ وہ بھی حق سے ہو گئی  
 لکھانے سے کسی طباق سے اجسام ہر چند کیفیت ہیں مگر اکھا جم قضا و قدر سے شرع کیا ہے جب تو  
 لطافت میں روح و ملک و دونوں سے بڑھے ہوئے ہیں روح جان اور تیز نام ایک فرشتہ عظیم الشان کا  
 جیسے کہ قرآن مجید میں شب قدر کی صفت میں فرمایا منزل الملائکہ والروح فیما اتزلزلتے ہیں فرشتے اور روح  
 شب میں اختلاف شرح بحر العلوم میں نہ معلوم کتاب کو تارے فوقانی سے کیوں لکھا ہوا اور بجائے صحت کے  
 آئین غلط ہوا اور بجائے نہ طبق کے میں نہ طبق کو صحیح جانتا ہوں یہ سب اہل قیامت حضرات کا تبصرہ کی ہیں  
 قولہ چونکہ موصوفی باوصاف جلیل ازاتش نرو و گزین چون غلیل گرو و آتش پر تو ہم بردہ سلام ہاوی خاصہ مر مریت  
 غلام ہر فریب جہا فناء پایست وین فراجت بر تراز ہر پایست مابین فراجت و جہان منبسط و صفت ویتا  
 کتون شد ملتقط اور در مینا عینا فناء خلق بخت تنگ ماند از خلق خلق ہاوی دنیا اہل جہنم سے تو خلق شہ  
 سنگت اعلو کہ تو بختی آتش فرو دی وہ آتش عظیم جو فرو دی نے حضرت ابراہیم کو کہ میں دالنے کے لیے ایک  
 آتش کے کہ میں پھر کا کی تھی جس کے اطراف میں چار چار فرسخ تک کوئی ہانڈا زندہ نہیں تھا تھا بردہ سلام  
 بے لڑندی منبسط کشادہ و گسترہ شونہ ملتقط چسپیدہ در نو کردہ اور ورق زر سے مجلا کردہ صدق تیزی زیر کی  
 چرخ خطاب ہو ضیاء الحق کی طرف کہ جب تو موصوفی باوصاف جلیل ہو شل بدل کے تو تو حکم آن حکم ابدال در آب  
 آتش روزند غلیل کی طرح اس آتش فرو دی سے کہ مراد آتش عظیم سے ہوا وہ عشق ہو کیوں نہیں گذر کر تو یہ آگ تجھ  
 بھی شل غلیل کے بردہ سلام ہو بجائے جیسا کہ قرآن مجید میں ہر قانیانہ کوئی بردہ سلام علی ابراہیم کہا گئے  
 احوال ہو جا تو سرد رہے گزرا ابراہیم پا ورا و مروج عن صرتہ سے مزاج کے غلام ہیں جیسا تیرا مزاج دیکھتے ہیں  
 عمل میں لاتے ہیں اگرچہ عن صرتہ سے پایہ اور رتبہ والے ہیں کہ ہر شکر کے پایہ اور مادہ ہیں سب انھیں سے  
 پیدا ہو اور سب انھیں سے مرکب ہو کے مزاج پایہ لیکن تیرے مزاج کا پایہ ان سب کے مزاج کے پایہ سے  
 بڑھ کر ہو چیراج تیرا اس جان منبسط میں جو بڑے وسیع صیغہ باطلہ کی طرح بچھا ہوا ہوا وہ مزاج تیرا و صفت  
 سے ملتقط ہو گیا اچسپیدہ مینا نو کردہ یا مطلقا و مجلا آب فرماتے ہیں کہ ہرے افسوس کا مقام ہے کہ ایسا  
 شخص خلق میں ہو اور میدان افہام خلق کا نہایت تنگ ایسا کہ گویا خلق کا خلق ہی ہند ہے جو قلم کی لسانی ہو  
 پس جب خلق کا خلق ہی نہیں تو کیا کیا جائے ہاں اگر تیرا حلو اہی تیری جدت راے سے اس کو خلق نہ تھے  
 تو البتہ سنگ اکھا جو مرد دل سے جو اس حلو کو کھا سکے ورنہ کوہ طوب کا ساحل ہے جیسا کہ آئندہ مذکور ہو گا  
 قولہ کہ وہ طور اندر تخیلی راہ یافت تھا کہ نوشیدہ وہی راہ یافت ہا صا و کائنات و نشق جلیل ہا اہل اہم جلیل  
 رقص جلیل و لقمہ بخشاید انہر کس کس ہا خلق بخشی کاریز دہشت و بس ہا خلق بخشید جسم را و روح را

خلق بخشد ہر عضو کے جدا مابین گیسے بخشد کہ جلالی شوی + ارد غا و ارد غل غالی شوی + تا انگو کی سر سلطان را  
 یکس تا انزیری قند پایش گیس + گوشش انکس فر شد ہر جلال ملک و چوسوسن وہ زبان افتاد لال + طلق بخشد  
 خاک را لطیف خدا تا خورد خاک کب و ویر صد گیا + باز خاک کے رنجیدہ طلق و لب تا گیا ہش را خورد اندر طلب +  
 چون گیا ہش خورد و حیوان گشت زفت + گشت حیوان لقہم انسان و رفت ہباز خاک آمد شد اکمال بشر + چون ہباز  
 شد از بشر روح و بصیرت و دیدم وہاں شان جلالانہ کہ گویم خورد شان گرد و روانہ المعنی یعنی طہر نے عطایا الہی سے  
 تجلی میں توراہ پانی بیاتک کہ جو دیدار نبش کی کر کہم طرفی سے متعل ہو سکا ذرا سے گھوٹ کی بھی تاب نہ لایا اور چ  
 حال ہو اگر اس سے پارہ پارہ ہو گیا اور پھٹ گیا اور اوٹ کھل گیا جیسے اونٹ حدائے صبی پر پاتا ہوا گئی  
 تیار جسے پارہ کو مانتے دیکھا ہو چنانچہ آیت شریفہ مصداق اکی ہو فلما تجلی رہے لجل جلد و گا ہر گاہ تجلی کی رہے ہو تجلی  
 ہباز پر کر دیا اس تجلی نے اسکو پارہ پارہ پس فراتے ہیں حقیقت یہ کہ لقمہ تو ہر کوئی ہر سکو دے سکا ہر کوئی حلق نہیں کیا  
 حلق دینا کام انزاد پاک ہی کا ہے وہی حلق جسم و روح کو بخشا ہوا اور وہی حلق ہر عضو کو جدا جدا بخشا ہوا تا مناسب  
 اپنے متعلق کے ہوتے ہیں کہ یہ حلق ہوتے ہیں بخشا ہو کہ تو پاک صاف جلالی ہو با سے اور دعا و غل سے خالی تا تجید  
 سلطان کا کسی سے نہ کہے اور قند مہیون کے سامنے نہ پڑے اسلئے کہ وہ کان ہر جلال کے سنتے ہیں جو شل سونا  
 کے ہیں کہ زبانیں تو میسون سکتی ہوا و گونگی بنی ہوئی ہو دیکھو خاک کو لطیف خدا تعالیٰ کا کیسا مقل بخشا ہو جس سے  
 وہ سب بخوار ہوئی تو اس بخوار ہی سے انواع و اقسام کی گیاہ پیدا ہو پھر ایک وقت میں گیاہ کو طلق و لب بخشا ہو  
 لب برگ گیاہ کے گیاہ ان لبون سے حیوان کو بلاتی ہو کہ آئے اور مجھ کو کھائے جب حیوان اس گیاہ کو کھا کے  
 مٹا ہوا تو وہ لقہم انسان کا مو کے عاید یا پھر خاک کی باری ہوئی کہ اکمال بشر اسی خورد ہو بشر کی ہوئی جو وقت کہ یہ مرا  
 اور روح و بصیرت اس سے کنبدہ کیا آب فراتے ہیں کہ بشر کو کیا میں نے ذرہ ذرہ کو دیکھا اور سپہا سب کے  
 مٹھ ایک دوسرے کے کھانے پر کھلے ہوئے ہیں اگر ہر ایک کی کیفیت خورد سے بیان کروں تو نہایت ہی  
 طول ہو جائے تو کہہ گیارہ برگ از انعام اوہ و ایگان را وایہ لطیف عالم اوہ و رزقہ را رزقہ اوہ و میدہ ہر ہر ہر ہر  
 کندم بے غذا اگر خون و بدنیت شرح این سخن رہنما + بارہ لقہم ہر ان ان پارہ + جلد عالم اکمل و اکول دان +  
 باقیان و مقبول دان + مابین جہان و ساکنان نش و نشتہ + و انجمن و ساکنان نش و نشتہ + اینجمن و ساکنان  
 حلقہ + اہل ان عالم مخلد جمع پس کریم فرست کو خورداد + + انجمن کے نامذابہ + باقیات العاصات کہ کریم  
 رستہ از صد آفت و خطر و بیم + کہ ہزار اندیکس بیش نیست + چون خیالات عدد اندیش نیست + اکمل و اکول را  
 معلق ست وائے + غالب مغلوب معلقست وراے + المعنی یعنی تہتہ کو اسکا انعام سے سا ان حاصل ہوا  
 وایہ دایہ کو لطیف عالم اسکا وایہ جو جتنے رزق ہیں سب رزق کوہ رزق دیا ہوا ہر کو اگر کندم اس سے بخورنا



تو اور وہ کو جن وقت کیسے بنے اس بات کو اگر بالکل شرح کیا جائے تو اس کی کچھ انتہا نہیں ہو میں نے بہت  
 میں سے تھوڑا بیان کیا اسی تھوڑے کو بہتوں پر قیاس کر لے اور جان لے کہ سارا جہان اکمل و اکول ہو اگر کوئی  
 کسی کا اکمل ہو اور خود تھوڑا تو دوسرا کیا باکول و غرض ہو مگر ان جو باقی ہیں وہ قبل و مقبول ہیں یہ جہان اکمل  
 رہنے والے سب سے بڑا اور پرانہ ہین اور وہ جہان اور اس کے رہنے والے سب و اکمل اور مجمع ہین یہ جہان اکمل  
 اس کے عاشق جہاں بھر مگر منقطع ہونے والے ہین کہ جہان ان سے منقطع ہو گا وہ جہان سے اور جو اس جہان کے  
 طالب ہین وہ سب ہیگیں والے ہین اور جہان اکمل و باہم مجمع ہمیشہ ہمیشہ جس جو انہو وہی ہو گا کیاری اپنی  
 آئینہ ان سے کرتے تا بد تک باقی ہے کہ یہی خود باقیات الصالحات ہو جو یکساں فتنوں اور خطروں سے  
 چھوٹا ہوا ہو جیسا کہ فرمایا الباقیات الصالحات خیر معذر ربک تو اباً و خیرا ملا وہ اعمال صالح کہ باقی ہین بہتر ہین تیرے  
 رب کے نزدیک از روئے ثواب کے کہ وہ حیات ابی ہو اور بہتر ہین از راہ امید کے کہ وہ دین خدا کا ہو جس  
 کریم کو باقیات الصالحات کہنا موافق تیرے عدل کے ہو اب اس کے مقابلہ میں اگر ہزاروں ہین تو بھی اس ایک سے  
 زیادہ نہیں ہین وہ ہزاروں ایسے ہین میں یہ خیالات عدواندیش کے گنتی گنتی کہ ہر اکمل و اکول کے لیے ملحق  
 ہاں سے ہو اور ہر غالب و مغلوب کیلئے عدل و راستے الخلفاء و شیعہ ہر علوم میں عدواندیش کو عدواندیش اور  
 عدل کی جگہ عقل جگا گواہ شعور بعد ہر ہین عدل ہی لکھا ہو قولہ خلق نبی و عیسا سے عدل و خود داد چندان  
 عصا و بل و اندر و اقرون نشان جہاں اکمل و اکول حیوانے خود نشان کل و شکل و مرقعین و چون عصا و خلق و  
 تا بخور واد ہر خیلے را کہ از او پس معافی را چون عیان طعناست و رازق خلق معافی ہم عدت و پس ہی تا باہر از  
 خلق نیست و کہ بجز مایہ و خلق نیست و خلق نفس از و سو عالی بود و وانگہاں روریش اجلالی بود و خلق عقل  
 دل چو شبنامی زنگ زینت او بے ہشتم معد و رزق بکسر شرط تبدیل مزاج آمد و ان مکر مزاج بود و مگر بدان و  
 چون مزاج آدمی گل خواہد و در و بد رنگ و خیم و خورشید و چون مزاج زشت و تبدیل یافت و رفت زشتی و ان  
 زرخ چون شمع یافت و لہنی او پر جو فرمایا ہو کہ ہر اکمل و اکول کو ملحق و ملے اور غالب و مغلوب کو عقل و رائے شعی  
 ایسی کے موافق کہتے ہین کہ بکھو عدل کی بات کہ عصا کو ایسا ملحق نبشاک کہ کس قدر عصا اور کس قدر ریان باہر و  
 الی بوجہ فاقوا جالہ و مصیہم کے پس ڈالین ساحروں نے ریان اپنی اور عصا اپنے کھا گیا جیسا کہ  
 فرمایا فاقوا موسیٰ عصاہ فاذا ہی ملتفت ہا فلوں پس ڈالا موسیٰ نے عصا اپنا پس گل لیا اُس نے کہ بکھو عصا  
 و جبال کو کہ ایک کرتے تھے وہ اپنے ان جبال و عصا کو جاوے سے سانپ و کھانے تھے اور عصا میں ان  
 سب کے کھا لینے سے کچھ افزائی نہیں ہوئی وہی عدل تھا اور کیسے ہوتی اس واسطے کہ اسکا اکمل و اکول ہو کہی  
 میوانی نہ تھی وہ ایک عجز تھا اور عطیہ اب فرماتے ہین کہ یقین کو بھی اللہ تعالیٰ نے عصا کا سا خلق دیا ہو

کہ ان سے ہر خالی کو جو پیدا ہوا اس کو کھالیا جیسے وہ مارے صا و جبال کے خیالی تھے دہلے نظر کرتے تھے اور حقیقت کچھ نہیں اور معانی کے بھی مثل ذات اشیا کے مطلق ہیں کہ ان معانی کے حلقوں کا رازق خدا ہوا کمال اس سے سب سے ایک ایسی کوئی مخلوق نہیں ہو کہ واسطے جذب کسی مایہ کے اس کا مطلق نہیں ہو سب کا حلق ہو لیکن نفس کا حلق و سوسون کا حالی اچھا جب اسے خالی ہو تو ہر ذریعہ اجلائی ملے اور مطلق عقل و دل کا جب فکر سے خالی ہوتا ہو تو رزق مگر پاتا یعنی وہ رزق جو دوسرے نے نہیں پایا اور یا رزق کو ارا کہ ہضم معہ کو آئیں کچھ دخل نہیں مزاج کا اپنے تبدیل کرنا بھی شرط ہو ایسے کہ لگو کو کیوسطے انکا مزاج بہ ہر گ ہو جانا ہو جیسے کہ فی آدمی کل خوار ہو گیا اور کل غلاری اُس کے مزاج میں جگہی تو وہ زرد اور بد رنگ اور فقیر و خوار ہو گا جب مزاج زشت اس کا تبدیل ہو جائیگا تو اس کی بد صورتی سب جاتی رہیگی اور وہی صورت اس کی مثل شمع کے جھکے کی قولہ دایہ کو طفل شیر مادر تا بہ نعمت خوش کند بدروز را بدایہ گو شیر خوار طفل اتنا زلفتہا کہ ہوا غذا اگر بہ بند راہ یک پستان برود بر کشا راہ صد پستان برود و انکہ پستان شد حجاب آن ضعیف + از ہزاران نعمت و غوان و غوثیت پس حیات است موت و نظام اندک اندک ہر کس تم اکلہ چون چنین بود آدمی خون بد غذا + از جنس پاکی بر د مومن کذا چون چنین بود آدمی خوش خوار بود + بود اورا بود از خون تارہ بود + از فطام خون غذایش شیر شد + و از فطام شیر لقمہ گیر شد + و از فطام لقمہ لقمہ فی شود و مطالب طلب پنهانی شود + مگر چنین را کس گفتے در رحم بہت بیرون عالمے بس متطم + کین میں فرمی با عرض طول + اندر دس نعمت و سید اکول + آسانے پس بلند و پرمیضا + آفتاب و ماہ تاب و صدمہا + کو ہما و بحر و دشتما + ہوتن و باغما کشما + از جنوب و از شمال و از و ہورہ باغما + اردو و سیا و سوسہ + لہی و فو + لقمہ خوبی مقصد کو ہونچنا و بالضم معرب پوز یعنی مینی و چہرہ بہا تم طفل با لکبتہ + آدمی و حیوان رفیع لقمہ و غین جسمہ گہرہ نان فطام باز کھنا کچھ کا شیر سے بعد و برس کے چنین کچھ در رحم شیر آموز ترکیب مفعولی یا شیر آموزختہ پس طفل شیر آموزختہ نفس طفل اس سبب سے کہ نیک و بد بین سمجھتا شیر آموزختہ ہو جو گری لندا ند ظاہری کے اور اسی کو بد فو کہہا ہو کہ نہایت ہی بدی میں گھسا ہوا جس فراتے ہیں کہ ایسی دایہ کہ مراد عارف کمال سے ہر تلاش کر جو اس طفل نفس موصون بصفات مذکورہ کو اسکی صفاتوں سے چھڑائے اور نعمت معنوی سے نمونڈ کرے پھر بکھارکتے ہیں کہ ایسی دایہ اس طفل شیر خوار کو ڈھونڈو کہ اسکی نڈا نعمتوں سے کرے تھی کہ اگر ایک راہ پستان کی اپہ نہ کرے تو سیکھوں پستان کی راہ اُسپر کھول دے اسواسطے شیر خوارہ ضعیف ہوتا ہو اور عا و شیر کا اور یہی پستان ایک حجاب ہوا اس شیر خوارہ ضعیف اور در میان ہزاروں نمون اور خوان زمان کے کہ وہ شیر ہی کو اچھا سمجھے ہو سہرے جو آب فراتے ہیں معلوم ہوا حیات جاری فطام یعنی ترک لندا ند ظاہری و مصداق موتا قبل ان ہو تو اپہ موقوف ہو اور لذتوں کو ترک کرنا اور نیست ہو جانا اگرچہ دشوار لیکن تو تھوڑی تھوڑی کوشش کیے جلا اس سے زیادہ ہم کیا کہیں جب آدمی چنین تھا خون اسکی غذا تھا جو قسم جس سے ہو لیکن جو مومن ہیں

اس شخص سے کیسے پاکی حاصل کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں جب آدمی جنین تھا خون کھانا تھا یہی اہل کفالت تھے اور بیکار  
 بود و بختی کا نام انا وہی خون تھا جب خون سے کھانا کھاتا تھا وہ اپنے غذا خون کی چھڑائی گئی تو غذا اسکی شیر ہو اور  
 بعد نظام شیر کے لقمہ گیر ہوا آپ اگر لقمہ سے نظام اختیار کرے تو لقمہ فی ہر بلعے اور طالب طلبہ پینانی کا بچہ  
 لقمہ فی نظام ایک امر شواہد شکار جنین سے اگر رحم میں کوئی یہ کہتا کہ اس رحم کے باہر ایک عالم نہایت منظم و آراستہ  
 ہو بیٹھا ایک زمین پر بڑی لمبی چوڑی نہایت خوش اور پھینٹیں پھین سی اور کھانے کی چیزیں اور ایک آسمان ہو  
 انہیں بلند و پرنیسا اور اُس پر کتاب و ما کتاب اور کیکڑوں سے اور پھاڑ اور دیر اور بگل اور باغ و بوستان اور  
 کھیت سرسبز اور پھانیں جنوبی شمالی اور دہرے بنے باغوں کی کیفیت عروسی اور سور کی پوری پوری شواہد دل کی طرف  
 شرح بحر العلوم میں جنین کو ہر جگہ جنین شیر شدہ شہادہ نظام باضافت کو کیا کے ساتھ اور بہت کوفت لکھا اور قول  
 و صفت یاد عجا بہائے آن + تو درین خلقت پچہ در آسمان + خون خوری در چارینج سنگنا + و بیان جس و اسباب و خوا  
 و حکم حال خود منکر ہے + درین رسالت معوض کافر شدے + کہین محالیت نوریت غرور مذاکرہ قوم کوزرین غنی ست و در  
 جس چیز چوں نپیدا را کرا + نشو و اوراک منکرنا کرا + و چنانکہ خلق عام اندر جہان + در انجمن ابدال سکوینہ شان کہین  
 جہانی صیت بس تارکین تنگ بہت بیرون عالمے بے بورنگ چچہ در گوش کسی ایشان فت + کہین طمع کہ چاہے دت و در  
 گوش ایند طمع از استماع چشم را بند و غرض از اطلاع + ہرچہ نکلیں جنین + طمع خون + مکان غذا سے اور ست اوطان و در  
 از دریش انجمن محبوب کرد + خون تن + ابر و دیش محبوب کرد + زمینہ انواع نعمت مذکورہ و یو خون آدمی نہ اند چاشت غرض  
 بر تو ہم طمع خوشی انجمن + شد جبالہ ن خوشی با و دان + طمع و ذوق این حیات پر غرور + از حیات سستہ کر و کرد +  
 پس طمع کورت کند نیکو بان + بر تو پوشانند یقین + ایلیان + حق ترا باطل نماید از طمع + در حق تو یہا فرماید از طمع با طمع  
 نیز از شو چون رہتان + تانہی پاپر سر آن آسمان + مکان در اندر چون در آئی واری + از غم و شادی قدم بہ چون  
 چشم و جانت روشن حق میں شود + بی ظلام کفر نور دین شود + پندروان را پذیرا شو جان + تباری از خوف مانی در آں  
 بشو اکون قصہ کشیل آن + تباری در حقیقت نور جان + معنی با و اگر اس جنین سکنت کہ وہ وہ عجا بہات اس  
 جہان میں ہیں جنکی صفت نہیں ہو سکتی تو اس اندھیرے کی آزمائش میں کیا پڑا ہو اور سنگنا میں + تہا پائون چھو  
 بصورت شخص معذب چارنخ کے خونخواری اور قید و غماستون اور رنج میں کیوں آلودہ ہو رہا ہو تو وہ جنین موافق  
 حکم اپنے حال کے کہ مطلق واقف نہیں ہو منکر ہی ہوتا اور اس پیام و رسالت سے منہ پھیری لیتا اور کافر ہوتا  
 اور کہتا کہ یہ سب باتیں محال و فریب و دھوکے کی ہیں اس واسطے کہ وہ تو اندھا ہوا اور ہم اندھے کا اس بات سے  
 دہر ہو کیسے آہیں سائے جس جس کو اس کے ادراک نے دیکھا ہی نہیں وہ ادراک منکرنا کرا اسکو کیسے نے جیسے  
 عام مخلوق اس جہان میں کہتا ہی ابدال اس جہان کا حال بیان کریں کہ یہ جہان کیا چیز ہو ایک تاریک



و شاک جگہ ہے اسکے سوا اور ایک جہاں ہو کہ جس میں نہ ہو نہ رنگ ہو نہ تن نور جلا لکھو گیون سے پاک  
 خدایا لیکن یہ بات بدال کی عام خلق سے کون سنے اس سبب سے کہ طبع بڑا ایک متوا مضبوط پردہ ڈالے  
 ہوے ہو یہ طبع وہ ہو کہ نہ کانون کو سننے دیتی ہو نہ آنکھوں کو دیکھنے دیتی ہو تا اطلاع پائے اور اُدھر جوع  
 ہوئے جیسے اس صہن کو کہ اسکی ان جگہوں یا خیر میں غذا خون ہر خون کی طبع نے محبوب کیا ہو اور خون تن کو  
 مرغوب کر رکھا ہو اور پس نشتوں سے فرو بردا ہو اور سوا سے خون کے کوئی غذا چاشت کی نہیں ایسے ہی کچھ  
 بھی طبع اس جہاں کے خوشی کی حق اعلیٰ وہ ان کی خوشی کو چھپائے ہوے ہو چھکوا یا اس حیات پر غور کی طبع نے  
 جو ایک دھوکا ہی دھوکا ہو فردہ میں ڈالا ہو کہ حیات رشتین سے صحیح اور وقتی ہو اندھا بنا رکھا ہو پس خوب  
 جانے کہ یہ طبع چھکوا نہ ہا کہ رہی ہو اور بیشک یقین کو جسے چھپا رہی ہو اس طبع کے سبب سے چھکوا حق ہل معلوم ہوا  
 اور اسی سے تجہد میں کوریان بڑھتی ہیں جتنے رست لوگ صراطِ مستقیم کے چلنے والے ہیں سب طبع سے نیاز ہو  
 ہیں تو بھی نیاز ہو تب تو اس آستانہ کے سر پائون رکھ گیا کہ جسوقت آسکے دروازہ سے اندر گھسے تو غم و شادی  
 سب سے چھوٹ جائے اور سب سے الگ ہو جائے آنکھ تیری روشن اور حق بین ہو جائے اور طلاق کفر و کفر  
 ہر تن نور دین ہو جائے جس لازم ہو کہ نصیحت مردوں خدا کی سن اور ان تو ہر خون و خطر سے چھوٹ کے ان  
 میں ہو جائے اب تیشا ایک قصہ مجھ سے سن تو حقیقت میں نور جان کا اس سے چھکوا حاصل ہو

### قصہ پل کون کے کھانے والوں کا اور نہ مانا نصیحت ناصحوں کا

قولہ ان شیدی نو کہ در بند وستان دید و انائے گروه و دستان گرسنہ ماذہ شدہ بی برگ عور میرید از سفر از راہ  
 مردانیش جو شد و گفت خوش سلامی شان چون گلشن گفت گفت و ان کہ بزجوع و زلا جمع آمدن تانی بن کر بلا ملک  
 اٹھ اٹھا و قوم حیل مانا شد خوردان فرزند پل پل بہت میں ہو کہ انکوں پر وید ہندس از جان اول شبنو میں بچا  
 اندر راہ تان میبایشان بہت میں لکھا و تان بس طوطی اند و لطیف مازوسین لیک و رشان بود اندر کہیں  
 از پی فرزند صدف رنگ او او کہ دو و حیرت آہ آہ آتش و دو آید از فرطوم او و انکھندان بچہ حرم او المعنی  
 چچہ گنگی محبوب او معروف بر بہنہ طوطی بچا و ملی اور و جیسے ہیں منہ فرزندین بفتح نا فرطوم باضم ہندی باقی کی نو  
 فراتے ہیں کہ تو نے وہ نقل بھی سنی ہو کہ ہندوستان میں ایکے انانے ایک گروہ دستوں کا دیکھا سب بھوکے تھکے  
 ہائے بے قوتہ ننگے کسی راہ دور کے سفر سے آئے ہوئے اس نام کی وانا فی بقعنا سے محبت جوش میں آئی انکو سلام کیا  
 اور جن اخلاق سے گلشن کی طرح انکو دیکھ کے شگفتہ ہوا انکو کہا میں جانتا ہوں کہ بھوکا و غلابعدہ سے عاجز ہو کے تم لوگ اس  
 کر بلا میں جمع ہوے ہو لیکن اللہ اللہ و قوم بزرگ باقی کے بچوں کو ہر گز اپنی خوش مست بنائو تو کہ راہ اللہ کی  
 واسطے تمہارے کے ہر اب جدھر کو تم جاتے ہو اُدھر ہی کو ایکس پل مست گیا ہو تم مست جاؤ میری

نصیحت جان و دل سے سنو اسی راہ میں مختار پہل پہل گئے ہیں میں جانتا ہوں ان کا حکم کار تھا سب کے لئے خواہ  
ہو وہ تو نہایت نادار و لطیف اور موٹے ہیں لیکن ان انکی تاک گھات میں لگی ہو اپنے فز و مذ کے لیے  
سو فرنگ تک چلائی ڈکراتی جاتی ہوا اور آہیں کرتی ہوا دھوٹا سے لگا اور دھوان اسکی کھلتا ہوا خدا  
بچائے جیسے وہ اپنے بچے مردہ کے اپنے شہناک ہو اختلاف شمع بحر اطلال میں طریقت کو ظریف جو معنی شطیج  
کے ہوا و رہا ان جہش بمعنی کو خنیں لکھا ہوا قولہ اولیا اطفال حق اندازے میں در حضور و غیبت آگاہ باخبر  
غیاثی بندیش از نقصان شان + کو کشد کین از برای جان شان - گفت اطفال من اندازین اولیا + در غریب فرزند  
از کار و کیا + از برای امتحان خوار و یتیم + لیک انداز سر منم یار + ندیم + پشت + در جہل عصمتا سے من + گوئی  
ہستند خود و اجزای من + ہاں وہاں این حق پوشان من انداز + صد ہزار انداز ہزار و یک حق انداز و نہ ذکر کو  
بیک چوب ہنر + موسیٰ فرعون را زیر و زبر + ورنہ کو کر دے بیک نفرین + بہ نوح شرق و غرب را غرقاب خود +  
بر کند سے یک دعا ی لوط را + جملہ شہرستان شان را بر آید گشت شہرستان چون فردوس شان + و جلد آب یوسفی  
نشان + موسیٰ شام است این نشان میں ہنر + درہ قدسش بہ منی ہر گز نہ صد ہزار ان انبیاء سے حق پرست +  
خود بہر فرنی سیاستا بدست ہمعنی نفرین دعا سے بد قرآن بالفی صدی اب بقولات مولانا ج کے ہیں کہ جیسے نیل  
کے بچے تھے ایسے ہی او پہلو لیا اطفال حق کے ہیں حضور و غیبت دونوں حال میں وہ اُنسے آگاہ ہوا و ہنر  
مہین قوم حق سے غائب ہو انکا نقصان و ایذا ہر گز نہ تجویز کر سوا سطلے کہ وہ انکی جان کی واسطے تھے کینہ لیکھا اور  
انتقام کر گیا جیسا کہ فرمایا تھا عیالنا نظر المؤمنین یعنی لازم ہے ہر دو مومن کی اور فرمایا کہ یہ اولیا میرے  
اطفال ہیں اور غریب میں ہیں کہ کار و کیا سے خود ہیں یعنی نہ کوئی کام دینوی کہتے ہیں اور نہ کیا کہ خداوند کا  
اور کیسے کار دے ہوں بلکہ آزا و مطلق جیسا کہ حدیث میں ہوا مخلوق عیال اللہ جہم الی اللہ انفعم لعیالہ ہنر  
الی اللہ انفعم لعیالہ مخلوق اللہ کی عیال ہیں میں دوست ترافے اللہ کے نزدیک وہ ہر کوئی نفع پہونچانے  
اللہ کی عیال کو اور بہنوض ترہو ہوا اللہ کے نزدیک کہ ایذا دے اسکی عیال کو میں نے اور لوگوں کے  
استحسان کہہ کر دیکھوں انکے ساتھ کیا کرتے ہیں خوار و یتیم کیا ہو لیکن پوشہ میں انکیا اور ندیم ہوں یہ لوگ میری  
جہلہ لگا + اشتون سے پشت دار ہیں گویا میرے اجزا ہیں جنہو اور خبر داریہ گڈی پوش خاص میرے ہیں ہنر ازین  
سوہ ازین لکھن ہزار جتنے ہیں سب ایک تن ہیں اور اگر یہ بات نہوتی تو ایک چوب ہنر سے جو ملد دعا سے ہر ایک  
موسیٰ فرعون جیسے کو زیر و زبر کب کر سکتا چوب ہنر عصا کو موافق زید محمد کے کہا کہ ہر کام موسیٰ کو دیتا تھا  
کشتی ہو جاتا تھا اور سواری کی ضرورت میں سواری اور علی ہذا اور اگر تخصیص میں لوگوں کی نہوتی تو نوح  
اپنی ایک بد دعا سے شرق و غرب کو غرقاب کیسے کر دیتا ایسے ہی لوط کی اکینہ عا ہر تمام شہرستان اپنی قوم کے

کیسے اکثر چھپکتی وہ شہر ان کے ناز و سربلند فرودس برہن کے تھے پھر وہ دریا آب سید رو کے نشان دیتے تھے  
اور یہ نشان اور یہ خبر طرف شام کے ہر بیت المقدس یا دشت مقدس کی راہ و گزیر جیسا کہ فرمایا اکمل لقرون عظیم  
مصححین و باللیل افلا تعقلون اور بیکاب اور قریش تم سپر گذرتے ہو رات دن اور پھر نہیں جانتے اور لا کھون انبیا  
حق پرست ہوئے ہیں اور ہر قرون میں سیاستیں ہوتی چلی آئی ہیں اختلاف شرح بحر العلوم میں یہ وی کو  
سید و نہیں لکھا ہوا ورنہ پیش کو میندیش قولہ کہ گویا میں بیان افرون شود و خود مگر چہ سنگ غار ما خون شود  
خون شود کھما و باز آن ہفتہ تونہ مینی خون شدن کوری و در طرفہ کور و دو بین و تیر چشم لیکار و شتر یعنی  
غیر شتر موبو میند ز صوفیہ حرم اس بقصص بے مقصود و ناہم جو غریب و موبو میند ز صوفیہ حرم اس بقصص بے مقصود و ناہم جو غریب و موبو میند ز صوفیہ حرم اس  
پرنشتر بقصص کی کھو و ناہم جو غریب و موبو میند ز صوفیہ حرم اس بقصص بے مقصود و ناہم جو غریب و موبو میند ز صوفیہ حرم اس بقصص بے مقصود و ناہم جو غریب و موبو میند ز صوفیہ حرم اس  
چون میند ز صوفیہ حرم اس بقصص بے مقصود و ناہم جو غریب و موبو میند ز صوفیہ حرم اس بقصص بے مقصود و ناہم جو غریب و موبو میند ز صوفیہ حرم اس بقصص بے مقصود و ناہم جو غریب و موبو میند ز صوفیہ حرم اس  
تو نہ مینی برگمار کھما کھ زمان رقصان نہ تحریک صبا و تونہ مینی لیکاب مہر گوش شان و برگمار باشا خواہم کھ زمان  
تو نہ مینی برگمار کھ زمان رقصان نہ تحریک صبا و تونہ مینی لیکاب مہر گوش شان و برگمار باشا خواہم کھ زمان  
ہیں وہاں بر بند از ہزل و عمو و جرمہ پیش روی اور چیری گو و سر کش گوش محمد و سخن کش گویا در نبی حق ہوا و ان  
سرب گوش ست و چشم ست آن نبی و حجت حق مرضع ست معاصی ملین سخن پائین او بازان سوی ہل ہل بر کا خازان  
العینی فرماتے ہیں اگر ان قرون کی سیاستوں کو بیان کروں تو یہ بیان بوجہ جائے اور وہ اسی سخت سیتہ ہیں  
کہ مگر کیا چیز ہو سنگ خار سخت بھی منکھ خون ہو جائے پھر کہتے ہیں گو سپاہ خون ہو جائیں اور خون آنسے نچرے لیکن  
تجھ کو خون ہونا کیسے سوچھے کہ تو اندھا ہوا اور وہاں عجب اندھا کہ وہ ہیں بھی ہوا ورنہ شتم بھی لیکن اشتر سے  
سوائے شتم کے کچھ نہیں دیکھا اسلئے کہ شتم نفع کی چیز ہوا و جد و حال سے اس کے کچھ غرض نہیں آئندہ بیان ہل حال  
ریا کار کا ہونے حرم انسان کی اپنے نفع کے لالچ سے اونٹ کا بال بال تو دیکھتی ہو اور قصص کچھ کچھ بطحہ مقصود  
وہی حرم نفع کی خوشی میں جیسا سچا تے ناچتا ہو پھر فرماتے ہیں کہ بال بال تو بشر اپنی حرم سے دیکھتا ہوا و  
رقص اسکا خالی فیہ سے ہوا و شر سے بھرا یہاں رقص کیا کرتا ہو وہاں کر تو شکستہ ہو یعنی خود ہی خود مینی  
تیری ٹوٹے اور جہاں چہ پیش شہوت سے مٹکائے تا جھک و ریش شہوت کا سوچھے اور اپنے نقص پر طبع ہو کے  
ازا کہ کرے یہ موقع رقص کا ہو یہ لوگ تو رقص و جولان بر سر میدان لوگوں کے دکھانے کو کرتے ہیں اور جو  
مرد ہیں وہ اپنے خون میں رقص کرتے ہیں یعنی باطن میں اور پوشیدہ اس طور پر کہ جب اپنی خودی کے ہاتھ  
سے نجات پاتے ہیں تا لیان بجاتے ہیں اور جو اپنے نقص سے کو د جاتے ہیں ناچتے ہیں انکے مطرب انکے  
اندرون میں دن بجاتے ہیں نہ یہ مطرب ظاہری جس سے وہ ایسے شور مین آ جاتے ہیں کہ انکے شور سے

سندھ روئے کے منہ میں جھانک کر دیکھتے ہیں تو اس بات کو نہیں دیکھتا کہ تپتے شایخون پر حرکت کیا ہے یہ کسے  
تالیان بجاتے اپتے ہیں گھجگو نہیں سوچتا ہے کہ تپتے اور شاخین ملے انھیں کے کانوں کے واسطے تالیان  
بجاتے ہیں تو تپتوں کا تالیان سبب نہیں دیکھتا ہے کہ واسطے کہ اس کے سننے کو گوش دل چاہیے گوش بین  
اور وہ گوش دل جب نصیب ہوں کہ ان گوش سر کو ہزل و دروغ سے بند کر تو اپنے شہر جان میں فروغ  
دیکھئے لا جو رقم نہ کو ہزل و سپودہ سے ایسے عجب بند کر اور واسطے وصف روئے ار کے کوئی بات منہ سے ست نکال  
گوش محمد علی اللہ علیہ وسلم کے ہزل و دروغ کے سنتے میں سرکشی کرتے تھے یعنی سنتے ہی نہ تھے اس سبب  
منافق انکو ایذا دیتے تھے حالانکہ خدا نے انکو قرآن میں ہوا ذل فرمایا ہو یعنی خاص کان کا قال اللہ تعالیٰ  
و منہم الذین یؤذون النبی ویقولون ہوا ذل قل ان ذلکم ینبئکم انکم لکنتم لکونین درجۃ للذین آمنوا انکم والذین یؤذون  
رسول اللہ عذاب الیم یعنی بعض منافقوں سے وہ لوگ ہیں کہ ایذا دیتے ہیں نبی کو اور کہتے ہیں کہ وہ کان ہو  
جو کچھ ہم کہتے ہیں سنتا ہو اور تصدیق کرتا ہو تو کہہ اس محمد کہ کان تو ہوں مگر خبر کا کان تھا سے واسطے اور ان  
لوگوں کے جو ایمان لائے انہر اور ایمان لائے مومنوں کی بات پر کہ جو کچھ کہتے ہیں سچ ہو اور رحمت واسطے  
انکے جو ہم میں سے ایمان لائے اور جو ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو انہر عذاب در ذناک ہو وہ نبی سر ہر گوش  
و چشم ہو اور وہ رحمت حق اور ہمارے لیے دایہ اور ہم طفل شیر خوار کہ ہجو رحمت حق کا شیر لپاتا ہو جس پھر گریز ہو نہ  
قصہ کے کہ اس بات کی تو کچھ نہایت نہیں ان اہل ذلیل جبکا ذکر شروع کیا تھا انکی طرف چل الخلافہ شرح بحر العلوم  
میں گوش شان کو گوش شان مرکب کر کے لکھا ہے جو پیشہ ہوتا ہو کہ کوئی ایک لفظ و آخر شروع کے دونوں مصرعوں میں باریک  
اور آغاز ان لکھا ہو اگرچہ ان ردیف ہو سکتا ہو مگر میں اخیر مصرع میں ان کو اچھا سمجھتا ہوں اس شعر و غنائتیں ہو جا

بقیہ قصہ متحرران قبل بچکان

قولہ ہر دو بان ایل ہوئی کیا نہ گروعدہ ہر شہر بری تہذیب کا یا بد کباب جو خوش تانانید ہتمام و زور خوش الحما ہی بند کلا  
حق خوری و غیبت ایشان کنی کفر بری بہین کہ پو پائی ہان بان خالق ست کہ بد بان غیر ان کو صادق ست کہ وہ  
آن افسو سے کش بوی گیدہ باندا اندر گور شکرا نکیر نے وہ بان دزدیدن ہکان زان ہمان و فزوان خوش  
کروان ازداد و وہ بان آب و روغن غیبت ہر و پیش راہ حلیت غیبت عقل و ہوش را چہ نہ کو بہر خما سے گریز  
شان + بر سر ہر اثر خا و مرز شان + گریز غر ایل انگریزہ کہ نہ بینی چوب و آہن در صورہ ہم بصورت حق نماید  
گہ کسے + زان ہان بخوابند آگے + گوید ان رنجور کا عیال حرم ہیست ایش شیر بر فرق سرم چون نمی میند ان زیار ان اثر  
در جواب انیادان کا عمو انہی پیغم باشد این خیال + چہ خیالست انکہ بہت از ارتحال + یعنی چہ ہوتا تھا اسی  
و انکی طرف سے فراتے ہیں کہ وہ پل ہر ایک کے منہ کی جو سو گھستا پتھر ہو اور ہر شہر کے معدہ کے گرد بچتا ہو



تو بہان کہین ہو گلاب اپنے سپر کی پائے اسکو انا انتقام و زور و کھائے آگے مقولات مولانا ج کے ہیں تو  
کسے گشت بندگان حق کے کھانا ہو اور غیبت آنکی کرتا ہو آخر بلا یا بیگنا جیسا کہ فرمایا لا تغیب بعضکم بعضا آپ  
احمد کم ان یا کل کرم اخیه میتا فلا تمیز و اتقوا اللہ ان اللہ تو اب رحیم چاہیے کہ غیبت نہ کرے کوئی کسی کی اتسے کیا  
وہ دوست رکھتا ہو اس بات کو کہ کھائے گوشت اپنے مرے ہوے بھائی کا پس کمرہ جانو اسکو اور جو ہند  
سے بیشک اللہ تو بہ قبول کرنے والا ہو اور رحیم ہو خبردار ان کو گوہن کا جو غیبت مردان حق کی کرتے ہیں  
متنہ سو گننے والا خالق ہو پھر سو اُسکے جو صادق ہو اور کون جان بیا لیانے والا ہو اب واسے اُس افسوس  
کہ اُسکے ہو گئے گوہرین منکر نکیر مہون کہ نہ تو ان بزرگوں سے متوجہ چرانے کی طاقت ہوگی نہ کچھ داد و بخش سے کام  
نکلیگا نہ کوئی ایسا اب و روعن بیگنا کہ جس سے اپنی صورت بدل ڈالے جیسے بہر پیسے بدل ڈالتے ہیں  
یہ عقل و ہوش کو راہ حیلہ کی آوروہ اپنے گز کے زخم ہر زائخ کے سر و مقصد پر مارے گی کہ معاذ اللہ اب گز خراب  
کا اثر دیکھو کہ نہ انکی صورت کسی لکڑی سے ہو نہ آہن سے اور کبھی کبھی صورت بھی معلوم ہوتی ہو لیکن اُس سے  
بیار ہی آگاہ ہوتا ہو اور کتنا ہو کہ او گھر والو کیسی تلوار میرے سر پر ہو اور گھر والوں کا خیال کہ انکو کوئی  
نظر نہیں آتا تو وہ جواب دیتے ہیں کہ احوال دھے ہم تو کیسکو بھی نہیں دیکھتے تیرا خیال ہی خیال ہو اور یہ  
خیال بھی از خیال سے ہو یعنی رحلت کا وقت قریب ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں کہ نہ بتی کہ گز نہ بتی لکھا  
قولہ خیالست این کہ این چنچ نگوں + از نسیب آن خیالی شد چونوں + گز با و متیغ محسوس شد + پیش بیار و  
سرش منکوس شد + او بھی عینہ کہ آن از مہر اوست چشم دشمن بستہ زان چشم دوست + حرص و نیارفت و  
چشمش تیز شد چشم اور روشن کہ چون جو نر ز شد مرغ بے ہنگام شد آن چشم او + از نیچہ کہ او چشم او + سر برین  
واجب آمد مرغ را + کو بغیر از وقت مہنہ اندورا + ہر زمان از صیت جزو جانت را + بگراند مرغ جان ایامت را  
عمر تو مانند ہیمنان ز رست + در روز شب مانند نیار شمرست + بیشمار و میدہد ز بیو قوت + تا کہ غالی گردد و آید  
خسوف + گز کہ ہستانی خوشی جیلے + اندر آید کوہ از ان وادان زیاسے + پس بنہ برجای ہر دم را غرض تاز  
جد و اقرب یا بی غرض + در تمامی کار با چندین کوش + جز بجاری کہ بود در دین کوش + عاقبت تو رفت تو ہی  
تا تمام ہکارایت ابریزان تو خام + و ان عمارت کردن گورو لحد و نوبسنگ ست و نہ چوب نزلہد + بلکہ خود را در  
صفا کو رہی کنی + در صنی او کنی و صنی این منی + خاک ابر گردی و در خون غش + تا دمست یا بدد با از و شش +  
گو رخا نہ قہما و کنگرہ + بنود از اصحاب منی آن سو بگر کنون رنگ طلس پیش را + بیج طلست گیر دہوش را +  
در عذاب منکرست آن جان او + کہ موم غم در دل عثمان او + از ہون پر ظاہش نقش و نگار + و ز درون ہشام  
دور زار + و ان کی بنی دمان دلت کہن + چون نبات اندیشہ و شکر سخن + المعنی منکوس گوہنار و سرنگون

لہذا بھلا مہال بیاہر پڑنا وہ فرماتے ہیں گھر والے تو خیال تھاتے ہیں لیکن عیب ہی خیال ہو چکی ہے یہ  
 یہ چرخِ سگنوں ایک خیال ہو گیا ہو اور مثلِ فون کے غنیدہ بس بیاہر کو وہ گزرتی ہو محسوس ہونے لگے اور سب پیش نظر  
 اب سراسر کھجک گیا یہ تیار تو دیکھتا ہو اور مانتا ہو کہ یہ سب گزرتی ہو میرے ہی واسطے ہیں لیکن دوستِ دشمن کی  
 چشم سے چھپے ہوئے ہیں وہ نہیں دیکھتے اس وقت میں جس دنیا کی گئی اور انھیں چیز و روشن جو کے خون  
 بہانے لگیں اب آگدوں سے خون بہانا ایسا جیسے مرغ بے ہنگام کی ہانگ کہ نتیجہ کبر و خشم کا سامنے آیا بس  
 اس مرغ بے ہنگام کا سر کاٹنا واجب ہو کہ یہ وقت بولتا ہو اور سر ہوتا ہو اور مرغ بے ہنگام انھیں جو وقت  
 رونی ہیں رونے کا وقت تو گزر گیا تو جاتا ہو کہ نزع کا ایک وقت معین ہی نہیں ہر وقت تیری جزبان کے  
 واسطے ایک نزع ہو بس اس نزع جان میں ہر وقت اپنے ایمان کو دیکھے رہ اور اُس کے ذکر سے غافل مت ہو  
 ع شاید یہ نفسِ نفسِ دل میں بود و عمر تیری ہی ہو جیسے زر کی ہیمانی اور یہی رات دن اس ہیمانی کے دینا  
 شمار کہ گنتے ہیں اور یہ ہو وقت اپنے اُس زر کو انھیں دے رہا ہو یہاں تک کہ ہیمانی خالی ہو گئی انھی خون  
 آجائیکا مثلاً ایک پہاڑ ہو اُس میں سے تھوڑا ہی تھوڑا لو اور چکو رکھو نہیں کہو دو تو کو بھی دینے سے عاجز  
 ہو جائیگا پھر ہیمانی کیا چیز ہو جس کو چاہنے نقد عمر کو و زو شب صرف کر رہا ہو مردم اسکا عوض نہ کہتا جاتا و سب  
 و اقرب سے نہ عاجل کرے یہی عوض ہو دنیا کے تمامی کاموں میں اتنی کوشش مت کر بجز کام دین کے  
 اس میں جہاں تک ہو سکے کوشش کر دنیا کے کاموں کا یہ حال کہ انجام تیرا تو یہ کہ تو دنیا سے چل ہی گیا  
 اور کام تیرے اتر و ناتمام رہ ہی جائیگے اور روتی تیری جو توشہ راہ آخرت کا ہو وہ بھی کبھی رہی اور  
 جو گوروں کی پر عمارت بناتے ہیں بیہودہ ہو تو نہ سنگ کی عمارت بنا نہ لکڑی کی نہ اسپر مال کثیر صرف کہ بلکہ اپنی  
 گویا غامین بنا اور خودی سے علیحدہ ہو اور وہ جھکوائی اور منی منرا اور ہوا کی منی میں اپنی منی کو دفن کر دیا  
 اسکی خاک ہو یا اور اُسی کے غم میں نہ فون تو تیرا دم اُس کے دم میں سے مدد میں پاتا رہتا ورنہ وہ جاوید ہو گا  
 یہ عمارت گور کی تو نشان چند روزہ ہی نہ زندگی چیشہ کی یہ گور خالی اور گنبد و کنگرے اہل معنی کے سامنے  
 کھرے اور جیہ نہیں ہیں اور یہ جو مردہ کو دفن مہیتی دیتے ہیں مثلاً اسکو طلاس پوش بنایا اسکا یہ رنگ کہ  
 گوئی طلاس بھی ہاتھ ہوش معنی جان کا پکڑ سکتا ہو اور دستگیری کر سکتا ہو اسکو تو طلاس پوش بنایا او جان  
 اسکی عذاب بد میں ہو اور کرم غم کے اُسکے دل عذران میں ڈنک لگا رہے ہیں طاہر تو اسکا پر نقش و نگار  
 کر دیا اور باطن میں اندیشے زار زار بھرے ہیں اب دیکھ اُس وقت پوش کو بھکڑ پانی گڈھی میں داب دیا  
 کی اسکی شکو جیسی باتیں ہیں اور بات جیسے اندیشے جننے نہ کر لکیر بھی شیرین کام ہیں الحلاف شرح  
 بحر العلوم میں چونوں کو کنوں لکھا ہو

### ارجوع بحکایت مسافران فیل بچکان

فول کہ گفت صاحب ہشتاد و پند من و تامل و جان تان نگہداشتن ہا گیا و دیگر گمانے شہید و شکافیل بچکان کم  
 و ہدیہ من ہر دن گردن و امان و نصیحت و جہاد و سعادت کہ بود انجام نصیحت من پتیلین رسالت آمد ہم تار ہا ہم من شمارا  
 از ہم ہا ہین مباد کہ طمع مان رہ و نہ طمع بر گناہین جان تان ہر گناہ این بگفت و غیرا بے کرد و رفت  
 کشت قحط و جوع شان و در راہ زنت و ناگمان دیدن سبوی جاوہ و پور نیلی فریبہ و زادہ و اندرا قتا و نہ چون  
 اگر جان مست و پاک خورد و نہ فروشت ستند دست و آن کی ہمرہ خود و پند داد کہ عاریت آن فقیرش بود یا بہ  
 از کجا بش رافع آما آن سخن و سخت نوبخت ترا عقل کمین و پس بقتا و نہ نصیحت و نہ گرسنہ پاسبان آن نہ  
 و یہ پیلے سہنا کے میر سید و اولاد سہو مار س وید و بوی میکرو او و ہا فشر اسد با ہر بیچ بوئے زو نیا مذاک و ہا  
 چن باری گرد و بر گشت و رفت و مر و نا زو و آتش میل و فت و مر لب ہر خفتہ را بوی کرد و بوی می آمد و را از آفت  
 مرو کہ کباب پیل و اودہ خوردہ بود و ہر درانید و کشتش پیل و و و در زمان او یک بیک از ان گروہ و سید را نید  
 بنو دوش از ان شکوہ و ہر ہوا انداخت ہر یک از گروہ و ہا ہر زو بر زمین پناہ گمان و اسحقنی اسی صاحب نے  
 کہا کہ میری نصیحت نافہ و قول و جان تمہارا امتحان میں نہ چڑجائے جسی برگ دیگاہ بگل پر قناعت کرو  
 فیل بچکان کے شکار کہ ہر گزمت جاوہ میری گردن میں جو نصیحت کا جال تھا یعنی میرے ذمہ نصیحت تھی  
 وہ کی اس واسطے کہ نصیحت کا انجام سعادت ہو متیق مگو یہ پیام ہو پچانے آیا تھا تو تو کو نہ دامت سے بچاؤ  
 خبردار ایسا نہ کہ طمع تمہاری راہ مارے او طمع تمہاری برگ کی شکو اس جان ہی سے اکیڑوئے یہ کہا اور  
 خبردار کیلکہ وہ صاحب تو پیل یا اور اٹکا قحط اور اکی بھوک اس راہ یعنی شکافیل کے بچکان میں کہ اختیار کی تھی خوب  
 موٹی اور مضبوط ہو تی اسی حال میں اتفاقاً ایک راہ کی طرف ایک فیل کا بچہ فرہ نوزاد و دیکھا سب برگ  
 مست کے مثل اسکو لپیٹ گئے اور مار کے بالکل کھا گئے اور ہاتھ و ہوک کے بیٹھ رہے مگر ایک ہمارا ہی نے  
 انکے نہیں کھایا اور انکو بھی نصیحت کی کہ اسکو اس فقیر کی بات یا تو تھی بس وہی بات اسکو انکے کباب  
 کھانے سے مانع ہوئی دوسرا مصرع مقولہ مولانا رحم کا ہو کہ جب آدمی کا نصیب تادہ و جوان ہوتا ہو تو وہی  
 چیرانی بات عقل کی سوجھنا ہو آپ یہ سب تو کباب کھا کے پڑے سو گئے مگر وہی بھوکا پاسبان اس گلا کا  
 جاگتا رہا اسکو بھوک کے مارے نیند نہیں آئی دیکھا کہ ایک فیل نہایت سہنا کہ آتا ہو اور اگر پہلے ہی بچہ  
 پاسبان کی طرف دڑا اور باتیں و منہ اٹنے اسکا منہ سو گھما کوئی بونا گوار ہکو نہ معلوم ہوئی چیر گئی بار اس کے  
 گرد و پیر کے چلا گیا اور اس شاہ پیل زنت نے اسکو کچھ نہ بتایا من بعد ہر خفتہ کے لب اٹنے سو گھے اُن کے  
 لبون سے اسکو بو آتی تھی اس واسطے کہ انھوں نے تو کباب پیل زادہ کے کھائے تھے انکو اُسے فوراً چیر ڈالا

اور مار کو لاغرض دم بھین آئے اس گروہ سے ایک ایک کو پھانسی دیا اور کچھ پروانہ کی اور ہر ایک کو  
ایسا زور سے اوپر پھینکا تھا کہ زمین پر گرنے سے زمین میں شگاف ہو جاتا تھا تھوڑے عرصہ میں خلق  
ازرہ بگڑا تانیا روغن ایشانت بزور مال ایشان خون ایشان و انھیں بڑا نکال از نور آید زمین مادی  
خیل بچہ کین کشہ خیل بچہ خوارہ را کہ کشہ خیل بچہ بخوری اسو پارہ خوارہ ہم بر کار و ششم خیل از قود مارہ بوی رسوا  
کر و کر اندیش اسو خیل از بوی خشم نوش اسو آنکلیہ بوی رحمن از زمین و چون نیا بوی بلبل از زمین و مصطفیٰ  
چون بورد از راہ دور و چون نیا بوزادہ ان مابخور ہم باید لیک و شانزہ بوی نیک و بد بر آید بر جا و تو بچہ  
و بوی آن حرام و میزبنا آسمان سبز فام و ہمو انھاس رشتہ میشود تا بگویند ان گروہ و میرود و بوی کبر و بوی محرم  
بوی آزد و رخن گھٹن بیا بچہ چون پیازہ گروہی سو گندمن کو خورہ ام و از پیازہ و سیر تقویٰ گروہ ام و آن بوت  
سو گند غازی کند بر دماغ ہندشیان بزرند پس دعا بار و شود از بوی آن و آن دل کر میناید از زبان و خندا  
آمد جو ابلہ دعا و چوب رو باشت جزاے ہر دعا مگر حدیث کر ثوبہ مصیبت بہت و آن کرشمی لفظ مقبول نہایت  
و ربو معنی کر و خلعت نکو و انچنان معنی نیز زدیک سو و المعنی آب قولات مولانا کے ہیں کہ اس خون کھانے پہلے  
خلق کے اس خون خورہ اسی و ظلم سے باز آ تو خون اکھا تچہ چلے کرے اور انکے مال کو بھی اکھا خون مقیم جانے  
کسو اسلے کہ مال بھی بزور ہاتھ آتا ہوا و مال کی بڑبان میں ہوتی ہو دیکھو مار اس خیل بچہ نے کسی عداوت اپنی  
کھالی او جن خون نے خیل بچہ کو کھایا تھا کیسا اس کے بل کو انھیں ہو پنا یا تو بھی خیل بچہ کو کھاتا ہوا و دائرہ و توت  
کھانے والے وہ خیل تیرا دشمن ہو ضرور جھکو ہلاک کر گیا خیال دو کر ان کر اندیشوں کو انکی بونے رسوا کیا کہ خیل نے بو  
اپنے دشمن کی پہچان کے انھیں کو مارا جو اسکے دشمن تھے اور وہ شخص کہ بوی رحمن کی ہیں سے معلوم کیے کہ وہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ کافی لاجدیح از جن ملہین بین پاتا ہوں و جن کی میں سے پھر ہم میں جو  
بہ باطل کی ہوا سو کیسے نہ معلوم کرے شوہر کا تفسیر جو کہ مصطفیٰ جباتی راہ دور سے جو معلوم کر لین تو ہوا سے  
منہ کے بخارات کو کیسے نہ معلوم کر لینگے و معلوم ضرور کر لینگے لیکن ہمارے عیب چھپانے کی نظر سے نہیں گتے و نہ بدو نہ نکات  
خواہ بد آسمان پر پہنچتی ہو تو سوتا ہوتا ہوا و حرام کی جو جو تینے کھایا جو مرغ سبز فام تاک جاتی ہو تیری نہیں  
جو چلتی ہیں انکے ساتھ وہ جو بھی ہوتی ہو راہ آسمان کے جو بولنے والے ہیں ان تاک جاتی ہو تو کبر کی اور بدھ کی  
اور بوزاری کیا باتیں کرنے میں پایز کی طرح منہ سے نہیں آتی بالقرض اگر تو قسم کھائے کہ میں نے یہاں نہیں کھائی  
اور لیسن پایز سے پر ہیر نگار ہو گیا ہوں مگر دم تر جہیں بو پایز کی بھری ہو وہ تو غازی کر گیا تیری قسم کیا  
تصاق کر گئی وہ تو ہنشینوں کے دماغ پہا کر گئے کی بس تیری دعائیں جیترا دل کے زبان سے کر رہا ہو و  
ہونگی اسکی بوسے اس دماغ کے جو ابین قبول کیا معنی انھو آنگیا کسو اسلے کہ ہر دعا کا بد لاچوب رہی ہونے



وہ کہے اس کے کھیر دینا جیسا کہ فرمایا تھا کہ لا سکھوں کہ بیٹھے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو کہ ان اگر تیری بات نہ کہے اور معنی بہت تو وہ کبھی ظاہری ضابطہ خالی کہ مقبول ہو اور اگر ظاہر لفظ تیرے اچھے ہیں اور معنی بہ

تو ایسے معنی ایک تو بیٹھے چارچوڑا بہ بھی نہیں

اس بات کے بیان میں کہ خطا مجہول کی بریکٹوں کے صواب سے بہتر ہو

قولہ ان بلال صدیق و بانگ نماز تھی راہی خوانا اور وی نیاز تا بگفتند از ہم میریت بہت + این خطا اکثرون آغاز بناست + ایہی و ای رسول کہو کار یک موزن کو بود و فتح بیار عیب باشد اول دین و صلاح + لکن خوانا فظ علی الفلاح چشم پیچیدہ و بگفتند ایک دور فرے از غایات نفست + کاوشان نزد خدا ہی بلال + بہتر انصافی جی قیل و قال + و اشعار انہما من را زبان + و انگویم در خود آغاز تا ان + اگر نداری تو دم خوش و دعا + و دعای مجاہد را خوان صفا + معنی اسی بات پر کہ معنی اچھے ہوں لفظ چاہے کہ ہوں فرماتے ہیں کہ وہ بلال جو چہ تن صدق تھے جب بانگ نماز اور وی نیاز کے کہتے تھے تو جیسے ہی کہتے ہی کہتے تھے یہاں تک کہ پیچیدہ لوگوں نے کہا کہ ایہ حضرت آغاز یا اسلام کی ہو یہ بات اچھی نہیں کہ آغاز ہی میں غلط ہو گویا پہلی ہی سہم اندہ غلط آئی ہو اور ای رسول خدا کے دیا کوئی موزن جو افسح ہو بلا وی عیب کی بات ہو کہ ابتدا دین و صلاح کی ہو ورنہ علی الفلاح کو کھن پکارے لکن کے معنی خطا و گفتن ہو حضرت کا غصہ اس بات پر خوش میں آیا اور ایک دور فرین غایات پوشیدہ سے کہیں کہ آج خود خدا کے سامنے یہ ہی بلال کی تھاکے کہ کون سی جی قیل و قال سے بہتر ہو قیل و قال سے مراد بفساحت ظاہر اور اگر ناگہم جو خوش میں رہت لاؤ تو میں تھا یا جیسا اول آخر سے تھا ہر کردن آپ فرماتے ہیں اگر تو دم خوش و عایین شہین رکھتا ہو تو دعا خوان صفا سے ہمیشہ خواہان و دعا کار ہو

حکم کرنا خدا ایتالی کا موسیٰ علیہ السلام کو کہ ایسے منہ سے مجھ کو یاد کر کہ جس منہ سے تو نے گناہ کیا ہو

قولہ ہر آن فرمود با موسیٰ خدا وقت حاجت خواستن اندر دعا کا حکم حکیم خدا من بچو یاہ + باد ہانے کہ نکو دی تو گناہ + گفت موسیٰ سن ہر دم آن دیان + گفت با او دیان غیر خوانا ہاچنان کن کہ وہ نام تر از و شب و در روز با آرد دعا + ان دیان غیر کہ دی گناہ + ان دیان غیر بخوان کا و آگہ + دیان خوش تن + پاک کن + روح خود را چاک و چالاک کن + ذکر حق پاکست و چون پاک ریت بر بندہ ہوں آید پائے میگردد و خدا را از خدا رسب گزیر و چون برافرد و خدا چون در آید نام پاک از دیان دنی پدید آید و خدا آن دیان + معنی یہ حکایت مطابق اس قول کے ہو جو فرمایا کہ اگر تو عایین دم خوش نہیں رکھتا تو خوان صفا طالب دعا کا ہو جیسا کہ خدا ایتالی نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ جو حق تو اپنی حاجت مجھے عایین چاہے تو کاشم

اس شخص کے ساتھ مجھ سے پیار ہو چھوڑ دو جس شخص سے تو نے گناہ نہ کیا ہو حضرت مولیٰ نے کہا کہ انہی میرا ایسا دہن  
کہاں ہو فرمایا مجھ کو غیر کے دہن سے یاد کر لینے ایسا کر کے غیروں سے دعا اپنے حق میں کر کہ ان کے  
دہن راتوں میں اور دونوں میں تیرے واسطے دعا کیا کریں آسائے کے غیروں کے دہن سے تو نے گناہ  
نہیں کیا ہو ان کے دہن سے کہلا وہ کہیں کہ اس کو الگ کیا تو اپنے دہن کو آپ پاک کر اور اپنی روح کو چست و  
چالاک بنا اب فرماتے ہیں ذکر حق کافی نفس پاک ہو اور جب پاک دہن میں پہنچتی ہے پاکی برپا کی حاصل ہوتی  
پھر پیدہ کیسے ٹھہرتی ہو نور اپنا بستر اٹھا کے باہر نکل جائیگی ظاہر ہو کہ بندہ خدا سے بھاگتی ہو دیکھ تو دن کی  
روشنی جب روشن ہوتی ہر رات بھاگ جاتی ہو جس ایسے ہی جو وقت کہ نام پاک اُس کا دہن میں آئیگا  
نہ پیدہ ہی رہیگی نہ کوئی شک و شبہ

اس بیان میں کہ حاجت منہ کا اللہ کہنا عین لبیک کہنا حق کا ہو

قولہ آن کی اللہ میٹھتے شے تہا کہ شیریں گرد واد و کرش لمے ملکوت شیطا لش خوشاموخت روی  
چند گوئی آخرا و پیار گوئی دین ہر اند گشتی اعمتہ خود کی اللہ لبیک گوئی نیاید یک جواب اند  
پیش تخت و چند اند میزنی باروی سخت و او شکستہ دل شد و نہاد و سر وید و خواب او خضر و خضر  
گفت ہیں از ذکر جو ان و اماندہ و چون پشانی از ان کش خواندہ و گفت لبیک منی آید جواب و ان ہی ترسم  
کہ کر و دم و باب و گفت خضرش کہ خدا گفت این بہن مکر و بوا و بگو اے مستحق و گفت آن اللہ تو لبیک ہا  
این نیاد و سوز و دردت پیک ہست و خدایا در کار من آورده ام نہ کہ من مشغول نوکرت کر و دم و جلیہا و  
چارہ جو پشامی تو جذب مابود و کشادگان پای تو ترس و عشق تو کہ نہ لطف ہست و زیر ہر رایت تو لبیک ہا  
جان جابل خین و عاجز و درویشیت و انا کہ یارب گفتارش و ستوریت و بروہان و پریش قفل ست و بند تانہ  
بر خدا وقت گزیدہ و لضعی عتو نفع اول تنکیر و کش لبیک حاضر ہون تیری خدمت میں حاضر ہونا خضر با کسر فتح  
اول و کثرانی نام غیر بہشتیں تازگی و ہنری ایک شخص اللہ اند رات میں کہا کرتا تھا انا کے نوکر سے  
شیریں لب ہوئے ایک رات شیطان نے کہا کہ چپا سوخت رو بہار گوگ تک بیکہ آخر کچھ فائدہ بھی ہوئی  
کشر اسقا اللہ اللہ کہتا ہو کسی ایک اللہ کے جواب میں بھی لبیک نہا مجھ کو تو اب جواب بھی پیش تانت  
سے نہیں آتا پھر تو ایسی سخت روئی کے ساتھ اللہ اللہ کیوں کیے جاتا ہو اس چارہ کا اس کہنے سے دل  
ٹوٹ گیا اور سر کھلے لیٹ رہا خواب میں اُس نے حضرت خضر کو بہرہ و زار میں دیکھا کہا خبر دار ہو تو ذکر تو سے  
کیوں تھا کہ ہجک پاد کیا کرتا تھا اس سے کیوں پشیمان ہوا کہنا مجھ کو اسکی طرف سے جواب لبیک کا نہیں  
۱۲ ہون میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مرد و درگا و نہر خضر نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہو کہ اگر محتسب تو ہوا اور

اس سے کہ کہ وہ جو تو خدا تھا ہو وہی لیک ہمارے ہوا اور یہ تیرا نیاز و سوز و درد سب ہمارے خاصہ ہیں جو تیرے پاس پہنچتے ہیں کیا اس کام میں ہم تجھ کو میں لائے ہیں کیا ہم نے تجھ کو اپنے ذکر میں مشغول نہیں کیا ہو تو اسکو ہماری طرف سے نہیں جانتا تو جو یہ چیلے اور چارہ جو نمایاں کرتا ہو سب ہمارے جذب و کشش سے ہیں اُسی جذب نے تیرا قدم آگے بڑھا دیا ہو یہ تیرا خوف و شوق بھی کمند ہمارے لطف کی ہو اور تیرے ہر راز کے تحت میں ہماری لیبیک ہو دیکھ لے جاہل کی جان کو اس دعا سے سوائے دوری کے کچھ حاصل نہیں ہو اسلئے کہ یارب کہنا اسکا دستور نہیں آئے اس کے دوان و لب پر قفل لگا دیا ہو تا سچ و گمراہ کی قوت ہمارے سامنے گرے یہ زاری نہ کر کے قولہ داد و فرعون را صد ملک مال تا بگردا و دعویٰ عز و جلال بدو رہے عرش ندید او در و سر تا شاہ بسوی حق آن بدگرہ دادا و اورا جملہ ملکاتین جہان بحق خدا و شاد و در و پنج و آن وہاں در آنکہ در و پنج یا ر آن وہاں بدست نصیب و تائش و جہان بدو آید بہتر از ملک جہان بتا جو قیود ابرا و رہنماں خدا ندین بید و از ہر کمیت و نخواستن با و در و از دل بر و کمیت و آن کشیدن زیر لب و از ریا و گردن بہر و آغاز و آن شدہ آواز صافی و خرمین ہا و خدای متعاش و اوصیہا و نالہ گنگ ہر شہ بیچہ نیست و زانکہ ہر غلبہ ہر نہایت و چون سب کہی کہ از مر و درست و برہر خوان شہشاہان نیست و تاقیامت میزد و او پیش غار و غار خانہ آب رحمت بی تقار و ہا و ببا سب پوست کو را نام نیست و لیک اندر پردہ بی انجام نیست و جان بدہ از ہر انجام و حوسہ و بی جہاد و صبر کر با شد ظفر و صبر کر دن مہر این نبود و حرج و سیر کن کہ صبر مفتاح الفرج و زین کہین بی صبر و حزمی کس سخت جزم را جو و صبر گمراہ و دست و لکھنی دیکھ فرعون و اللہ تعالیٰ نے سیکڑوں قسم کا ملک و مال دیا یہاں تک کہ اس نے دعویٰ خدائی اور عز و جلال کا کیا لیکن تمام عمر کبھی اسکا سہرہ بھی نہ دکھا تا وہ ہر اصل خدا کے سامنے نالہ و داری نہ کر سکے سارا ملکاتین جہان کا حق تعالیٰ نے اسکو دیا لیکن در و در و پنج اور وہ دہن نہ دیا کہ جس سے نالہ با و در و گمراہ اس سبب کہ وہ در و در و پنج یا ر اس دہن کا ہو کہ در گاہ حق میں نالہ و داری کرے اس جہان میں حصہ اسکے دوستوں کا ہو جس ملک جہان سے وہ در و در و چھ جہین تو خدا کو پوشیدہ یا و کرے بید و کا یا و کرنا افسردگی سے ہوتا ہو اور بید و کا یا و کرنا عشق و دل بردگی سے وہ آہستہ آہستہ آواز کرنا اور اپنے صبر اور آواز کو یا و کرنا وہ ایک آواز صافی و خرمین ہو جو کہتا ہو اے خدا فرما ورس اور اے مددگار میرے اے غرض نالہ کہ کیا بے جذب حق نہیں ہوتا یہاں تک کہ گنا جو انکی راہ میں نالہ کرتا ہو وہ بھی بدوں اس کے جذب کے نہیں ہوتا کہ اسلئے کہ ہر شوخی و رغبت کی گرفتار ہو اور وہ رغبت ہی مانع نالہ کی توجہ تک اسکا جذب نہ ہوگا رغبت مانع اس نالہ کی ہوگی اور جب جذب اسکا ہوگا تو وہ جذب اس رغبت کو ہر طرف کر دیکھا جیسے سب کہی کہ اول

اس مردار سے جو رغبت ہو چھوٹ گیا تو خوان شاہشاہون پر بیٹھا بیٹھے ان اصحاب کسب کے ساتھ شمار کیا گیا کہ مثل انکے تو شاہ اصحاب کسب میں اسکا بھی حصہ ہوتا ہے یہ سب شاہ و شہر اس دفعہ دخل کے بھی ہیں کہ وہ قراول میں دعا کرنا فرعون کا مذکور فرمایا ہو لیکن اب جو یہ قیدین جڈیا اور ہنر کی اور پیر و دیوی غیر کی لگائی ہیں ان سے سب ناقص دفع ہوتے ہیں کہ وہ دعا اسکی درود و جذب سے معاف تھی ورنہ کیوں دل اسکا نرم ہو سکے اپنی سرکشی سے باز نہ کیا انتہی اور وہ سب کشفی عارفوں کے مثل سامنے اپنے غار کے آب رحمت حق کا بے تغار گونج کے پتیارہ گیا اب فرماتے ہیں اور مخاطب بہت ایسے سبک پوست ہیں اور خراب حال جو بظاہر بے نام و نمود ہیں لیکن درپردہ بے جام عشق کے نہیں ہیں تو بھی اور پھر اس جام کیواسطے اپنی جان دیدے جہاد کر صابر ہوتا محنت و صبر سے تو بھی طغریاب ہوئے صبر کرنا اس خیال سے کہ صبر گنجی کشو کی ہر کچھ حرج کی بات نہیں اسیلے کہ یہ دنیا کی نگاہ شیطان کی ہو اس سے جو ہیچ کے کل گیا جسے صبر و حزم کیا بلکہ صبر خود حزم کے ہتھیار ہیں جیسا کہ فرمایا اللہین باہ و اذینا لہنہم سبناہن لوگوں نے جہاد کیا چارسی راہ میں اور کوشش کی ہدایت کر نیے ہم سب کو اپنی راہوں کی قولہ حزم کن از خروکین و ہرین گیارہ حزم کردن روز نور او یاست مکارہ باشد کو میرا دی جہاد کہہ کو مر باور او زے مند ہر طرف غولے بھیخند ترا کای را در راہ خواہی ہرین یا در ہنایم ہر بہت با شمع رفیق ہن قلاؤ نرم درین راہ و قیق و قلاؤ زہست زہ دانلاو یوسف اکم دوستو این گرگ خود حزم آن باشد کہ نغریہ ترا ہر گشت پوش و انہای این را کہ پچہری دار و زنی پوش اور سحر خوانا میہ در در گوش تو کہ کیا حمان مامور و شنی و ناہ آن است و تو آن مہی حزم آن باشد کہ گوی تخم ام یا سقیم و خستہ این و خما م یا سقم و دوست و در و سر ہر یا م را فہم آیتا آن خالو پیر ہر ایک پوش و ہر پانیشہا کہ بکار و در تو نیشش میشاہ زرا کہ پنجاہ یا شست و ہر یا ہیا او کو در شست مند اگر دہ خود کو دہان پریل و جو پوسیدست گفتارش و غل و غرغ آن عقل و مغرت را برود صد ہزار ان عقل ایک نشود ہر تو خرمین مت و کبیات ہر گر تو اپنی مجوز و سیات و ہر یہ معشوق تو ہم آیتا مت و دین ہر پنجاہ ہر آفات مت و حزم آن باشد کہ چون دعوت کنند تو کوئی مت و خواہان ہنشد دعوت ہشان صفر مرغ دان کہ کند ہیا و در کس نہان مرغ مردہ پیش ہنوادہ کالین و میکند آواز و فریاد و انہیں مرغ پندار کہ جسرل و ست او جمع گیا ہر درویشان پوست او ہر گھر مرغی کہ مرغش واقع و تا نگرد کچ ازان دانہ ملق بہت بیخبری پیشانی یقین و حزم را نگار و محاکم تو دین و زانکہ بیخبری شقاوت ہر وہ دین و دوا و دست و در و سر ہر ہنشد ہن فساد را و شرح این و تا کسوی حاتم ہر اسی حفظ دین و ہر معنی تخمہ بالضم ہر مضمی طعام و خمہ گورستان و غرغ آواز و دانتوں کی جو سخت چیز چاہیے یا جگر سے یا غصہ کے نکلے آہن



نام عاشق کو ویسا ہی معشوق تھی آئین فوج ناگہج کجانات غاری پریشانی و پرگندہ مغزی تلق بے توجہی چاہی  
 و مکاری اور آواز جو کوئی سنگریزہ اور کلون پانی تین ٹولنے سے پانی سے نکلے قراتے ہیں اول حزم اپنی  
 خورش سے کہ کہ یہ بڑی زہریلی گیاہ جو اس سے حزم کرنا یہ زور نواز دیا سے ہوا سیلے کہ گھاس کا ٹکڑا ہوا  
 سے اور ہوا کو اچھلتا ہی لیکن کوہ کے سامنے ہوا کا کیا وزن ہو مطلب یہ کہ خورش چھی دینا والوں کو  
 لوٹ پوٹ کرتی رہتی ہوا دلیا کہ وہ پہاڑ ہیں اُنکے سامنے اس ہوا کا کیا وقار وزن ہو اور ہوشیار جو کہ  
 ہر طرف سے غول تجھ کو بچا رہے ہیں کہ او بھائی اگر راہ چاہتا ہو تو خبردار ہو اور حرم کو آئین تیرا ہنا و رنق  
 ہونگا اور تیرا پیشرو اس واسطے کہ یہ راہ بڑی باریک ہو حالانکہ نہ وہ پیشرو نہ راہ جانتا ہو اور پوسٹ تو ہرگز ہر  
 مت جاوہر گر خود یہ شمار بیان پیران ریاکاریں ہیں غول سے یہاں تک اور حزم یہ ہو کہ چرب شیرین و پنا  
 اس سر کے تجھ کو اپنے غم میں نہ فریفتہ کر لیں کہ انہیں نہ چربی ہو نہ نوش ہو جاوہر چرب کے تیرے کاٹین  
 پھونکتے ہیں اور تجھ کو اپنے بس میں کرتے ہیں کہ تیرے آواز و شنی آچار امان بن گھڑیا ہو اور تو ہماری ملک سے ہوا  
 غلام جیسا کہ آدمی چرب و شیرین بقول کا غلام ہو تیری ہوشیاری یہ ہو کہ تو کہے تجھ کو تیرے ہوشیاری ہو یا بیا  
 ہون یا زخمی اس گورشان کا ہون کھانہ نہیں کھتا اور چرب و شیرینی خود بھی مولد تیرے ہیں یا کہدے کہ میرے سر  
 در ہو اسکو کہو دو تو تمھارا امان بنو یا میری میرے خالو کے لڑکے نے دعوت کی ہو خالو میں یا داواں اندر  
 ستمین کلام کی ہو اور خالو معنی ماموں یا خالو شوہر خالو کا اس سب سے کہ اگر ایک لوش تجھ کو دیدیگے تو سیکر ہون  
 نیش آئین سمجھ لے کہ وہ نیش تیرے میں ہی ریش بودیگے اور اگر تجھ کو پیاس یا ساٹھ روپیہ ماہوار  
 دے تو ایسا ہو جان لے کہ یہ گوشت مچھلی کے کاٹے میں رکھا ہوا ہو مزدور تو اُمید نہیں ہو گیا اگر تیرے  
 ورنہ وہ پیر میل خود کب دیگا یہ بات اُسکی ایسی ہو جیسے جوڑ کھٹا ٹرا اور کھٹے ایسی ترغش کر گیا کہ تیری عقل و فخر  
 و وفوں کو کھو دیا لاکھوں خطیں تو اسکو بتائے وہ ایک بھی نہیں لکھتا تیری یا تیری غم میں ہو اور تیرا  
 کیسے حسین اعمال صا کہ بھرے ہوں تبس اگر تو میں ہوا میری عاشق تو سوائے و سبہ یعنی معشوق کے کس کا  
 طالب مت ہو اور وہ و سبہ معشوق تیری ہی ذات ہو اس سے خارج جو ہیں جملہ تیرے لیے آفات ہیں  
 ہوشیاری یہ ہو کہ جب تجھ کو اپنی طرف بلائیں تو یہ مت جان کہ یہ لوگ میرے شوق مند و خالان ہیں یا نکا  
 بلانا ایسا ہو جیسے صغیر مرغ کی کہ صیاد گھات میں چپکے کر یا ہو اور ایک مرغ مردہ سامنے رکھ دیتا ہو کہ مرغ جان  
 کہ یہ آواز دے فراد و نالہ اسکا ہو جس وہ اپنا ہمجنس جان کے اور اُسکی آواز سمجھ کے اُسکے پاس آ جاتے ہیں  
 صیاد اسکا پورست پھاڑتا ہو ان گروہ مرغ کہ جب کو حق نے حزم بخشا ہو ہرگز نہ کیوں اسطرح پر گندہ مرغ و  
 نہس جوتا پنے دوست تو خوب بے وقوف ہیں جان لے کہ بجز تیری ہوشیاری کی بات ہو بلکہ خود ہوشیاری تو فراموش

مست چھوڑا اور اپنے دین کو محکم کر اس سبب سے کہ پیری پھل شقاوت کا دیتی ہو کہ دین یا حق سے جاتا ہوا اور دوسرے  
محل ہوتا ہوا تب میں ایک افسانہ سمجھے کہتا ہوں اُسکو اور اُسکی شرح کو سننا تو حفظ دین کا حازم ہو جاتے

خوفیہ کرنا ایک دستاوی کا ایک شہری کو اور پیری خوشامد و دست و عورت کرنا

فقیر اور بدو داندہ مٹھی شہری بار دستاوی آشنا و دستاوی چون سو شہر آدے + فرکہ اندر کوئی ان شہری  
دوسرے دستہ مناش بدے + برودکان او و برخواست بدے + ہر عورت کہ جویش گزراں + بہت کرے مرد شہری ایک  
رو بہ شہری کر دو گفت ایچا چہ تو ہیج می نائی سو وہ فرجہ جو + شدہ شدہ جلد فرزند ان بیارہ کہین ان گشتن سٹ فوجا  
یا تابستان یا وقت فرما بہندم خدیت مامن کرخیل و فرزند ان و قومت رایارہ دروہ باش خوش ہائے سٹ  
در بہار ان خطہ وہ خوش بود کشت دار و لاکہ و لکش بود + وعدہ دادے شہری اور ارفع حال تابا بہ بعد  
وعدہ بہشت سال + او ہر سال ہی گفتم کہ کہ عزم خواہی کروا کہ ماہ و حو + او بہا نہ سائنسے کامسال ان + از فلان  
خطہ یا بہ میان سال ویکر کر قوام وار مید + از کلمات آن طرف خواہم وید + گفت بہتند ان عیال منظر  
بہر فرزند ان تو اعیال بہ + باز ہر سالے چو لکلا کہ دے + تا مقیم قصبہ شہری شدے + خواہ ہر سالے زرتروا  
خویش + خرج او کر دے کشودے بالی خویش + آخرین کرت سہ دان پہلوان + عنوان منادش با دادان و  
شان + از خیالات باز گفت او خواہ + چند وعدہ ہند بفری ہر + معنی تاقصی زمانہ گذشتہ فرکہ خیمہ کلان  
فرجہ یا من کشا و گی و سو ہندی ماہ ماگہ برا لکس کہ فی قصبہ ہارگر و آمدہ شل گندی حکایت بھی تاکید خرمین لکھی  
ہی فرماتے ہیں کہ اسی برادر زمانہ گذشتہ میں ایک شہر والا کسی گائون والے کا آشنا تھا گائون والا جب  
شہر میں آتا تھا تو اسی شہر والے کے یہاں ٹھہرتا تھا دو دو تین تین مہینے اُسکا مہمان ہوتا دکان پر بھی اور  
خوان پر بھی جو حاجتیں اُسکی ہوتی تھیں شہری سب مفت ٹھیک کر دیتا تھا و دستاوی نے لیکن شہری کی طرف  
مستوجہ ہو کے کہا کہ تو کبھی میری قیصر کو گائون کی طرف نہیں آتا + شدہ شدہ کیا اچھا ہو کہ تو بھی آئے اور اپنے  
فرزندوں کو لائے کہ یہ وقت گلشن درنو ہمارا کاہی یا گرمی میں آ کہ وہ وقت میوہ کا ہوتا تو مین تیری محبت  
کروں تو اپنے خیل اور قوم اور بچوں سب کو لا اور تین چار مہینے ہمارے گائون میں خوش باش ہو ہمارے  
ونون میں گائون کا خطہ خوش ہوتا ہر طرف کیستون سے سنوڑا ہوتا ہوا اور لاکہ و لکش وہ شہری نظر ہائے  
کے وعدے کرتا تھا یہاں تک کہ دوری وعدہ کیا آٹھ برس گزر گئے و دستاوی بھی کہتا رہتا کہ بارادہ کر گیا  
موسم جا رہا آیا جاتا ہر شہری بہانہ کرتا تھا کہ مہال تو ہمارے یہاں غلام خطہ سے ایک مہمان آ گیا تھا  
آئندہ سال میں اگر مجھ کو اپنے کاموں سے فرصت ملے تو آؤنگا کہا احوال نیکی میرے اہل عیال تیرے  
بال بچوں کے منظر میں فرض ہر سال یہ دستاوی شل کلک کے آتا تھا اور اُسکے مکان میں ٹھہرتا تھا

لکھنؤ کے قشہیں سب سے جو کہ اکثر پندرہ ایک ملک کے دوسرے ملک کو چرا کیوا سٹے جاتے ہیں جیسے  
 اس ملک میں کلنگ اور کویل وغیرہ آجاتے ہیں یہ خواجہ ہر سال اپنے زرو مال سے دل کھول کے  
 اسکا بیج کرتا تھا آخر وہ زمین تین مینٹاں پہلوان نے صبح شام اسکے سامنے خوان لگایا اور یہ وہاں رہا  
 پھر آٹنے شرمندہ ہو کے خواجہ سے کہا کہ تو آتا نہیں ہو کب تک وعدے کر گیا اور کہاں تک مجھکو دھوکے دے گا  
 تو کہہ گشت خواجہ جو جانم وصل جو ست + لیک ہر تھو مل اندر حکم ہوست + آدمی چون کشتی بہت و بادبان +  
 لگا کر اور بادبان بادران + بانسو گند آن بدوش کا و کریم دیکھ فرزند ان بیابانگ نعیم + دست او بگرفت سہرت بعد  
 لکھنؤ اللہ زو بیابانی جہد بعد وہ سالے بہر سالے چلین + لاہ با و وعدہ با ملی شکرین + کب و کان خواجہ  
 گفتند ای در پڑ ماہ واپر و سایہ ہم دار و سفر و حقار و بی تو ثابت کر دہ + زنجار و کارا و پس بر دہ + او بیخوار کہ  
 حق آن + واکزار و چون شومی تو میمان + پس وصیت کر دہا و دشنام + کہ کیش سوی وہ لاہ کسان +  
 گفت حق ست این بی ای سیوہ + اتق من شراحت الیہ + دوستی تخم دم آخر بود + ترسم از وشت کہ آن فہد  
 شود + صحبتی باشد چو شیشہ قطوع + ہمو دی در بوستان و در دوع + صحبتی باشد چو فصل نو بہار + زو عمارتہا و خل شیا  
 خرم آن باشد کہ ظن بد بر بی + تا گزیری و شومی اندر بر بی + خرم سو لظن فرمود آن رسول + ہر قدم بادام میدان  
 اسر مغلول + روی صحر اہست ہوار و فرخ + ہر طرٹ و ہست کم + و و ستاخ + آن بز کو بی + و و کہ دام کو  
 چون تبار ووشن افتد و رگلو + آنکہ میگفتی کہ کو انیک ہیں + وشت میدیدی نمیدی کیس + بی کیس + دام صیا  
 اسو عیار + و نہ کہ باشد میان کشت دار + آنکہ گستاخ آمدند اندر زمین + استخوان و کلا پاشان + ہین + چون  
 بگورستان روی + و مر تھلا + استخوان شانز اپر + از ا مضی + تا بظاہر ہینی از متان گور + چون فروختند +  
 چاہ + غور + چشم اگر داری تو کووانیسا + و رنداری چشم دست آور عصا + آن عصای خرم و است لال را +  
 چون نداری + یہ میکیں پیش + و ر عصای خرم و ہند لال نیست بی حکمش + سر ہر دایت + گام انسان نہ کہ نابینا  
 تا کیا از سنگ و از چہ وار + ہر زلزلہ زان + بہ ترس و احتیاط + می مند پاتا نیفتد و خطا + و از و دے جستہ +  
 ناسے شدہ + فقیر جہتہ + قہارے شدہ + احسن تھو مل ایکہ برج سے + دوسرے برج میں جانا آفتاب و ماہ اور  
 اور سیاروں کا ہونا موقاتی خدا یقانی کا آو ستاخ بمعنی گستاخ + خبا با بضم دیوانگی فراتے ہیں کہ پھر اس  
 خواجہ نے کہا کہ میرا تو جسم و جان و دونوں چل کی جستجو میں ہیں لیکن ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا یہ تو اللہ ہی  
 کے اختیار میں ہے آدمی ایسا ہو جیسے کشتی اور بادبان گمراہ چلائے والا جب ہوا چلائے تو کشتی چلے پھر  
 روستائی نے بہت قسین وے کر کہا اسکو کریم فرزندوں کو ساتھ لے آوے اور نعمتیں وہاں کی دیکھ آوے نیز  
 باہر اسکا کپڑے عمدہ لیا اور کہا کہ اللہ اللہ جلدی آوے اور آئے میں کو شش کر بعد دس برس کے کہ یہ دس برس

اسی طرف سے لاپہن اور خواجہ طیفرون سے جو عذرون شیرین میں گذرے وہاں لے لڑکوں نے کہا کہ اے پیر چاند اور ابو ورسایہ کو بھی سفر ہو تو نے اپنے حق و سپر خوب ثابت کیے ہیں اور اس کے کام میں بہت رنج اٹھائے ہیں وہ بھی چاہتا ہو کہ تجھ کو اپنا ممان کروں اور تیرے بعض حق سے ادا ہوں اسی پر ہم سے وصیت پوشیدہ کر گیا ہو کہ تم خوشامد کر کے جیسے بنے ویسے میرے ممان اس کو کھینچ لاؤ خواجہ نے کہا یہ تو حق لیکن اس میں یہ جو مراد ہو شیرو عاقل سے ہو یہ بھی تو ہو جو کہا ہو ڈرو اس شخص سے جس کے ساتھ تھے حسان کیا سیبویہ اعتبار ایک نئی کا ہو کہ رشاد اس کے مثل سیب کے تھے اور نام اس کا عمر بن عثمان دوستی اسی ہونا چاہیے کہ تخم دم آخر کی ہو یعنی مرتے دم تک ہے میں ڈرتا ہوں کہ کوئی وحشت ہرگز پیدا ہو اور پیغم خراب ہو جائے بعض صحبت تو ایسی ہوتی ہو جیسے شمشیر زندہ بلکہ قطع کہ صیغہ مبالغہ کا ہو اے بسیار قطع کنندہ جیسے دیکھ کا مینہ باغ و زماعت کے حق میں اور بعض صحبت ایسی ہوتی ہو جیسے فصل نو بہا جس سے آبادیاں ہوتی ہیں اور بیشمار آدمیاں مکر حزم اس کا نام ہو کہ گمان بد ہی کرے تو بچے اور بد ہی سے محفوظ رہے حزم کو سور لطن رسول مقبول نے فرمایا ہو چنانچہ حدیث ہو اخزم سور لطن ہو شیاری بد گمانی ہو جس ہر قدم کو دام ہی جائے رہے رونے صحرا اگرچہ بظاہر ہو اور و فراخ ہو لیکن تو ہر طرف گتلاخ بے کھنکھت جا اس لیے کہ ہر طرف نام نہن تجھ کو نہیں سوچتے بڑ کو ہی کو دیکھ کیسا صحرا میں دوڑتا ہو کہ دام نہیں ہو اور جب دام گلے میں پڑے کہ پھینک جاتا ہو تو وہ دام ہی کتا ہو کہ تو چوکتا تھا دام گمان ہو دیکھ لے یہ ہو جگہ تو تو نے صاف دیکھ لیا اور کہیں کو نہ بچا بے کہیں اور دام صیاد کے اے مرد کھرے نہ پکھیرتے ہیں کب ہوتا ہو اسے شکار کے لیے اس کو کھیتوں میں چھوڑتے ہیں بس وہ لوگ جو گتلاخ ہو کے زمین پر آئے ہیں ان کو لانعم ہو کہ اتھوان اور کلبون کھرے ہو کلبو دیکھیں جب تو اے برگزیدہ گورستان میں جائے تو ان کی بی بیوں سے زمانہ گذشتہ کا حال پوچھ کر کیا گزرا تو ان ستان گور سے تو ظاہر دیکھے کہ کیسے چاہ غور میں ڈوبے ہیں ستان گور اس سبب سے کہ دنیا کا انجام گور ہو اور یہاں آ کے کیسے مرت ہو جاتے ہیں تجھ کو اگر خدا نے آگاہی تو اندھوں کی طرح یہاں مت آ اور آنکھیں نہیں دین تو بکوئی عصا ہاتھ میں لا اور حاصل کر اور وہ عصا حزم اور ہمد لال ہو اگر آنکھ نہیں ہو تو اس کو پیشوا بنا اور جو حزم و ہمد لال کا عصا بھی نہیں ہو تو بے کسی عصا کش کے کسی راہ میں مرت کھڑ ہو اور قدم ایسا سوچ سمجھ کے کہ کہ میسے اندھے رکھتے ہیں تو پاؤں سنگ و چاہ سے بچا رہے دیکھ تو کیسا لرز لرز کے اور ڈر کے احتیاط سے پاؤں رکھتا ہو تا کسی دیوانگی میں نہ پڑ جاؤں اے مخاطب بہت ایسے ہیں کہ دھوئیں سے تو بھاگے اور آگ میں گرے لقمہ کی تلاش میں نکلے اور لقمہ مار کا بننے کے مطابق اسی کے حکایت آیت رہے



قصہ اہل سبا کا اور کفرانِ نعمت انکا اور شومی کفران کی اور فضیلتِ شکر و وفا کی

حوالہ تو بخواندی قصہ اہل سبا + پانچواں دی وندی جبر صدا + از صدا آن کوہ خود آگاہ نیت + سو ہی منی  
ہوش کہ ہمارا نیت + او ہی بانگے کہ بیکوش ہوش + چون خوش گروی تو او ہم شد خوش + واد حق اہل سبا  
راہیں فراغ + صد ہزار ان قصہ را یواہنا و باغ + شکر آن گزاروہ آن ہرگان + وروفا کتر قناد از سنگ  
مرنگے را القہ نامی دور + چون رسد بر ہی بند و کر + پاسان و عارض در شود + مگر چہ بروی جوہ سختی میرو  
ہم بان در باشدش باش + قرارہ کفر و اندک و غیرے اختیار + ورسکے آید غری روز و شب + آن گانش  
میکند آندم ادب + کہ ہوا آنجا کہ اول نزلت + حق آن نعمت گروکان دولت + میگنندش کہ بروہر باے  
خوش + حق آن نعمت فرود گذار پیش از رد دل و اہل دل آب میات + چند نوشیدی و داند چہ نبات + و غذا  
و جد و شکر بخودی + از وراہل دلاں بر جان دوی + باد این در را ہر گوی زمرص + کہ ہر دوکان کی گوی  
از مرص + پروان منجان چرب دیک + میدوی بہر شریدی مردہ ریک + چربش آنجا دان کہ جان فرہ شود +  
کار ہر نوید آنجا بشود + معنی سبا نام شہر بختیں کہ حضرت سلیمان کی زوجہ بختیں تریہ و طعام کہ رونی تو  
شور بامین تر کرین مردہ ریک ناخیز و فرمایہ توئے قصہ اہل سبا کانین پڑھایا پڑھا تو اسکو صدلے کوہ کے  
سوا نہیں جانا جس صدا سے کوہ خود آگاہ نہیں ہوا و گوش کوہ کو معنی کیطوف راہ نہیں کوہ بھی بے گوش  
ہوش کے ایسی ہی آواز کرتا ہو جیسی تو کرتا ہو تہ خنی سے تو واقف نہ کوہ اسی سبب سے جب تو خوش ہوتا ہو  
وہ بھی خوش ہو جاتا ہو اب اہل سبا کا حال بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل سبا کو بہت بڑے فراغ  
دیے تھے کہ لاکھوں محل در ایوان اور انکے باغ تھے لیکن ان ہر گون نے شکر ادا کیا اور وفا میں  
گتوں سے بھی کم ٹھہرے کہ اتا اللہ تعالیٰ لقا کان لبسا فی سکنہم آیتہ خبتان عن یمین و شمال کلوا من رزق  
و کرم و شکر و الہ بلذہ طیبہ و رب غفور فارضوا فارسلنا علیہم سل العوم و بلنا ہم یخیم جنہین ذواقی اکل خطہ اہل  
و شعی من سد قلیل ذلک جزینا ہم با کفر و اہل نجازی الا انکفور بیگ قوم سبا کہ تھی انکی بستی میں نشانی و بنا  
واہنے اور بامین کھاؤر و ذری اپنے رب کی اور اسکا شکر کہ و شہر ہر پاکیزہ اور رب بخشے والا پھر وہاں  
میں نہ لائے تو چھڑ دیا ہم نے اپنے نالہ زور کا اور دیے انکو و ونون باغون کے بدلے اور باغ جنین کچھ  
ایک میوہ کیلا اور جھاوا و کچھ چھیری سے تھے یہ بلا دیا ہم نے انکو ناشکری کا اور نہیں بلا دیتے ہیں ہم  
مگر ناشکر دن کو اور یہ کتوں سے کتر اس وجہ سے کہ کتے کو قلم کسی دروازہ سے ملتا ہو تو اسی دروازہ پر کمر  
باندھ کے بیٹھ رہتا ہو اس دروازہ کا پاسان و گہبان بنتا ہو چاہے کیسی ہی ظلم و سختی آپر ہو بس اسی  
دروازہ پر اسکا قیام و قرار ہوتا ہو اور غیر کہ اختیار کرنا کفر جانتا ہو اور جو کوئی گناہ یا دن رات میں آنجا

تو اس وقت میں وہ کتے اٹھکوا دے کھاتے ہیں کہ وہ ہیں جاہان تیرا پہلا ٹھکانا، جو حق اس ہی نعمت کا گروہو کہ وہ تیرے دل کی ملک ہو اور اٹھکوا کاتے ہیں کہ اپنی جگہ یا وہاں کی نعمت کا حق اپنے سامنے سے مٹ چھوڑ پیش نظر کو اب فرماتے ہیں کہ تو نے بھی دروازہ دل اہل دل سے کتنا ہی آسجیات پایا ہو اور اپنی زمین کھدائی ہیں کیا تو نے خداستی اور شبہ بخودی کی آنسو نہیں پائی اور آنکھ دروازہ سے پائی اپنی جان میں نہیں ڈالی تا جو دوا کے پھر بھی تو نے حرص سے آنکھ دروازہ کو چھوڑ دیا اور اسے حرص کے ہر دکان کے گرد پھرتا ہو تو آنکھ دروازہ کو جہاں چمکی چمکی دیکھیں پھر ہی ہیں اور منعم لوگ ہیں شریک واسطے جو ایک یا چیز شریک و شریک اور قریب لقمے وہاں ٹھونڈا جو جہاں فریب ہو اور ہر نامیہ کا کام جہاں سنبھل جائے

جمع ہونا اہل الفت کا اور صومعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حجت استماعی و عا بنابر شفا

قولہ صومعہ عیسیٰ ست خوان اہل دل وہاں وہاں ایسا ایسا درمحل جمع گشتہ سے زہر اطراف خلق از صومعہ پیش لنگٹل دل و دل و ہر دور آن صومعہ عیسیٰ صلیح تہا ہم ایشان رہا نہ از جلال و او چو فانی گشتی از او را و خویش پاشا شکر بیرون شدی آن خوب کیش و جوق جوق آن بتلا دیدے خمار رشتہ بر دور باسیہ و آتظارہ گفتے ای اصحاب الفت از خدا معاجرت و مقصود جملہ شد روا بہین روان گردید بے رنج و نیاز سوی غفاری و اکرام خدا و جگہاں چون آستان بستہ پای و کشتائی زانو ایشان برای بخشش و انوشاد و شادمانہ سوی خان و از دعای وی شدندی پا و وان و جملہ بے درد و الم سیرج و غم و متذرت شادمان و محترم و سوی خانہ خویش گشتندی وان و از دم مہیون آن صاحبقران ماز و مودی تو بے آفات بخشش یافتی صحت از ان باریان کیش چند آن لگی تو رہو ارشد و چند جانت بی غم و آزا شد و امی معقل رشتہ برپایی بند تا ز خود ہم گم نگردی ای کووند ناما پاسی و فراموشی تو یاد و نما و روان عمل نوشی تو یاد و نما و جہم آن بر تو بستہ شد چون دل اہل دل از تو خستہ شد و زووشان در ریاست استغفار کن ہمچو ابرے گریہائی اگر کن ناگلستان شان سو تو بگھنڈ میوہ ہای پختہ بر تو و اکھنڈ ہم بران در گرد از سگ کم مباش و با سگ کف ارشدستی خواجہ تاش و معنی صومعہ بالفتح عبادتخانه تریایان و نصاری و مجازا عبادتخانه اہل اسلام جناح بضم گناہ جوق بود معروف فوج و گروہ مردم و جن و مرغان صاحبقران وہ شخص حکمی ولادت کے دن ماہ و مشتری یا زہر یا زحل دو تارے ایک برج یا درجہ میں جمع ہوں مراد نہایت عید ہوں سے مقتل بضم میم و تشدید قاف وہ شتر جکارا نوہ ساق اکٹھا بسی سے باندھا ہو کووند بفتح تین و اہی کف و شکر سے پھٹ جانا میوہ کا اپنے زور میں فرماتے ہیں خدا ان میں دل کا صومعہ عیسیٰ کا ہر خبر دا زہر و زہر کا بتلا مرض کے اس دروازہ کو مٹ چھوڑ جیسے ہر طرف سے مخلوق اندھے لنگٹل فقیہ

صومہ کے دروازہ پر کھوج جاتے تھے ان کے دم کی برکت سے اُس مرض سے رہائی پائیں اور وہ جب اپنے  
 در و دھات سے فارغ ہوتے تھے تو چاشت کے وقت نکلتے تھے دیکھتے کہ گروہ کے گرد ہستیاؤں ہزار ہوں  
 دروازہ پر ان کے امید و انتظار میں بیٹھے ہیں جس فرستہ کے احوال کا آگاہی سے حاجت مقصود  
 تم سب کا رواج ہوا آخر دارم پہنچ و بے عنا ہو گئے اب خدا تعالیٰ کی غفاری و بزرگی کی طرف روان ہو  
 جس سب بچوں شہزادان بستیاں کھولنے کے لئے آگاہا تو تو اپنی راہ سے کھول دے اور وہ چلکین خوش روان اور  
 شادمان اپنے گھر کی طرف جاتے تھے اور ان کی دعا سے اپنے پائلوں سے دان ہوتے تھے سب بے درد و اہم  
 اور بے بیخ و غم تندرست و شادمان اور محترم اپنے گھر کی طرف روان ہوتے ان صاحبقران کے دم  
 مبارک کی برکت سے ایسے ہی تو نے بھی بہت آفتیں آدانی ہیں اور اپنے مذہب کے یاروں سے  
 صحتیں پائی ہیں کتنے لنگی تیری رہوار ہو گئی اور کتنی جان تیری بے غم و آزار ہو گئی لیکن اے  
 معقل یعنی پابستہ تو اور رسی اپنے پائلوں پر پابندہ مجھ کو اے لونڈی اڑاڑ ہر کوئی کہیں آپ ہی کو نہ گم کر دے  
 تیری ناسپاسی و فراموشی نے اُس غسل کو جو کھایا ہے کبھی بھی یاد کیا ہے واسطے وہ دروازہ چھوڑ دیا  
 کہ دل اہل دل کا تجھ سے ناخوش ہوا جلدی انگوٹھ ڈھونڈو اور معافی چاہ اور ہتھوڑا رکھ کر دھڑلے کے زار زار  
 رو تو گلستان اٹکا تیری طرف شگفتہ ہوا و میوے سے چھپا ہے پتہ ہوں کہ نہایت تنگی سے پھٹ جائیں گے  
 دروازہ پر گرو اور مقید ہو کے سگ سے کم مت ہو ایلے کہ اس وقت میں تو خواہد تاش سگ صاحب کعبہ کا  
 قول کہ چون سگان ہم مرگان رنا صبح اند کہ دل اندر خانہ اول بہ بند از در اول کہ خوردی استخوان سخت  
 گیر و حق گزار میمان و میگرددش کرد از دست بخار و دہ و مقام اولین مفاع شود و میگرددش کا و سگ طاعی بر  
 باد و بی نعمت با غمی شد بر بہان در چھو ملکہ بتہ باش و پاسبان چاکت بہتہ باش و صورت نقص و فاسی  
 مباحش و بیوفائی را کہن پیوہ فاش و حق تعالیٰ نحر آور داز و فاد گفت من با وفی بعد غیاب بیوفائی دان و فاد  
 بار و حق و بر حقوق حق ندارد کس سبق و نور را ہم نور خوبان را رہا می گل گل ہش جابی خار فاد حق ما و بعد از ان  
 کان کریم و کردار و از جنین تو غم و صورت کردت و درون جسم او و داد و در مجلس ترا آرام نوید ہم جو متصل وید  
 او ترا متصل را کرد و میرش جدا و حق ہزاران صنعت و فن ساختت و تا کا و در بر تو مراد نہفت و پس  
 حق حق سابق از ادر بود ہر کہ آن حق اندازد فر بود و آنکہ باور آفرید و منزع و شیدا پر گردش قرین آن نوہ گیر  
 ایچا و نداد و قدیم اسان تو آنکہ دانم و آنکہ نہ ہم آن تو و امضی او پر بھی کتوں کو کتوں کا نصیحت کرنا بیان  
 فرمایا ہو موافق اسی کے کہتے ہیں کہ جب کتے کتوں کے نام صبح ہیں کہ با اپنے پہلے ہی گھر سے دل لگائیں  
 دروازہ پر کہ تو نے پہلے سے بڈیان کھائی ہیں اسی دروازہ کو مضبوط پکڑ اور ان کی حق گزار می مت چھوڑ

اور کھاتے ہیں کہ ادب سے وہیں چلا جائے اور پہلے ہی ٹھکانے سے غلج چائے اور اسی لیے کاشتے ہیں کہ اس گانہ گزشتہ اپنے ولی نعمت سے باقی مدت ہو اسی روز وازہ پر حلقہ باندھے بیٹھا رہا اور اچھا چلا گیا۔  
 ورجتہ پاسبان اُس در کا بن چارے سب ونگے نقص کی صورت مت بن اور بیوفائی اپنی بیوہ و ظاہر نہ کر دیکھ تو وفا ایسی ایک صفت برگزیدہ ہو چہ حضرت رب لغت نے بھی تحریر کیا ہو اور فرمایا من اوفی بعد من اللہ کون بڑا وفادار لا ہی اللہ سے مگر مان جو مرد و دحق نہ اُس سے وفات کر اُس کے حق میں بیوفائی عین وفا ہو اس واسطے کہ حق تعالیٰ کے حقوق سے کسی کا حق بڑھ سکے نہیں ہو جس تو بھی نور کے ساتھ نور ہو مار کے ساتھ نار گل کے موقع پر گل خار کے موقع پر خار ب فرمایا کہ دنیا میں مان کا بڑا حق ہو لیکن بعد حق خدا تعالیٰ کے حق اور کا ہو کہ اُس کریم پاک ذات نے تیرے جنین سے اُسکو مریم کیا یعنی یہ مادران اس پر کیا اور اسی کے جسم میں تیری صورت بنائی اور اُسی کے حل میں تجھ کو خاتم کی وحی میں تو آرام سے رہا اور اُسی اس مدت حل میں تجھ کو ایسا جانا جسے کوئی اپنا جو متصل دوسرے جزو سے ملا ہو جس سے کچھ وقت نہیں ہوتی اور پھر سبکی تدبیر نے ویسے متصل کو اُس سے جدا کیا اور کسی کی کسی کا ریکرمان اور ہنر کیے تو مادر نے تجھ کو محبت سے لیا اور پالا اس حق کا حق مادر سے سابق ہو اب جو کوئی حق حق کو نہ سمجھے محض گدھا ہو تو وہ دیکھتا کہ مان کو کسے پیدا کیا اور اُس کے پستان اور پستان میں شیر کیے آیا اور باپ کا اُسکو کسے قرین کیا یہ امور افندہ کرا و سبجس فرمایا ایذا و ندا ورا و قدیم حسان تو وہ ہو کہ جو کچھ میں جانوں اور جو کچھ نہ جانوں سب تیری ہی ملک ہو اور تیرا ہی عطیہ قولہ تو بغیر مودی کہ حق را یاد کن و زانکہ حق من میگرد کن و باو کن لطف کہ اگر دم آن صبح و باشما از حفظ و کشتی فوج و حمل اجداد و شمارا آن زمان و دادم از طوفان و از رجش مان آب اکش خور میں بگرفتہ بود و موج و امواج گہرامی رہود و حفظ کردم من نکر دم و کوتان و در وجود جد جہت ان چون شدی سرشت پات چون نرم و کار کاغذ خوش ضائع چون کم و چون فدای بیوفایان میشوی و از گمان بد انسو میروی و من سو و بیوفایا بری و سو ہی من آئی گمان بد بری و این گمان بد بد انجا بر کہ تو بدیشی و پیش ہیچ خود و تو بس گرفتاری و ہر امان رفت و گزرا گویم کہ گوئی کہ رفت و یازنیت رفت بر چرخ برین و یازفت ماند و رقرز میں و تو باندی و میانہ آنچنان بے مدو چون آتش در کاروان و دامن او گیرای و دلیر و کونترہ باشد از بالا و زیر و بی چو عیسی سوی گردون بر شود و زو چو قارون و زمین اندر و و با تو باشد در مکان و لامکان و چون بانی از سر از دکان و او بر آرد از کدورتھا صفا و در قبا ہی ترا گیر و وفا چون بجا آری فرستہ گشتال تاز نقصان و اروی سو ہی کمال و اعنی تو نے فرمایا ہو کہ میرے حق بھو لومت یا و کھواس واسطے کہ میرے حق چرانے نہیں ہوتے ہر دم تازہ بین یاد کرو تیرے اُس انہیں صبح کو جو



میرے حفظ نے ہمارے ساتھ کسی فوج میں کیا جو کہ بعد طوفان کے دوبارہ دنیا پھر ہوتی ہو اس واسطے قید صبر و  
کی گمانی ہو گویا بیچ و دوسری تہی کی تھی اور پہلی صبح وہ تھی جو حضرت آدم ہیان آئے تھے ایسا واسطے حضرت فوج کو  
آدم ثانی کہتے ہیں تمہاری اہل و عیال کہ اس وقت میں کیسے طوفان اور ہلکی موجوں سے امان دی کہ آپ نے  
آتش خود کو کے زمین کو گیرا تھا۔ نہایت غضب سے اور نیرانی جو آسان سے برساتا تھا وہ گرم بھی تھا اور  
ایسی موجیں کہ اوج سپاہ کو لگی تھیں کہ ان کے اوج موج سے چھپی ہوئی تھی میں نے اس وقت میں تمہاری حفاظت کی  
اور رو کیا تھی اسے جدا جدا کے وجود کو پہلے جدا سے مراد حضرت آدم دوسرے سے حضرت نوح تیسرے سے  
جبرائیل نے خیال کیا کہ جب تم کو ہم نے سر کیا ہے سردار کو جو دلائل کو پھر پشت پاؤ گے کیوں مایہ اور اپنے  
جس کا فائدہ کو ضائع کیوں کریں گے یہ کہیے جو فائدہ پر خدا ہوتا ہو اور بدگمانی سے بکھو چھوڑ کے اسطرح جاتا ہو تو  
احسان ہو دینا کیوں کا اٹھاتا ہو اور میری طرف جاتا ہو تو بدگمان ہوتا ہو سو وہ بیفائیان بنظر فرمایا بلکہ کے کہا  
مثل یہ عدل کے یہ گمان بپا تو ہوا لیجا جان آپ جیسے کے سامنے تقطیع سے دوہرا ہوتا ہو اور جھکاتا ہو  
اہل دنیا ہیں بہت تو نے یار و ہمراہی اختیار کیے خوب زلفت و سطراب جو ہم جیسے پوچھیں کہ وہ یار و ہمراہی  
تیرے کہاں ہیں تو یہی کہیگا کہ سب چلے گئے جو یا کہ تیرے نیک تھے چرخ برین پر پہنچے اور جو کہ یافق کے تھے  
قعر زمین میں رہ گئے اور توحیح میں ایسا رہ گیا ہے مدو جیسے کاروان کی آگ کہ آپ سب کو چھوڑ کے چلے جاتے  
ہیں جس دہن اسکا پکاؤ یا یاد لیر کہ جواب لاویر دونوں سے پاک ہو نہ ایسا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر چڑھ جاتے  
نہ ایسا کہ قارون کے مثل زمین میں دھس جاتے بلکہ وہ تیرے ساتھ مکان و لامکان سب میں ہو جیسا کہ  
فرمایا وہو معکم انما کنتم وہ تمہارے ساتھ ہو جہاں کہیں تم ہو پھر کیسے کہا خیال چھوڑ کے مکان کے خیال میں  
رہا جاتا ہو یہی ہو جو کہ ورتوں سے صفایا ہر کرتا ہو اور کسی غایت ہو کہ تیری جفاؤں کو وفا سمجھے ہوے ہو  
اور جو کبھی تیری جفا پر جھکو گشتال کرتا ہو تو وہ بھی غایت سے خالی نہیں اس میں یہ غرض ہو کہ تو نقصان کو چھوڑ  
کے کمال کی طرف رجوع کرے اور متنبہ ہوئے قولہ چون تو دروی ترک کردی دروش بہر تو قبضے آید از رخ و  
تپش بہ آن ادب کروں بود یعنی مکن ہر سچ تو علیہ ازان عند کس بہ پیش ازان کہیں قبض منجھے شود نہ ایک  
و لکیر ست پاگیرے شود بہ رخ معقولت شود و محسوس فاش تا نگیری این اشارت را بلاش بہ در معاصی قبضہا  
و لکیر شد بہ قبضہا بن ازا جل زنجیر شد بہ لفظ من اعرض ہنا عن ذکرنا بہ عیشتہ ضنکا و تحشر بالعمی و دزدچو مال کنا  
می برد قبض و لنگی لاش زنجیر شد بہ لکیر و عیالین قبض حیت قبض آن مظلوم کز شرت گریست بہ چون بہ  
قبض لطفاتی کم کند بہ اصرار زنجیرش را دم کند قبض قبض عنوان شد لاجرم بہ گشت محسوس آن معافی زد  
علم قبضہا زندان شد ست و چارینخ قبض پنج ست بر آرو شاخ و پنج پنج پنہان بود ہم شد آشکار بہ

قبض و ضبط اندرون جی شمارہ چو کہ تیش بر بود و روش کین متاثر و بدشت خار سے و چمن و قبض لیدی چار  
 آن قبض کن ہذا نگہ سر پہ میر وید نہ بن مبط ویدی ببط خود را آب وہ چون بر آید میوہ با اصحاب دوہ باز کو  
 قصہ اہل سبا ہذا کو تا بدنگہ میوہ سبا لہ معنی لاش ترکی میں تن مردہ عربی میں منفعہ لاشو امی معدوم عون  
 بفتح سہنگ فرماتے ہیں جب تو نے اُسکے معاملہ میں کہ جہاں ملین اسے فرمایا جو مینے دین آمین کہچہ ترک کیا  
 تو وہ تپہ کچھ قبض و تکی نام لے کر ہوا اور بحقیقت وہ اُسکی تشبیہ و ادیب ہوتی ہو کہ آیتہ کو مت کر اور جو پڑا مینے  
 مینے شریعت حق اُس سے ہرگز نہ بدل آوریہ تنبیہ اُس سے قبل ہوتی ہو کہ جدوت میں مردن و لگیہ ہی ہو تو  
 باعث ملال نہ ایسے وقت کہ تنبیہ پا ہو جائے تہجہ کو بیخ معقول جو سمجھ میں ظاہر و محسوس ہو جانے دیتا ہر چل جائی  
 وغیرہ کے تا تو اُسکے اس اشارہ کو لاشو اور معدوم نہ سمجھے اس واسطے کہ زبان معصیت کا قبض لگیوہ یا ہوا و جب  
 اہل کے یہی قبض مانپون کی بیانیہ ہو جاتا ہو شعر بعد کا اقتباس ہو اس کی تکریم سے و من اعرض عن ذکر  
 خان لہ معیت تہذیب کا فہرستہ یوم اقیاتہ اعلیٰ جس کسی نے روگردانی کی میرے ذکر سے مینے قرآن سے بیشک  
 اُسکے واسطے زندگی بہت تنگ ہو اور اُنھیں نگہم شکو قیامت کے دن اندھا خیال کرو چو جہ مال کو گوین  
 ایسا ہوا اُسکے دل میں قبض و تکی کھسکتی رہتی ہو وہ کہتا ہو حیران ہوں قبض کس سبب سے ہو اور یہ نہیں جاتا  
 کہ قبض اُس مظلوم کے سبب سے ہو جو تیرے شر سے رو رہا ہو اور جب وہ اس قبض پر التفات نہیں کرتا  
 اور تنبیہ نہیں ہوتا تو اصرار کی ہوا اُسکی آگ کو پھونک کے فوب بھڑکا دیتی ہوا اب وہ جو قبض دل کا تھا قبض  
 سرنگون کا ہو گیا مینے سرکار کے سپاہیوں کے پچو میں پھنسا اور وہ معنی جو قبض دل تھا تنبیہ ظاہر و محسوس  
 ہو گیا وہی قبض زمان اور پانچ ہو گیا اور عذاب شدید اسیلے کہ یہ قبض ایک بیخ تھا اور ایسا بیخ کہ تیری شاخ  
 بیخ سب نکال ڈالنے والا بیخ قبض کی جو چھپی ہوئی تھی ظاہر ہوئی بس تو اس قبض و ضبط باطنی دل کو ایک  
 بیخ سمجھے رہ لہذا جو بیخ بدو جلدی اُسکو نکال ڈال تو تیرے چمن میں غار زشت نہ جمے جدوت قبض نہکھے اُس  
 قبض کا علاج کر اس واسطے کہ جتنی شافین ہوں سب کی یہ جڑ ہو اسی سے پیدا ہوتی ہیں اور اگر ضبط دیکھے ضبط  
 حزب پانی دے جو ایک شافین نکالیں اور بار و ہون کو اٹھا میوہ تو یاروں کو دے بیٹے اُنکو بھی تجھے نفع  
 پہونچے اب شکر گزیرا ہو کہ لوہا اور قصہ اہل سبا کا پھر بیان کرتا میں تجھ کو مر جا کہوں مر جا یعنی خوش آمدی  
 اور اس شعر میں تفایہ وضعی ہو

باقی قصہ اہل سبا

قولہ اُن سبا اہل سبا بودہ بنام و کارشان کفران نعمتہ کرام ہا شان کفران نعمت و رشال کہ کہنی با  
 محسن خود و جدال کہ کہنی باید مر این نیکوی من جو خرمین چہ رنجہ ملیشوی لطف کن این نیکوی را و کوین



من خواہم چشم ز دو دم کو کرن بدین سبب گفتند با عدینا سستینا نہ لٹا خد زینا با منیخو ازیم سین ایوان و باغ و فی رگ  
 خوبی من و فراغ شہر و نزدیک ہدیگر بہرست بدان بیابانت خوش کا خجاردوست ایطالہ انسان ہی آ  
 اثنا ، نادر اجاہد لٹا انکر ذرا فو لایسی جہال با با لا بطیق لا بعیش خدا قتل الانسان با کفر و کلمنا انا لک  
 انکرہ و نفس بیابانت لان شد کشتی ، اتقلو انفسکم گفت آن سنی ، نارسہ پہلوست ہر سہوش سنی و در غلہ  
 دخم او تو کو کہ رہی ، آتش ترک ہوا در خار زن دوست اندر یازیکو کار زن ، چہ ان زن ہر وہ اصحاب با کہ پیش  
 ما و با با ناصحان شان و نصیحت کہند از موقوف و کفر نفع میشند و قصد خون ناصحان میداشتند  
 تخم فق و کافوی میکاشتند چہن قضا آید رشو و تنگ لین جہان و از قضا ملو اسود رخ و بان ، گنت از اجاہد  
 ضاق لفضا ، تعجب الابصار از اجاہد لفضا چشم بہ میتو وقت قضا تمانہ بندہ چشم کل چشم را ، مکر آن فارس چہ  
 انگیر نگرد ، آن خبارت زان سوادت دور کرد ، سوی فارس روم و سوی خبارہ ورنہ بر تو گوید آن مکر سہہ گفت  
 حق آزا کہ این گر کش بخور و دیہ گر در گ چون زار می نکرد ، اہنی صبا کہہ کی تین بالفتح زشتی فراتے ہین  
 کہ وہ اہل سبائل صبا یعنیہ کو کی سے تھائی بچے اور کچے جو مرا دھن ناوانی او بنی شعوری سے ہوا در کام کھا  
 نہ ماننا لغتوں بزرگ کا آب فراتے ہین نہ ماننا لغت کا کیا ہو شلا اپنے سخن سے جھگڑا کہنا کہ جھگو پینکی پیری  
 در کا رہنہین ہو دین اس سے بچ پاتا ہوں تو کیوں مفت بچ اٹھا تا ہر چہ ہرانی کر اور پینکی مجھے دور کر مجھکو  
 آنکھیں نہیں چاہیں جلدی اندھا کر دے بس اہل سبائل کہار بنا با عدین اسفارنا و ظلمہ انہیہ لہم انہیہ  
 و مرقا ہم کل مرق یعنیہ سبائل ، سما کی کہ اہرب چارے دور ہی ڈال چارے سفرون دین یعنیہ سبائل نہ کر کے  
 اور در میان منازل کے بیابان تو بدوان توشہ اور سواری کے نہ پہنچن اور خلم کیا آنھوں نے اپنی ذاتوں  
 کہ ذوال نعمت کا چاہا بس کیا ہمنے اٹکھا فسانہ کہ ہر کوئی کہتے ہین کہ سبائل ایسی طاقت کی اور پر اگندہ کیا ہنے  
 انکو پوری پر اگندگی کے ساتھ دوسرے مصرع کے معنی زشتی ہکو بہتر ہو اپنی زیب و زینت سے ہم بہ ایوان و باغ  
 نہیں چاہتے ہین نہ زمانہ خوب نہ امن و فراغ یہ شہر حائے جزر و یک نزدیک ہین ہکو بڑے معلوم ہوتے ہین  
 او بروہ جنگل منہین دو درندے ہوں خوش آتے ہین آب مقورات مولانا رم کے ہین کہ انسان کا عجب  
 حال ہو کہ گہمی ہوتی ہو تو جاٹا و جو ڈھٹتا ہو اور جاٹے ہین جاٹے سے انکار کرتا ہی ترسہ ایک حال  
 ہر گز راضی نہیں ہوتا ہو نہ تنگی عیش پر نہ عیش کشادہ پر اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو قتل الانسان با کفر  
 مارا جائیو انسان کیسا نا شکر اہو کہ جب انکو ہدایت پہنچتی ہو تو اس سے انکار کرتا ہو بس لغت انسان کا اس  
 قسم سے ہوا اسی سبب سے فرمایا ہو کہ قتلوا انفسکم یعنی قتل کرو اپنے نفسوں کو اگر چہ موسیٰ عم کی قوم کو جو کمال  
 ہو گئی تھی جیہ کہ قتل اپنی ذاتوں کا نازل ہوا تھا بجزم کو سالہ بہرستی کے کہ کئی ہزار بنی اسرائیل قتل ہو گئے

لکھیاں مراد اس فقر کی ہے جو جگہ اخضر نے جہاں اکبر فرمایا کہ سارے فساد سے آگے تین آدمی نکلیں  
 حارسہ پہلو ہو کہ جن پہلو پر اسکو رکھ چیتا ہی رہتا ہو سہ پہلو اسلئے کہا کہ سونے کی یہی تین صورتیں ہیں اور حاکم  
 کروٹیں اور چیت اور حارسہ پہلو کو کہہ دیکر تین پہلو ہوتے ہیں غرض آدمی کسی پہلو پر اسکی غلطی سے سخت نہیں تو  
 اپنی ترک چوس کی آگ اس غار میں لگا اور باقیہ یارنگیہ کار کے دامن میں ڈال جب حد سے زیادہ اہل سبائے کہا  
 کہ ہمارے نزدیک و نانی و میر کی سے کہو کی اور نادانی بہتر ہو یعنی اچھی چیز پڑی اور بری چیز لچھی ہو دیکھتے  
 زیر کی وجہ ت فکرتوں صحیح انکی نصیحت کو آئے اور ہر کاری و ناشکری سے مانع ہوئے یہ انکے مار ڈالنے کے  
 درپڑ ہوئے اور تخم فسق و کافری کا بوتے تھے حقیقت یہ ہے کہ جب حکم آتی آتا ہو تو اس شخص پر یہ جہان باہر  
 وسعت و وسعت تنگ ہو جاتا ہو کہیں اپنی کشت و جن میں پاتا ایسا گھبرا جاتا ہو اگر علو اسی شہر نرم و لطیف سامنے  
 آئے تو اس سے بھی منہ دکھتا ہو اور وہ رنج و دہن ہو جاتا ہو جیسا کہ کہا ہو جو وقت حکم آتی آتا ہو فضا سے جہاں  
 تنگ ہو جاتا ہو اور آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں جب قضا آتی ہو شعر بعد اسی کی تفسیر ہو کہ جب قضا آتی ہو  
 آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور قضا کے سبب سے آنکھوں کو اپنا سر نہ نہیں سوچتا کہ میرے فائدہ کی چیز کیا ہو جو وقت  
 اگر دیکھائے قیہ اسکا کہہ کہ وہ غبار بجھا و سوار سے دور کرتا ہو تو جانتا ہو کہ غبار ہو اور سوار تو سوار کی طر  
 جا غبار کی طرقت جا ورنہ وہ کہ سوار کا پیچہ ضرور چٹ کر گیا مطلب یہ کہ حکم آتی جب اپنا کام کرنا چاہتا ہو تو خیال  
 فساد مثل غبار سوار کے پیدا ہوتے ہیں بن بجز پیدا ہونے خیالات فساد کے سمجھ لے کہ کوئی امر شئی ہو لا جرم  
 جلد ہی تدارک اسکا ہو تب وہ تنقار سے کرتی قتالی نے اسکی نسبت کہ جھکو اسکے پیچھے لے کھالیا فرمایا ہو اسنے پیچھے  
 کی کر دیو بھی اور کہوں زاری نہ کی کہ ہکو رحمت آتی اور ہم سچا دیتے پیچھے لے کا فاصہ ہو اگر آدمی کو دیکھو دھول اڑتا  
 اور اس میں پسپہ کر چٹ کرتا ہو قولہ اوینہ نہت گرد گرگ را با چنین دانش چرا کرد و چرا گو سفندان بوی کرگ  
 با گرد زمی بداند و بہر سو منی نہ مغر حیات بوی شیر را می بداند ترک میگو چرا بوی شیر ختم دید می باز کرد  
 با مناجات و صذر انا زد کرد و انگشت آن کرد و اگر دگر گد گرگ منت بعد گرد آمد ترگ برورید آن کو سفندان  
 بختم کہ ز چوپان فرد بستند ختم چند چوپان شان بخواند زمانہ خاک غم در چشم چوپان میر نہ کہ برود با خود تو چوپان  
 تریم چون تیج کردیم ہر یک سروریم بطور گریہ و آں یار نے دہیزم ناریم و آن مار نے جیتے بد جاہلیت و دماغ  
 بانگ شہی در دہن شان کرد داغ و ہر مظلومان ہمیکند چاہ و در چہ نقاد و میکند آہ و پستین چو خان و بخت  
 انچہ سیکر و ندیکیک یا فتنہ و کیت کن یوسف دل حق بوی تو چون اسیری بستہ اند کہی تو بد جبر علی را بستہ اند  
 بستہ پیر و بالش را لبہ جان ختم و پیش او گوسالہ بریان آوری و کہ کشی اور اکبدان آوری کہ بخوریت  
 ماراوت پوت نیست اور اجز تھار ادا قوت زین شکبہ و امتحان آن مبتلاء میکند از قوت شکایت کاسی خا

کامیاب افغان ازین گرگ کسں ہو گویں شنگ وقت آمد بکرن مواد تو را خواہم از ہر چہ و داد کہ در ہر جز خدا سے داد کرن  
 اور ہو گیا کہ ہم شرفی و رفاق روی تو یار بنا و احمد و امامہ دوست پیو و صاحب نام افتاد و عیس شود ہا سے  
 سعادت بخش جان انبیا و یا بکش یار خواہم یا بیا و با فرقت کا فرمان رانا بنیت مابین فراق اندر نہ رہی ہا  
 نیست کا فرمان گویند و وقت مناسب ہر کی یا لیتنی کنت تراب و حال و انیت کو خود ہنوست و چون بودی تو  
 کے کان توست و حق ہو گیا کہ آئی اسی نزد ایک شہنشاہ و صبر و صبح نزد کیت خامش و معزن و کاہن یاہ وقت  
 بیرون آمدن و شک بلا شان میرسد تو کم فروش ہن ہو گیا شتم پی تو تو کیش و کوشش من ہو کوشش شہامی تو وادار  
 انجم از ملوای تو ہن تحمل کن ہونا موش شو کتر کعبان دبان و گوش شو جلیت و مکر و دغا بازیش و ان  
 ہر چہ از یارت جدا اندازد آن شہنشاہ مابین باز گردا می یار گرد و روستائی خواہ راہین خانہ برو و قصہ بل سبا  
 یک گوشہ ز و ان ہو کو خواہ چون آمد بہ معنی چہ اسمعی برامی چہ و چرا گاہ و چرمین کت پوت اقسام طعنا  
 لذیذ ترہ بقتین پاک نہیب گرد و لضم و کاف عربی طایفہ از صحرائشان و کجاف غامی و لا ورو پہلوان بنایہ  
 صدر فرماتے ہن کہ جب وہ گرد گرگ کی نہیں جانتا اتنی دانش بھی نہیں کھتا تو ایسے حال میں چرا گاہ کی  
 چرا کو کیوں گیا وہ بکریوں سے بھی کتر تھا کہ بپ ہو گرگ باز گرد کی پاتی ہن آپ کو اوہ اوہ کھٹکشی  
 ہن اس کے سوا او حیوانات کا مغربہ بشر کی بات ہو اور جب اس کو بوائی ہر نورا چرا چھوڑ دیتا ہو تو کیا انسان ہر  
 کہ بیشہ شتم شیر الہی کی پاتا ہو او یا زمین آسمان و لوٹ اور بنا جات و غنیمت کا شرمیک ہو او و جنوں نے گرد گرگ کی  
 یکہی اور لوٹے نہیں پانچ گرد کے بڑا بھاری گرگ محنت کا آٹا اور اسنے انکی کا بیان چھاڑ دالین بڑے  
 غصہ کے ساتھ کہتے چوپان خردست نکھتے ہر بکر کی ہن ہر منچہ چوپان نے سمجھا یا کہ چوپاس گرد میں گرگ ہو میرے  
 پاس نہ آؤ لیکن اس کے پاس نہ گئے بلکہ اسکی آگہوں میں ناک ہم کی ڈالتے رہے کہ با ہم تھے زیادہ چوپان  
 ہن اور تیرے تابع کیوں ہوان کہ ہم خود ایک ایک مردار ہن ہم طعمہ گرگ کا شینگے مگر غلام یا ریشہ آپ  
 جیسے کے نہیں ہن ہم اپنے بھن و دوزخ کا ہونے کیلین بندہ عمار کے نہیں کہ عمار تابع کی اٹھانین اسی حایت  
 جاہلیت کی رطخ میں بھرتی تھی کہ انے یہ آواز کس زبان کی سی انکے منھ میں ڈالی تھی مظلوموں کی راہ میں  
 کنوین کھودے تھے جب خود چاہ میں گرے تو آہ آہ کرتے تھے یہ سھون کا چہ تین چھاڑ آذر الیک  
 نے جیسا کہ کیا ویا پایا آب فرماتے ہن آپ سھان ہر تیرا دل تیر جو ہو جکو تو نے ایک اسیر کی طرح  
 اپنے گل میں ڈال رکھا ہر گلی مرد جسم سے کہ یا جب بل کو تیرے چہ کے مثل ستون بربانہا ہو اور ہر وبال  
 اس کے بڑے شوق او سیکڑن جان سے بوج ڈالے او گوسالہ بران اس کے سامنے لاتا ہو کہ اس لالچ  
 سے کاہ ان میں لاکر مارا انوں کہ کیم ہمارے پاس نہ کھانے لہذا ہن حالانکہ اسکا قوت ہو

دیدار کسی کے نہیں پس جس کے لیے یہی کو سالہ بریان کا ہر ان ہو کہ تقاضے لہی سے باز رکھے اور یہی اسکا  
 مار ڈالنا جس جب تو نے اسکو ایسے عذاب دیا و امتحان میں ڈالا ہو تو وہ شکایت تیری خدا سے کرتا ہو کہ اتنا  
 خدا میری فریاد ہو اس گرگ کہن سے تو اللہ تعالیٰ اُس سے کہتا ہو ورا صبر کر اب وقت قریب آہو چنی دیکھ کہ کسی  
 داد تیری ان ہر ایک پیچہ سے لیتا ہوں اور وہی سوا خدا داد کر کے اور کون داد دے سکتا ہو وہ کہتا ہو کسی  
 صبر تو میرا تیرے شوق دیدار میں فنا ہو گیا میرا ایسا حال ہو جیسے احمدیہود کے ہاتھ تین اور صلاح قید شدہ تین  
 بس اسو سعادت بخش انہی کے یا مجھکو مار ڈال یا بکلاے یا تو خود آفاق تیرا عذاب و رنج سے زیادہ ہو چکی تہا  
 کافروں کو منوگی پھر وہ فراق اصحاب کے لائق کب ہو جیسے ہر ایک کا فر عذاب لہی کے وقت کیسا کیا تہی  
 کنت ترا با اے کاش ہو جاتے ہم شمشیبہ حال فرکا یہ ہو کہ وہ دوسری طرف سے ہو اور تجھے منکر پھر اسکا حال  
 آتش فراق سے کیسا ہو گا جو تیرا ملک و غلام ہو حق تعالیٰ اُس سے کہتا ہو کہ ہاں اسی ہی کہہ تو اے کاش لے پے  
 میری بات سن اور صبر کر کہ صبر بہتر ہو حق نزدیک ہو جو مراد قیامت سے ہو خاموش رہ دم مت مار کا اب قریب  
 نکلنے کا آتا ہو جو مراد وقت مرگ یا بعثت سے ہو کہ وعدہ و وعید خدا تعالیٰ کا اسی پر موقوف ہو اب بلا اپنے آتی ہو تو  
 شور مت کر میں خود تیرے لیے کوشش میں ہوں تو بہت کوشش مت کر بھلا تیری کوشش اچھی کہ میری کوشش  
 میری دولت جو صبر جو تیرے علاوے جو عہد ہے بہت بڑھ کے ہو قبر دار تحمل کر اور جا خاموش رہ زبان نہ مٹا  
 کم ہلا اور بہت تن کوشش ہو جا جو ہم کہتے ہیں اسی پر کان لگائے رہ اور جو غیر تجھکو یا سے جدا کرے اسکو  
 حیلہ اور کرد و غابازی جانے رہ اب ہتھار گریز کے ہیں یعنی یہ باتیں تو وعدے بڑھ گئیں اب تو اے کر بونے  
 دلیر و پہلوان یہ بتا کہ وہ روستائی خواجہ کو اپنے گھر لگیا یا نہیں جس اس قصہ اہل باکو تو اے گویا گوشہ نشین کھڑے  
 اور یہ کہ کہ وہ خواجہ گائون میں کیسے گیا

بقیہ قصہ جانا خواجہ کا دعوت روستائی میں روستا کو

قولہ روستائی در تعلق شیوہ کرد تا کہ خرم خواجہ اکالیوہ کرد، ان پیام اندر پیام و خیرہ شد تا زلال خرم خواجہ  
 تیرہ شد ہم ازینجا کو و کانش و پسندیدہ رقع و طبع بشادی میزندند، اچھو یوسف کش ز تقدیر عجب، بترج و طبع  
 برادر ظل بآن غازی بلکہ جاننا زیت آن میلہ و کرد و وفا بازیت آن ہر چار زاریت جدا اندازد آن مشنور کان زبان  
 دار و زبان گزود آن حود و در صد گیارہ ہزار گسل و گنوار می فقیر دایں شنو کہ چندیزدان زجر کرد و گفت اصحاب  
 نبی را گرم و سرد و زانکہ بر باگ دہل در سال تنگ جمعہ را کرد و ند باطل بید رنگ و تانا بید و دیگران از زبان خرم  
 زان جلب صرفہ زما ایشان برند، مانڈ پیچہ خلوت در نماز، با دوسہ درویش ثابت بنیاز، گفت طبل لہو  
 باز گمانیہ، چون تان برید از بابیہ، و نقد ختم ختم با تہا، شتم خلیتم نہایا قاسم، ہر گندم تخم باطل شکایت



واللہ رسول حق را بکدام شہید صحبت او غیر من لم یست و مال بہین کر ا بکدام شہید صحبت بہمال ہر خود نشہ مرص شمار این  
یقین ہر کہ من رزاق فیہ الرزاقین ہا کہ گندم باز خود دزدی دہد کہ تو کلمات را ضائع نہد ہا اپنی گندم گشتی ادا  
کہ فرستادست گندم را سان را یعنی پھر جمع طرف حکایت روستا کے کر کے فرماتے ہیں کہ روستائی نے اس  
تملق کیا کہ خواجہ کے خرم کو دیوانہ بنا دیا اسکے پیام در پیام سے وہ گھبرا گیا حتی کہ آب صاف اسکے خرم کا گدا  
ہو گیا اور اب یہیں سے اسکے لڑکے اسکے دیوہین اور کتے ہیں یرتج و یلعب ایلے کہ خوشی کریں اور کھیلیں  
اور یہ بات حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یعقوب کے سامنے ہنگام اجازت خواہی کے کسی تھی کہ کل  
اسکو بھی ہم اپنے ساتھ چراگاہ کو لیجاؤ میں نا خوشی کرے اور کیلے کہا باری القرآن فارسلہ خدا یرتج و یلعب  
اور یرتج و یلعب تو لڑکے خواجہ کے کرتے تھے مگر ایسا حال تھا جیسے یوسف کو اس یرتج و یلعب نے تقدیر عجیب  
اکسی سے باپ کے سایہ سے جدا کیا دیکھو وہ بازی نہیں بلکہ جانا بازی اور کر و میلہ اور دغا بازی ہوا ایلے  
کہ جو چیز چھوکتیرے پار ہے جدا کرے اسکو ہرگز نہ سن کہ اس میں زبان ہی نہ ہو اگر اس خیرین سود مند  
اور عمد ہو تو بھی مت اختیار کر اور ای فقیر اس زر کے لالچ میں گنجر سے الگ مت ہو یہ تو سن کہ خدا تعالیٰ  
نے کیسا زجر فرمایا اور کیسا گرم و سرد صحاب رسول مقبول کو کہا اس سبب کہ قسط سال میں آواز دہل پہ  
انھوں نے اپنی نماز جمعہ کی ہال کر دی منتقل ہو کر اسخرفت ایک دن نماز جمعہ کی پڑھاتے تھے اس میں سودا  
غلہ فروش آیا اور حسب معمول دہل نہادی بجایا کہ جماعت میں آپکو کھڑا چھوڑ کے اس غلہ فروش کے پاس  
پلے گئے مگر ایسا سنو کہ اور ستا خرید لین اور طلب یعنی بیع و سود میں ہمارا نفع یہ حاصل کریں جس نعمت  
نماز میں رہ گئے اور آپ کے ساتھ دو تین محتاج درویش جو اپنی نیاز پر ثابت تھے فرمایا اس نقارہ و اہیات  
ایک سوداگر سے کیسے تم خدا کے کام سے جدا ہو گئے یعنی غریبی کے تحقیق متفرق ہو گئے تم کیوں کہ میں  
اس مال میں کہ ہا تم تھے او شیفہ اور دیوانے پھر چھوڑ دیا اپنے بی کو نماز میں کھڑا ہوا جسے کیوں کہ پوٹ  
تم باطل ہو یا اور رسول حق کو چھوڑ دیا اسکی صحبت تو لمو و مال و دونوں سے بہتر ہی ذرا انھیں ملے عورت  
تو دیکھو کہ کسکو تم چھوڑ کے چلے گئے تھا ای مرص کو یہ یقین نہیں ہوا کہ رزاق میں ہی ہوں و فیہ الرزاقین  
چون چنانچہ یہ درجہ و توبیخ اس آیت کریمہ سے تشریح ہر داذا را و تجارۃ اولم یمن الفضل الیہا و ترکوا کل قائل  
عنما لند فیمن اللہ و من التجارۃ و اند فیہ الرزاقین جبوقت کہ وہ دیکھتے ہیں وہ تجارت یا کوئی لمو تو سفر  
ہو جاتے ہیں اسکی طرف نماز جمعہ چھوڑ کے اور سمجھو نماز میں کھڑا ہوا کہوا و محمد انے کہ جو کچھ اللہ کے نزدیک  
وہ اس لمو و تجارت سے بہتر ہو اور اللہ بہتر رزق دینے والوں سے ہر وہ کہ کیوں کہ روزی تیار  
یعنے قوت و لذت انے اس میں پیدا کی ہو اگر تو اپنے ترک کر گیا تو تیرے توکل کو وہ کس باطل کر گیا تم کیوں



کیوں اسے جدا ہوئے جنے کیوں کھارے واسطے آسمان سے بھیجے ہیں

بلانا باز کا بطون کو دریا سے طون صحرائے

قولہ باز گوید بطرا ادا آب خیر تاجینی دشتہار اقدارینہ + بطا عاقل گویش کا باز دور آب مار حصن است  
دوسرے + دیو چون باز آمدی بطان شتاب بہین بہیرون کم روید از حصن آب + باز را گوئید ورو باز  
گردہ انور ما دست دارای پامیر + ماہری از دعوت دعوت تراء مانوشیم ایندم تو کا فرا حصن مارا قدر  
قندستان تراء من خواہم بدہ ات بتان تراء چونکہ جان باشد نیاید لوت کم + چونکہ لشکر بہت کم ناید علم  
المعنی باز نے بط سے کہا کہ پانی کو چھوڑا وروشت اختیار کر دیکھ تو کیسے قدریزو شیریں ہو بطا عاقل نے  
اس سے کہا کہ ای باز دور ہو میرے لیے دریا امن و سرور کا قلعہ ہو آب فرماتے ہیں کہ دیو مثل باز کے ہو  
اور تم مثل بطون کے کہ تگدو دھوکا دیتا ہو اسکے دھوکے سے بھاگو اور اپنے دریا کے قلعہ سے باہر نہ کھو  
باز سے کہہ دو کہ جا اور لوٹ چارے خیال ہیں تیرا دراپنی پادروی مت قباہم تیری دعوت سے نیرازین  
اپنی دعوت اپنے ہی لیے رہنے دے ہم ای کو کا فر اس فریب میں تیرے نہیں آتے جاتے لیے ہمارا  
حصن قندہو اور سوا اسکے جو قندستان ہو وہ تیرا تیرے ہی واسطے ہو ہم تیرے باغ کا تحفہ نہیں چاہتے  
تیرا باغ و تیرا تحفہ تجھی کو خاص ہو ہماری اگر جان رہی مفت بھی کم ہونگی جیسا لشکر ہوتا ہو ویسے ہی نشان  
ہوتے ہیں اختلاف شجہ بحر العلوم میں باز را گوئید لکھا ہی میری دانستہ میں گوئید صحیح ہوتا سخت مقولہ  
صدر میں شامل ہو

رجوع بحکایت خواجہ ورنشانی

قولہ خواجہ حازم ہی صدر آوریہ میں بہانہ کروا دیو مرید گفت ایندم کار با دارم اہم + گریہ ایم آن نکر و تو علم  
شاہ کارناز کم فرمودہ است + از انتظارم شاہ شب لغزوہ است + من نیارم ترک امر شاہ کرو + من تانم شد  
بریشہ روی زرو + ہر صبلح + ہر سارنگ خاص + میر سدا من بھیجید مناص + تو روا داری کا ایم سوی +  
تاہر ابرو انگند سلطان گرہ + بعد از ان در خان شش چون گھم + زندہ خود را زین مگر بد فون کم + زین نط او  
صہ بہانہ باز گفت جیلہا با حکم حق نقا و جفت + گرشو ذرات عالم جیلہیچ + با قضای آسمان بھیجنا بیچ + چون  
گریزد این زمین از آسمان + چون کند او خویش را از وی نہان + ہرچہ آید از آسمان سوی زمین + فر  
مفر دارو نہ چارہ تو لکین + آتش از خورشیدی بار برور + او پیش آتش بہنا درو + و رہی طوفان کند  
ماہر ان برو + شہر بارایسکند ویران برو + اوشہ تسلیم و ادبواب وار + کہ ایسم ہرچہ میخوای یار + ایک جزو  
این زمینی سکرش چونکہ مینی حکم زیدان و کرش + چون خلقا کم شنیدی من تراب و خاک باشی چست ز دور دست

اللہ تعالیٰ نے اس گریز گاہ چنے خواجہ تو بڑا منظم والا آدمی تھا پھر اس نے بہت عذر کیے اور اس شیطان بدو کے  
 بہانے دیے ان میں لایا کہ اس وقت میں بڑے بڑے کام ہیں اگر تمہارے یہاں آؤ گے تو سب بگڑ  
 جائیگے چنانچہ بادشاہ نے ایک کام نازک کا جھکاؤ حکم دیا کہ اس کے سبب سے میرے اتنا بین رات بھر  
 نہیں سویا ہو میں اس کے حکم کو ترک نہیں کر سکتا اور اس کے سامنے روز بروز جانا نہیں چاہتا صبح شام  
 سرنگ خاص اس کا میرے پاس آتا ہوا اور میری گریز گاہ کی جستجو کرتا ہو کہ کہیں بھاگ تو نہیں گیا اقسوت  
 میں تو رور کھتا ہوں کہ میں کاغذوں میں آؤں اور بادشاہ مجھے نافوش ہو کے تیوری چڑھائے پھر اس کے  
 غصہ کا علاج میں کیا کرؤں گا ان گریز گاہ پر زندہ درگور ہو جاؤں فرض یہ طبع کے سیکڑوں بہانے اس نے  
 کیے مگر حکم قضا کچھ اور تھا اور یہ چلے اس کے اس کے جنت منوے وہ ان ملیوں سے طاق اور جدا ہی ہوا  
 یہاں سے مقولات مولانا رحم کے ہیں چنانچہ فرمایا اگر ذرہ ذرہ جہان کا جملہ چلے اور چچ ہو جائیں قضا  
 آسمان کے مقابل سبیل چ ہی چچ ہیں یہ زمین سپر حوادث آسمان سے نازل ہوتے ہیں کیسے آسمان  
 بھاگ سکتی ہو اور کیسے آپ کو اس سے چھپا سکا سکتی ہو جس کو کچھ آسمان سے زمین پر آتا ہونا چاہا اس کو  
 سستی ہو اس واسطے کہ اس کو نہ کہیں بھاگنے کی جگہ ہو نہ کوئی تدبیر نہ کہیں کہیں اگر آفتاب سے آگ برتی ہو  
 تب بھی یہ منہ سامنے کیے رہتی ہو اور اس پیش کو جو سب کا منہ پھیرتی ہو منہ پر لیتی ہو اور جو آسمان طون  
 اس پر رہتا ہو کہ اس کے شہر وں کو ویران کرے وہ اس کے تسلیم کے لیے ابواب ہر دروازے بنی ہوئی ہو کہ آؤ  
 چلے آؤ میں اس کے میں ہوں جو چاہے مجھ پر لے آؤں تو اتنے ہیں کہ جب زمین اسی محبوبہ ہو کے حکم  
 قضا کو تسلیم کرتی ہو تو تو بھی جزو زمین کا ہو کر کشتی مت کر اور جب حکم خدا کا دیکھے تو دروازہ مست پھیر کیا  
 اس سے وہ حکم بد پہچانے گا تو نہیں جانتا کہ تجھ کو مٹی سے پیدا کیا ہو تو بھی جیستی کے ساتھ خاک بنی اور اس سے  
 شہرت پھر جیسا کہ فرمایا واللہ خلقکم من تراب اللہ نے پیدا کیا تم کو مٹی سے اور جیسے خان خلقنا کم من تراب  
 الخلافت شرح سحر العلوم میں اہم کو تم لکھا ہوا ایک کو بصوت ایک اور ابواب کو ایوب قولہ ہیں کہ اند  
 خاک تھے کاشتم ہر گز خاک و منش اور شتم جلد دیگر تو خاک کی پیشہ گیر تہا کتم ہر جلد میرا انت امیر آب انبالا بستی  
 ورسو و زانکہ از بستی بالابرو و گندم از بالابریز خاک شد بعد از ان او خوشہ چالاک شد و دائہ ہر سو  
 آمد در زمین بعد از ان سر بار بار از زمین و اصل نعمتہا ز گردون تا بخاک و زیر آمد شد غذا می جان پاک  
 از تو صنع چون ز گردون شد زیر گشت جزو آدمی می دلیر و میں صفات آدمی شد آن جاد و بزر و از عرش  
 پر ان گشت شاد و گز جہانی زندہ اول مدیم و باز از بستی سوا بالاشدیم و جلد اجزا و سرخ و در سکون و ملحق  
 اند کہ ان الیہ راجعون و ذکر قیامت اجزای نہان و غفلت فکند اند آسمان و چون قضا آہنگ نہ خجالت کر

روستائی شہر پر رات کر دیا باہر ازان حرم خواجہ مات شدہ ازان سفر و مومن آفات شدہ و عظام و شہر  
 ثبات خویش بود، گرج کہ ہم بنیم سلیش در بر بود، چون قضا بیرون کذا چرخ سر عاقلان گردن جگہ کو رو کر  
 ماہیان افتد از دریا بہر دامن گیر مرغ پران را زبون تپا بری و دیو و شیثہ بود، بلکہ باروتے با بل رو  
 جز کسی کا نہ قضا اندر گرجت، خون اورا ہیج تربی نہ رنجت، غیر آنکہ در گریزی و قضا ہیج جیلہ نہ بہت کرد  
 رہا، امحی پہلا شعر گویا خلق کم من تراب کی تفسیر ہو کہ دیکھ تو پہنے خاک میں ایک تخم ہو یا جو ذات انسان کی  
 کہ حقیقت گرد خاک ہو اور ہننے اسکو افراشتہ کر کے ایک جگہ کیا اب جو غنہ جانا کہ میری خلقت خاک سے ہو تو  
 چاہیے کہ تو لوٹ کے خاک میں پشہ جو عبودیت و قادی کی ہو اختیار کر تو چھکوں میں سب بیرون کامیر بناؤن میری ہوت  
 میں جگہ تو میرے صرغ میں صدر صرغ ہو متعلق دوسرے صرغ سے ہو جیسے پانی بالا سے پتی میں بتا ہا میری خاک  
 بننا ہو اسواسطے کہ پتی سے بالا میں باؤن چنانچہ معمول ہو کہ پانی خاک میں جذب ہو جاتا ہو پھر تاش آفتاب سے  
 بخارات ہو کے آسمان پر جاتا ہو اگر خاکی نہ بنے تو بخارات ہو کے کب اڑے آئے ہو گیوں بالا سے نئے خاکی  
 ہوتا ہو پھر دیکھ تو کسی خوشے خاطر خواہ اس سے ہوتے ہیں اور جو دانہ ہر سوہ کا زمین میں دبائے اور زمین کے تر  
 ہیں پھر دیکھو کسی شاخیں سرکالمتی ادا کھاتی ہیں اور بالا کو رجوع کرتی ہیں عرض جگہ نعمتیں آسمان سے  
 خاک تک جو کچھ ہیں سب نیچے آنے سے غذا جان پاک کی ہوتی ہیں پس نعمتیں بسبب تواضع ہی کے کہ کیا  
 اختیار کی اور بالا سے نیچے آئیں آدمی جی و دلیر کی جڑ بنیں اور ہر چند یہ سب جادو و جہان تھیں آدمی کی  
 صفات پاکے خوش خوش عرش کی طرف اڑتی ہیں اور اس جہان کی طرف کہ جہان سے ابتدا اہم زندہ  
 ہو کے آئے تھے اسو عالم ارواح اور پھر اس پتی سے اسی عالم بالا کو چلے آئے سارے اجزا اس جہان  
 خواہ متحرک ہیں اور جاندار خواہ ساکن یعنی جادو سب اس کلام سے ناطق ہیں کہ انا الیہ رجعون ہم طرف  
 اُسکے لوٹنے والے ہیں اور جو اجزا اُسکے نہاں ہیں مثل فرشتوں و جبرہ کے اُنکے ذکر و تسبیحوں نے  
 شور و غلغلہ آسمان میں ڈال کھا ہو اب پھر مجلہ روستائی و شہری کا ذکر بطور مثال بیان حکم قضا میں  
 فرماتے ہیں دیکھو قضا ایسی زبردست چیز ہو کہ جب اسنے اپنی نیرنگیاں ظاہر کیں ادنی روستائی نے  
 ایسے شہری کو مات کیا کہ وہ خواجہ لاکھوں حرم رکھتا تھا باوصف اسکے اسکات ہو اور اس سفر سے  
 معرص آفات میں پڑا گو اسکو اپنے ثبات پر اعتماد تھا اور مثل پہاڑ کے مستقل گرو اساسیل اسکو  
 بہا لیگیا حقیقت یہ ہو کہ جب قضا آسمان سے سرکالمتی ہو سارے عقلمند اندھے بہرے ہو جاتے ہیں  
 چمیلیان دریا سے باہر کھل تی ہیں پرندوں کو دامن عاجز کر کے دبا لیتے ہیں یہاں تک کہ پری و دیو بھی کہ  
 بڑے زبردست مخلوق ہیں شیشہ میں مقید ہوتے ہیں بلکہ باروت جیسا فرشتہ باہل کو خود قید ہونے

جاتا جو کہ کوئی قضا سے قضا ہی میں بھاگا اور اسکی پناہ اسی سے چاہی اسکا خون کسی تبریع نے نہ بھایا  
 و آج ہو کہ منجھن کے نزدیک سیارات کی نظریں میں تلبیث تبریع تفسیر اور انہیں بعض دوستی کی ہیں منجھن  
 دشمنی کی یہ نظر تبریع دشمنی کی ہو مثلاً ایک شخص کا ستارہ ایک برج میں ہو اور دوسرے کا بغا صلتہ میں  
 برجون کے کہ چہارم حصہ فلک کا ہو بارہ حصوں سے کہ ہر ایک حصہ کو ایک برج ٹھہرایا ہو اس شخص کو  
 اس سے دشمنی ہوگی یہی نظر تبریع کی ہر جس سو اس کے کہ قضا سے قضا میں بھاگے اور کوئی پیدا اس سے  
 سمجھ کے چھڑا نہیں سکتا

### قصہ صحابہ خروان کا اور حیلہ کرنا کا تو بیہ حرمت باغ کے فقیر و نیکو قطاف کرین

قوله قصہ صحابہ خروان خواندہ پس چار حیلہ جوئی مانندہ و حیلہ میکندہ کہ در غم نش چندی کہ بر بندار دردی  
 درویش چند شب ہمہ شب می سگالید و میکندہ روی در و کردہ چندین عمر و و بکبر و می سگالید نہ سہ ہا این  
 بدان ماننا بد کہ خدا و یا بدان با گل نایندہ اسگالید گل و شکاری میکندہ پنهان زول و کیف لایم  
 ہوا کہ من غلق بدان فی نحو اک صدق ام ملق و کیف فیض عن طبعین رعدا من بیابان میں شواہ غذا و اینا  
 قہر ہوا او صدرا قد تولاه و احمی عدرا و خفیہ میکندہ اسرار غذا و آن سگان جاہل از جبل و علما و المعنی  
 خروان نام وہے قطاف بکسر وقت میوہ چیدن و چیدن انگور فراتے ہیں تو نے قصہ صحابہ خروان  
 پڑھا ہو پھر تو حیلہ جوئی میں کیوں پڑا ہو اور وہ یہ کہ چند کردہ غم نش حیلہ کرتے تھے کہ چند درویشوں کی جو روزی ہو  
 اسین سے کچھ حاصل کریں رات کو رات بھر ہی مکر سوچتے تھے اور چند عمر و بکبر و دروہو کے بیٹھتے تھے اور  
 یہ بر ایسا چھپکے مشورہ کرتے تھے کہ ایسا نہو کہ کو یہ معلوم ہو جائے اب مقولات بولنا مارہ کے ہیں  
 فراتے ہیں و بیکو محب حال ہو کہ مٹی گھار سے اپنا حال چھپاتی ہو اور باتہ دل سے چھپا کے کام کرنا چاہتا ہو  
 معنی اشعار عربی کے کیسے نہیں جانیکا تیری خواہش کو وہ کہ جسے تجھ کو پیدا کیا کہ بیشک تیرے مشورے  
 میں صدق ہو یا فریب اور کیسے غافل ہو گا مسافر سفرون فراخ کا اس معائنہ سے کہ اچھا آرا مگام کل  
 کہان ملیگا وہ جگہ میں کہ جہان اترتا ہو اور جہان سے صعود کیا ہو بیشک وہ اسکا ستولی ہو گیا ہو اور وہ شوی  
 احصا و شمار میں ہیں پس یہ جاہل اندھے بھی اپنے اسرار خدا سے چھپاتے تھے الخلاف شرح بحر العلوم  
 میں و شکار ہی کو ملا کے لکھا ہو مگر میری دانست میں جو معنی میں سمجھا ہوں اگر وہ ہیں تو الگ الگ  
 ہونا چاہیے کہ شہد و شکاری بیای معروف کا پیدا نہو و نہ وہ جانیں اور ان کے معنی قولہ گوش کن کہ  
 حدیث خواجہ اہ کو سورہ چون شد و دید او جزا گوش را اکنون ز غفلت پاک کن + استماع ہر آن غماک  
 کن تا چو دید از بلا و از غما و در وہ چون شد از شر و جدا آن کا قی دان کہ غما میں ادھی گوش اچویش و غما



بستوی عسائی رنجوران دل دعا تو جان شریف از آب و گل و خاشاک پروردگار پرستی و امر و نهی را  
 روزنی بگوش تو اورا چو راه دم شود و در قلع از غنا و اموال شود و غلگساری کن تو با ما ای روی و کہ پیروی رب  
 اعلیٰ بیروی میان ترو جس و دزدانی بود و کو نہ بگذارد کہ جان سوئی رو و در این بداند و ان بدین سوئی کشت و  
 ہر کسی گوید منم راہ رشہ بر این ترو عقبہ راہ حق است و ای شکاک آنرا کہ پایش مطلق است و بی ترو و میرود  
 بر راہ رست و راہ نیدانی بچو گامش کہ است گام آہو را بگیر و در معاف و تباری از گام آہو تپان و درین  
 روش ہا وچ انور میروی و ای برادر گر بر آد میروی و فی و دریا ترس و فی از موج و کف و چون شنیدی تو خطاب  
 لاسخف و لاسخف دان چونکہ غوث و داد حق و زمان فرستد چون فرستاد طبق و خوف آنکہ اگر او خوف نیست  
 غصہ نکست و اکش اینی طوف نیت و یعنی چنبا لکسر سننا روی سیراب و تازہ عقبہ راہ دشوار و کو ہماے  
 سخت گذار حجاز را عظیم آبدال حملہ و ذوال قعدہ ہر دو یعنی آتش طوف کسی چیز کے گرد و چہنما فرماتے ہیں کہ اب کہ  
 خواجہ کاشن کہ وہ کیسے کانٹوں کی طرف گیا اور کیا بدلہ دیا ان جانے کا اُنہے پایا آب اپنے کانٹوں کو  
 غفلت سے پاک کر ڈال اور اُس غناک کے بچہ کا حال سن کہ اُنہے اپنے شہر سے جدا ہو کے کیسی بلائیں  
 اور کیسے رنج راہ میں دیکھے اس سننے کو ایک ترکوہ و صدقہ جان جو غمگین کو دیتا ہو کہ جب اُسکی دستان  
 کان لگا کے سنتا ہو جیسا کہ حدیث میں ہوا استماع کلام الخوان صدقہ سننا کلام غمگین کا صدقہ ہے کہ جس سے  
 اُسکا غم غلط ہوتا ہو گویا اپنی بنی سے اُسکو بھی حصہ دیتا ہو جس ضرور ہو کہ جو لوگ رنج و دل ہیں اور اُنکی جان  
 شریف نے آب و گل کے سبب یہی جیسی فاقہ کشیان کی ہیں کہ مراد تن پروری سے ہو اُنکے غم اچھی طرح سن  
 فاقہ کشی جان کی باعتبار اسکے کہ قوت جان کا نور و ذکر اُتسی ہو جس تن پروری میں یہ کمان جو لوگ ہیں  
 ہیں اُکھا خانہ پرورد ہو تو اُسکے لیے اپنے ہفتا سے ایک روزن اُسہیں کھول دے تا تیرے کان سے اُس  
 دود کو راہ دم کی طباے اور وہ دود تلخ جو اُسکے گھڑین گھٹا ہوا ہو کم ہو جائے یعنی غم اُسکا بہل جائے  
 اب فرماتے ہیں اچو وہ شخص کہ تو ترو تازہ اور سیراب ہو اور طرف رب و علی کے جاتا ہو چارے ساتھ  
 غلگساری کر کہ ہم ترو میں پھنسے ہیں جو بحقیقت ایک جس و دزدان جو نہیں چھوڑتا کہ جان ایک سو ہو جائے  
 یہ یعنی جان تو اُدھر کو کھینچی ہو اور یہی ترو اُدھر کھینچتا ہو اور ہر ایک کا قول یہ کہ رشہ میں ہوں واقعی یہ  
 ترو بڑے عذاب کی چیز راہ حق میں ہو جس کیسی خوشی و خوشی اُسکو ہو جسکا پاٹون بند ترو سے بے قید  
 کہ بے ترو راہ رست پر چلاتا جاتا ہو اگر راہ نہیں جانتا ہو تو اس راہ کے چلنے والوں کے قدم حوث  
 کہ وہ کمان ہیں کیسے کہ نافہ کا طالب آہو کے قدم کا کھوج پکڑ لیتا ہو اور اُنہیں کھوج قدم سے  
 ناف تک پہنچ جاتا ہو تو بھی اُنکے قدم تلاش کر کہ اس روش سے دیکھ چرخ انور پر پہنچا جاتا ہو



اور اسی روش سے ایسا ہوا کہ چاہیگا تو آگ پر بھی چلا جائیگا پھر وہ دریائے ڈرد موج سے دریا کے جھاگوں سے اس وقت میں تو خطاب لا تحف کا سن لیا اور لا تحف کیا ہے وہ خوف اپنا جو حق نے تجھ کو نبھا ہے کہ واسطے کہ جب طباق تجھ کو دیا ہو تو روٹی بھی ضرور دیکھا توں تو اس کے ہر کہ جس کو خوف حق کا نہیں ہوا اور رنج اس کو چہ چنے یہاں طوف اسکا نہیں کیا اختلاف شرح بحر العلوم میں مان کو تباہے نوں کے لکھا ہے

### روان ہونا خواجہ کا ٹوں کو مہمانی میں

قولہ خواجہ درکار آمد و تہنیر ساخت + مرغ غمیش سوی وہ اشتاباخت + اہل و فرزند ان سفر اساختند + رخت رابریکا وغیرہ انداختند + شادمان و شتابان سوی وہ + کہ بری خوردیم از وہ مرثہ وہ + مقصد ہمارا چو اگلا خوش ست + پیارا انجہ کریم و دلکش ست + باہر از ان آرزو خواندہ ست + بہر غم کرم بنشانہ ست + ماؤخیرہ وہ زمستان دراز + آریا و سوی شہر کریم باز + بلکہ باغ ایشا راہ ماکند + در میان جان خود مان جان کنند + عجب ہوا اصحاب کی ترسوا + عقل میگفت از درون لا تفرحوا + من رباح اللہ کو تباہ کریمین + ان بی لایچہ لایچہ افروہا ہونا ببا آگاہا کل آت مشغل لہا کو + شاد از وی شو مشوا از غیوی + کو بہار ست و دیگر بامہ وی + ہرچہ غیر است ہستراج قست + مگر چہ چنت و ملک قست و قیج قست + شاد از غم شو کہ غم دام تقاست انداز + رہ سوی تہی از تقاست + غم کی گنجست مرغ تو چو کان + لیک کہ در گیر دین در کو دکان + لکھنی غم با غم درخت لگانا اور درخت لگایا ہوا استراج فرق عادت کہ کافر سے ظاہر ہوا اور جو ولی سے ظاہر ہو کر است ہوا اور بنی سے ظاہر ہو معجزہ ہو تجنیز درستی سامان عروس و مردہ فرماتے ہیں کہ خواجہ کام سفر میں مشغول ہوا اور درستی بیاب کی کی اب مرغ اس کے غم کا گانون کی طر تیزی سے کڑا اور جو اسکے اہل و فرزند تھے انھوں نے بھی اسباب کا وارا راہ پر لا دا خوش خوش دوڑتے ہوئے گا ٹوں کی طرف جاتے تھے کہ اپنے مرثہ وہ سے جو وہی روستانی ہو پھیل لکھایا اور متع ہوئے ہمارے مقصد کو اچھی چراگاہ ملی ہو خوبے ل سے چہ لگیا ایسے کہ وہاں ہمارا ایک یار کریم و دلکش ہو جسے ہکو ہزاروں آرزوؤں سے بلایا ہوا اور ہمارے واسطے درخت کرم کا لگایا ہو ہم خوب نوخیزے اسنستان دراز کے گانون کے منجملہ اشیاء وہ کے اسکے پاس سے شہر کو لائینگے بلکہ وہ باغ اپنا ہماری راہ میں اٹھا کر دیکھا کہ جو ہمارا جی چاہے سو کرے اور اپنی جان میں ہماری جگہ بنا لینگا معافی اشعار عربی جلدی کروا ہی ہمارے ساتھ تھو تا نفع پاؤں عقل اندر سے کہ رہی تھی لا تفرحوا یعنی خوش رہت ہو اللہ کے نفع سے نفع یاب ہو بیگ میرا رب خوش ہونے والوں کا دوست نہیں جو خوش ہو اس پر ہو ٹکوا سان ملی جاتی ہوا اور ہر چیز آنے والی جو شغل میں ڈالے وہ لہو و بیو وہ ہر تھارے لیے تو اس کے دیے ہوئے سے شاد ہو وغیرہ سے امید کر کے

و قمر سہم  
 شام و صبح ہو گسوا سٹے کہ ہار وہی ہو اور سب خزان ہین جو کچھ سو آ سکی ہو سب تیرے حق میں ہو اسے  
 بے اعتبار جیسے کا فخر خرق عادت خواہ تخت خواہ ملک خواہ تاج تو تو غم سے خوش ہو سوا سٹے کہ غم و اہم تھا کا  
 یہ تھا کو چھانتا ہوا سیلے کا اس راہ میں جو تپتی ہو وہی بلندی ہو اور بلندی تپتی غم تیرے واسطے گنج ہو اور گنج  
 مثل کان کے لیکن یہ بات لڑکوں میں کب اتر کر تپتی ہو قولہ کو دوکان چوں نام بازی بشنوند + جلد با فکر کو  
 ہم گم میشوند + اسی خزان کو آسودا مہاست + در گمین این سوی خون آشامہاست + تیرا پتا ان شد  
 لیکن کمان گشت پنهان از و چشم مردمان دیر پائیزان کمان پنهان و غیب + بر جوفانی میر سہ صد تیر شیب  
 گام و صحرائی دل باینداد + زانکہ و طحرائی کل نبود کشا + و امین آبادت دل می مردمان + حصن محکم  
 موضع امن و امان نگاشت + نرم بجام و دستان چشمها و گلستان در گلستان + معج الی القلب و سراپا ساریہ  
 فیہ اسرار و عین جاریہ + و مرودہ مرد را حق کند عقل ابی نور و بیرونق کند + خواجہ پنڈار کہ روزی وہ  
 این نیندا نمک روزی وہ دہد + قول پیر شنوای مجتبیٰ کو عقل و وطن در و ستا + المعنی فراتے ہین کیسے لڑکوں  
 کے دل میں اتر کرے لکھا تو حال یہ ہو کہ جو وقت کسی بازی کا نام سنتے ہین تو جملہ ہر قدم گو نیز کے چو چا  
 ہین ایسے ادھر کو دھرتے ہین اب فرماتے ہین کہ اسی خزان کو جہ جھو جاتا ہوا + و ہر بہت جال لگے ہوئے ہین  
 اور اسکی گمین ہین بڑے بڑے خون آشام ہین تیر حکم انہی کے تو اڑ رہے ہین اور کمان لڑکوں کی آنکھوں کو  
 نہیں سو جھتی تھہرتے ہین تیراڑے ہین اور کمان پوشیدہ اور غیب میں ہو دیکھ لے تیری جوانی ہی بہا پر کچھ  
 تیر بڑھاپے کے لگتے ہین او کیا حال ہوتا ہو جس ان سب جھگڑوں کو چھوڑ اور قدم صحرائی دل میں کو اس  
 سبب سے کہ صحرائی کل میں کشا و وفرت دل کی نہ پانچا آج کو گوید دل تھارا بڑا امین آباد ہو اور بڑا  
 مضبوط قلعا ورجامی امن و امان اور موافق مقصد و ستون کے ایک گشت ترو تارہ جبین چشے ہین اور  
 گلستان در گلستان جتنی شور و میل کر طرف دل کے اور سیر کر اسی سیر کرنے والے کہ امین وخت ہین اور چشے  
 بارمی گمانوں کو مت جا گانوں آدمی کو احمق کر دیتا ہو اور عقل کو بے نور و بے رونق خواجہ جانتا ہو کہ روزی  
 گانوں دیتا ہو اور زمین جانتا کہ روزی روزی دینے والا دیتا ہو اسی برگزیدہ حضرت نے بھی تو فرمایا ہو انکا  
 اقول تو سن کہ جو کو عقل کا ہو اسکا وطن گانوں ہو چنانچہ حدیث ہر سن کن فی القریٰ یوما یحق شہر تو سن کن  
 فی القریٰ شہر احمق دہر آج کو کوئی رہا گانوں میں ایک دن احمق ہو جاتا ہو ایک مینہ کوا ورجا ایک مینہ گانوں میں  
 رہا احمق ہو جاتا ہو ایک مانہ کوا اور دوسری حدیث ہے علیکم بالمدن و لو جارت و علیکم بالقریٰ و لو دارت + علیکم  
 بالمدن و لو جارت + لہم جو ملک تو وطن شہر کا اگرچہ وہاں کے لوگ تیر ظلم کریں اور لانا تم ہو سکدا اختیار کرنا راہ کا اگرچہ  
 پھر بڑے اور لانا تم ہو ملک بھل کرے کہ اسے اگرچہ تیر ظلم کرے قولہ ہر کہ روزی اشد لذر و ستا ہا باہی عقل او نا یجب +

دستان معرفت شرح شفی مولوی دہ

اسم

تا بابہ اشقی دروی بود و آتشیش ده جزایہ چارہ رود و الگہ بابہ باشد اندر دستا و روزگار سے باشد شجہل صفا  
 وہ چہ باشیخ چہل شدہ و دست در تقلید و در حجت زدہ و پیش شہر عقل کلی این حواس و چون غران چشم بستہ و در حق  
 این رہا کن صورت ہنسانہ گیر بل تو در روانہ تو گندم دانہ گیر گرد بر ریت ہین بر جی شان اگر بہ نیت رود این سورہ  
 علی ہر ش گیر چہ ظاہر کثر بود و عاقبت ظاہر سوی باطن رود و اول ہر آدمی خود صورتت بعد از ان جان کو جہاں سیرت  
 اول ہر سیدہ جز صورت کی ست و بعد از ان لذت کہ معنی و سیت و اول گاہ فرگاہ سازند و خندہ تر کہ از ان پس بہان  
 آورند صورت فرگاہ دان معنی ست ترک معنیت ملاح دان صورت چہ فلک بہ ہر حق این ار با کن یک نفس و  
 تا فرخو اجہ بنابر جس و لہ معنی خراس کہ عہون کی چکی چیلے تین شعر ترجمہ پہلی حدیث کے ہیں جسکے معنی مسطور ہر چکی  
 اب فراتے ہیں جب کانوں کی کیفیت حدیث سے ثابت ہو تو تقلید بھی تو مقابل تحقیق کے ایک کانوں کی طرح ہو  
 جس کے لئے حال شیخ پر ہو بل نہیں ہوا و تقلید و حجت کو کپڑے پہنے ہو اگر کے حواس سانسے شہر اشخص کے عقل کلی  
 ایسے ہیں جیسے خراس کا کہ ہا چشم بستہ اب فراتے ہیں کہ یہ باتیں معنی کی چھوڑا و در جہاں ہین افسانہ ہو گیا  
 ہین انکو اختیار و راہ رو روانہ کہ چھوڑوے گندم دانہ ہی ایسے اگر کھلکو در خالص پر راہ نہیں ہو گیوں ہی  
 لیے جا رہا بلعزم گندم اور اگر اس طرف کو کوئی صورت نہیں ہو محیط ہانکے جاتو اسکے ظاہر ہی کو و کچھ  
 اگر چہ ظاہر کثر ہے جو ایسے کہ انجام کو ظاہر بھی باطن ہی طرف جاتا ہو غور کراد ال و می کا یعنی ابتداء بھی صورت  
 تو ہو بعد اسکے ہاں ہو جو جہاں سیرت ہو اور سن اول ہر سیدہ کا سولے صورت کے کیا ہو پھر لذت صورت کی  
 بعد ہو جو اسکی معنی ہو چیلے غیبہ بناتے فرید تے پھر پر مشق کو جہانی سین مباتے ہین تیری بھی صورت ایک فرگاہ ہو  
 اور معنی ترک پھر کہتے ہین معنی ملاح ہوا و صورت فلک کر شتی آئینہ شعر گریز کا ہو کہ واسطے حق کے اسے ایک دم کو  
 چھوڑو کہ ہا خواجہ کا اپنا گنہہ بجائے فیض وہ روانہ ہوئے انخلا و شرح بحر العلوم مین گرد گرد کو بذر لکھا ہو  
 اور جانے ترک کیا سمجھے ہین

جانا خواجہ اور اسکی قوم کا کانوں کو

قولہ خواجہ و دیگرگان ہزار سے ساختند بر ستوران جانب وہ تاختند و شادمانہ سوی صحرا را نند و سا فروا کی  
 گفتند و بر خوا نند کہ سفر باندہ کیخیر و شود و بی سفر ماہ کو خوشرو شود و از سفر بدیق شود و فرین او و فر سفر  
 یہ سہفت صد مراد و روز و روز آفتابی سوختند شب ز اختر را می آموختند و خوب گشتہ پیش ایشان اہ شہر  
 از نشاط و شدہ رہ چون بہشت و تلخ از شیرین لبان خوش میشود و خار از گلزار و گلش میشود و جنطل از مغنوں  
 خراب میشود و خانہ از چمن و صوم میشود و اسی بسا از زانیان ناکش و بر امید گلندار و دوش و اسی بسا حال  
 گشتہ پشت ریش و از بلای دلبرہ روی خویش کردہ آہنگہ جمال خود سیاہ و تا کہ شب آید بسود روی او

خواجہ تائب بر دکان چائینچ ہذا کہ سروی در دلش کردست پنج تا جری دریا و خشکی میدود و آن بہر خانہ مثنوی  
میرود ہر کر با مردہ سود کے بود ہر امید زندہ سیمائے بود آمد و گریہ می آوردہ کج بدم بر امید خدمت ہمہ  
خوب ہر امید زندہ کن اجتناب کو نگر و بعدد وزی و وجاہ و المعنی جہا زیکہ اسباب عروس و دست و سفر یعنی خواجہ  
اور اسکے بچوں نے اسباب سفر کا دست کیا اور بار بار یوں پر لادا اور گالوں کی طرف چلے خوش خوش صحرا  
کی طرف چلے اور ساغور کی نغمہ پڑھایہ وہ کلمے ہیں کہ سفر کے جانے کے وقت پڑھتے ہیں اور صحرا بھی یاد  
کرتے ہیں یعنی سفر کر دھمت پاؤ اور غنیمت کرو سفر کی برکتوں کو اس واسطے کہ سفر سے بندہ کثیر ہو جاتا ہو جو باوجود  
عظیم الشان تھاوا کو دیکھو بے سفر کے کب خوش رہتا ہو بطن نازل کے جال پاتا ہو پیادہ شطیح کا بھی سفر کیا  
سے فرین ہوتا ہو یوسف کو خیال کرو انھوں نے بھی سیکڑوں مرادین سفر سے پائین پھر بیان خواجہ کا ہو کہ نہیں  
تو منہ آفتاب سے جلتے تھے چلتے نہیں تھے رات کو تاروان کی پہچان پر راہ چلتے تھے مارے خوشی کے  
وہ راہ بانی نہایت خوب تھی گالوں کی خوشی سے مثل بہشت کے ہو رہی تھی جیسے فیض شیرین لبوں سے خوش  
ہو جاتی ہو اور خار گلزار کے سبب سے دلکش ہوتا ہو چٹل معشوق کے ہاتھ سے خرا ہو جاتا ہو اور اگر صحرا  
میں ہوا و زمین نہ موجود ہو تو صحرا خانہ ہو جاتا ہو بہت ایسے نازنینوں سے ہوئے کہ وہ کسی گلخدا راہ و ش کی خاطر  
خاک کش ہوئے ہیں اور بہت جمال اپنے دلچسپوں کی برائیں پشت پیش ہوئے ہیں کہ مراد زوجہ سے ہو غور کرو  
آہنگ کو کیسا اپنے جال کو سیاہ کرتا ہو تائب ہوا و اپنے ماہ کاٹھ چومون کہ ماہ کی عورت ہو اور کسی خواجہ کا ناز  
کو دیکھو کیسا مقید ہو کے کہ گویا چائینچ کر دیا دکان پر رات تک جتا ہو یہی سبب تہیہ کہ اسکے دل میں ایک سر پہ  
کہ زن ہو بڑ بکری ہو تاجر کو خیال کرو تری و خشکی میں دوڑتا پھرتا ہو وہ بھی ایک خانہ نشین کی محبت ہو اب  
فراتے ہیں جس کی کو کسی مردہ سے عشق و سودا ہوتا ہو وہ اسکو زندہ سیما جانے عشق کرتا ہو مردہ اس سبب کہ  
کہ ساری مخلوق فانی و مردہ ہو گو بظاہر زندہ سیما ہیں مگر ان سب کے بڑھئی ہو کہ لکڑی کی طرف منہ  
جھکائے ہوئے ہو وہ بھی ہر امید خدمت کسی مرد و خوب کے مشغول ہو ان اشار سے ایسا معلوم ہوتا ہو  
کہ خواجہ کی زن دیا وہ اس سفر کی مصروفی ہو جہ حال فراتے ہیں کہ تو ان مردوں کی امید پر کوشش  
محنت مت کر اس زندہ کی امید پر کہ وہ وہی دن میں جا د نہو جائے دائم و قائم ہے الخلاف  
شرح بحر العلوم میں سروے کہ بصورت سردی لکھا ہو معنی اشار کے کلمے نہیں تا معلوم ہو کہ کیسا سمجھے  
قولہ ہیں کن بونس خیر از حسی عاریت باشد و آن بونسی و انس تو با ما در و با با کجاست ہر گز بجز حق  
مونسانت را و غاست ، انس تو با دایہ و لالہ چشما ہر گز کسی شاید بغیر حق عصفہ انس تو با شیر و باستان ناہ  
نفرت تو از دیر شاخا نازد آن شاعری بود و دیو ارشان و جاب نو شید و افست آن نشان ہر ہر اینچہ کی افتد آن شاعر

تو بران ہم عاشق آئی اسی شمع محبت تو بر سرچہ آن موجود ہووے آن در وصف حق چو زرا اندو و بود و چون از کس  
 باہل رفت دس باندہ از درسی خوشن من مفسس باندہ طبع سیر آمد طلاق اور بخواند پشت بروی کرد و دست اول  
 نشانید از زرا اندوہ صفاتش پاکیش۔ از جہالت قلب اکم گوی خوش مکان خوشی و قلبہا عاریتی ست  
 زیر زینت مایہ بی زینتی ست۔ در زروی قلب در کان میرود و سوی آن کان رو تو ہم کان میرود۔ نور از دیو  
 تا خور میرود۔ تو بدان خور رو کہ در خور میرود۔ زمین پس بتان تو آب از آسمان۔ چون ندیدی تو فادان و دان  
 معدن و غیبہ باشد۔ ام گر گ۔ کی شناس معدن آن گر گ۔ مگر گ۔ در گمان بر دہشتہ و گرہ۔ می شستہ بید  
 مغروران بدہ۔ همچنین خندان نقصان میشدند۔ سوی آن دو لایب چرخ میزدند۔ چون سپید بند مرغی می پر  
 جانب رہ صبر جامہ میدید۔ ہر نیسے کہ روی دہی و زیدہ گویا روح در وان می پروید۔ بہ کہ گویا آذر زوہ او  
 سوی او۔ بہ میدادند۔ خوش بروی او۔ کہ توری یار مارادیدہ۔ پس تو جان جان مارادیدہ۔ بعضی بتایہ  
 سابق فرماتے ہیں خبر اکسی یا خیر کو مونس مت بنا کہ بڑا ناچیز ہیں جو کس واسطے کہ وہ صفت ہمیں جسکے سبب سے  
 تو مونس بنانا کہ عاریتی ہوئے اسکی اپنی یہ سبب ہو یا ہمیں سوائے حق کے پھر ہو یا فلان سانس کیا درست جا  
 خود اپنے ان باب ہی کو خیال کر کہ طفلی میں تجھکو اُنسے کیسا عشق و انس تھا اب وہ کمان پھر کتنے ہر دایہ  
 والا کہ کیسے تجھکو کہ و تعلق سے کھلاتی پالیتی تھی اسکو غور کر کہ اُس سے کیسا انس تھا وہ کیا ہوا جواب سو  
 حق کے کوئی قوت بازو ہونے کے لائق ہو اور بھی شیر و پتان سے کیسا انس تھا وہ کیوں نہ بامکتب  
 جانے سے جو نفرت تھی وہ کیا ہوئی یہ سبب تھا حقیقی کی ایک شمع تھی جو دیوار پر پڑنے سے دیوار کی دیو  
 کیفیت ہو جاتی ہو ان سب پر بھی پڑی تھی ضرور اب وہ نشان جس خورشید کے تھے اسکی طرف چلے گئے  
 وہی دیوار کی دیوار لگی جس چیز پر وہ شمع پڑ جاتی ہو تو بھی حاصل اُسی کا عاشق ہو جاتا ہو اور زمین  
 جانتا کہ یہ جو موجود ہے پھر تجھکو عشق ہو یہ وصف حق سے ملے کہ طرح زرا اندو ہو جب زرا اپنی اہل کی طرف  
 اڑ گیا تبا تھے تانا بار کئے اور زرا پنے سے مفسس ہو گئے اسوقت میں تیری طبیعت نے یہ ہو کے اسکو طلاق  
 دی اور اسکی طرف پشت کر لی اور ترک کر دیا تجھکو چاہیے کہ تو اُس زرا اندوہ صفات سے اسکے پاکینہ  
 رہے اسکی طرف قدم نہ بڑھائے جہالت سے کھینٹے کو اچھا نہ سمجھے اسلیئے کہ کھونٹے میں وہ اچھا پن  
 عاریتی ہو اور اسکی زینت کے نیچے بے زینتی اس سبب سے کہ جب زرا اسکے روئے قلب سے کان کہ  
 جہان اسکی اہل ہو جاتا ہو تو تو بھی اُسی کان کی طرف جہان وہ جاتا ہو کیوں نہیں جاتا تو رہو رہے  
 آفتاب میں جاتا ہو پھر تو بھی اُسی آفتاب میں جا سمیں یہ نور جاتا ہو تجھکو لازم ہو کہ بعد اس سے اب  
 آسمان سے لے جب جان لیا کہ پڑنا کہ کے آب میں دفن نہیں ہو۔ اب فرماتے ہیں تیرا حال گر گ۔ مگر گ۔ کاسا



کہ وہ دیکھ کے معدن کو جو چٹائی ہو نہیں پہچانتا کہ اس کے دام میں پھنستا ہو اور اس کا لالچ اُس کو بوجھن کوشت پخت کو سمجھتا ہو عہدہ شکر کو نہیں جانتا جیسے خواجہ اور اُس کے لوگ سب نے روستائی کی باتوں کو درگمان کر کے گڑھ میں باندھ لیا اور لوبھیا لئے ہوئے اُس کے گائون کو دوڑے جاتے تھے کیسے خدا ان ناچنے چلے جاتے تھے جیسے دولاپ پر چرخی ناچتی ہو جب دیکھتے تھے کہ کوئی مرغ کا ٹون کی طرف اڑتا ہو تو اٹھا کھا کر اپنے کپڑے پھاڑتا تھا اور جو نسیم کا ٹون کی طرف سے چلتی تھی گویا انکی روح و روان کو پالتی تھی جو کوئی اُس کے گائون کی طرف سے آتا تھا یہ خوش ہو کے اُس کے منہ کو چومتے تھے کہ تو نے ہمارے بار کے منہ کو دیکھا ہو پس تو نے ہماری جان کی جان کو دیکھا ہو

### قصہ محبت کرنا مجنون کا اُس کتے سے جو لیلیٰ کے گھر رہتا تھا

قولہ ہر مجنون کو سگے رامی نواخت + بولہ ش میا د ہمیشہ ش میکا دخت + گردا د میگشت خاضع در طواف + ہر جو حاجی گرد کعبہ لے گزاف + ہم سروا پاش بھی بوسید و ناف + ہم جلاب و شکرش میا د صاف + بولہ فضلہ گفت کاہی مجنون خام + اینچہ شیدہ ست اینکے می آری ہرام + پوز سگ و نام پلیدی میخورد + مقعد خود را ب می آہرود + عیبہ می سگ بھی اوجی شرد + عیب دان از غیبہ ان بوئی بزد + گفت مجنون تو ہمہ نقش و تن + اندر آنگر از چنان من + کاین طلسم بستہ موئی ست این + پاسبان کو چہ لیلی ست این + ہتھش بین دول + جانا ساخت + کو کجا بگزید و مسکن گاہ ساخت + او سگ فرخ رخ کہتہ منست + بلکہ او ہمدرد ہم لہف منست + آن سگے کہ گشت در کوش میقیم + خاک پایش بر شیران عظیم + آن سگے کہ باشد اندر کوی او + من بشیران کی دہم یک موی او + آنکے شیران مر سگانش را غلام + گفتن امکان نیت خامش و السلام + گز صورت بلندر دیداری دوستان + جنت ست و گلستان در گلستان + صورت خود چون شکستی سوختی + صورت گل + شکست آموختی + بعد از ان ہر صورتی رشکینی + ہر جو حیدر باب خیر بر کنی + المعنی فرماتے ہیں بس خواجہ کے لوگوں کا ہوا حال تھا جیسے مجنون کہ وہ کتے کہ نوازا تھا اور چومتا تھا اور اُس کے سامنے ایسا بوجھنیش آتا تھا کہ گویا کھانا ہو اور گرد اُس کے مثل لہان والوں کے پھرتا تھا بڑے خضوع سے جیسے حاجی بے گزاف گرد کعبہ کے پھرتے ہیں اور ناف و سروا پاش کے چومتا تھا اور جلاب و شکر صاف اُس کے سامنے رکھتا تھا جلاب ایک شربت کہ گلاب کے پھول قند میں جوش کر کے شیشون میں بھر رکھتے ہیں اور وقت حاجت کام میں لاتے ہیں ایک بولہ فضلہ نے کہا کہ اسی کچے سری یکیا مکر جو تھوڑا بڑا کرنا کرتے ہیں پوز جو اسکا دہن اور گرد و نواح دہن ہر شیعہ پلیدی کھاتا ہو اور اپنی مقعد کو کب سے صاف کرتا ہو ایسے ہی کتے کے بہت سے عیب شمار کیے لیکن عیب ان مجنون غیب دان سے اور انکی چھپی رنر سے بونہ لگیا کہ وہ کیا سمجھے ہوئے ہو

بس مجنون نے کہا کہ تو ایک نقش فیض صورت انسانی اور جسم حیوانی ہو میری سی آنکھیں پدیا کر اور اسے  
دیکھ تو تجھے سوچھے کہ یہ کتنا نہیں ہو ایک طلسم بنایا ہوا ایک مالک کا جو جبین گنج چھپا ہو کہ یہ پاسبان کو چہ  
لیل کا ہو اسکی ہمت اور دل و جان و شناخت کو دیکھ کہ اسنے کہاں اپنا سکن اور ٹھکانا کیا ہو کسی عالی جگر ہو  
یہ کتنا مبارک صورت اس جگہ کا ہو جو میرا کھت و جاے پناہ ہو بلکہ میرا جہد و دوہم غم ہو وہ کتنا کہ اسکی کلی کا تقیم  
میرے نزدیک خاک پا اسکی بڑے بڑے شیر و ن سے بہتر ہو اور وہ کتنا جو اسکی کلی کا ہو میں اسکے ایک بال کو  
عوض شیر و ن کے ہرگز نہ دوں اور وہ شخص جسکے کتوں کا شیر غلام ہوا اسکے بیان کا تو مقدمہ رہی نہیں بلکہ  
اس بیان کو رخصت کر اب فرماتے ہیں اسو دوستو اگر صورت سے گذر جاؤ تو جنت ہی جنت اور گلستان در  
گلستان ہو جب تونے اپنی صورت تو تھوئی اور بچھونک دی تو جان لے کہ کل صورتوں کا توڑنا سیکھ لیا  
بقدا اسکے ہر صورت کو توڑ دیکھا اور مثل حیدر کے دروازہ فیہر کا اکٹھیر لکھا یعنی کسی ہی شکل ہوتاں کر لکھا  
تھو کہ یہ صورت شان خواجہ سلیم کو بدہ میشد بگفتار سقیم سوئی دام آن تملق شادمان ہر بچو مرغے سوئے  
وانہ امتحان از کرم و نہت آن مرغ حریص و دانہ را بادام لیکن شد محیص و از کرم و نہت مرغ آن از را  
نمایت حرص ست نمی جو دو عطا و مرعکان در طمع دانہ شادمان سوئی آن تزدیر پیران و دوان و گرد شاو  
خواجہ آگا بہت کرم ترسم اسی رہر کہ بگیا بہت کرم و مختصر کرم چا کہ وہ پیدہ و ندو آن وہ دیکر گزیدہ تر  
ماہے وہ بدہ می تا خندہ را کہ راہ وہ نکو نشا خندہ ہر کہ گیر و پیشہ بی او ستا و شیتند سے شد بشتر و رستا ہر  
در رہ بی قلا فزری رود مرد و روزہ راہ صد سالہ شود ہر کہ تازد سوئی کعبہ بی دلیل و ہجو این سر گشتگان  
گرد و دلیل ہر از لکنا در باشد اندر خافقین و آدمی سر بر زندگی والدین مال او یا بد کہ کبے می کنند  
تا و آن باشد کہ بر گنجے زندہ مصطفای تو کہ حبش جان بودہ تا کہ جن علم الف آن بود و اہل تن را جملہ  
علم بالقلم و واسطہ انہشت در بذل و کرم ہر حریصی بہت محروم اسی پسر چون حریصان تگ مرد  
آہستہ تر اندرین رہ رنجھا دیدند و تاب و چون غذا بمنع خاکی اندر آب و سیر گشتہ از وہ و از رستا و  
و ز شکر نیز چنان نا و رستا یعنی حسنہ بالفتح و فریقہ حمیص بفتح رستگاری و خلاصی پانا او کسی چیز سے پھر نا  
گر نیک گزیدن سے اختیار کرنا چھانا خافقین مشرق و مغرب فراتے ہن ایسا فریقہ صورت کا وہ خواجہ  
سادہ دل ہوا کہ تقیم باتون میں اکے کا نوں کہ گیا اور اس دام تملق کی طرف ایسا گیا جیسے کوئی مرغ امتحان  
وانہ کی طرف جاتا ہو کہ گیا اور چونک کے ہٹ گیا پھر گیا پھر ہٹ گیا بس یہ مرغ جو امتحان جاتا ہوا نہ دھا دیوانہ  
ہو کے نہیں کرتا اسپر خدا کا کرم ہو جسکے سبب سے کو حریص ہو لیکن جان گیا ہو کہ یہ دانہ مع دام کے ہوا حرم چھپتا  
نہیں خلاص یافتہ ہو اور اسی کرم کی بدولت اسنے اس دانہ کو سمجھ لیا ہو کہ یہ دانہ نہیں ہر غایت حرص کی ہو

نہ جو دو عطا بس کیا اور پہنسا اور جو مرغ چھوٹے اور زانچھ میں اس وادہ کی لالچ میں خوش خوش اس خیر  
کی طرف اڑتے دوڑتے چلے جاتے ہیں تا بفراتے ہیں کیا اگر خواجہ کی خوشی سے نہیں کہ اسکو تھی بھگوا اور راہ  
آگاہ کروں تو دور تا ہوں کہ تیری راہ کھونٹی ہو کے بیوقت ہو جائیگا کہ تانک منے گا اسلیے مختصر کر کے  
کہتا ہوں کہ جب حیران سرگردان پھرتے پھرتے ایک گاٹوں معلوم ہوا تو خود وہ گاٹوں اسکانہ تھا ناچار  
دوسرا گاٹوں اختیار کیا غرض ایک مہینے کے قریب تو گاٹوں گاٹوں پھرتے رہے اس سبب سے  
کہ اچھی طرح راہ اس گاٹوں کی جانتے دتھے بنا برین فرمایا کہ جو کوئی کوئی کام بے استاد کے ہتھار کرنا  
وہ شہر و روستا میں مسخرہ ہوتا ہیے مٹھری اور گنوار سب اسپتہ سر کرتے ہیں اور جو کوئی کسی راہ کو بے ہر  
کے چلتا ہو اگر وہ دن کی ہو تو سو برس کی ہو جاتی ہو ایسا مارا مارا پھرتا ہو اگر کعبہ کی طرف بے دلیل  
جاتا ہو تو وہ بھی ان سرگشتوں کے مثل دلیل ہی ہوتا ہو اس سبب سے کہ مشرق سے مغرب تک کبھی کبھیں  
ایسا نہیں ہوا کہ بدملن مان باپ کے کوئی آدمی پیدا ہوا ہو اگر کوہ حضرت عیسیٰ تو انکی مان جب بھی  
تھیں جیسے آدمی مال بے کسے نہیں پاتا اور اگر کبھیں خزانہ کیسکو مل جائے تو یہ نادور ہو اور نادور پر حکم نہیں  
بس ایسے ہی اگر تو امیدوار تعلیم خدا کا ہو تو کیسے ہو سکے تو مصطفیٰ تو نہیں ہو کہ جکا جسم بھی جان تھا انکو  
خدا نے قرآن تعلیم کیا ہو تو تو اہل تن ہر تیرے لیے علم بالقلم فرمایا اور تیری تعلیم میں قلم کو واسطہ کیا ہو تا تو کسے  
پڑھے جب اسکا بدل و کرم تجھ ہوئے مردان اشعار مثالیہ سے یہ کہ وہ خواجہ بے راہ جانے اور  
ہو نہ راہر کے چلے یا کہ خدا پہنچا دیگا آخر گشتہ ہوا کرتے ہیں ایسے ہر میں محروم ہوتا ہو موجب  
الحرم محروم کے تو ہر بیون کی طرح اوڑ کے مت چل آہستہ چل غرض ان لوگوں نے اس اہ میں بڑے  
سچ تو اب کیجے جیسے مرغ خشکی کا رہنے والا پانی میں پڑ کے عذاب اٹھاتا ہو ایسے ہی یہ لوگ بھی گاٹوں اور  
گاٹوں لے اور ہر شکر ریزی جنی شک ریزی سے جو بے تہاد کے اٹھائے یہ جو گے اشکر ریزی کے معنی گریہ شادی کے بھی  
ہیں اور وہ شیرینی جو عروس و داماد کے سر پہ وقت جلوہ و نکاح کے ڈالتے ہیں کہ یہ سب معنی بھی مناسب  
محل کے ہیں قائل الخلافہ شرح جو علوم میں مرد و روزہ کو ہر اور نادراں باشد کہ نادراں شکر لکھا ہو

اسپونچنا خواجہ اور اسکی قوم کا گاٹوں کوستانی میں

قولہ بعد ہے چون رسیدند آن طرف و بینوا ایشان سوزان بے عارف ہر وستانی میں کہ از بپشتی  
لیکن بعد اللہیا واللتی بروی پنهان میکنند را ایشان بروز و تا سومی باغش نہ بکشاہند پوزہ و انچنان ارو  
کہ ہمہ زرق و شہرت از مسلمانان ہنار اوئی ترست و بینوا باشد کہ دیوان چون اس ہر شش شبست  
باشد چون جبرس و چون بپنی روی او دور تو قند یہاں آن یا چو دیدی خوش مخند و در چنان روی نصیبت چاہیہ

گفت نزدان نسفا بالنا صیه و چون پرسید غاش یا قنند و پیر خوشیان سوی و بشتافتند و در فرو بستند  
 اهل خانداش و خواجہ شد زین کجوری و دیوانداش و لیک ہنگام و رشتی ہم نبود و چون در اقامت پی پیتری سچہ  
 بر درش ماندند ایشان پنج در و شب ہر بار و خود و خود شید و سوزنی و غفلت بود و اندن فی فری و بلکہ بود از اضطراب  
 بیزی و بالیکان مبتہ یکان ز اضطراب و شیر و دارے خود و از جوع زار و ادہ میدیش ہم یکفتش سلام کہ فلا نم مرا  
 اینست نام گفت باشند من چہ دامن تو کئی و یا پلیدی یا قرین پاکسی و والہم و در و شب ندنغ ہو و ہیکو نہ تیر  
 پروای توہ از خودی خود ندارم ہم خبر نیست از ہستی سر مویم اثر ہوش من از غیر قرق انکافیت و در دل و  
 جانم بجز اشد نیست و گفت ایندم با قیامت شنبیہ تا برادر شد لفر من انیہ و شرح میگرددش کہ من اگر نم کہ توہ لوہتا  
 خودی ز خان من و دو توہ فی فلان روزت خریدم آن متاع و کل سر جا و از الاشیرع شاع و معنی القصد بعد ایک  
 مینے کے جب یہ اُس طرف پہنچے اس حال سے کہ یہ تو بھوکے اور ستورائے بے علف آب فرماتے ہیں کہ  
 روستائی کو دیکھ کہ اُسے بڑی سی بھڑاس چنان و چنبن کے اُنکے ساتھ کیا کیا انکو دیکھ کے دن پہرے مٹھے  
 چھپا لیا کہ ایسا منو کہ میرے باغ میں گھسے گھسے کھولیں اور سارا میوہ کھا جائیں اب مقدمہ مولانا رح کا  
 اُسے جو تھ چھپا لیا خوب ہوا ایسا منہ جو بالکل زرق و شر ہو مسلمانوں سے چھپا ہی اچھا بہت تھ ایسے ہن کہ  
 آپر شیطان مثل جس و گس کے بیٹھے ہیں اور تعین ہیں جیسا کہ فرمایا میں بعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطان  
 فلولہ قرینا جو شخص کہ روگردانی کرنا ہو ذکر جن سے اُس پر ہم یقین کرتے ہیں ایک شیطان کہ وہ ہنکا قرین تھا تو  
 اور فتن و عصیان کرتا ہو جس جب تو ایسے لوگوں کا منہ دیکھتا ہو تو وہ کھیاں اُنکے منہ کی تھکھکی گھیر لیتی  
 ہیں لہذا لازم ہو کہ یا تو ایسے منہ کو دیکھے ہی مت اور اگر دیکھ بھی لیا تو خوش مت ہو ایسے ہی منہ خبیث  
 عاصیہ کو حق نے فرمایا ہو کلا لکن لم یغنیہ نسفا بالنا صیۃ کا فہ کا فہ طیۃ اگر ابو جہل باز نہیں آئیگا  
 تو ضرور ہم اسکا ٹکی پیشانی کے بل جو پیشانی کا فہ اور غلطیہ کہ کھدیر کے جہنم میں پہنچا بیٹھے تھہر جوں  
 طرف ذکر خواجہ کے ہو کہ جب گائون میں پہنچے اور روستا کا گھر مل گیا تو یہ سب لوگ اپنوں کے مثل  
 اُسکے دروازے کی طرف بے تکلف دوڑے اُسکے گھر وائون نے دروازہ بند کر لیا خواجہ یہ کجوری  
 دیکھ کے حیران ہو گیا لیکن کیا کرے سختی کرنے کا وقت نہ تھا اسلیے جب آدمی کنوئین میں گر پڑا تو  
 پتہ پیتری تندہی کیا چل سکتی ہو غرض پانچ روز اُسکے دروازے پر پڑے رہے اس حال سے کہ رات کا  
 جاڑا اور دن میں سوزش پیش آفتاب کی اور یہ پڑا رہا غفلت اور حماقت سے نہ تھا بلکہ مضرت تھ  
 اور بے زور وہ مثل تھی نہ پای رفتن نہ اسے ماندن سچ ہر لیمون کو نیک انداز میں گھیرتے ہیں جیسے شیر  
 نہایت بھوکہ ہیں و دار گھتا ہو خواجہ روستا کو دیکھتا تھا اور سلام کرتا تھا کہ میں فلان ہوں اور فلان



نام میرا ہو گا ہو گا میں نہیں جانتا تو کون ہو کوئی پلید پر یا پاک جو میں صنم الہی اور اس کے عشق میں دوپا  
 ہو رہا ہوں مجھ کو ذرا بھی تیری پروا نہیں ہو تو کون ہو تجھ کو اپنی خودی سے خود خبر نہیں نہ مجھ میں میری ہستی  
 کچھ اثر رہا ہو مجھ کو سوائے حق کے فکر کی آگاہی کا ہوش ہی نہیں میرے دل و جان میں سوائے اللہ کے  
 اور کا گزری ہی نہیں خواجہ نے کہا یہ وقت شاید قیامت کا مشاہد ہو گیا ہو بھائی بھائی سے بھاگنے لگا  
 جیسا کہ فرمایا ہویم فی المومن اخیرہ قیامت وہ دن ہو کہ آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا خواجہ بیان  
 کرتا تھا کہ میں وہی تو ہوں جسکی تو نے نعمتیں دہرا دہرا کے کھائی ہیں میں نے غلام روز تیری وہ  
 شمع خریدی اب تو وہ بھید کہ اس کے دل میں چھپے تھے ظاہر ہونے لگے ہو کہ فی تو بودی سالہا مہمان  
 من + فی رسیدت بیکران احسان من + سر مرما شنید ستمند خلق + شرم و درد و چو نعمت خور و خلق  
 امو بگفتش چہ گوئی تر بات + فی تزد ادم نہ نام تو سجات ہمچنین شب و روز باری گرفت + کا سان از بار  
 شد در شکفت + چون رسید آن کار و اندر استخوان + حلقہ زد خواجہ کہ منترا بخوان + چون بعد الحاح آری کو  
 گفتہ آخر پست ایجان پدر + گفت من آن حقما بگذاشتم + ترک کر دم انچہ می پنداشتم + پنجا لہ رخ دیہ  
 این پنجرہ وز جان کمینم دین سرا و سوز + یک جفا از خویش و از یار و تبار + و گرانی بہت چون سید ہزار  
 نہ کہہ دل نہدا بر جو رو جفا + جانفش خوگر بود با مرود فاش مہرچہ ہر دم بلا و شدت + این یقین  
 دہان کہ خلاف عادت + گفت اسی خورشید صرت در زوال + گر تو خو نم رختی کہ دم حلال + اشباران  
 بہادہ گوشہ + نیابی و رقیامت تو شہد کما معنی خواجہ کہتا تھا برسوں تو میرے بیان مہمان ہوا اور میرا  
 احسان بیکران تجھ کو نہیں پہونچا تھاری محبت کے بھید کو مخلوق سستی ہو اور تو نہیں شرماتا حالانکہ  
 جب خلق کسی کی نعمت کھاتا تو صورت اسکی اُس سے شرماتی ہو تو ساقی اُس سے کہتا تھا کہ کیا بیوہ  
 کہتا ہو میں نہ تجھ کو جانتا ہوں نہ تیرے نام کو نہ مقام کو الغرض ایسی ہی صورت رہی کہ ایک ات ایسے  
 ابرو باران نے گھیرا کہ آسمان نے بھی اسکی بارش سے تعجب کیا اور حیران ہوا جب اُس بارش کی چھری  
 استخوان تک پہونچی اور ہلکوتا بہ نہ رہی تو حلقہ اس کے در کا بجایا اور کہا مگر تو بلا پھر سکیہ ٹون الحاح کیے تو  
 وہ دروازہ تک آیا اور پوچھا احوال پدر آخر بتا تو کیا معاملہ ہو خواجہ نے کہا میں نے اپنے سب حق  
 معاف کیے اور جو کچھ گمان کیے ہوئے تھا سب ترک کیے یہ پانچ روز مجھ پر ایسے گزرے گویا پانچ برس  
 کہ میری جان کمین اس سرا و سوز میں ہر آرد خویش و تباد کی طرف سے اگر ایک جفا ہوتی ہو تو وہ پاک  
 بھائی لاکھ سے بھی زیادہ گراں ہوتی ہو اس واسطے کہ دل اس کے جو رو جفا پر نہیں لگایا بلکہ جان ہو کر اُن  
 مرود فانی ہو آدمی پر جو کچھ بلا و شدت سے واقع ہوتی ہو اس کو خوب یقین سے جان لے کہ خلاف عادت سے



ہم قی ہو چکے کیا اسی شخص پر چنہ تو وہ کہ فوراً تیری مہ کار زوال میں ہو بالقرض اگر تو نے میرا خون بھی بہایا  
تو میں نے تجھ کو حلال کیا مگر اس جینے کی رات میں تو ہو کو کوئی گوشہ کو نہ بتا دے کہ خدا تجھ کو قیامت میں توش  
اور جبر و بیکار کو کہ گفت یک گوشہ رت آن باغبان بہت اینجا گرگ را او پاسان + در کیش تیر و کان  
از بہر گرگ + تازہ چون آید آن گرگ سترگ + اگر تو آن خدمت کنی جا آن قت + ورنہ جایی دیگرے  
فرمایا جست + گفت صد خدمت کنم تو جایی وہ + وہاں کان و تیر در کفر مہ + من ششم حاربی زر کمر  
گر بر آرد گرگ سترش زخم بہر حق گذارم ہشاید و دل + آب باران بر سر و وزیر گل + گوشہ خالی  
شد و او با عیال + رفت اینجا جایی تنگ و بیحال + چون تلخ بر ہدگر گشتہ سوار + از نسیب میل اندر کینچ خا  
شب ہمیشہ جملہ گویان کا م خدا + این سزای ما سزای ما سزای آنکہ شد با رخشان + یا کسے کرد  
از برای ناکسان + این سزای آنکہ اندر طمع خام + ترک گوید خدمت خاص کرام + خاک پاکان لسی و دیوا  
شان + بہتر از عام و زر و گلزار شان + بندہ یکم و دہ شندل شوی + بہ کہ بفرق سرشاہان روی + از بلو کہ خاک  
جز نایک و دل + تو خواہی یافت اسی یک بل + شہر مان خود ہر زمان نسبت بروج + و شانی کیت کینچ بے فتوح +  
این سزای آنکہ بی تہی عقل + بانگ غولی کہ بیش بگزید نقل + مٹنی روتشائی نے کہا کہ ایک گوشہ ہو کہ اسین  
ایک باغبان رہتا ہوا و ر وہ ایک گرگ کا جو میان آتا ہوا پاسان ہو تیر و کان اسکے ہاتھ میں رہتا ہو کہ اگر وہ  
گرگ سترگ آئے تو اسکو مارے پس اگر تویہ خدمت کرے تو وہ جگہ تیرے واسطے ہو نہیں تو اور کوئی جگہ  
کہیں ڈھونڈھے خواجہ نے کہا ایک یہ خدمت کیا میں سو خدمتیں کروں گا تو مجھے جگہ تو دے اور دیر  
ہکان پرے جا کہ کہیں رات بھر نہ سوؤں گا تیرے زر کی رکھوالی کروں گا اور جو گرگ معلوم ہو گا اسکو تیرے  
ماروں گا خدا کے واسطے اسی منافق و دودل اس رات تو مجھے ایسے حال میں مت چھوڑ کہ سر کر پانی ہو اور  
نیچے کیچڑ فرض وہ گوشہ خالی ہوا اور خواجہ عیال سمیت اس تنگ جگہ پھیل میں گیا اب یہ حال جیسے تیری  
خامین تلے اوپر چسی ہوتی ہیں ایسے ہی یہ بھی اس گوشہ تنگ میں ایک دوسرے پر اسٹلے کے خوف سے  
سوار تھے رات بھر سب کے سب یہی کہتے رہے کہ اے خدا ہا رہی یہی سزا ہوا و تکرار بلحاظ مبالغہ پایہ  
سزا ہا رہی ہا سے لائق ہو لائق ہو یہ سزا انھیں ہم جیسے لوگوں کی ہو جو اپنا چیزوں کے ہن یا اہیت  
نا اہلون سے کرتے ہن یہ سزا انھیں کی ہو جو طمع خام میں ٹپکے خدمت خاص بزرگوں کی ترک کہیں  
یہ سزا مقلات مولانا ج کے ہن کہ اگر تو پاکون کی خاک دیوار چاٹے تو عام کے زر و گلزار سے بہتر ہو  
اگر تو برہ ایک مرد روشا کا ہوئے تو اس سے بہت بہتر ہو کہ بادشاہوں کے سر پر قدم رکھے  
یہ بادشاہ جو خاک کے بہرے + یہ سزا مقلات مولانا ج کے ہن کہ اگر تو پاکون کی خاک دیوار چاٹے تو عام کے زر و گلزار سے بہتر ہو

اور ظاہر شور و غل اور کچھ حاصل نہیں کر چکا تشر دالے تو خور و ج کے مازن ہو رہے ہیں اور لذائذ نفسانی میں  
 ڈوبے ہوئے پھر روستائی احمق کیجے بے فتوح کیا چیز ہو یہ سزا کی ہو جو بے تدبیر عقل کے ہانگ غول کی  
 سنتے ہی اسکی طرف چلے دیے تو کہ چون پشیا فی زدل شد تا شفاں و زمین پس سودی ہمارا دعا و اعتراف و چون  
 پشیاں گشت از دل تا کہ در و بعد از ان سودی ہمارا دعا و آں کمان و تیر اندر دست او و گرگ را  
 جویان ہر شب سو سو و گرگ خود بروی مسلط چون شر و گرگ جویان و گرگ را و پیغمبر ہر شب ہر یک چوں  
 گرگے شدہ و اندران ویرانہ شان رحمنی دودہ و فرصت آن پشہ را ندن ہم نبود و از سبب حملہ گرگ عنود  
 آتا بید گرگ آپسی زندہ روستائی ریش خواجہ بر کند و اینچنین دہان گزان تا نینہ شب و جان شان ادا  
 می آمد لب و ناگمان تشال گرگ ہشتہ و سر آور و از فراز ہشتہ و تیرا بگشت آں خواجہ دوست و زہ  
 بر آن جویان کہ تا اتفاقا و لیت و اندر اقبال و جویان با وجہت و روستائی ہا می کہ در کہ فست و دست و  
 نا جو اندر کہ خر کہ دست و گفت فی این گرگ چون آہرنت و اندر و اشکال گرگے ظاہر دست و شکل و  
 از گرگی خود و جہرست و گفت فی با و یک جہت از فوج وی و می شناسم جہان کا بی ز می و کشتہ و کردہم را درین  
 کہ مبادت بسط ہرگز انقباض لہجہ شہ و یکسیرہ اندرون دل یعنی جب آواز غول پر چلا گیا آخر پشیاں  
 ہو گا و پشیاں فی بھی اسی جہر دہ ورون دل یک پیونچی اسوقت میں اقوا نا سمجھی کا کرنا کچھ فائدہ نہیں  
 یا جب اپنے دل سے پشیاں ہو کہ ہاے تو نے کیا کیا اور آہن کین تو وہ آہن کیا فائدہ دیگی چہر جوع  
 ہو جانب خواجہ کے یعنی خواجہ تو کمان و تیر ہاتھ میں لیے تمام ہات گرگ کی تلاش میں سو سو پھرتا تھا  
 خود ہر گرگ مثل و پکار یوں کے مسلط تھے اسکو اس گرگ کی تلاش میں اپنے گرگ سے کچھ خبر نہ تھی اور وہ یہ کہ  
 ہر شب اور ہر یک مثل گرگ کے اس ویرانہ میں زخم لگاتا تھا خواجہ کہ بہیت حملہ گرگ عنود سے فرصت  
 ہانکنے کی بھی نہ تھی تا ایسا نہ کہ گرگ سے کوئی صدمہ ظہور کرے اور روستا میری وارھی اکیڑ ڈالے غرض  
 کیا و پشہ کے ایسے دندان اپر تیز ہو رہے تھے جک سب سے آوھی رات تاک رکھا یہ حال ہا کہ  
 جان انکی لاف سے لب پرا آجاتی تھی جب آوھی رات گزری اسی گرگ چھوٹے ہوئے کی تشال نے کہ وہ گرگ  
 چھوٹا ہوا پشہ اور کیا کہ بہن ایک پشہ کی بلندی سے سر نکالا تشال اسکو مبالغہ کہا ہو کہ ہل گرگ یہی  
 کیا و پشہ تھے جو انکو اُدھیر رہے تھے اور وہ تشال ایک شبیہ اسکی تھی نہ ہل دوسرے یہ کہ تحقیقہ  
 وہ تشال گرگ تھی بھی نہیں جس خواجہ نے اُس تشال کو دیکھ کر تیر کمان سے چھوڑا کہ وہ جویان تیر  
 لگتے ہی پست ہو کر ناک پر گر پڑا اور اُسی گرنے کے حال میں اُس سے ہوا بھی یعنی گوز روستائی  
 نے اُسکا گوز شکے ہاے کی اور اپنے ہاتھ کوٹنے لگا کہا اے نا جوا غریب تو میرا خر کہہ تھا تو نے

جسکے تیر مارا کہا نہیں یہ کرگ آہرمن تھا اسین سوین کرگی کی ظاہرین اور اسکی وہ شکل ہی کرگی سے  
 خبر دے رہی ہو کہا نہیں وہ ہوا جو اسکی فرج سے نکلی ہو میں اسکو خوب پہچانتا ہوں جیسے پانی اور شراب  
 اپنی اپنی بو سے پہچانے جاتے ہیں تو نے میرے کرہ فر کو بلغمین مارڈالا خدا تجھکو بھی تنگی سے کشا دین  
 نہ ڈالے اختلاف شہن بحر العلوم میں اعتراف کو اعتراف لکھا ہو غروٹ سے بمعنی رو سے اذنیب  
 آفتن اور کفت میں بمعنی آب اذکف خوردن کے ہو نہ رو سے تافتن کے نہ غروٹ لغت میں ملا اور وزن  
 شریف میں بھی اعتراف آب اذکف خوردن کے معنی میں آیا ہو جیسا کہ فرمایا الاسن اعتراف غرقہ بیدہ کہ  
 یہ بھی دلیل اذکف آب خوردن کی ہو نہ تو آفتن کی خواہ گفٹ نیکو تر تخص کن شبست ہ شخصہ و شب  
 زنا ظر محجب ست ہ شب غلط بناید و بدل بنے + وید شب صائب ہمار و ہر کسے + ہم شب ہم ابر و ہم بار  
 شرف + امین ست تاریکی غلط آرد شگین ہ گفٹ امین برین چور و زور شست + می شناسم با ذکر کہ ہ منت  
 در میان بہت باد آن باد را می شناسم چون مسافر از را + خواہ بر جبت و بیاد با شگفت + درستائی  
 گریہ بانٹش گرفت + کامی بلط ارشید آرد و ہنگ وانیون ہر دو با ہم خورد و ہ درست تاریکی شناسی باد و ہ  
 چون ندانی مر مرا اسی غیر ہر + آنکہ واندیم شب گوسالہ + چون نداند ہر وہ سالہ + نوشین راعارت و  
 واکہ کنی + خاک در چشم مروت میزنی + کہ مرا از خویش ہم آگاہیت + در دلم گنبا سی جزا شد نیست + انچہ دی خورد  
 از انم یا ذیت + امین دل از غیر تحیر شادیت + عاقل و مجنون حقم یاد آ + وچنین بنویشیم معذور و دار + آنکہ  
 مردارے خورد یعنی بنید + شرع اور اسوی معذوران کشید دست + یگی راطلاق و بیع نیست + ہرچہ افضل ست  
 مساف و معقی ست ہستی کا بندہ ہوی شاہ فرو + صد خم می در سر و نغز آن کرد و پس بر و تکلیف چون باشد را  
 اسب ساقط گشت و شدیدست و پا + بار بگیند چون آمد حج + گفٹ حق لیس علی الاعوج حج + بار کہ شد  
 در جهان خبر کرہ را + درس کہ و ہ پارسی ہومرہ را + سوی خود اعی شدم از حق + بعیر من ہما نم از قلیل و از کثیر  
 لات درویشی زنی و بیخودی + ہامی و ہوی ہما شقان ایزوی + کہ زمین را من ہما نم از آسمان + ہمتانت کرد  
 غیرت استمان + باد و کرہ چنین رسوات کرد + ہستی نغی ترا اثبات کرد + انچنین رسوا کند حق شدید را + انچنین گز  
 رسیدہ صید را + صد ہزاران ہمتانت ای پرہ + ہر کہ گیدین شدم سر ہنگ + ہر گز ند عار را + و از ہمتان  
 چنگھکان را + جویندیش نشان + معنی خواہے کمارات ہو اور رات میں ہبام ایشاکے ہوتے کچھ ہیں اور  
 نظر کچھ آتے ہیں دیکھنے والے کی نظر پر پردہ تاریکی کا ہوتا ہو تو غور کر کے دیکھ کر کرگ ہو یا خبر کہ رات اسی چیز  
 کہ اسین اکثر ایشا غلط اور بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں رات میں نظر و دید ہر کسی کی صاف و دستار قابل  
 و متبا نہیں ہوتی آدھی رات ہو جتا رہی کے کمال کا وقت ہو اور پھر ابر غلیظا اور باران شدید تین

تاریکیان ضرور غلط محسوس پیدا کرنے والی ہیں روستائی نے کہا کیسی تاریکیاں تارکیوں سے کیا غرض ہیں  
اُس ہوا کو پہچانتا ہوں جو اُس سے نکلی ہو میرے نزدیک یہ ایسا ہو جیسے سوز روشن خوب جانتا ہوں یہ ہوا یہی  
خر کرہ کی ہو اگر بیسیون ہوا ایسی ہوں تو اُن میں بھی میں اسکی ہوا کو ایسا پہچان لوں گا جیسے سافرائے زور راہ کو  
پہچانتا ہوں کہ میرے پاس اتنا ہوتی ہے شکرے خواجہ انجیل پڑھاؤ تعجب ہو کہ روستائی کے پاس آیا اور گریبان پر شکرے  
کہا کہ آج حق چالاک کیسا کر تو نے پھیلایا ہو مجھ کو نہ وہ جد ہوا اور کوئی سکر تو نے ایفہ بن و بنگ دونوں کھائی ہیں  
ایسی تین تارکیوں میں اپنے خر کرہ کی ہوا کو تو جانتا ہو اور اسی شونج بیچیا مجھ کو پہچانتا ہی نہیں جو آدمی کہ آدھی  
رات میں گوسا کو جان لیا وہ اپنے دہل برس کے ساتھی کو کیسے نہ پہچانے گا تو آکھو عارف اور دیوانہ خدا  
بنائے کیسی حروت کی آنکھ میں خاک جھونک رہا ہو تو تو کہتا ہو کہ میں بخود ہوں مجھ کو اپنی ہی قبر نہیں میرے  
دل میں سوا اللہ کے کسی کی گنجائش ہی نہیں تین تین جانتا کل میں نے کیا کھایا تھا نہ مجھ کو یا د میرا دل  
سواے تیر کے کسی سے خوش ہی نہیں ہوتا جو ادھر بہر ہو تو کہتا ہو کہ میں عاقل و مجنون حق کا ہوں اگر  
میری عقل بڑھتی ہو تو ادھر ہی کو ہوا و وجودیوانگی تو ادھر ہی کو تو مجھ کو ایسے حال میں کہینا آپ میں نہیں ہوں خدا  
کہہ اور یا کو کہ شرع نے اُس شخص کو جو مردار کھاتا ہو یعنی بنید معذورون میں داخل کیا ہوا درست و بھلی فی ہذا  
دریج صحیح نہیں کہی ہو اور مثل طفل کے معاف و عفو کردہ شدہ فرمایا ہو واسطے کہ لاپرواہی کے قول و قرار کا اعتبار  
نہیں پھر وہ سنی جو بوشاہ فرعون یعنی خدا تعالیٰ سے ہوا اور سیکڑوں خرم مرنے اسکے سرو و مغز میں اپنی ملکیت کی ہو  
ایسا نقشہ میں ڈوبا ہوا ہو میسا کہ میرا حال ہو آپر تکلیف شرع کی کیسے روا ہوئی اسکا گھوڑا تو سقط ہو گیا اور  
بیرت و پارہ گیا جو مرد عقل سے ہو معمول ہو جب بار برداری کی شولنگڑی ہو جاتی ہو تو اُس سے بوجھ اٹھا  
لیتے ہیں پھر نہیں لا دیتے جیسا کہ حضرت حق نے فرمایا ہو کہ اے علی لا عرج حج نہیں ہو لنگڑے پر تکلیف دیکھ تو  
خر کرہ کو کون لا دیتا ہو جب تک جو ان نہ ہو تو مرد کنیت ابلیس کی ہو یعنی ابلیس کو درس پارسی کا کون پڑھا  
ہو میں اپنی طرف سے اندھا اور نابینا ہوں اور حق کی طرف سے بصیر و بینا مجھ کو قلیل و کثیر یعنی صغیر و کبیر  
سب معاف ہیں القصہ یہ سب باتیں خواجہ نے روستائی کی جو اپنے استغراق کی نسبت اُن کی تھیں کو کہا  
اور یاد دلا کے کہا کہ تولاف درویشی و بخوشی کی مارتا ہو اور ہاے ہوے ایسی جاتا ہو جیسے عاشقان خدا  
کہتے ہیں کہ میں نہ زمین کو جانتا ہوں نہ آسمان کو اب خدا کی غیرت نے تیرا امتحان کیا اور مجھ کو خر کرہ  
کے گونے سے سو لیا اور تیری نفعی کی ہستی ثابت کی کہ خر کرہ کا گونہ ہر حق تعالیٰ ایسے ہی مکر کو فیضیت کرتا ہو  
اور ایسے ہی صید رسیدہ کو پکڑتا ہو شمر صد میں تکرار امتحان کی تاکید کو ہو تاکہ کون قسم کے امتحان ہیں  
یہ پر جو کوئی دعویٰ کرتا ہو کہ میں سرہنگ اُس درکا ہوں اگر عام لوگ اُسکے امتحان کو ہمت نہ کرنا

تو کیا جو لوگ بچتے اس راہ کے ہیں وہ ایسے نشان ڈھونڈتے ہیں اور سمجھتے ہیں اختلاف شرح بحر العلوم  
میں مغز آن کر دو مغز آن نہ کر دکھا ہو اور اس شعر آکھروارے خود بیخ بنیدہ میں بہت مسائل شرعیہ کے  
روہ قبح لکھے ہیں اور معنی اشعار کے مسلسل بار بار کچھ نہیں لکھے میری دہشت میں تو یہ اقوال خواجہ نے  
روسانی کے کئے ہوئے اسکے سامنے لوٹے ہیں جو بگوشتر اس جاہل مکار کے ہیں پھر انہیں جو از غیو  
کی کیا بحث بلکہ غیو جو از لایحی یعنی ہو کی نسبت مناسب ہیں مولانا پرانگی جمع کیا ہر سچ کہا ہو شعر مراد رس کہ بڑ  
اشارہ ہو مدعی صاحب کمال کے پہچاننے کا صاحب کلام اور کراؤ غلط ہو

قہ چون کند دعویٰ خیاطی کے مانگند و پیش دشاہ اطلے کہ بر این را بظفاق فراخ، ز امتحان پیدا  
شود اور ادو شاخ ہر گرجو دے امتحان ہر مدی ہر محنت دروغا رستم بے خود و محنت رازہ پوش گوی  
چون بہ بنیدہ فہم میگردد و سہرست می بیدار کہ دواز دو بر دست حق ناید بجز دافنچہ صور بادہ حق رست  
باشدنی دروغ دروغ خود می دروغ دروغ و ساختی خود را جنید و بازیدہ رو کہ نشناسم ترا  
از کلید بدرقی و منبلی و حرص و آرد چون کنی پنهان نشد اسی مکر سازد خویش منصور و بے کنی آتش  
در پیغہ باران زنی کہ نشناسم عمر از بولب و باد و کہ نشناسم نیم شب و این غری کس از تو خبرا و رکش  
خویش را بہر تہ کو رو کر کند و خویش از ہر دو ان کتر شمر و تو جریع و ہرنانی کہ مجور و باز پرانزید و سوسے عقل  
تازہ کی پردہ آسمان پر مجاز و نویشین را عاشق حق ساختی و عشق با دیو سیاہے باحتی و عاشق و مشق  
را در ستیغ و دود و بند و پیش آرتیر و تو جو خود را گنج بیزد کردہ و خون ز کو خون مارا خور و رو کہ نشناسم  
ترا از من بچہ و عاشق و خویشی و ہلول و تو تو ہم مسکینی از قرب حق کہ طبق گرد و رنبد و از طبق المعنی بظفاق  
قب و کلامہ بدرقی محض بدرائے سبل بالفتح صست و بداعتقا گچ بجان فارسی و یا و مہول و جیم عربی  
پریشان و پر اگر زہ مغری تطبیق و کرا امتحان کے جو شعر صدرین ہو فراتے ہیں کہ جو شخص جس بات کا  
دعویٰ کرتا ہو اسکا امتحان ضرور ہوتا ہو مثلاً کوئی دعویٰ خیاطی کا کرے تو بادشاہ اسکے سامنے طلسم  
عوال دیگا کہ اسکا بظفاق فراخ قطع کر اگر واقعی خیاط ہو تو خیر اپنا کام کر گیا اور جو فقط مدعی تو و شاخ اس کے  
ظاہر ہونگے یعنی ہل معلوم ہوگا اسوا سطلے کہ اگر امتحان ہر مدی کا نہ تو ہر محنت لڑائی میں رستم بجاے جکا  
یہ حال کہ تو اسکو زہ پوش تو پائے جو زخم سے بچاتی ہو لیکن وہ جبوقت اور کا زخم دیکھکا خود بخود زخم خور  
اسیر ہو جائیگا بس جو مست شراب ظاہری کے ہیں ذرا سی ہوا کے ستاٹون سے جاگ جاتے ہیں اور جو  
مست حق کے ہیں مصو صیبی آواز سے بھی آپ میں نہیں آتے اچھا مکار شراب حق کی چھی چیز ہو زور و غ  
تھکلو کسان نصیب ہوئی تو نے تو مٹھا کھایا ہو مٹھا تکرار و غ کی بظلمت مدی بالغہ کے ہو تو نے آ پکو جنید



یاز پینا یا ہو اور گستا ہو جا میں نہ کلید کو سپا تا ہوں نہ تیر کو تو بدراے شست منکر باء تھا و ہمہ تن جویں کہ نہ ہو  
 قوا و مکر ساز کیسے آپ کو چھپا سکتا ہو آخر نہ چھپا سکا تو آپ کو منظور جلایا بناتا ہوا در پٹہ باران یعنی ابرین  
 آگ لگاتا ہو یہ تو گستا ہو کہ میں نہیں سپا تا ہوں کہ عمر کون ہو اور بولسب کون مگر آدمی رات میں گونہ کر کہ  
 خوب بھی پتا ہو ایسی غری تیری تجھ فرسے کون یقین کر گیا اور دانستہ تیرے لیے کون اندھا بہرا بنے گا  
 اسی مکار آپ کو رہوان راہ خدا سے مت گئے تو تو حریف رہ نہ نون کا ہو گھا سست کھا شاخ کمر پر جو  
 بیٹھا ہو اس سے اڑ جا اور عقل کی طرف دوڑا سیلے کہ پر طاری طائر کے اسی ہوا میں اڑنے کے ہیں  
 نہ بالائے آسمان تو نے آپ کو عاشق حق کا بنایا ہو حالانکہ تو عاشق ایک دیو سپاہ کا ہو جو نفس شیطانی  
 ہو قیامت کے دن ہر عاشق و معشوق دونوں کو فرستے باندھ باندھ کے تیر تیز خدا کے سامنے لیجا بیٹھے  
 تو نے تو آپ کو دیوانہ و بیخود بنا ہی رکھا ہو اور ہمارا خون کھا رہا ہو ہم کیسے کہیں کہ خون رز کا کھانا ہو ان  
 فرشتوں سے بھی ایسے ہی کہ دنیا جاؤ ہو زمین تکو میں سپا تا میں عاشق بیخود ہوں اور بھول گیا توں کا  
 ہوں جبکا لقب دیدانہ مشہور تھا جھکو تو ہم ہو کہ جھکو قرب حق حاصل ہو کہ واسطے کہ طبق کہ طبق سے دو  
 نہیں ہوتا یعنی صانع مصنوع سے جدا نہیں ہوتا قولہ آن نمی بینی کہ قرب اولیا بصدراست دار و  
 کار و کیا آہن از داؤد و موسیٰ میشود موم در دست چو آہن می بود قرب حق و رزق بر جہلست عام  
 قرب دمی عشق دارند این کوام قرب ہر افعاع باشد و پرہیزند خورشید بر کسار و نہ ایک قربے  
 ہست باز رشید را کہ ازان بود خبر مرید را شاخ خشک تر قریب آفتاب آفتاب دہر دو کی دار و حجاب  
 ایک کو ان قرب شاخ طری کہ شمار سچتہ اندوی می بری شاخ خشک از قربت آن آفتاب غیر ذر و تر  
 خشک گشتن گو بیاب آہن ان سستی مباحش می بخورہ کہ بھل آید شامی خورد و بلکہ دانستان کہ چون  
 بخورند عقل مای سچتہ حسرت می برند اسی گرفتہ بچو کہ پوش پرہیزان می شیر گیری شیر گیری ہے  
 بخورہ از خیال خام بچ و بچوستان حقائق برسی یعنی این سو و آن سوست دار مای تو این سوسیت  
 آن سو گذارہ گر با شورہ یا بی بعد ازان کہ بہ انسوگہ بدین سو سرخشان جہل زنیوئی بد انسوگ  
 مزین و چون غاری موت ہرزہ جان کن و آن خضر جان کز اجل نہرا سدا و شاید از مخلوق را نشا سدا  
 کام از ذوق تو ہم میکنی و در دمی و دنیا کی تیرش میکنی و بس بیک سوزن ہتی گردوزا و بآہنیں فرہ تن  
 غافل مباد کہ زہا سازی زہرت اندر شاہ کی کند چون آب بنیاد و ناہم معنی چہلا شعر او پر کے دوسرے  
 شعر سے مربوط ہو کہ تو قرب حق کا اپنی نسبت تو تو ہم کرتا ہو مگر یہ نہیں دیکھتا جھکو قرب حق کا ہوتا ہوا  
 جو اولیا ہیں اُن سے سیکڑن کر اہن بھی تو ظاہر ہوتی ہیں اور وہ صاحب خدمت اور نہ گار جو مراد

بادشاہ سے ہر ہوتے ہیں دیکھ تو اسن واڈو کے ہاتھ سے موم ہوتا تھا ایک توہی کہ تیرے ہاتھ میں موم آہن  
ہوتا ہو قرب حق کا اور رزق سب پر عام ہو مگر وہ جو قرب وحی عشق کا ہو وہ کرام ہی کو حاصل ہوا جو پر قرب کے  
انواع ہیں ایک قرب تو آفتاب کو کسار سے ہو کہ نور اسکا پتھر پر چڑتا ہو اور پتھر ہی رہتا ہو اور ایک رستے ہو  
کہ وہ درہوتا ہو لیکن یہ قرب جو آفتاب کو زور سے ہو اس قرب سے کیسی شعور و آگاہی نہیں کہ یہ قرب کس قسم کا  
ہو اس شعور میں شدید بالکسر معنی آفتاب کے ہو اور بتدبیر یعنی شعور و آگاہی کے خشک و تر شاخ دونوں قریب  
آفتاب کے ہوتی ہیں اور آفتاب دونوں سے عجب لیکن وہ قربت جو شاخ طری اترا تازہ اور نو سے  
ہو وہ خشک سے کمان کہ طری سے تو یکے کے پھل کھاتا ہو اور شاخ خشک اسی آفتاب کی قربت سے  
سوانہ ایت جلدی خشک ہو جانے کے اور کچھ نہیں پاتی آجہ بوقوت ایسا ست ست بن کہ جب ہوش  
میں آجائے تو پشیمان ہوئے بلکہ ان ستون سے ہو کہ دب شراب وجد کی تپتے ہیں تو پختہ پختہ عقلمین  
انکی سستی کی حسرت کرتی ہیں تو کئے تو بلی کی طرح ایک بڑھا چوہا بوج لیا اگر اس شراب سے شیر کھڑ  
تو شیر کو شیر گیر غم مست و فیر بھی مست و خراب آجہ مغرور تو نے اپنے خیال خام ت کوئی پھل نہ کھایا  
توستان تھا تو کس طرح کس پورے پرانے تھا اگر تباہی آجہ مکار کیسا مست کی طرح کبھی اس طرف گرتا ہو  
کبھی اس طرف اسے فیر تو اس طرف گز رہی نہیں تو تو بالکل اکیلے ہو اگر اس طرف کو کچھ راہ پالینا  
تو یہ بھی تیرا وہی حال کہ کبھی آدھ سر مارتا ہو کبھی آدھ سر تو بالکل آدھ سر کا ہو آدھ کی گپست مارا بھی تو  
تیری موت منہج آئی ہو ہیو وہ جان کیوں نکالے ڈالتا ہو جان وہ شخص جو خضر جان ہو یعنی جسکی جان مثل  
جان خضر کے کہ اجل سے نہیں ڈرتا اسکو لائق ہو کہ کہ میں مخلوق کو نہیں پہچانتا نہ کہ تو جو قبل از مرگ  
و ادویلا چار بار ہو خود فنا ہوا سنین اور مخلوق کو پہچانتا سنین جھکو اپنے تو ہم کا ایسا مزہ پیا ہو کہ اپنے نال کو  
کھو دے ڈالتا ہو بیسی کچی سری ہر وقت کپتی رہتی ہیں یہ ایسا ہو کہ گویا اپنی مشک کو آپ ہو اچھونک چھونک  
پھٹاتا ہو کہ جسوقت ایک سوزن لگ گئی ساری ہڈا کھل جانے سے خالی رہی بس ایسے فریق غافل کو فدا  
رہنا میں نہ چھوڑے کو زورے ہر ف کے لوگ جاٹوں میں بنا لیتے ہیں مگر جسوقت وہ پانی دیکھتا ہو تو  
وفا نہیں کرتا کھیل جاتا ہو تو بھی کو زورے ہر ف کے بنا رہا ہو

لڑا گیدڑ کا رنگ کے غم میں اور رنگین ہو جانا اسکا اور دعوی کرنا اسکا گیدڑ نہیں کی جلیاں ہو  
خولہ آن شفاے زنت اندر زخم رنگ + اندامان خم کر دیک ساعت درنگ پس برآمد پوشتش رنگین شدہ +  
لہ منم شاہ علی بن شدہ + شہم رنگین و فلق خوش یافتہ + ناقابان رنگما برافاقتہ + دینودا سنج و سبز و بورد  
بہر دفعہ شہنشاہ شفا لان عرصہ کرو + جملہ گفتن اسی شفا لک حال چیت + کہ ترا در سر شفا طے ملتومی ست +

ادشا طائرانہ کرانہ کردہ + این تکرار کی آوردہ + یک شغلے پیش اور شدہ گای فلان + شہد کردی تاشدی اور  
خوشد فلان شہد کردی بامہر و جہی + تان زلات این خلق را حسرت دہی + پس بخوشیدی ندیدی گریہی + پس بشہد  
آوردہ بی شریہ صدق و گرمی خود شہدار دلیاست + باز بشیری پناہ ہر ز غاست + کالتفات خلق سوی خود  
کشند + خوشیم و از درون ہر نا خوشند + منی بدور سپہ سرخ زنگ ہندی زنگ ایک گدیہ اتفاقا ایک نگ کے  
خم مین جاپڑا اور ایک ساعت اُسکو اُس خم مین توقف ہوا پھر بھکا تو پست زنگا ہوا تھا اُس نے کہا آہ مین تو  
علین کا طائر دس ہو گیا اس سبب سے کہ چشم نگین اچھی رونق پائے ہوئے تھی اور وہ زنگ شمع آفتاب  
چمکے ہوئے اُسے جو آپ کو سرخ و سبز اور پرواز دہا تو اور شفا لون پر عمر مین کیا ہے گما کہ اور شفا لک یہ کیا مال  
کہ تیرے سر مین ایک عجیب نشا طیلپی ہوئی ہو اور مین شفا طچکے + اسے تیرے سے کہنا کہ کیا ہو نہ معلوم یہ تکرار  
کہان سے لایا ہو ایک شفا لے سکے سامنے گیا اور کہا کہ اور فلان تو نے مکر کیا جب تو تو خوش لون سے ہوا  
اب مقولات مولانا رح کے ہین کہ اکثر ایسے ہین کہ مکر بنا کے منبر پر جا کو دے تو اپنی لاف سے مخلوق کو  
حسرت دین آپس تو نے بھی دند جوش بہت مچایا اور گرمی عشق کی دیکھی نہیں پس اس شہد کی بدولت بشیری  
حاصل کی صدق و گرمی بیشک شہار و لیا کا ہو اور بشیری پناہ ہر دغا کی ہو لے لے کہ مخلوق کے کالتفات کو  
اپنی طرف کھینچن کہ ہم خوش اور بہت اچھے ہین اور درون کو دیکھو تو بہت ہی مجھے ہین  
چکنا کرنا ایک شہی خورے کا ہر صبح اپنی مچھون کو وجہ کے پوست سے اور حریفون مین اگر  
کہنا کہ مین نے ایسا کھانا کھایا ہو ویسا کھایا ہو

قولہ پوست دہ یافت مر و ستھان + ہر صباح او چرب کردے سبتان + در میان منھان رفتے کہ سمن  
لوت چربے خوردہ ام و در انھن + دست بر سبت نہادی و در فیدہ ز مرغنی سوی سبت نگیدہ + کاین گاہ  
صدق گفتار نیست + وین نشان چرب شیرین خوردنت + شکش گفتی جواب بی طنین + کہ ابا داند  
کیما کافرن + لاف تو مارا بر آتش بر نہاد + کان سبال چرب تو بر کندہ باد + گر بنودے لاف زشتت  
گدا + یک کریہی رحم اور دے بام + ورنودی عید کم خوردی جفا + ہم بے دمانی یکیشا + راست گزشتی  
و کج کم باختی + یک طبعی داروی ماساتے + گفت حق کج مجنابان گویش و دم + نفعن الصا و قین صد قہم +  
گفت اندر کج مصلی متکم + انجوداری و انا و فاسقم + ورنہ گوئی عیب خود باری نفس + از نایش و زوغل  
خود کش + بر سبال چرب خود تکیہ کن + ورنہ اگر کہ بر و ونہ بی سخن + کہ تو نقدی باقی بکشا دبان + بہت درہ  
سنگھای امتحان + سنگھای امتحان رانیز پیش + امتحانناہست در احوال خویش گفت یزدان از ولادت تا مہین +  
نیفتون فی کل عام مرتین + امتحان بر تہانتاں + پسر ہین کہ امتحان خود و خود + زانہات قضاء مین رہاش +

ہاں در سوائی تبرک خواجہ تاج شیعہ معنی متھان باہم دلیل و سبک در نظر مردم توید بضم فون و پاسے قبول خبر خوش  
 حسین بافتح ہلاک دمرگ اس حکایت کا ربط اوپر کی حکایت سے یہ ہو کہ جیسے وہ گیدڑ رنگ کے خرمین کر کے  
 رنگین ہو گیا تھا ایسے ہی ایک شخص نے کہ غرار و سبک تھا پوست و شبہ کا پالیا تھا کہ ہر صبح اس سے اپنی موچھین  
 چکنی کر کے دو آئندہ دن میں جاتا اور کہتا کہ بڑے چرب و تر کھانے کھا آیا ہوں لوگوں میں یوں کہتا اور  
 موچھون پر ہاتھ رکھتا اس اشارہ سے کہ دیکھو موچھین میری کیسی چکنی ہو رہی ہیں جی گوا میرے صدق  
 گفتاری کی ہیں اور نشان چرب شیرین چاری کے لیکن پٹ اسکا اسکو بے آواز کہتا تھا کہ خدا کا فروں کے  
 فریب کا کھوج کھوئے تیری شیخی نے تو مجھ کو بھون ڈالا خدا کرے یہ چکنی موچھین تیری اکھڑ جائیں اگر یہی  
 رشت ملوثی تو کوئی کہیم مجھ پر رحم کرنا اور جو عیب مفلسی کا جتنا تو کوئی آشنا ہی تجھ کو اپنا صمان کر لیتا جو  
 بھائیں نہ اٹھتا اگر تیج بوتا اور الٹی چال نہ چلتا تو کوئی نہ کوئی طبیب پیدا ہی ہو جاتا اور میرا علاج  
 کرتا اب قولات ہمارے کے معلوم ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بھی فرمایا ہو کہ سید حاحل اور شیرھے کان  
 دوم مت ہائے اسوائے کہ یہ تم تھیں الصادقین صدقہ قیامت وہ دن ہو کہ صدیقون کو اکھا صدق نفع  
 و گنا قرآن مجید میں نازل ہوا تو حکم خواب پریشان دیکھنے والے اس غار میں جو اندر سے کچھ ہو کہ عبارت  
 و غار فریب باطنی سے ہر کج مت ہوا اور غافل مت ہو جو کچھ اپنے باطن میں رکھتا ہو اسکو ظاہر کر اور حکم حکم  
 قائم کما امرت پر قائم و مشکم ہو جا استقامت پکڑ اس امر پر جو تجھ کو کھا گیا ہو اور جو عیب ظاہر کرنا نہیں چاہتا  
 تو جان گاوتنا تو کہ کہ خاموش رہ نمایش ظاہری اور دغا و دغل سے آپ کو کیوں مارے ڈالتا ہوا ان  
 چکنی چڑی موچھون پر چومنداری ظاہری ہو پھر وسد مت کر اسوائے کہ وہ پوست و شبہ کا جسے موچھین  
 چکنا تھا لیکن کچھ شک ہی نہیں اسلئے کہ نمایش دنیا کی دنیا ہی تک ہو اور درصورتیکہ کوئی نقد تو نے  
 پالیا ہو تب بھی نہ نہ کہ اس راہ میں سنگ امتحان کے بہت ہیں انکی ٹھوکروں سے بچ جاے تو مطمئن ہوگا  
 یہ جو ہنے سنگ امتحان کھا ہو وہ کیا بچے ہوئے ہیں انکا امتحان انکو اپنے مال میں و پریش ہو جیسا کہ ہر چکا  
 نے فرمایا کہ زمان و ولادت سے وقت مرگ تک ہر سال دو دفعہ آزمائش کی جاتی جو چنانچہ آیت کریمہ دوسرے  
 مصرعہ کی مصداق اسکی ہو ابراہیم پر جب امتحان پر امتحان لگے ہوئے ہیں تو خبردار ذرا سے کسی امتحان میں اپنا  
 خرم یا رست بن اور آپ کو اچھا مت سمجھ اور قضا کے امتحانات سے سخت و پیغم مت ہو جاتا مرگ ڈتا ہی رہ  
 اور سوائی سے خبردار ہو خواجہ تاج شیعہ غافل مت ہو خیالی تو کہ رہتا نہیں ٹھیک نہیں لگتا کیلئے کہ پرتے ہیں وہ کہ نصیحت ہوتا

انچست ہونا بلغم باعور کا اور امتحان کرنا حضرت عزت کا کہ جس سے سیاہ رو نکلا  
 قولہ بلغم باعور و شیطان لعین امتحان آفرین گشتہ کہیں ہزار کہ جو ذہن ان کو خدا کا متناہفت اندر ہضام



عاقبت رسوائی آمد حال شان ہم شینہ باشی از احوال شان بکا سنجہ پنهان میکنید پیدایش کن + سوخت مارا  
 اینجا رسواش کن + او بدعوی میل دولت میکنید معده اش نفرین سبت میکنید جملہ اجزای تنش خصم ویند کریم  
 لا فدا ایشان درویند لا فدا او او کریم میکنید شاخ ز رحمت رازین بر میکنید این شکم خصم سال و شد + دست  
 پنهان در دعا اندر زده + کای خدا رسوا کن این لا فدا لیا م + تا بچند سوی مارحم کرام + استجا بک + مدوعای  
 آن شکم + سوزش حاجت بزیر و ن علم + گفت حق گرفتاری و اہل صنم + چون مرا خانی اجا جہا کتم درستی پس آ  
 یا خاموش کن + و انگہاں رحمت بہین و نوش کن + تو دعا را سخت گیر و من شمول دعا قبت بر ہانت از دست  
 غول + یعنی شمول شمول ہر شمع اول صغیر و بانگ و فریاد او را ضن و منتقار سے گوشت نو چنا جانور کا  
 فراتے ہیں ویکہ تو لقمہ بن با عور اور شیطان لعین پچھلے امتحان میں کیسے ذلیل و رسوا ہوے اس سبب سے  
 کہ مکر خدا سے نجات ہو گئے تھے کہ ہمارے امتحان زمانہ گذشتہ میں ہو چکے ہیں اگر کہ رسوائی احکامال دنیا  
 لانکے احوال تو نے منے ہی ہو گئے اب پھر رجوع فرمایا اس شیخی خورے کے نوکر کی طوف کہ یہ تو منجھیں چکنی  
 لے کے شیخی مارتا تھا مگر شکم اسکا شکایت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایذا جو کچھ یہ چھپا رہا ہے تو اسکو ظاہر کر دے اپنے  
 توبہ کو جلا مارا اینجا تو اسکو رسوا کر دے + دعوی سے میل دولت کا کرتا ہو کہ میں اپنی دولت سے فستین چرب  
 و شیرین کھاتا ہوں اور معده اسکا اسکی منجھون کو بد دعا و لعنت کرتا ہے سارے اجزا بدن کے اس کے  
 دشمن ہیں اسواسطے کہ خدا ہی سے غذا اعضا پاتے ہیں اور حالت جمع میں سب باجموع پکارتے ہیں یہ تو ہمار  
 کی شیخی مارتا ہو اور وہ سب خزان میں مبتلا ہیں وہ تو شیخی داوا و گردن کی مارتا ہو کہ میں کرم کرتا ہوں لوگوں  
 کو دیتا ہوں اور شاخ رحمت کی جڑ سے اکھڑتا ہو اگر مجھ زاری کرے تو کیوں نہ تیری رحمت ہو پس یہ بیٹ  
 اسکی منجھون کا دشمن ہو گیا اور پوشیدہ دغا کرنے لگا کہ اسے خدا تو اس لا فدا لیا م کو رسوا کر کہ جسم  
 بزرگوں کا ہماری طرف جنبش کرے لفظ لیا م بنظر مبالغہ ہو کہ وہ لہجہ میں لکھایا تھا لا جرم دعا شکم کی مقبول ہوئی  
 اور شکم کو جو اپنی حاجت کے سبب سے سوزش تھی اسنے اس کے مقابلہ کو جھٹلا کا لا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر توبہ کا جو یا  
 بت پرستوں سے تو ہو لیکن مجھے جب عا کر گیا میں قبول ہی کر دینگا تو بھی بڑا ہیہ پت پت چچ چچ چچ چچ چچ چچ چچ چچ  
 پھر سری رحمت کو دیکھ اور بیٹ بھر کے نوش کہتے تو دعا کو سوخت ہو سکے پکا اورین شمول کو جو ناخن و منتقار سے  
 گوشت نو چنا ہو آخر کھوا اس غول کے قبضہ نہتیا سے چڑا ہی نیلے لکھا و شمع بھلو میں بن شمول کی منی شمول لکھا ہو

ایمانا ملی کا پوست ونبہ ور رسوا ہو پہلو ان کا

قولہ چون شکم خود را ب حضرت در سپردم کہ آہ پوست ونبہ ایردہ ان پس کہ وہ دیدہا و کہ نیت + کو دک از  
 ترس غماش رنگ ریخت ماما نہ لکھن آن مفضل غروب آبروی مرد لانی را ایردہ گفت آن دنبہ کہ



ہر صبح بدران و چربیکہ دے لہان و بستان و گریہ آمدنا گمانش در بود پس دویدم و نگذاشتم کہ آن جہد سودہ  
پہلو ان و لان گرم و ذوقناک چون شنید این قصہ گشت از غم ملاک منفعہ عمل شد در بیان انجمن و سر فرو برد  
و خمش شد از سخن بخندہ آمد حاضران را از شگفت و رحمتا نشان باز جنبیدن گرفت و دعوتش کرد و پیش  
دشمنہ و تخم رحمت در پیش کشیدند و او چو ذوق رستی دید و کہ ام و بی تکیہ رستی را شد نلام و رستی را پیش  
کن مدام و تا شوی در ہر دو عالم نیکنا منی القصہ جب شکم نے آپ کو حضرت عزت کے سپرد کر دیا تو اتفاقاً  
بلی آئی اور اس پوست کو لگی ہر چند بلی کے پیچھے دوڑے وہ بھاگ گئی اسکا ایک لڑکا تھا وہ اسکے غصہ  
کے خوف سے درو ہو گیا اور جس جلسہ میں یہ تھا اس طفل خرد نے وہاں آکے بر ملا کہا اور اس شیخی نور سے  
کی ساری رونق و آب کھو دی گئی وہ نہ جس سے تو ہر صبح اپنے لب و منہ چین چکنا یا کرتا تھا یکا یک بلی  
آیڑی اور اسکو لگی ہر چند جمنے دوڑو ہو پ کی کچھ فائدہ نہوا پہلو ان اسوقت شیخی میں گرا گرمی کر رہا تھا او  
شیخی کے فرے اڑا رہا تھا جب یہ قصہ سنا مارے غم کے گویا مر گیا اور اس جلسہ میں ایسا پیشیان ہوا کہ سر  
جھکا لیا اور پیپ گر گیا اہل جلسہ تعجب سے ٹھٹھا مارے تو منے لیکن انکے رحم بھی اسکی طرف بے دعوت اسکی  
کی اور سیر کھتے تھے اور تخم رحمت کا اسکی زمین میں پوتے تھے اب اسنے بھی جو فرہ رستی کا پایا جسکی بدولت  
انواع انعام کی منتیں ملنے لگیں تو رستی کا غلام ہو گیا کہ اسکی برابر کوئی چیز دنیا میں نہیں شعرا بعد بقول مولانا کا

ہو کہ تو بھی رستی پیشین تہا و دون جہان میں نیکنام ہوئے

دعوی طائوسی کرنا اس شغالی کا جو رنگریز کے خم میں گرا تھا

قولہ آن شغال رنگ رنگ اند نہفت و برنگ گوش ملا متکبر گفت و بگر آخر درین دور رنگ سن یک  
سنم چون من ہمار و خودشن و چون گلستان گشتہ ام ہر رنگ خوش و مر اسجدہ کن از سن سرکش  
کہ و خود آب و تاب رنگ میں و فخر دنیا خوان مرا و کن دین و نظر لطف خدائی گشتہ ام و لوح شرح کبریا  
گشتہ ام اسی شغالان ہین بخوانیدم شغال و کی شتالے را بود چندین جہاں و آن شغالان آمدند آنجا جمع  
ہو چو پروانہ بگرد اگر شمع پس چہ طوائف بگواہی جوہری گفت آن طاؤس ز چون مٹھری پس بگفتند کہ  
طاؤسان جہان و بلوہ ہا و در اندر گلستان و تو چنان جلوہ کنی گفتا کنی و ما مارفتہ چون گویم  
بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا پس نہ طاؤس خواہ بود العلما و خلعت طائی آید ز آسمان و کی رسد از  
رنگ و عویا بران اور تو دعوی میکنی معنی بیارہ کو مخور زہر سپر اگر دین و انہی جو العلما کینت بنی کہ قہر  
میں ضرب المثل تھا اب پھر شغال کی طرف جکا کر او پر لکھ کے چھوڑا ہر جمع کی اور ہتینا فاما کہ اس شغال  
نے جو رنگ برنگ ہو گیا تھا پوشیدہ اس ملا متکبر کے کان پہنچے کہ تھا کہ یہ تکر تو کان سے لایا ہے

کہا کہ ذرا تو مجھ کو اور میرے رنگ کو دیکھ جہاں میں جتنے بت پرست ہیں کیکے پاس مجھ میا کوئی بت رنگین دیکھ  
 نہوگا کیسے میرے رنگ خوش ہیں جسے گلستان ہو گیا ہوں اور سیکڑوں رنگ رکھتا ہوں تو مجھ کو سجدہ کر  
 اور سرکش مت ہو میرا کرو فر اور میرے رنگ کی آب و تاب دیکھ اور مجھ کو فخر دنیا کا اور رکن دین کا کہ  
 اور کیسا منظر لطف خدا کا ہو گیا ہوں یعنی ساری خدائی کا مجھے لطف ظاہر ہو اور شرح کبریائی کی جو سجدہ بیان  
 ہو اسکی لوح میں ہوں لوح وہ جو دیباچہ کتاب پر ہوتی ہو مطلقاً و نقوش اسو شفا لو خبر دار مجھ کو شغال  
 مت کہو بھلا شغال میں اتنے جمال کب ہوتے ہیں وہ سب شغال وہاں ایسے جمع ہوئے جیسے شمع کے آس  
 پاس پروانے ہوتے ہیں اور سب نے کہا کہ اس جوہری اب مجھ کو ہم شغال نہ کہیں تو کیا کہا کریں کہ  
 طاؤس خرچون شتری چہر اس سے کہا کہ طاؤس جہاں کے تو باعنوان میں جلوے دکھاتے ہیں اور سچے  
 تھرکتے ہیں تو ایسا جلوہ کر سکتا ہو کہا نہیں بھلا جسے ابھی باویہ تو طوطی کیا ہی نہیں منا منا کیسے کہوں نے  
 امانہ منا کا اور چہر کہا کہ تو طاؤسون کی بولی بول سکتا ہو کہا نہیں تو سب نے کہا کہ اسو شتوق تو طاؤس  
 نہیں ہو دیکھ تو طاؤس کو خلعت آسمان سے آتا ہو خلعت آسمانی کو یہ دعویٰ رنگ کے کب پہنچ  
 سکے ہیں اگر دعویٰ کرتا ہو تو معنی دکھا یعنی صفات طاؤس کے ورنہ گھاس مت کھا گردن ہارے سامنے لا  
 کہ تو گردن زدنی ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں طاؤسان جہاں کو بان لکھا ہو اور شعر اخیر کو لکھا ہو کہ بعض

نسخ میں یہ شعر نہیں ہے البتہ قافیہ میں تو اس کے فقیر ہو

دعویٰ الوہیت کرنا فرعون کا اور شبیہ کرنا اسکا اس شغال سے دعویٰ طاؤسی کیا تھا

قولہ ہمچو فرعون مصر کردہ ریش و بڑا عیسیٰ پریدہ از خروش + امہم از نسل شغال ادہ زادہ در خم مالی و جا  
 اوقتا و ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد + سجدہ افسوسیان او و جزو بدگشتہ مسکآن گدای ذنہ و خلق  
 از سجدہ و آذختر ہای خلق + مال مار آمد کہ درویشی ہر ہاست + و ان قبول و سجدہ خلق از وہاست + ہاے  
 امی فرعون ناموسی کن + تو شغالی ہیچ طاؤسی کن + سوی طاؤسان اگر پیا شوی + عاجزی از جلوہ  
 و رسوا شوی + موسی و ہارون چو طاؤسان بلند و پر جلوہ بر سر و رویت زدنہ و زشتیت پیدا شد و رسوا  
 سنگون اقتادی از بالائیت + چون محک دیدی سیہ گشتی چو قلب + نقش شیری رفت پیدا گشت کلب +  
 اسی سگ گر لکین زشت از حرص و جوش + پستین شیرا بر جو و میوش + غرہ شیرت بخوار ہمتان + نقش شیر  
 انگہ اخلاق سگان + امی شغال بجال بے ہنر + ہیچ بر جو وطن طاؤسی ہر + زانکہ طاؤسان کسندت امتحان +  
 خوار و بی رونق باقی در جہاں + گفت یزدان مرغی را و رشاق + یک نشانی سہلتر اہل نفاق + گر منافق  
 زنت باشد مغر و ہول + و اثناسی مردار در جن و قول + چون خالین گزہ ہار میخیز + امتحانے میکنی امی شتری

میزنی و ستر بران کو زہر آتشا سی اڑتین شکستہ را باہنگ شکستہ و گرگون می جو در باہنگ چاوشست پیش  
سیر و در باہنگ می آید کہ تعریفش کند و چو مصدر فعل تعریفش کند چون حدیث امتحانی رو نموده یا دم آمد قصہ  
ہاروت زود و لہجہ منی فرماتے ہیں صیغہ وہ شنال طاؤس ہا تھا ایسے ہی فرعون کہ ریش مصع کیا کرتا تھا  
اور بال بال میں موتی پر دئے رہتا تھا اپنے گدھے میں کے باعث حضرت عیسیٰ سے بھی زیادہ اڑا وہ توہم  
وہایتی فلک چارم تک گئے اُس نے خدائی کا دعویٰ کیا وہ بھی ایک گوازیہ کی نسل سے پیدا ہوا تھا اور مال  
وجاہ کے خمین گر کے رنگین ہو گیا تھا کہ جس نے وہ مال و جاہ اسکا دیکھا سجدہ کیا اور بحقیقت وہ سجدہ  
کرنے والے سبب موسیٰ تھے یہ اُنکے سجدہ کی خریداری کرتا تھا یعنی نہایت خوش ہوتا اور فکر کرتا تھا  
کیسا یہ گدا بچھی گڈری والامست تھا کہ مخلوق کے سجدہ کرنے سے جو بڑے ناز و تخر سے کرتے تھے نہیں  
جانتا تھا کہ مال ماہر اور دشمن زہر بھرے ہیں اور یہ قبول و سجدہ مخلوق کا اڑا ہوا فرماتے ہیں خبر و  
اعرف فرعون ناموسی مت کر یعنی بہت سا مخلوق سے متوقع عزت کا مست ہو تو شنال بھی طاؤس بن  
اگر طاؤسوں میں پڑ گیا اور جلوہ سے عاجز ہوا تو رسوا ہو گا تو طاؤس نہیں ہو موسیٰ اور ہارون طاؤس  
تھے جنھوں نے ایک پر جلوہ کا تیرے سر و پر سار کے چراغ گل کر دیا اور تیری رشتی و رسوائی ظاہر ہوئی  
اور کیا اُن بلند یوں سے اپنی سرنگون نیچے گرا اور جب تو نے کسوٹی دیکھی تو تلب کیط سید رو ہو گیا  
وہ نقش شیر کی جاتے رہے کہ کا کہ رہ گیا آؤ سگ گر گین خاشی زشت حص و جوش سے پوسنیں شیک  
ست اوڑھ تو جو غوشیر کا کر گیا تو یہ امتحان بھی پاس ہے گا پھر کیا ہو گا کہ نقش تو شیر کے سے ہیں اور حالت  
کتوں کی سی آتشال بجال بے ہر ذرا اپنے اوپر گمان طاؤسی کامت کر اس سبب سے جب طاؤس  
نیز امتحان کریں گے تو غور و بیرونق جہان میں رہ جائیگا خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو سختیوں اور مشق کو  
باتوں سے ایک بڑا نشان سہل منافقوں کا بتایا ہو کہ منافق بظاہر کیسا ہی فریب اور خوب فقر و ہولناک  
ہو تو اسکو اُنکی لمن قول سے پہچان لے یعنی اُنکی باتوں کی آواز سے بونفاق کی اُس سے ظاہر ہوگی  
جیسا کہ فرمایا لکن من قول ہر آیت پہچان لے تو اُنکو لہجہ اُنکی باتوں سے خیال تو کرا ہی مشری جب  
تو کو زہر سفالین مول لیتا ہو تو اسپر ہمتوارتا اور امتحان کرتا ہو جی غرض تو ہوتی ہو کہ اُنکی آواز سے  
ٹوٹے پھوٹے کو معلوم کرے اسلیے کہ کو زہر شکستہ کی آواز اور طرح کی ہوتی ہو اور وہ آواز اس کو زہر  
کی ایک چاؤش و نقیب ہی ہو جو آگے آگے نقیب کے مثل چلتی ہو اور کو زہر کے حال سے خبر دیتی ہو جیسے  
نقیب بادشاہ کی آمد سے وہ آواز اس کو زہر کی تعریف کو زہر کی کرتی ہو کہ میری اور کو زہر کی ایک  
کیفیت ہو جیسے مصدر اور وہ افعال جو اس سے نکالے جاتے ہیں مادہ اور معنی میں متحد ہوتے ہیں

ایسے ہی وہ آواز اور کوزہ شکستہ ایک ہیں اب فرماتے ہیں جو ذکر امتحان کا سامنے آیا اس سبب سے  
مجھ کو فوراً قصہ ہاروت کا یاد کیا اختلاف شرح میں بخور دکھا ہو میں کہ بخور و عریں سے اور کجی قول  
بعطف لکھا ہو گزرت میں سے غلط ہو اور کوزہ ہار بخوری کو کوزہ ہار بخوری اور شامی کو شامی

قصہ ہاروت و ماروت اور دلیری انکی امتحان حق تعالیٰ پر

قولہ پیش ازین زمان گفتہ بودم اندکی و خود چہ کہ ہم از ہزار انش کیے و خواستم گفتن در آن تحقیقات تا کنون لماندم  
از تحقیقات و گوش دل را ایک نفس این سو ہمارے تا کہ ہم با تو از اسرار بارہ جلدیگر بسیارش قلیل و گفتہ آید شرح  
یک جزوی زینل گوش کن ہاروت و ماروت را اسی غلام و چاکران ماروت را نیست بودند از تماشائی  
وز عجب اہمائی استدراج شاہ و پختن مستیت ز ہندراج حق تا پختن مستیت ہر معراج حق و دانہ و دہش چہین مستی نمود  
خوان انعامش جہاد اندر کشود دست بودند و رہیدہ از کند ہای و ہوی عاشقانہ میزدند و یک کین امتحان  
در راہ بود و صرصرش چون گاہ کہ را میبود و امتحان میکرد شان زیر و زبر ہ کی بود و سرست را دینا خسر  
خندق و میدان پیش او یکیت و چاہ و خندق پیش او خوش سلکیت و معنی توفیق ویر و انوار بارہ  
استدراج فرق عادت جو کافر سے ظاہر ہو فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ہم نے امتحان کے باب میں کچھ تھوڑا  
کہا تھا اور تھوڑا سا کیا کہوں ہزاروں سے ایک چھہ میں نے چاہا تھا کہ انکی تحقیقات میں کچھ بیان کروں  
لیکن توفیق نہیں ایسی پیدا ہو گئی جتنکے سبب سے اب تک میں نے تامل کیا اب تو گوش دل کو دم بھر میری  
طرف لگا تو میں مجھے اسرار بارہ کے کہوں اور ایک جملہ اور اسی بسیار سے تھوڑا سا کہا جاے ایسا جیسے کہ نزل  
کے ایک جزو کی شرح اور امر مخاطب تو وہ ہو کہ ہم غلام و چاکر تیری صورت کے ہیں اب تو حال ہاروت  
مارت ہم سے سن کہ یہ وہ تون تماشای خدا تعالیٰ میں مست تھے اور اسکے عجائبات استدراج کے دیکھتے تھے  
پہلے مستی جو استدراج حق سے ہوتی ہو اس مستی سے معراج حق کب چل ہوتی ہو فرماتے ہیں غور کر جب  
ایک دانہ نے اسکے دام کی ایسی مستی دکھائی تو خوان انعام کا اسکے کیسی نعمتیں کھول جاتا ہو جس سے  
تو مست لیکن اسکے کند کی پھانسی ہوئے تھے بلکہ چھوٹے ہوئے البتہ ہاے ہوے عاشقانہ بہت کرتے  
تھے مگر ایک گھات امتحان کی انکی راہ میں تھی اور وہ ایسی گھات جسکی صرصر کوہ کو کاہ کی طرح آٹا دے  
اتھا امتحان لوٹ پوٹ کے کرتے تھے لیکن یہ مست تھے مست کو ان باتوں کی کیا خبر کہ کیا بھید ہو رہا  
کہ مست کے سامنے خندق و میدان دونوں یکساں ہیں وہ چاہ و خندق کو ایک ہی مسلک جاتا ہو

مستی بزرگی بزماوہ کے دیکھنے سے اور کو دنا اسکا طرٹ کوہ مقابل کے

قولہ آن بزرگ ہی بران کوہ بلند بہرہ و دار بہرہ خور دی بگزشتہ مصلحت چہینہ بینا گمان بازی دیگر زلمہ آسان



بر کسے دیگر یا غار و نظر مادہ بر زمین بران کوه و کریم چشم اقبال یک گرد و در زمان + بجد سرست زمین کہ تا بان  
 آشنان نزدیک بناید و را کہ ویدن کرد بالوند سرا آن هزاران گرد و کریم بنایدش و تا رستی میل جستن آیدش  
 چونکہ بجد و رفتند از زمان + در میان ہر دو کوه بی امان + او نصیادان بکہ بکہ بنیت + خود پناہش خون اور است  
 شستہ صیادان میان آن دو کوه + انتظار آن قضای باشکوه مباحثہ صید این بہا چین + ورنہ  
 پانہ است و چست و خصم ہین + رستم ارچہ با سر و سلت بود و دام پاکیزش یقین شہوت بود و ہچومن ارستہ  
 و شہوت ہر مستی و شہوت بین اندر شتر بانان مستی و شہوت و جہان پیش مستی ملک شد نہان بہ قول  
 آن مستی این رہنگد و شہوت اتفاقی کہ کند + آب شیرین تا بخوردی آب شور + خوش بود خوش چون  
 درون دیدہ نور + قطرہ از باد ہای آسمان + چر کند جان مازنی و ز ساقیان متا چستہا بود املاک را +  
 و ز جلالت روح ہای پاک را کہ میوی دل دران می بستہ اند + خم مادہ این جہان بشکستہ اند + جز نگاہ آنکہ  
 نویدند دور ہر چو کھاری نہفتہ و رقبور نا امید از ہر دو عالم گشتہ اند + خار ہای بی نہایت کشتہ اند + یعنی  
 بالوہ وہ گر شا جو گھرین یانی مستقل جمع ہونے کو کھود لیتے ہین اس حکایت کے الفاظ اس طرز پر  
 بیان فرمائے ہین کہ جب کوئی حکم آسانی نازل ہوتا چاہتا ہو تو اسکے سامان ویسے ہی ہو جاتے ہین  
 جیسے بڑ کو ہی کوه بلند پر بھاگ جاتا ہو اپنی خورش بی گزیدہ کی خواہش میں تا وہاں صیادون سے سخت  
 ہو کے چرے اور ناگمان دیکھے کہ دوسری بازی آسان کی کیا ہو اس واسطے کہ ایک بازی تو یہ ہوئی کہ  
 پہاڑ پر لایا اور پھر جب دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہو تو اُس پر مادہ بڑ دیکھتا ہو اسکی آنکھیں مستی کے مارے  
 بند ہو جاتی ہین اور مست ہو کے اس پہاڑ سے اس طرف کو تباہ ہو اسکو وہ دوری پہاڑون کی ایسی نزدیک  
 معلوم ہوتی ہو جیسے گھر کے بالوہ کے گرد پھرنادوڑنا حالانکہ وہ دوری ہزارون گز کی ہو مگر اسکو وہ گرد معلوم  
 جوتی ہو سو اسطے کہ مستی کے مارے رعبت کو دینے کی ہوئی اور جب کو تباہ ہو فوراً دونوں پہاڑون پہاڑ  
 میں گر پڑتا ہو اب خیال کرنے کی بات ہو کہ یہ تو صیادون سے بھاگ کے پہاڑ میں پناہ جو ہوا اور خود اسکا  
 خون پناہ نے بہایا کہ وہاں صیاد و شکار ہوتے ہین اس انتظار میں کہ کب تضا باشکوه اسکو گرا دے بس اکثر  
 اسکا راس بڑ کا ویسے ہی ہوتا ہو ورنہ یہ بھی بڑا چست و چالاک اور خصم ہین جو اب مقولات مولانا رام کے ہین  
 کہ یہ مستی و شہوت ایسی بھی چیز ہو کہ رستم جیسا شخص با سر و سلت ہوئے بڑا صاحب شان و شجاع تو یہی اسکو  
 بھی دام میں پھانسی ہو اور اسکی رستی اسکے ساتھ نہین جیتی تو میری طرح مستی و شہوت سے قطع و جدا ہوا اور  
 مستی و شہوت اونٹ میں دیکھ کہ یہ اونٹ کیہ اسطے ہو کہ اسکو مستی بہت ہو لیکن پھر بھی یہ مستی و شہوت جو  
 جہان میں ہو اس مستی کے سامنے جو خدا کی طرف سے ہو محض ناچیز اور خوار و ذلیل ہو اس مستی نے اس تان کی



مستی کو توڑ بیٹھ کرے پانچ کر دیا ہو کہ شکوہ شہوت کی طاعت ہی نہیں رہتا جیسے جس سیکو آب شیرین پینے کو  
 نہیں ملا ہو تو اسکی آنکھ کا ذرا آب شور ہی ہوتا ہو کہ یہی بڑا لطیف ہوا و وہ قطرہ جو ہواؤں آسمان میں طعن  
 آئی سے اسکی محبت کا آہا ہو وہ جان کو شراب اور ساقیوں سے بھر دیتا ہو چہرہ دیکھو کیسی کیسی تیان اس قطرہ کی  
 ملکیت معلوم ہوتی ہیں او کیسی کیسی بزرگی و جلالت روح پاک کو حاصل ہوتی ہو اور اسی کی پور آنکے طالب لگاتار  
 ہوئے ہیں اور اس جان کی شراب کے خم کے خم توڑتے ہیں حوائث کے جو اس سے نوید و دور ہیں جیسے کفار جو  
 قبروں میں دبے چھپے ہوئے ہیں جیسا کہ فرمایا اے اللہ ایمان آؤ لا تاتوا تو ما غضب اللہ علیہم قیسوہن الاخرۃ  
 کما فی الکفارین احباب القبول یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے مت و دست پکڑو اس قوم کو جو پیغمبر کا غضب ہو و ان  
 حالیکہ نا امید ہوئے ہیں آخرت سے مینے نا امید ہوئے کفار سابق احباب قبور سے مینے وہ کفار جو قبروں میں  
 ہیں کہ یہ لوگ و دفن جہان سے نا امید ہوئے ہیں اور غار بنے نہایت اپنی راہ میں آنکھوں نے ہوئے ہیں اختلاف شرح  
 بحر العلوم میں بڑ کو برکھ سب

تمنا کردن باروت ماروت آمدن بر زمین

قول پس رستیا بگفتند ای دیغ و بر زمین باران بادی بی چوینغ و گستر بی دران بیدار با عدل و انصاف و  
 عبادات و وفا این گفتند و قضا میگفت بایت پیش بایت و ام ناپید بایت و ہین مرد گستاخ در دشت بیا  
 ہین مرد کورانہ اندر کر بلا کہ زمو و استخوان ہا ککان و می نیا بد راہ پایی سا ککان و جگر رہ استخوان و و مو و پے  
 بسکی تیغ قمر لاشی کردشی و گفت حق کہ بندگان یار محون و بر زمین آہستہ میرانند ہوں و پابرہنہ چون رود و در  
 خارزار و جو بقل و غلت پہرہ کار و این قضا میگفت لیکن گوش شان و بستہ بود اندر حجاب جو شمشان و  
 چشمہا و گوشہا را بستہ اند و بزرگرا آہنا کہ از خود رستہ اند و جز عنایت کہ کشا چشم را و جز محبت کہ نشاند خشم را و جبہ  
 بے توفیق جان کندن بود و زار زنی کم گرچہ صد خرمن بود و جہد بی توفیق کس را خود بہاد و در جہان و ہند اعلیٰ  
 بالرشاد و جہد فرعون بی توفیق بود و ہرچہ او مید و خشت آن تفتیق بود و معنی تحون بفتح یاری محلل ہاے  
 فود آمدن و جاے کشادن و مطلق ہاے تفتیق پارہ کردن و کشادن ہون بفتح زمین زراعت پر کلخ و زراعت  
 و سکی و خواری و بیغرتی و کلمہ تاکید و استکراہ و ماتے ہیں کہ ایسے ہی ہاروت ماروت نے بھی بقتضا سے  
 سیتوں کے کہا او افسوس ہم زمین پر موتے تو ایسا اسکو تازہ و سرسبز کرتے جیسے ابر سے ہو جاتی ہو اور  
 اب کیسی جاے ظلم بیداد ہو رہی ہو ہم اس میں ہلک عدل و انصاف اور عبادات و وفا پھیلا دیتے کہ کوئی  
 کسی سے سرکشی و بیوفائی نہ کر سکتا یہ گویہ کہتے تھے اور حکم الہی کہتا تھا ذرا ٹھہرے ہو بھٹکاری باتوں کے  
 سامنے ہی بہت سے جال لگے ہوئے ہیں کوئی دم میں پھنستے ہو قبر و اگر گستاخ و بے و ہون ہو کے چلے

بلایمیں مت جاؤ اور اندھوں کی طرح کرنا کی طرف مت دوڑو کہ بلا سے مراد محل سختی و مصیبت و خوف سے  
کہ آسمین اتنے ہلاک ہوئے ہیں جتنی کثرت مود استخوان سے چلنے والے چل نہیں سکتے اور انکھور اہ نہیں ملتی ہے  
راہ خود استخوان ہوا اور رگ پر ہو رہی ہو اس قدر ترغیر قرائی سے ہر شکر لا شکر اور معدوم ہوئی ہو تھے یہ نہیں  
کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ جو بندے میرے عین و مدد کے یار ہیں یعنی جنھوں نے مجھے مدد پائی ہو وہ  
زمین پر بہت ہی آہستہ اور نہایت سنبھل کے نرمی کے ساتھ قدم کھتے ہیں نہ بناؤ وغرور کما قال غرور  
و عباد الرحمن الذین یطیون علی الارض ہونکاً و ربہم یرحمون کے وہ ہیں کہ آہستہ زمین پر چلتے ہیں نہ بھڑکی  
وغرور جسکے پابہرہ ہیں وہ غار زار پر کیسے چل سکتا ہو مگر بان وہ کہ جسکی عقل و فکر پہنچا رہا ہو وہ سنبھل سنبھل  
قدم رکھتا ہو جیسا کہ غار زار میں سوچ سمجھ کے قدم رکھتے ہیں جس حکم اتنی توانی یہ کہتا تھا لیکن یہ کب سنتے تھے  
انکے کانوں پر تو اس جوش مستی نے پردہ ڈال دیا تھا اور انپر کیا موقوف قضا و قدر نے سب کچھ پیش  
بند کر دیے ہیں سوائے انکے جو خودی سے چھوٹے ہوئے ہیں یا چہرہ اسکی عنایت ہو اور انکی انکھیں اسکی  
عنایت نے کھول دی ہیں اور چہرہ اسکی محبت ہو کہ وہ محبت ہی اسکے شرم و غضب کو دباتی بھجاتی ہے جو شخص  
کوشش کرتا ہو اور توفیق اسکی رفیق نہیں وہ مفت اپنی جان کنی کرتا ہو ہرگز مفید نہوگی اور اپنی بھی نہیں  
جیسے دو سو خرمن کے مقابل ایک دانہ چینیے اور باجرے کا آب فرماتے ہیں خدا تعالیٰ جہان میں کیوں  
کوشش بے توفیق کرے اور وہی خوب جانتا ہو رشاد کو کہ کون راہ راست پہنچاؤ کہ کون کج پر غور کرو  
فرعون نے حضرت موسیٰ کے معاملہ میں کسی کسی کوششیں کیں جو سب بے توفیق تھیں کچھ نہوا یہ جو  
سیتا تھا وہ پارہ پارہ ہوتا تھا اختلاف شرح بحر العلوم میں بتقل کو بجل لکھا ہو

خواب دیکھنا فرعون کا آتے ہوئے موسیٰ کو اور تدارک اسکا

قولہ انہم بود و دلکش ہزار و فرعون بود ساحر و شیار، مقدم موسیٰ نمودن بشخواب، کہ کند فرعون بیکش اخرا  
بامعہ گفت و باہل نجوم، چون بود دفع خیال خوب و شوم، جملہ گفتندش کہ تیری کنیم، راہ زادوں را چو  
رہزن برزیم، تا رسیدن شب کہ مبلد بود آن، را ای یں و یدند آن فرعونیان، کہ ہوں آمد آرزو از چکا  
سوی میدان ہم و تخت باوشاہ پس بفرمودند، رشہ افکار، کہ منادیا کہند از ہر کنار، الصلا اسی جبکہ  
اسرائیلیان، شاہ میوز شمار از ان مکان، تا شمارا روندا، بے نقاب، ہر شما احسان کند، بہر ثواب  
کان اسیران را بجزوری نمود، و یدن فرعون و ستوری نمود، گر قنادندی برہ و پیش او، بہر آن یک  
بخفتندی برو، یا سہ آن بد کہ نہ بیند بیج اسیر، و کہ بیکہ تھای آن امیر، باگ چاہد شان چو درہ بشنود  
تا نہ بیند و بدیواری کند، و رہ میزد ہی آن مجرم شود، و پنجہ ہتر بہر او آن رود، و بودشان حرص تھای شد

کہ مریض ست آدمی فیاسخ و المعنی پارسہ آرزو و حکم و قانون سیاست و قاعدہ قرار دے کہ ہزار پنجویں تو فرعون کے زیر حکم تھے اور بغیر واسطہ و عباد و گراہک کچھ شمار نہیں بشمار تھے اتفاقاً قضا و قدر نے اسکو خواب میں حضرت موسیٰ کا آنا دکھایا کہ وہ آئینکے اسکو اور اسکے ملک کو خواب کرینگے کُنسے معبر اور بخوبیوں سے کہا کہ اسکا رخ نیک و بکس صورت سے ہو جائے گا کہ ہم تیرے کرینگے اور ہر فنون کی طرح پیدا ہونے کی راہ مانینگے یہاں تک کہ اب وہ رات آئی حسین اُنکے پیدا ہونے کا وقت تھا تو سب فرعونین کی راے اس پر متفق ہوئی کہ اس دن صبح سے بادشاہ کا تخت میدان میں رکھیں اور بادشاہ اور بڑے شاہی و پیرین جمع ہوں جس حکم دیا کہ شہر میں ہر طرف بر ملا منادی کروں کہ اے اسرائیلیو تمکو صلا ہو یعنی آؤ اور انعام و عطا کی کہ بادشاہ اُس مکان میں بلاتا ہو کہ تمکو اپنی صورت بنے نقاب دکھائے اور یہ احسان تیرے واسطے ثواب عید لیکر رکھے اور یہ منادی اسرائیلیوں کو اس واسطے ہوئی کہ یہ پہچانے اس پر تھے حکم نہ تھا کہ بادشاہ کے نزدیک آئیں و و رہی رہیں بادشاہ کو نہ دیکھنے پائیں اور جو کہیں راہ میں کوئی سامنے بادشاہ کے آئے تو منہ کے بل او نہ دھا ہو کے اسکے آگے گرجائے منہ چھپائے اور پاس یعنی قاعدہ یہ تھا کہ کوئی اسرا کو نہ دیکھ سکے نہ وقت نہ بے وقت جبہ وقت آواز نقیبوں کی سننے اور وہ اگر راہ میں ہو تو منہ دیوار کی طرف کرتے تا بادشاہ کا منہ نہ دیکھے اور اگر دیکھ لے تو مجرم ہو اور ایسا مجرم کہ سزا و پند سے بے نیاز کا ان لوگوں کو اسکے دیدار متنع و دیکھنے کی ہر حق تھی اور انسان کی کیفیت ہی یہ ہو کہ ممنوع چیز کی اسکو بہت حرص ہوتی ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہو الا انسان حرص فیما منع الخلاف شرح بحر العلوم میں مجرم کو حرم اور تھا کو بقا لکھا ہو اگرچہ نقطہ کی غلطی کچھ بات نہیں ہو مگر بعض نقطہ بڑے چکڑ میں بدالتا ہو اس واسطے میں نے بتایا

میدان میں بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کو واسطے حیلہ منع و لاوت حضرت موسیٰ کے قولہ شہ منادی و حملتہ ارکان ہانک میزد کو بکوشا دی گنان ہکای ہیران سوی میدانگر روید کہ گزشتہ شہ ویدن وجود است امید چون شنید آن فردہ اسرائیلیان دشمنان بودند پس مشتاق کان زمین خبر شنیدہ حیلہ شادمان راہ میدان پر گزشتہ آن زمان حیلہ را خوردند و آن سوختند و غیبت تن را بہر جلوہ ساختند و تارود آسجا بید روی او تاج خاصیت دہویدار و دہان غرض غافل یہ نہ رویمید و مطلع رفتند بیرون سر مبارک المعنی فرماتے ہیں کہ معانی حکم کے منادی ممکن ہیں گیا اور خوش خوش ہانکادی کی کہ بتا تھا کہ اسرا و اسیر میدانگاہ کی طرف جلوہ کو دو قمار سے پاؤ گے دیدار بادشاہ کا اور اسکا جود و عطا بھی وہ فون کے امیدوار ہو انقض جب اسرائیلیوں نے یہ مژدہ سنا یہ تو انکی دید کے از قبل شنیدہ و مشتاق تھے ہی اس خبر سے سنجش ہو گئے اور فوراً راہ میدان کی لی سب نے داؤ دکھایا اور اس طرف کو دوڑے اور آپ کو اس جلوے کے

شوق میں آراستہ کیا تا وہ ان جانے اور اسکی صورت دیکھے تو کیا خاصیت اسکے دیدار سے پیدا ہوئی اس  
سرخ کا جو یہ شعرا خیرو اسکی نسبت شرح میں لکھا ہے کہ اکثر کتب میں نہیں ہو سیرے نزدیک تو قابل چھڑنے کے  
نہیں تھا لہذا میں نے تو لکھ دیا اگرچہ اسراٹلی خوش تھے لیکن اس سے بیخبر کہ غرض اس سے کیا ہو سب کے

سب لایح میں آئے جلدیے

### حکایت درتشکیل

قولہ ہمچنین کاین جاب مغول جیلہ دان، گفت میجویم کسی از مصریان، مصریان راجع آریہ این طرف، تا در آریا کی  
میجویم گفت، ہر کجا بد مصر سے جمع آمدند، در بر آن میر کیا یکیشندند ہر کجی آمد بکشتا نیت این، بہین در خواہ  
وران گوشہ نشین، تا بدین شیوہ ہم جمع آمدند، مگر دن ایشان بدان جیلہ زدند و شوی آنکہ موسی بانگ ساز  
داعی آمدند و اندر دعوت مکارشان اندر کشید، اخذ از انکر شیطان اسی رشید بانگ درویشان  
متاجان نیش تا نگاہ بانگ تماہیت گوشہ گرگدایان طامع اند و زشت خود و شک خواران تو صاحب دل بجا  
درنگ دریا کہ طنگاست، و فخر اندر میان تنگاست، پس بچو شد اسراٹلیان، از یکجا تا جانب میدان دان  
چون ہیلت شان میدان بر او و ردی خود بخودشان پس تازہ روید کرد و لداری و بخشش باد و ہم عطا ہم عطا  
کہ در آن قباد بعد از ان گفت از برای جان تان، جلد در میدان بنسید شہان، پاشش داد کہ قدرت کنیم  
گر تو خواہی یک ملینجا سا کنیم، یعنی جاب مغول حرامزادہ و شر قباد نام بادشاہ و پدر فوشیوان و ہر بادشاہ  
عظیم الشان تھے ایسے ہی جیسے اس حرامزادہ شر جیلہ دان نے اسراٹلیوں کو بلایا کہ مصریوں سے بھی مجھکو  
ایک شخص کی جتنی جو مصر والوں کو بھی ایک طرف جمع کر دو تو جھکو میں ڈھوڑتا ہوں پالوں جس جہان کہیں  
کوئی مصری بھی تھا سب جمع ہوئے اور اس بادشاہ کے پاس دوڑے ایک ایک کے سامنے جاتا تھا  
اور وہ کہتا تھا یہ نہیں ہو جاویر کا دروازہ دیکھ وہاں گوشہ میں بیٹھتا ہوں کہ اسی طہر سے سب جمع ہوئے  
اور اس جیلہ سے گردن انکی مارین اور یہ خواست انہر اس بات کی پڑی کہ جب بانگ نماز ہوتی تھی اور داعی  
خدا کا انکو بلاتا تھا کہ نماز کیا واسطے آؤ تو یہ نہیں جاتے تھے اور اس مکار کی دعوت پر کیسے دوڑے گئے  
بس فرماتے ہیں کہ اور رشید کہ شیطان سے خدا بچائے تو بانگ محتاج بن اور درویشوں کی سن تو کسی جیلہ کی  
آواز تیری گوش گیری نہ کرے اور اگر تیری سمجھ میں درویش طامع اور زشت خوہن تو شک خواروں اور دنیا داروں  
میں کسی صاحب دل کو ڈھوڑو اس واسطے کہ ہوتی ہنگ دیا میں ہن پتھر ہن بیٹھے چھپے ہوئے کہ نہ کوئی انکو  
جانتا ہو انکی قدر و بہت ناموس و تنگ مانے ایسے میں کہ سراسر غریزہ میں تو دنیا دار دیکھے غالی مت سمجھ  
بھرجو اسراٹلیوں کی طرف کیا کہ اسراٹلیوں میں ایک نمند تھا صبح سے میدان کی طرف دوڑے چلے

جاتے تھے جب اس جگہ سے انکو میدان میں لیکیا بس انکو اپنی صورت بڑی تازہ روئی سے دکھائی اور خوب دلہاری کی اور بخششیں دین اور عطائیں اور وعدے اس بادشاہ نے کیے بعد اُس کے کہا کہ تم دھڑلے گدشت اپنی جان کے سب کے سب اس رات اس میدان میں سوؤ ورنہ تم کو مار ڈالوں گا سب نے جواب دیا کہ ہم اطاعت حکم کی کریں گے اگر تو چاہیگا تو ایک مہینا یہیں رہیں گے۔

لوٹ جانا فرعون کا میدان اس سے شادمان اس بات سے کہ شب حمل میں نے بنی اسرائیل اور انکی عورتوں میں تفرقہ ڈال دیا

قولہ شہ شہانہ باز آمد شادمان + کامشان حمل ست و دور انداز زمان + مخاوش عمران ہم اندر خد متش + ہم بشہر آمد قرین متش + گفت ای عمران برین و چیت تو + ہین مرو سوی زن و صحبت مجو + گفت نسیم ہدین در گاہ تو + ہج مندیشم جزو نخواہ تو + بود عمران ہم نام اسرائیلیان + لیک مرفعون مامل بود و جان + فی گمان بروی کہ موسیٰ صیباں کنند + بلکہ خوف جان فرعون آن کند + یامن از عمران مبدو افعال و لیک آن خود بد جزای حال او + لہنی یعتبہ رات ہوئی تو فرعون خوش و خرم شہستان کو لوٹ آیا کہ کج کی رات آقرار حمل کی تھی سو میں نے مردوں سے عورتوں کو دور ڈال دیا اور عمران حضرت موسیٰ کے باپ اُس کے نوکر تھے یہ بھی اُسکی خدمت میں ساتھ ہی ساتھ چلے آئے اُسے کہا خبر داری عمران تو بھی یہ سن دروازے پر سوہر گز گھر کو مت جانہ عورت کی صحبت کا خواہان ہو کہا اچھا میں بھی یہیں تیرے دروازہ پر سوؤں گا اور جو بات تیری دخواہ ہو اُسکے سو اچھ خیال نہ کروں گا اگرچہ عمران بھی اسرائیلیوں سے تھے لیکن فرعون کو ایسے عزیز تھے کہ گویا اُسکے دل وہاں تھے اپر اُسکو گمان اس بات کا ہرگز نہ تھا کہ وہ نافرمانی کریں گے بلکہ وہ خود وہاں فرعون کا کریں گے یہ یقین اُسکو تھا پس عمران اور انکے افعال سے بالکل نچت تھا حالانکہ یہی جزا اُسکے حال کی تھی تقدیر اسی یوں تھی

جمع ہونا عمران کا مادر موسیٰ سے اور حاملہ ہونا اُنکا

قولہ خود کجا در خاطر فرعون بود + اینچنین تقدیر چون عا دو نشود + شہ برفت وادبران در گاہ خفت + ہیشم آمد پیش ہفتہ جفت + وزن بروا قدا دو بوسید آن لبش + ہر جہانیدش ز خواہا بدر سرش + گشت بیدار او وزن را دید خوش + بوسہ باران کرد از لب لبش + گفت عمران این زمان چون آمدی + گفت از شوق قضای اینودی + در کشیدش در کنار از مہر و برینا مد با خود آندم + در بردہ جفت شد با او امانت رکھہ + پس بگفت ای زن نہ این کاریت خود بدانی + ہر گاہ روز از آتش + آتش از شاہ و ملکش کین کشے + من چو ابرم تو ز من موسیٰ نبات + حق شہ شہنہ ملایم + مات + مات + برد از شاہ میدان اسی عوس + این مد



اور ماکن بر مفسوس۔ انچہ این فرعون می ترسید از بہت شد ایندم کہ گشتم جفت تو بہ المعنی فرماستہ ہیں کہ فرعون کی خاطر میں یہ بات کہان تھی کہ میری تقدیر ایسی ہو جیسی عار و شہود کی کہ عذاب الہی سے آخر ہلاک و تباہ ہوئے القصد بادشاہ تو عمران سے کھکے چلا گیا اور یہ باہر درگاہ کے سوئے آدھی رات کو ان خفتہ کے پاس انکی بی بی آئین اور اپگر کے بوسے لبون کے لینے لگیں اور سوتے سے چوٹ کھایا عمران بیدار ہوئے اور عورت کو خوش دیکھا انکے لب پر اپنے لبون سے بوسون کا بیٹھ برسا دیا کسا اسوقت تم کیون آئی ہو کما شوق اور حکم ایندی سے بس عمران نے انکو محبت سے اپنا بغل میں دبایا اسوقت لڑائی میں یہ اپنے ساتھ جیت لے سکے بے اختیار ہو گئے غرض جفت ہو کے وہ امانت چوٹ حضرت موسیٰ کی تولد کا تھا انکے سپرد کر دیا اور کہا کہ اسوزن یہ معاملہ بہت بڑا ہو خود و حقیر نہیں ہوتے سمجھ لو کہ آہن پتھر لگا اور پتھر سے لگ چکی اور وہ آگ کہ بادشاہ اور اسکے ملک والوں سے کہیں کشتی کرے میں توشل ابر کے ہوں تو زمین اور موسیٰ نبات اور حق تعالیٰ ایسا جیسا شاہ شطرنج میں ہم سب اُسکے باج مات میں بیٹھے عاجز رہے میں پسل عروس اس جبر و مات کو تو اسی سے جانے رہ اور اس بات کو کہ ہے جان نہ ہوا فوس و اتہرا کر یہ وہی بات ہو جس سے فرعون ڈرتا تھا سو وہ بات اسوقت موجود ہو گئی کہ میں تیرا جفت ہو گیا

### وصیت کرنا عمران کا زوچہ بعد جماعت کے

قولہ باز گردہ ہیچ ازینہا دم فرن + تانیا ید بر من + تو صد حزن + عاقبت پیدا شود آثار این + چون علا رسد ای نازنین + المعنی عمران نے بی بی سے کہا کہ تم لوٹ جاؤ اور خاموش رہنا ان باتوں سے مطلق دم مت مایو تا ایسا سنو کہ تم دونوں پر سیکڑوں حزن و ملال نازل ہوں اور یہ وہ معاملہ نہیں ہو کہ چھپا رہے اسکا تو انجام کار ہی خود بخود ظاہر ہو جائے آثار و علامات خود ظاہر ہونگے چھپنے کے نہیں ہیں

### ڈرنا فرعون کا بائگ و غریو و غوغا سے

قولہ در زمان از سوی میدان میر سید از خلق ویشد بر جوا + شاہ از میبت بدون جبت آن زمان پا برہنہ کہیں چغل غلہاست بان + از سوی میدان چہ باگ ست و غریو + کو نہیش می رہ جتنی و دیوہ گفت عمران شاہ مارا غم مباد قوم اسرائیلیا نذاز تو شاہ + از عطای شاہ شادی میکنند + قصص آید و کفہا میزنند گفت باش کہیں بودا و لیک + وہم و از دیشد برابر کرو نیک + این صدا جان مرا تغیر کرد از غم و از وہ تنغم سپرد و زہرہ فی عمران سکین را کہ تہا بگویدا حلاط جفت را پیش می آمد پس میرفت شد جبکہ شب چو حال وقت نہ + چرخان میگفت ای عمران مرا سخت از جا بردہ ہست این لغز باہر چون عمران چہا

نما کہ شد اشارہ موسیٰ پدید پریم چون در آید در ہم و بچم او پرچم گم کرد و بچم پر فلک پیدا شد این اشارہ اش +  
 کو ہی فرعون و کرد چارہ اش نہ کہ معنی اسرا سیوقت میدان سے فرے کیند ہوئے کہ مخلوق سے آقے تھے  
 او ہو او پر چون فلک ہو ہو پختے تھے بادشاہ ان فرعون کی ہیبت سے پاہر ہنہ بھل آیا اور پوچھا کہ  
 خبر دار ہو یہ کیسے شور بہن اور یہ کیسی بانگ و غریب ہو جو میدان سے آتی ہو جبکی ہیبت سے جن اور دیو  
 بھاگے جاتے ہیں عمران نے دعا کر کے کہا کہ بادشاہ کی عمر مری ہو قوم اسرائیل جو تجھے نہایت خوش  
 ہیں وہ تیری عطا کی خوشی کر رہے ہیں ناچتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں کہا اگر ایسا ہو تو ہو کچھ نعم نہیں  
 لیکن مجھ کو میرے ہم و اندیشہ نے خیاب بھر دیا ہو اس صدائے میری جان کو تغیر کر دیا اور غم و اندوہ سے  
 تلخ و پیرنا دیا عمران کہتے تھے اور ان غریب کو ایسی جرأت و طاقت کہاں تا اپنی بی بی سے اپنا غم نہا  
 ظاہر کر سکیں غرض اس طرح رات بھر بادشاہ کا حال رہا کہ باہر آتا تھا اور اندر جاتا تھا چہن نہ تھا صیغے عالمہ کو  
 دروزہ کے وقت کسی پہلو چہن نہیں پڑتا ہر وقت کہتا تھا اے عمران ان فرعون نے مجھ کو نہایت ہی  
 خود سے باہر کر دیا ہو یہ کیسے ہو او عمران کی عورت عمران کے پاس جا نکھسی کہ ستارہ موسیٰ کا پیدا ہوا  
 کسوا سٹے کہ جب کوئی ہمیر جم میں قرار پڑتا ہو تو معبود ہو کہ ستارہ اسکا فلک پر روشن ہوتا ہو ایضاً کہتے  
 ہیں کہ ستارہ تو اٹھا ایسی بلند سی پر اپنے نور و فروغ کے ساتھ روشن ہوا اور دیکھو فرعون کی کوری اور کچے  
 مکروند پیرین کہ کوئی پیش نگئی اختلاف شرح بحر العلوم میں اس جگہ مجھ کو بڑا خلط ملط معلوم ہوتا ہو او پر جو  
 سرخی لکھی ہو وصیت کرنا عمران کا ان کے مناسب و شعر معلوم ہوتے ہیں جو میں نے اس سرخی کے  
 تحت میں قائم کیے اگرچہ یہ بھی او پر ہی کی حکایت میں داخل ہوتے تو بہتر تھا مگر فیروہ کا ہو گیا اور  
 چودو سرخی لکھی ہو ڈرنا فرعون ان اسکو مصد ر کیا ہو اس شعر سے ازسوی میدان ان کہ محض بے ربط اور  
 اٹک ہو اور یہ دو شعر در زمان از خلق نام اور شاہ ازان ہیبت ان کا قابل تقدیر ہو و سرخی سرخی کے چھٹے نمبر  
 اسی وصیت کی سرخی میں لکھا ہو میں نے دوسری سرخی کو نہیں دلیوں سے مصد کیا ہو نا فہم تا مل فایہ بطا نکلا

پیدا ہونا ستارہ حضرت موسیٰ کا آسمان ہوا و شور و خجوں کا مہمہ اٹکین

قولہ روز شد گفتش کہ اسی عمران برو و واقف آن خلط آن بانگ شوبہ راند عمران جانب میدان گفت  
 این چہ غافل بود شاہنشہ شہت + ہرچہ سر بہنہ جامہ پاک + ہچو اصحاب عزرا پوشیدہ خاک + ہچو اصحاب عزرا  
 آواز شان + بدگفتہ درخان و ساز شان + دریش و موبر کسند + موید ویرکان + خاک پر سر کردہ چرخون  
 دیدگان گفت خیرست اینچہ شوبہ بٹحال + بنشان فی مید ہرچہ سال + عذر آوردند و گفتند اسی میر + کرد مارا  
 دست تقدیرش اسیر اینکہ کویم و دولت تیرہ شد + بٹمن شہ ہمت گشت + پیرہ شد و شبتارہ آن میر آمد بیان

کوری ماچرین آسان و نزد تارم آن پیر بر سادات تارہ یار کشتم از بجا بادل خوش شاد و عمران و نفاق +  
 دست بر سبزی بزرگای از بلاق + المعنی الی صل جب دن ہوا بادشاہ نے عمران سے کہا جا اور دریافت کر  
 کہ وہ شور و غل کس بات کا تھا پس عمران میدان کی طرف گئے اور پوچھا رات کیسا شور و غل تھا جسکو شنید  
 نے سنا ہو اور ہر خیم کو اس حال سے پایا نگے سرجامہ چاک ماتم داران کی طرح آکودہ بناک آواز بھی انکی مانیوں کی  
 مثل چلاتے چلاتے بند ہو گئی تھی اور سب سادہ سامان بھی بند تھے و آدھی کے بال کھسوٹے ہوئے اور ایسے  
 غم میں جیسے غور منگو کسی نے دیکھا ہوسر پر خاک لے اور فرط غریب سے آنکھوں میں نمون بھرا ہوا عمران نے چال  
 دیکھ کے پوچھا خبر ہو کیسی پریشانی اور حال بد ہو چکوا تو کوئی مصیبت کی بات معلوم ہوتی ہو اس واسطے کہ  
 سال منحوس کے نشان بڑ معلوم ہو جاتے ہیں سب نے عذر کیا اور کہا کہ اس امر ہم سب قضا و الہی کے  
 ہاتھ میں ہیر ہو گئے یہ سب تدبیریں تو کین لیکن کیا کریں نصیب بڑ گیا دشمن شاہ کا پیدا ہوا اور چہرہ و غلب  
 رات اس لڑکے کا تارہ نمود ہوا اور وہ تارہ کیا ہمارا اندھا پن تھا جو پیشانی آسان پر چمکا کہ تقدیر الہی  
 سے آنکھیں میچے ہوئے تھے اسکا تو تارہ آسان پر چمکا اور ہم گریہ سے تارہ بار ہو گئے تارہ مراد آنکھوں کی  
 یہ شے عمران دل میں تو شاد و خوش ہوئے کہ مجھے پیغمبر پیدا ہوگا اور بظاہر نفاق سے سرٹپنے لگے کہ یاے  
 نیستی و ہلاکی الخلاف شرح بحر العلوم میں از بلاق کی جگہ گاہ الفراق لکھا ہو جسکے معنی راست نہیں آتے  
 قول کہ کہ عمران خویش پر خشم و ترش رفت چون دیوانگان بی عقل و ہوش + خوشیت را اعجبی کرد و بر اندہ گفتاے  
 بس خشن و جوج خواند خوشیت را ترش و غمگین ساخت او و نروہای بازگو نہ باخت او و گفت شان شاہ مرا بفرقتید +  
 از خیانت و ز طبع تشکیفیت + سوی میدان شاہ را انگشتید + بروی شاہ مارا ریختید اوست بر سینہ زد و اندر زمان +  
 شاہ مارا خارغ آرم از غمان + عاقبت زربالغت شد کارغام + شد بفرعون و بر خواندش تمام + چون شنید از غصہ  
 رویش شد سیاہ و خواند ایشان را ز خشم آن دین تباہ + گفت ایشان را کہ میں ای خاندان + من بر آویزم شمارا  
 بی ایمان + خویش را و مضحکہ انداختم + مالک با دشمنان در با ختم متا کہ مشب جلاہ سر سلیکان + و در ماند از ملاقات  
 زمان ہمال رفت و آبرو و کارغام + این بود بازی و افعال کرام + المعنی فرماتے ہیں کہ عمران نے منجھوں کی  
 باتیں سنے اور ہی چال چلی کہ آپکو پر خشم و ترش بنایا اور بقیل و بیہوشوں کی طرح انکی طرف چلے اور آپکو اعجبی بنایا  
 جس سے نہایت غصہ سمجھا جائے اعجبی وہ جو کلام بفضاحت نہ کر سکے اور کمال غصہ میں ایسا ہوتا ہو اور انکی  
 طرف جا کے جمع میں سخت سخت باتیں کہیں اور خوب آپکو ترش و غمگین بنایا اور الٹی چالیں چلیں اور کہا کہ  
 تم نے مجھے بادشاہ کو فریفتہ کیا اور خیانت و لای سے تنکو صبر نہوا تم اسکو ہانگتے کہ کے میدان میں لائے  
 اور اسکی آبر و بھاری تم نے سب چھاتی ٹھونکی تھی کہ ہمارا شاہ کو ان غمون سے نجات کر دیگے آخر کار زکا زکا

برباد ہوا اور کام دیا کاویا ہی کچا رہا پس فرعون کے پاس جا کے یہ سب حال بیان کیا سنتے ہی غصہ کے مارے فرعون کاٹھنیا ہو گیا اور ان سب کو بڑے خشم و غضب سے اس تباہ دین نے اپنے پاس بلا کے کہا کہ تم دروہو جاؤ اور خانہ زمین تم سب کو لٹکاؤ لٹکاؤ اور مطلقا ان نذر نگاہین نے تمہارے گھنے سے آپ کو مضحکہ میں ڈالا اور تمہارے گھنے سے مال کھو یا سنی اسرائیل کو جو میرے دشمن ہیں دیا یہاں تک کہ اس ات وہ سب اپنی عورتوں سے بھی الگ رہے پس مال بھی گیا آبرو بھی گئی ایکویا بری وہ بگاری کہتے ہیں اور ایسے فعل اچھے لوگوں کے ہوتے ہیں الحکلاف شرح بحر العلوم میں بخش کی خاتنین لکھی ہر فقط ان لکھا ہوا اور بفرغیتہ تشکیفیتہ یعنی مناسب محل کہ موقع خطاب ہی کا ہوا اور برانگینہ اور برانگینہ اور زور و بصغ غائب جو محل غیبت نہیں ہو لکھے ہیں تاکہ جگہ لاخانان کو خانیان لکھا ہو قولہ سالما دارا و خلعت میسریدہ ملکستا را سلم میزیدہ از برای آنکہ در روزے چنین دفعہ گرداید باشند معین و راسی تا ان یں بود و فرنگ و نجوم و طبل و خوار اندو مکارید و شوم و من شمارا بر درم آتش زخم و بینی و گوش و لبان ان بر کرم من شمارا ہیزم آتش کرم و عیش و فتنہ بر شمارا خوش کرم و سجدہ گردن و گاہ انداز و گاہ گریہ کہ ت و ا حیرید و یو سالما دفع بلا ہا کردہ ایم و ہم حیران ماندہ ما با کردہ ایم فوت شدانا و جلس شدیدہ و نسلہ فریادستہ ہم خستہ ہا لیک استغفار این روز و ولادہ مانگدا ایم علی شاہ قبادہ روز میلادش رصا بندیم ما تا مارہ نورہ شاہ ابو قضاہ گردا ایم این نگہ مارا کیش اسی غلام رہی تو اٹکا و ریش تا باندہ مدی شمر و اور روز و روزہ تا پیر و ہر حکم خصم و روزہ بر قضاہ کو ششچون آوردہ سرگون آید سرخو را خور و چون مکان برلا مکان علمہ و خون خود و ریزو بلا مارا خور و چون زمین با آسان خمی کند شورہ گرد و سزمرگی برزند نقش با نقاش سچہ سیزند سلطان و ریش بر خود میسند و چمنی رصوہ چو ترہ جوسات سو گردا و نچا بلندی پہا پر بناتے ہیں ستاروں کی گردش دیکھنے کو پہلا شعر اور اسکے بعد کے بعض تحت قول فرعون میں ہیں کہ ہوں تم وظیفے کھاتے رہے ہو اور خلعت و انعام پایا کیے ہو بلکہ پوری پوری میری ملکیتیں کھا گئے ہو اسیواسطے کہ کسی ایسے دن اپنی عقل و فہم کھکائے کر کے میرے معین و مددگار ہو گے پس یہی راے تمہاری تھی اور زامانی و نجوم تمہارے بڑے پٹ ہیں اور بڑے کھانے والے ہو اور مکارا و درخس میں تکیو چیر بھاڑ کے بھونک دو گھانا ک کان ہو ٹھہر سب کمال ڈالو گھانا ک تکیو آگ کا ایدھن بناؤ گھانا اور پچھلے دنوں میں جو تھے فرے اڑائے ہیں سب بے مزہ کر دو گھانا یہ شے نے سجدہ کیا اور کہا اے خدا یو کیا ہوا جو ایک دفعہ شیطان ہمیر غالب پڑیا ہمنے تو ہوں بلائیں مالی ہیں اور جو جو کام ہمنے کیے ہیں وہم بھی حیران ہو ہو کے رہ گیا ہوا اگر یہ بات ہمنے فوت ہو گئی کہ محل اسکا قائم ہو گیا اور لفظ رحم میں جا گھٹا تو اسکا استغفار و عفو آج نہیں ہر اسی شاہ اسکے روز و رات پر

موقوف رکھتے ہیں اس وقت کرینگے اور خوب نگہداشت اس وعدہ کی رکھینگے دیکھیے گا اب میلاد کے دن ہم کیسے رصد بناتے ہیں تمام مدفوت ہوا اور قضا رالسی نہ پلنے پائے بس اگر ہم اس اقرار کی نگہبانی نہ کریں تو ہمارا ڈالہو ذرا سمجھ بھی تو لے تو خود وہ شخص ہر جگہ کی راسے کے افکار اور ہوش جملہ غلام ہیں یہ جسکے فرعون ساکت ہوا اور ایک ایک دن مدت وضع حل کا گنا کیا تا تیر حکم قنا کا جو دشمن دوز تھا نہ چلنے پانے اب مقولے مولانا رام کے ہیں جو کوئی چاہتا ہو کہ میں قضا پر چھاپا ماروں اور سبقت کروں وہ او مدھا ہی گرتا ہوا روپا ہی سرکھاتا ہو جیسے مکان چاہے کہ میں لامکان پر جاؤں تو وہ اپنا ہی خون بہاتا ہوا اور بلائیں خریدتا ہو ایسے ہی زمین اگر آسمان سے دشمنی کرے تو شوریدہ ہوئے اور سرگ عظیم سے نکالے کہ کبھی زندہ ہی نہیں رہتا اور زندہ ہو نا زمین کا زراعت و نباتات پھر تعجب سے فرماتے ہیں کہ عجب حال ہو کہ نقش نقاش کے ساتھ چمکرتا ہوا اور آپ اپنی ہی داڑھی مونچھ کو فوج کھسٹا ہوا بلانا فرعون کا بیٹی اسرائیل کی عورتوں کو جو نوزاد تھیں میدان میں ازراہ مکر کے چھو کہ بد مذہب ہوں آؤ۔ تھنٹ۔ سو ہی میدان و بیرون انگلہ زخمت + بارو گیر شدنا دی سوی شہر کا ی زنا کر دہری یا بد مذہب ای زمان با طفلگان میدان و دید تازہ بخششہای شہدادان شویہ + اپنجا کہ با مردوان رسید خلعت و ہر کس از ایشان ز کشیدہ ہیں زمان مردوزا قبال شہاست + تا بیا بد ہر کسی چیز کہ خواست + مرد زمان را خلعت و وصلت + ہر کو کوکان را ہم کلاہ زر مند + ہر کہ او این ماہ زاییدرت ہیں + گنجما گیرند از شاہ کلین + آن زمان با طفلگان بیرون شدند شہدادان تا خیمہ شاہ آمدند ہر زنی نوزاد بیرون شد شہر سو ہی میدان غافل از دستان قدر چمن زمان جملہ ہر گدگازندہ ہر چہ بود از زردما در بستند + سر رسیدش کہ اینست ہستیاد + تا دید بصرہ نظر از ضبط + لکھی وصلت بالفتح مگر کسی چیز کا ضبط باضم و پانگی قراتے ہیں کہ بعد نو مہینے کے پھر بادشاہ نے تخت اپنا باہر کھلا دیا میدان کی طرف کوچ کیا پھر دوسری دفعہ شہر میں ہوئی کہ اسی عورت کو چلو تا زمانہ سے بہرہ پاؤا اس عورت کو بچہ سمیت میدان کی طرف چلو تا بادشاہ کی بخششہاں سے شاہ ہو جیسا کہ بار سال مردوان کو ملا تھا او خلعت و زر ڈھولائے تھے قبر دار ہوا اسی عورت کو کج مختار سے اقبال کا دن چمکے ناگی مراد کو ملیکی عورتوں کہ بادشاہ خلعت و کپڑے دیگا اور لڑکوں کے سر پر کلاہ زر رکھیگا جو کوئی کہ اس مہینے کی جنی ہوئی ہو قبر دار ہو جائے کہ وہ بادشاہ ذی رتبہ سے عزائے پانگی سب عورتیں بچہ سمیت باہر کلین او خوش خوش در خیمہ شادہ اکسین گروہی جو نوزاد تھیں میدان کی طرف گئیں غافل اس بات سے کہ یہ جیلہ قمر کا ہی جب سب عورتیں اُسکے پاس جمع ہو گئیں کہا جنکے پاس نہ ہیں ناگی ما دون سے چھین لین اور احتیاطاً اُنکے سر کاٹ ڈالنا تو بہت سا ضبط و پانگی نہ ہر حصے پائے نہ دشمن پیدا ہونے پائے



وجود میں آنا موسیٰ علیہ السلام کا اور آنا سرنگون سلطان کا عمران کے گھر اور وحی آنا  
مادر موسیٰ کو کہ آگ کے تنور میں ڈال دے کہ ہم اسکی نگہبانی کر لیں گے

قولہ چون زن عمران کہ موسیٰ زادہ ہو ۲۴۰۰۰۰ اندر چہ زبان آشوب زدہ بعد آن دستان کہ آن گیارہ زبان  
کرد دیگر بین چہ آہر آن زبان۔ آن زبان قابلہ در غانہا بہر جاسوس فرستاد آن دغا غفر کردش کہ اینجا کودکی  
نامداد میدان کہ در وہم شکست اندرین کہ چہ یکی زیباری ست کہ کودکی وارہ ویکین پرنی ست چون خوانان  
آمد خطاطا۔ در تنور انداخت اذامرضا وحی آمد موسیٰ زن ازداوگر کہ ز نسل آن خلیل ست این سپرد تنور انداخت  
موسیٰ را تو زود تا نگہدایش از ہزار و دو عصمت یانار کوئی بار وادہ لاگون النار چرا شاد کا بدن بوجی انداخت  
اور اور شر رہ بر تن وحی نکر و آتش اثر پس خوانان خانہ رحمتند زود چہ خطاط اندام خانہ بنو پس خوانان بی مراد  
آن ہو شدند باز غمان کران واقف بندہ با خوانان با جابر و شہنشاہ پیش فرعون از برای دانگ چنہ کاوی خوانان  
با و گردید آن طرف نیک نیکو بگردید اندر غرغ۔ باد گشتند آن خوانان جلکان۔ تا بچوینا آن سپہرا آن زمان  
معنی غفر بفتح غازی خوانان خوان بفتح زن صاحب شوہر و میانہ سال۔ سرنگ و بیکندہ عرف بشیم اول مفتح  
نانی جمع عرفہ فرماتے ہیں کہ جب اُس آشوب و دُندین زن عمران نے جسے موسیٰ پیدا ہوئے تھے جلدی سے کنار  
لیا اور وہ گدیہ تھا کہ اُس سگ پلیہ نے عورتوں سے واوکیا تھا کہ انکو انعام کے میلہ سے بلائے کہ اُسکے اُنکے بارہ  
اسیوقت میں یہ بھی کیا تھا کہ دانیان جاسوس گھروں میں گساوین تھیں انھیں میں سے ایک نے غازی کی کہ  
یہاں ایک لڑکا ہو کہ وہ میدان میں نہیں کیا ہو گا اس بات کا جادہم شک ہو اس کو چہ میں ایک عورت زیبا  
رہتی ہو اور بڑی پُرن ہوا کے پاس لڑکا ہو جیوقت کہ خوانان نے اُسے اُس لڑکے کو خدا کے حکم سے تنور میں  
ڈال دیا اسکو خداے داوگر کی طرف سے وحی آئی کہ یہ اُس نسل سے ہے جسے جندہ و دئے آگ میں ڈالا تھا یعنی  
خلیل تو اسکو بھی جلدی تنور میں ڈال دے ہم اسکی ہر آتش و دُندین نگہبانی کرینگے معنی شعر عربی کے اسے آگ  
ہو طو تر اور بارہ اور بنوئے تو گرم و سوزندہ یعنی اسی قول کی عصمت نے خلیل کو اُس آگ سے بچا یا تھا اسی کی  
عصمت پر تو اُسکو تنور میں ڈال دے کہ اسی وحی سے اُسے اُس لڑکے کو آگ میں ڈال دیا اور اُسکے کے بدن پر  
آگ نے کچھ اثر نہیں کیا پھر خوانان نے نور اُگھ کو ڈھونڈھا کہ اُسکی نین میں وہاں تھا جب یہ ہیرا لوٹ کے  
اُس طرف گئے پھر غاروں نے جو واقف تھے یہی ماجرا کیا کہ چنہ را گئے لپچ سے فرعون کے سامنے بیان کیا  
اُسنے کہا کہ اے خوانو لوٹو اور خوبا چھی طرح غرغون میں دیکھو پھر زو لوٹ گئے، اسیوقت اُس لڑکے کی جستجو کرین

پھر وحی آنا مادر موسیٰ کو کہ اسکو دریا میں ڈال دے

قولہ باز وحی آمد کہ در آبش فلکں بروی در امید دار و موکن در فلکں دلکش مکن اعتیاد من ترا با او رسا غمہ غنیدہ

مادرش انداخت اذہر رود نیل، کار را بگذشت با نعم الوکیل، این سخن پایان ندارد کہ بارش، جلد می سپید  
 اندر دست و پا ش، سہنہ اران بخل سیکشت از برون، موسی اندر صدر غمانہ درون، از جنون سیکشت بر با  
 بر بنین، از جیل آن کو چشم دور بین، مادر با بد کرد فرعون عذوبہ، کمرش با بان جهان را خورہ بود، لیک از ان  
 فرعون تر آمد پیر بہ ہم در اہم کرد اورا در کشید، از دہ بود عصا شد از دہا، این بخور دآثر اتو فنیق خد، دست  
 شد بالای دست این کہا، تا بیزدان کہ الیہ المنتہا، کان کی دریا ست بی غور و کران، جلد دریا با چو سیل پیش آن  
 المعنی جب عوان دوبارہ لوٹ کے آئے پھر وحی آئی کہ انکو دریا میں ڈال دے اور ہم سے امید رکھ کر ہل دست  
 گھسٹ کما جارفی القرآن و او میتا الی ام موسیٰ ان ارضیہ فاذا خفت علیہ فالقیفی الیم و لا تخرنی  
 انما بودہ الیک و با علوہ من المرسلین وحی کی تھنے مادر موسیٰ کو کہ اسکو دو دو یلا دے اور جب تجھ کو اسکا  
 بہر تو رود نیل میں ڈال دے اور ہر گز نہ ڈرنہ غم کر ہم اسکو تیری ہی طرف ٹوٹا بیٹھے اور مریون سے کرینگے  
 تو اسکو نیل میں ڈال دے اور پھر بھوسا کر میں تجھ کو و سفید اسکے پاس پہونچا دگھا کس انکی مان نے اپنے  
 تمام کو خدا نعم الوکیل پر چھوڑ کے انکو و نیل میں ڈال دیا چنانچہ فرمایا ان اقتذیہ فی التابوت فاقتذیہ فی الیم یعنی  
 اسکو صندوق میں ڈال کر، نزدیک کو دریا میں ڈال دے، شوقی صاحب مریون جو فرماتے ہیں کہ یہ سخن توبہ ہے  
 ہر اس بزرگ، درویشیہ کرتا تھا ایسے ہاتھ پانہاں کو اپنے تئیں پہونچا، اس درت کا کہ، سن بچے تو باہر  
 اتار، با اور موسیٰ خاص صدر غمانہ کے اندر موجود یہ مریون کی طرح جان کہیں جنین کی قبرست اسکے پیچھے دوڑ  
 ایسا جیلون میں آکو وہ تھا کہ چشم دور بین اندھی ہو گئی تھیں کچھ سوچتا نہ تھا فرماتے ہیں فرعون کا کہ ایک  
 از دہا تھا جسے جلد بادشاہوں کے کر محل لیے تھے لیکن اس فرعون سے بڑھ کے دوسرا فرعون آیا کہ اسکو  
 اسکے سارے کردن و دوفون کو مغل گیا یہ از دہا تھا ایسے از دہا ہی آیا کہ وہ عصا تھا جسے خدا کی توفیق سے  
 اسکو کھایا توفیق کے معنی دست و اداں کسی را در کار سے جھلا توفیق کے ہاتھ سے کھا ہا تھا بالای جلی نزد  
 پاک تک نہایت ہو جو ہر شو کا منتہی ہو اسواسطے کہ یہ توفیق ایک دریا بے تھاہ اور بے کنار ہو جسکے سامنے  
 سارے دریا ایک سیل ہیں جن میں سیل سا جاتا ہو قولہ علیہ با و چارہ گریا از دہا ست پیش اللہ انہا جلد لا  
 چون رسید انجا بانم سر نہادہ محوشہ و اللہ اعلم بالرشادہ، انچہ در فرعون جہ اندر تو بہت، لیک از دہا ست  
 محبوبس بہت، مای دروغ آن جلاہ احوال تو بہت، تو بران فرعون بہ خواہش بہت، مایہ گفتہ جملگی احوال  
 خود بگفتہ صد کی ذانہا درست، مگر تو گویند وحشت زایدت، و زردیگر آن فناء آیدت، چہ فرابت می کند  
 نفس لعین، دوری اندازت سخت، این قرن، این جہا تھا ہمہ از نفسیت، لیک غلو فی زہل ای سخت ست  
 آتش، اہیزم فرعون نیت، نہ لکھ چون فرعون در اعونیت، مگر غن غرض افشا کی نیت، ورنہ چون فرعون از غن

المعنی اپنے سارے جیسے اور تمامی جیسے کرنے والے اڑدے ہیں لیکن الا اللہ کے سامنے سب لاپرواہ  
 انوشیت و معدوم آب فرماتے ہیں کہ جب میان میرا اس جگہ پہنچا یعنی نفی اثبات کو تو سرٹیک دیا اور مجھ کو گیا  
 اب اللہ ہدایت و رشا کو خوب جانتا ہے مجھ کو کچھ خبر نہیں آئندہ پھر مقولات انکے ہیں فرماتے ہیں جو اڑدہ ہا کہ  
 فرعون میں اتحادی تھے میں ہر لیکن تیرا اڑدہ ہا کنس میں مقید ہو کہ وہ کہنوں بے استقامتی و عدم قدرتی کا ہو  
 اگر قدرت پائے تو کیا کی کرے ہاے افسوس بو فرعون کا حال تھا وہ سب تیرا حال ہو تو بھی افس فرعون کی  
 نہایت خواہش میں قید ہو جب عز کر میں نے جو کچھ کیا اعلیٰ تیرے حال کے موافق ہو بلکہ میں نے تو سوسے ایک بھی  
 ٹھیک ٹھیک نہیں کہہ پایا اگر ٹھیک ٹھیک خاص تجھے کہوں تو تجھ کو مجھے دشت پیدا ہوئے اور اگر دوسرے پر  
 مال کے کہوں تو یہی جھگڑا کہ ایک فسانہ ہو بے اعتبار افسوس نفیس یعنی کیسا کھجک خراب کر رہا ہو اور یہ  
 مصاحب بد کیسا خدا سے دور ڈال رہا ہے سارے زخم تیرے ہی نفس سے ہیں لیکن اپنی نادانی  
 سے جو سخت سست ہو اسکا مظلوم ہو رہا ہو اگر تو تیرے میں فرعون کی ہی جی ہو کہ تجھ کو آس لگ کا ایدہ میں میر  
 نہیں جو جو برا فروخت کرے جیسا اسکو میر تھا کہ اسکو ہر قسم کی عون تھی تیرا نفس کیا بھارے کم ہو لیکن کیا کرے  
 کونزا جو نکلنے کو نہیں ملتا اور فرعون کے مثل یہ بھی شعلہ دن ہو

حکایت ایک مارگیر کی جو ایک اڑدہ کو چھٹھ امر وہ جان کے رستوں میں باندھ لپیٹ کے  
 بغداد میں لایا تھا

قولہ یک حکایت بشنوا تاریخ گو تا بری زمین از سر پوشیدہ بود مارگیری رفت سوی کوہ سارہ تا گیر دوا و پلو شہا  
 مارہ و مارگیران و گر شاہانہ بود و آنکہ جو نیدہ ہست یا بندہ بود و مطلب ان دانا تو ہر دوست کو طلب و در راہ  
 نیکو رہ ہست و لنگ و لوک و فتنہ شکل و بی ادب و سوی او می خیر و اورامی طلب و کہ گفت و کہ نہ خاموشی کہ  
 یوی کردن گیر و سو بوی شہ و گفت آن معقوب با دلا و خوش و جستن و سعت کشید از حدیش و ہر جس خود را  
 درین جستن بجد و ہر طرف را نید شکل مستند و گفت از روح خدا لا تیا سوہ و چو کہ کہہ سپر اسو سوہ و از روست  
 نہان چو ان شوید و روی جانان و بجان جو ان شوید و پرس پرسان و رنگانی جان و ہید و گوش را  
 بر چار راہ و انید و ہر کجا بوی خوش آید و برید و سوی آن سرکاشی آن سرید و ہر کجا لطفے بینی آید  
 سوی اہل لطف و دیابی بے و این ہمد و مادر و کمیت و حرف و جزوہ و بگدا و ہر کل و اطراف و ہر شہا  
 خلق بہر خوبیت و برگ بی رنگی نشان طوبیت و شہما می خلق بہر خفاست و از جہا می خلق اسید و جہا شہ  
 المعنی فرماتے ہیں کہ ایک نقل سن کہ یہ تاریخ گو یعنی مورخ سے منقول ہوا اسکے سبب سے تجھ کو سر پوشیدہ کی  
 بولجی سے کہ ایک مارگیر سپاڑ دن کی طرف گیا تو اپنے افسوں سے کوئی مار پکڑے آئندہ مقولات مولانا

بہشتانِ معرفت شرح تنویری ہولوی وم

4A

فقر

کے بہن کھتے بہن کہ اصل حصول ہر مطلب میں طلب ہو بس اگر گراں ہو پیسے سست و کاہل یا شائبہ اجرت و چالاکی جب طلب ہو تو جو بندہ یا بندہ ہونے میں کسب تامل ہو لا جرم چمکو لازم ہو کہ ہمیشہ حصول مطلب میں درون باغ ہمارہ اور دونوں ہاتھ سے اسکو ٹٹول کہ یہ طلب ہی راہ خدا کی نہایت اچھی راہ ہائے والی ہو اگر نگراؤ یا پانچ کہ ہاتھوں کے بل لڑکوں کی طرح چلتا ہو یا فتنہ شکل سست مجبول یا بے ادب یا تو بے شرع جو کچھ ہر حال میں اسی کی طرف غور کرتا رہے اور اسکو ڈھونڈتا رہے غیر مایہ مجبول ٹیڈ کے ہاتھوں اور سینہ کے زور سے چلتا کبھی قمار سے کبھی خاموشی اور کبھی بوسہ گھٹنے سے اسی بادشاہ کی ہر طرح بولیتا پھر غور تو کہ طہرت یعقوب نے اپنی اولاد سے بھی تو یہی کہا ہے کہ یوسف کو حد سے زیادہ ڈھونڈا ہوا تھا کہ قرآن مجید میں ہر مایہ اور ہنوا سو امن یوسف داخدا ہر فرزند و میرے جاؤ اور خوب ڈھونڈو یوسف اور اس کے بھائی کو جس کو اپنی اس تجویز میں کوشش تمام ہر طرف کو شکل سست نہ نکال دیا نہ بھلا جو اس کو اس تلاش میں نہیں کھاتا اور کہا کہ روح خدا سے نا امید ہو جیسے کوئی گرم کردہ پیر ہر طرف اسکی بولیتا تو جیسا کہ کلام شریف سے ظاہر ہے  
من روح اللہ انا ایس من روح اللہ انا لقوم الکافرون اوزا ایدرت ہوا اللہ کی روح و رحمت سے شک  
روح اللہ سے قوم کافرون کی نا امید ہر قسم پوشیدہ کی راہ سے دور دھپے و صورت اس جان جان کی  
جان و دل سے جویاں ہو پرس پرسان جگہ جگہ جاؤ اور جو کہ فی شر وہ کھانٹا نے فرد کا فی مین جان اس کے نذر  
اور جہاں چہ راہہ اسکی راہ کا دیکھو وہاں کان لگاؤ کہ ہر طرف کا آدمی وہاں گہتا ہو جہاں سے ہوش  
آئے اسی ہو کو لیتے چلے جاؤ اس سردار کی طرف جس سردار کے تم آشنا ہو جہاں کہیں کوئی لطف کسی سے  
پائیگا تو اسی لطف سے اصل لطف کی راہ منور یا لیکا یعنی نہرین بہن سب ایک دریا عقیق سے نکلی بہن اور اسکی  
جزو بہن تو ان اجزا کو چھوڑ اور نکل پراگندہ کہ مخلوق کی برائیوں سے فوجی حامل ہوتی ہو گو وہ برا جاتین او  
برگ بے برگ بیسے سامان بیسانی نشان طوبی کا ہر ایسے ہی بے برگ طوبی ہو جلتے بہن مخلوق کے شرم  
غضب اسکی مروت بیت کیواسطے بہن کہ وہ عاجز یا کسا سمجھ کے مہر و محبت کہے اور مخلوق کی جفا سے  
اپنے معشوق سے امید وفا کی ہوتی ہو انخلا و شرح ہر لہو و لہو کی گردن بکاف عجبی لکھا ہو اور جہاں کو  
حس وہاں قول خدا ہی خلق ہر آشتی ست و دام راحت و تسامی رہتی ست بہر زون بہر نوازش راہ  
ہر گلا از شکر اگر سکیندہ بوی برا جزو تا گل اسی کریم بوی برا زندہ تا خدا و حکیم و چہن عصا و دست موئے  
گشت مار و جلہ عالم را بر میان می شمارہ جنگل اسی آشتی آرد و دست مار گیر از ہر یاری حاجت بہر یاری مار  
جوید آدمی غم خور بہر حرف غمی مار و بی جتے کی مار شگرت ہر گرد کہ ہستان و دریا مار برف مار و ہای مردہ  
انہی عظیم مار و لش از شکل او شد چریم مار گیر اندر دستان شد پید مار بخت از ہای مردہ دید مار گیر از ہر حیرانی خلق

ہوستان معرفت شیخ شہزی بولوی

اگر دانت نادانی مطلق آدمی کو مست چون مفتون شود، کوہ اندر مار حیران چون شود، ہوشیار گشت  
 مسکین آدمی + از فرونی آمد و شد در کمی بخوشتن را آدمی از زبان فروخت، بود مجلس خویش ابرق و  
 صد ہزاران مار کہ حیران اوست + او چرامیران شد دست و پا دوت، مار گیر کن از دہار بار گرفت، سو سے  
 بغداد آمد از ہر گفت + از دہائی چون ستون غابہ یکشیش از پی و احماء، المعنی بتابہ صدر فراتے ہین  
 کہ لڑائیوں کے ساتھ یعنی جب نفس سے لڑائیوں (جنگ) اپنے مطلوب سے شتی دیکھ گیا خوب جان لے کہ  
 ہیشہ کی راحت بے راجہ میں ہوا اور یا صنت و عبادت میں ایسے ہی ہر زون کے ساتھ نوازش ہوں چون از جنگ  
 نوازش با جنگ اور جو کلا کر گیا کیوقت میں ایسا بھی ہو جائیگا کہ فکر گرا بھی ہو جس تواریکیم جز سے کل تک سب کی  
 بولے اور او حکیم صند سے ضد کی ہو حاصل کر جیسا کہ او پر امداد بیان کیے ہیں گیسوا عصا موسی کے  
 ہاتھ میں مار ہو گیا جس سے موسی نے ساحرون کی لڑائی میں ساحرون سے شتی دیکھی کہ موسی کے ہاتھ سے  
 سجدہ میں گرے اور ایمان لائے جیسا کہ کلام ربانی سے ثابت ہو والقی اسحق ساجدین قالہ انما ربنا کما  
 رب موسی و ہارون بس ایسے ہی حال تمام جہان کا جائے رہ کہ جملہ لڑائیوں اور سختیاں آشتیاں دست  
 پیدا کرتی ہین دیکھ تو مار گیر نے اپنی روزی کی مدد کے لیے مار ڈھونڈھا سوچو تو مار گیا جانی دشمن آدمی کا  
 ہوا اور آدمی اپنی یاری کیواسطے مار کو ڈھونڈھا ہوا، وہ یاری حصول رزق میں ہو اور حریف غمی کیواسطے  
 ایسا غم کھانا اور محنت اٹھانا کہ حریف غمی کا ہوا جان میں نہایت غم اسواسطے وہ مار گیر ایک مار عجیب و  
 غریب کی تلاش میں تھا اور اس یام برف میں پہاڑوں کے گرد پھرتا تھا ناگاہ ایک ازوہا عظیم مردہ دیکھ  
 جسکی شکل سے دل اسکا چہرہ ہم ہو گیا ہر چند سیکر زان مار دیکھے تھے کیسا اس سخت زمستان میں تلاش مار کی  
 کرتا تھا اسی حال میں یہ ازوہا مردہ دیکھا اب مقولات مولانا رام کے ہین فرماتے ہین افسوس مار گیر واسطے  
 حیرانی خلق کے مار پکڑے نہا تو کہ کسی نادانی ناسق کی جو آدمی تو ایک کوہ عظیم انسان بڑی عظمت و شوکت  
 والا ہو یہ مار کو دیکھ کے کیسے حیران و مفتون ہوتا ہو کہین کوہ بھی کسی مار کو دیکھ کے حیران ہوتا ہو ہاے آدمی  
 غریب نے آپ کو نہ پہچانے کہین کون ہوں یہاں فراتے آئے اور کیا کسی کے ساتھ چاہتا تھا اس طرح لکھو  
 گلا کے آیا اور بہتر بہائم بنے گیا اور علی ہذا جو مناسب فرونی کمی کے ہو قیاس کر لین کیا آدمی نے  
 جیسا قیاس نام نوع جو ہر خدا سے لے نے بھرے ہین حتی کہ اپنی معرفت و شناخت انکسوسا سچا ہوا اور اپنی طلسم  
 و تیا کی گدڑی پر لٹکا ہوا ایسی ناچیز کا پیوند بنا جو جس سے لاکھوں کوہ مار کے حیران ہین مار کیا چیز پھر کیسے  
 مار سے حیران ہوا اور مار کا دوست بنا افرغ اس مار گیر نے ازوہا کو اٹھا لیا اور بغداد کی طرف لایا  
 نا لوگ دیکھے متعجب ہوں فرماتے ہین کہ وہ ازوہا نہ تھا گھر کا ایک ستون تھا کہ ٹکڑا واسطے داکھا نہ کے



کرچھے لانا تھا واکھا نہ شمع و رخت و سامان خوردن قولہ کا زرد باہی مرؤہ آوردہ ام و در شکارش من جگر با  
 خوردہ ام + اوہی مردہ گمان بردش و لیک + زندہ بود و او نہ بدیش نیک نیک + اوڑ سر باہ و بیرون افسردہ بود  
 زندہ بود اما بکشل مردہ بود عالم افسردست و نام او جادو جادو جادو افسردہ بود اوی و ستادہ + باش تا غور شد شکر پیر عیان  
 لا بہینی جنبش جسم جہان و چون عصائی موسی ایجا مار شد عقل از ساکنان اجبا شد + پارہ خاک ترا چون مرؤ  
 ساخت و خاک را جگلی باید شناخت + مردہ زین سوید زان سوزندہ اند + خامش ایجا و ان طرف گویندہ اند  
 چون از انوشان فرستہ سوی ما + آن عصا گر دوسوی اژدہا کو ہما ہم کن داؤدی شود و جہر آہن بکشت  
 مومی شود + باد و حال سلیمان شود و جہر موسی سخندانہ بود + ماہ با احد اشارت بین شود + مارا براہیم را نسرین  
 شود + خاک قارون را چواری در کشد + استن خانہ آید در رشد سنگ احد را سلامی میکند + کوہی کی را پانچی  
 میکند + جملہ ذرات عالم در نہان + با تو میگویند روزان و شبان + معنی جس اس مار گیر نے اسکو بغذا میں لا کر  
 کہا کہ ایک اژدہا مردہ لایا ہوں اور بڑے خون جگر کھل کے اسکو شکار کیا ہو وہ اسکو مردہ جانتا تھا اور در حال  
 تھا زندہ خوب چھی طرح اُسے اسکو نہیں دیکھا تھا مارے باڑے اور برف کے ٹھٹھرا ہوا تھا اسی سبب سے  
 باوصف زندہ ہونے کے مردہ شکل ہو رہا تھا اب پھر مقولات مولانا م کے ہیں ایسے ہی یہ عالم افسردہ ہو  
 جسکا نام جادو ہی ایسیجان لکرا و آسا و بیجان ست جان ذرا ٹھہراہ آفتاب حشر کا ظاہر ہونے سے پھر اس  
 جہان کے جسم کی جنبش دیکھیو عرصا موسی کا بھی تو جادو تھا کیسا یہاں مار ہو گیا کہ عقل کو واسطے جملہ ساکنین  
 یہاں کے جو حرکت نہیں کرتے اخبار ہو گیا کہ ایسے ہی سب حرکت کر سکتے ہیں پہلے تو اپنے ہی پارہ خاک  
 جو جسم ہو دیکھ کہ چون مردہ ہو اسواسطے کہ خاک آخر جادو ہی اُسے کیسا بنایا اور درست کیا ہو کہ حسن و نطق رکھتا  
 پس اسی سے جملہ خاکوں کو بیجان لینا چاہیے کہ جس و نطق رکھتے ہیں صرف آنا ہی تو فرق ہو کہ وہ  
 اس طرف سے مردہ ہیں اس طرف سے زندہ اس طرف سے خاموش اس طرف سے گویندہ اور تو بکس  
 انکے لیکن جب وہ ان مردوں اور خاموشوں کو اس طرف سے جاری طرف بھیجتا ہو تو کیسے اعمال افعال  
 اسے ظاہر ہوتے ہیں جیسے عصا جاری طرف آ کے اژدہا ہو گیا اور سو اس کے پہاڑ ہم کن داؤد ہو جاتے ہیں  
 جیسے کوہ طوز زول تنجی اتلی سے سچ ہوا اور ناچنے لگا اور جو ہر آہن کے ہاتھوں میں موم ہو جاتے ہیں جیسے  
 داؤد کے ہاتھوں میں آہن موم ہوا ہو اسلیماں کی سواری بنی دریا موسی کا سخندانہ ہوا کہ کھٹ کے بارہ راہن  
 پیرا کر دین ماہ حضرت احمد کا اشارہ ہیں ہوا کہ فوماشقی ہو گیا آگ ابراہیم پر پگل و نسرین ہو گئی خاک نے  
 قارون کو مار کی طرح سالیاستون خانہ نے رشد پایا پتھرون نے احمد کو سلام کہا کہ وہ نے بھی کو پیام کیا  
 کہ میری طرف آؤ غرض جملہ ذرات جہان کے رات دن تجھے پوشیدہ کتے ہیں اور وہ مقولات آئندہ

الحاصل یہ سب جادات ہیں اور کسی کی کیفیتیں اسے ظہور میں آتی ہیں قول ہائیمیم و بصیریم و خوشم و با شامنا و حرمنا  
 ما غاشم، چون شامسوی جادوی میرید و محرم جان جادوی کی شوید و از جادوی عالم جان در وید و غفلت از جادوی  
 عالم بشنوید و غاش تبیح جادات آیت و وسوسہ تا ویلما بر بادیت و چون ندارد جان تو قند طیار بہر بنیش  
 کردہ تا ویلما و دعوی دیدن خیال عار بود و بلکہ مرہنیدہ را دیدار بود کہ غرض تبیح ظاہر کی شود و دعوی  
 دیدن خیال و دعوی بود و بلکہ مرہنیدہ را دیدار آن و وقت عبرت میکند تبیح خوان و پس چنان تبیح یادیت پس بد  
 اکن ولالت ہجو کشتن میشود و این بود تا ویل اہل اعتزال و داعی نکس کہ ندارد نور حال و چون رخص بیرون  
 نیامد آدمی و باشد از تصویر غیبی اعجمی و این سخن پایان ندارد و اگر میکشید آن مار را با صد ہجرت تا بغداد آید آن ہنگامہ  
 تانہ ہنگامہ ابر چار سو و رب شب طامرد ہنگامہ نہاد و غفلت در شہر بغداد افتاد و ہمینی آوردہ مقولہ یہ ہیں کہ جب  
 کہتے ہیں کہ ہم سمیع بصیر شننے والے دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں تمام محرموں سے ہم خاموش ہیں تم تو  
 جادوی کی طرف جاتے ہو اور جان جادوی کو نہیں جانتی پھر کیسے جادوی کی جان سے محرم ہو گے جادوی کو  
 چھوڑو اور عالم جان کی طرف چلو تب اس عالم کے اجزا کا شور و غلغلہ سنو پھر دیکھو کسی تبیح ظاہر انکی بھاری  
 سننے میں آتی ہو اور سارے وسوسے تا ویلون کے کھوئے دیتی ہو اب وجہ یہ ہو کہ جان تو تیری نورانی سے  
 خالی ہو پھر بنیش کو جان جادوی کی کیسے سوچھے اسکی تسلی کے لیے تو تا ویلون کرتا ہو اور باتیں بناتا ہو جسے  
 دعوی جادوی کی جان دیکھنے کا کیا وہ تیرے خیال کا عار و ننگ ہوا جیسے کہ اکثر منکر انبیا اولیا کے ہیں  
 بلکہ خاص بنیدہ کے دیدار سے بھگونگ و عار ہوتی اور تیری غرض یہ کہ تبیح ظاہر بھی نہیں ہو سکتی جو  
 کوئی دعوی اسکے دیکھنے کا کرے اسکا خیال و گمراہی ہو بلکہ جو یہ کہ جو دیکھنے والا اسکو دیکھتا ہو اور عبرت  
 پاکے تبیح خوان ہوتا ہو پس یہی تبیح کا بھگونگ و دانا گویا ولالت اس جادوی کے کہنے پر کرتا ہو نہ خود جادوی  
 تبیح خوانی کرے احوال و اہل اعتزال ہیں یعنی غافل عالم باطن سے اور قائل محسوسات کے وہ ویلون  
 تا ویل کرتے ہیں جو اوپر تا ویلما کیا ہوا ہے فرماتے ہیں افسوس اس شخص پر کہ نہ حال سے بے بہرہ ہو اور  
 واقعی جو آدمی محسوسات کا گرفتار ہو اسے نہیں مکمل پایا و دعوی بات کی تصدیق نہانے سے کیسے نہ گنا  
 اور غیر فصیح ہوا قصہ اس بات کی کچھ مد نہیں مار گیا کہ حال کہ وہ اس مار کو بھی محنت و مشقت سے  
 کھینچے لاتا تھا یہاں تک کہ وہ ہنگامہ جو بغداد میں لایا تا اس ہنگامہ کو چوراہہ میں لگائے ہنگامہ چوک  
 سبب سے کہ ایسے لوگ ہنگامہ ڈھونڈتے ہیں اور مار کو ہنگامہ اس سبب سے کہ اسکا سبب ہنگامہ کا ہو  
 آخر دریا کنارے آئے یہ ہنگامہ لگایا اور شہر بغداد میں ایک غفلت ہو گیا قولہ مار گیرے اڑو ہا اور وہ  
 بو العجب و ڈسکاری کردہ تب جمع آمد صد ہزار انعام بنیش صید و گشتہ چو اوزار بلبیش منتظر ایشان واد ہرسم منتظر

اما کہ جمع آیند خلق منتظر مردم ہنگامہ افزون تر شود و گریہ و زاری و بے رحمی آمد صد ہزاران از اطفال  
 حلقہ کردہ پشت پادشت پاد حلقہ کردہ و او چو زگر در عیش و ہمچنان کہ بت پرستان بکینش و مرد از ان خبر نہ ادا  
 رفتہ در ہم چون قیامت خاص عام چون ہی حرا قہ بنیانید و میکشا و دہا مل ہنگامہ گلیہ اژدہا کہ ز صریح  
 افسردہ بود ویر صد گونہ پلاس و پردہ بود و بہتہ بودش بار سنہای غلیظ و احتیاطی کردہ بودش آن حفیظ و  
 در درگ و اتفاق و انتظار و دہبا و ہونسان شیار و در غلظت و کث و طمطراق و زانفت بران مار و رشید عراق  
 المعنی تمام ریش احمق تو بیع بخش کردن عرش انگور کی شئی یقین بغداد میں یہ غلغلہ پڑا کہ ایک مار گیر اژدہا ہوا  
 لیا ہوا و شکار عجیب کیا ہوا یہ شکار اکہ کن اتق اپنی ہمت سے اس شکار کے شکار ہوئے یعنی مشتاق و  
 اب تماشا کی تو منتظر اسکے تماشا کے اور مار گیر منتظر اسکا کہ بہت سی مخلوق ادھر ادھر کی پھیلی پھوٹی جمع ہو چکا  
 اسکے کہ جب بہت لوگ جمع ہو جائینگے تو میری بھیک ورا نہ فی خوب ہوگی جس لاکھوں بیہودہ لوگ جمع ہو  
 اس قدر کہ ایک کی پشت پاد و سرے کی پشت پادھی ایسا اسکو گھیرے ہوئے تھے جیسے انگور کا درخت  
 اسکی شئی پر چھایا ہوتا ہوا اور جیسے بت پرست بتانہ پر گھرے ہوئے ہیں مارے از دحام کے عورت مرد  
 کچھ نماک و غیرہ تھی سب گڈ بڈ جیسے قیامت کے دن ایک دوسرا ایک دوسرے میں پھڑکن طرح گھسیکا  
 سارے خاص عام کا یہ حال تھا اژدہا چٹھرون و غیرہ میں لپٹا تھا جب ہی مار گیر کوئی چٹھرا اڑ گیا  
 ہلاتا تھا ہنگامہ والوں کے گلے پھسل مارتے تھے یعنی چلاتے تھے کہ اب کھولتا ہوا روہ سروی کی سرو  
 کے مارے ٹھٹھا اڑا سیکڑوں طرح کی پلاس و متون میں دبا لپٹا پڑا تھا اور موٹی موٹی سیوں سے بندھا ہوا  
 اس جان فطینے مار گیر نے خوب احتیاط اسکی کی تھی اب اسی دیر میں کہ اتفاق و انتظار کے سبب ہوئی تھی  
 یہ منتظر تھا کہ سب جمع ہو جائیں اور تمام میں اڑا ہوا و رشور بشیار پڑا ہوا تھا اور مخلوق نہایت مبالغہ کھولنے کا  
 کر ہی تھی اور یہ دیر اور ناز و نغمے کر رہا تھا ایسا وقت ہو گیا کہ آفتاب عراق کا اس اژدہا پر چکا اور گرہی  
 و حوپ کی اسکو پہونچی اختلاف شجہ ہر العلوم میں چوا کو آوا دکھا ہوا قولہ آفتاب گرم شیش گرم کردہ  
 رفت از اعصای او اخلاط سردہ مردہ بود و زہ گشت او از شکفت و اژدہا بر خویش پیمیدن گرفت غلغلہ  
 از جنبش آن مردہ مار گشت شان آن یکسے صد ہزار با تحیر لغو و انگشت بندہ جلکان از جنبشش بگریختہ  
 می شکست آن بندہ بانگ بلند ہر طرف سیرت چاقا چاق بند بندہ شکست و بیرون شد ز زیر  
 اژدہای دشت غران بچو شیر و در ہر میت بس غلاق کشتہ شد از فادہ کشتگان صد لپٹہ شد و مار گیر از  
 ترس بر جانک گشت کہ چہ آورد من از کسار و دشت و گرگ را بیدار کرد آن کو ریش و رفت اوان اسکا  
 عز ایل خویش اژدہا یک لقمہ کرد ان کیجرا و سہل باشد خوشی و چچ را خوشی را بر تہن بچید ویت و استخوان خوردہ را

در ہر شکست شہر خالی گشت اثر دہراندہ سوئی کہ کردار بیابان بر نشاندہ المعنی عرض آفتاب گرم نے اسکے شیرینے اصل اور گرم کر دیا اور اعضا سے اخلاط سردی کے جاتے رہے یا تو وہ مردہ تھا یا ایک زندہ ہو گیا عجیب طور سے ایٹھنے اور بل کھانے کا مخلوق کا یہ حال کہ اس مردہ مارکی جنبش سے وہ تھیر چوڑا کے دیکھنے سے تھا اگر ایک حصہ تھا سو ہزار حصہ ہو گیا تب نے نہایت حیرت سے غرے اٹھائے اور سب کے سب اسکی جنبش سے بھاگے اور وہ انکے شہر سے اپنی رسیاں توڑتا تھا جنکی آواز ہر طرف جانی تھی جس سب بندہ اور رسیاں توڑ کے اس پلاس کے نیچے سے نکلا تو اثر دہر ہی صورت والا تھا غرتا ہوا مثل شیر کے اب مخلوق میں بھگت پڑ گئی ایسی کہ لوگ اگر گری کے اتنے مر گئے کہ سیکڑوں پتے ہو گئے ناگہ کی یہ کیفیت کہ ڈر کے مارے جہاں تھا وہیں سو کو کے رہ گیا کہ کیسی بلا پہاڑ و جنگل سے میں لایا اب مقولہ مولانا مرح کا ہو کہ ایک اندھے میں نے بیٹھے کوٹھارے کے بگا دیا آخر یہ نادان اپنے عزیز اکیل کو پہونچنے چنانچہ اس جمع کو بھی اسنے ایک لقمہ کر لیا کہ اسکے نزدیک دینی بات تھی جیسے حجاج خوشخواری کو سہل جانتا تھا اور یہ حجاج بڑا عالم خوشخوار تھیں حج اما کہ تھا اور اس طور پر لقمہ کیا کہ اسکی آستین پر ایک پٹیا اور اسکی پٹانی ہڈیوں کو بالکل توڑ ڈالا اور قصہ تمام شہر خالی ہوا اور سب لوگ جمع ہوئے تو اسکو کھال پایا اور بیابان کی گرد کو پہاڑ پر ڈال دیا یعنی ایک گندھی تھی کہ پہاڑ کی سیٹ سال دی الخلاف شرح بحر العلوم میں مار گیا کہ یار گیر لکھا ہو قولہ گفت اثر دہر با ست او کی مردہ است ہزار غم بی آلتی ہندہ است ہر گز یاد آلت فرعون او مکہ ہا مر او ہریت ایچہ آنکہ او بینا و فرعون کی کندہ راہ صد سوئی صد ہارون زندہ گرم گشت ایرٹ دیا از دست غریبہ گردوز جاہ و مال صقر اثر دہر اور در برن فراق و ہین کش اور بخورشید عراق ہر تافسہ می بود آن اثر دہر با ست لقمہ اونی چو او یا بد سجات ہ مات کن و او و ہین شوز ہا رحم گرم گشت او ز اہل صلات ہکان نق خورشید شہوت بر زندہ وان خفاش مردہ رگیت پر زہد ہیکش اور اد جہا ہور قتال ہر مرد و ار اشد ہونیکہ او صال ہ چونکہ آن مرد اثر دہر آ اور ہر در ہوا ی گرم فوفش شد آن مرد ہر لاجرم آن فتنہ ہا کردای غریبہ بلکہ صد چندان کہ ما گفتم نیز ہر طوع واری کہ اور ابی جفا ہستہ داری در وقار و دور و طا ہ ہر سی را این تنہا کی رسد ہر سو یے ہا میکہ اثر دہر ہا کشد ہر صد ہزاران خلق اثر دہر ہا ی او ہر ہریت کشتہ شد ای اعی او ہر طوع ہم خوش ابراہودا وید گشتہ شد و اندہ اعلم ہا سدا و المعنی صقر بالفتح ہر ع کہ جانور ہکار می ہر صلات ہر عطا یا و افادات یہ سب مقولہ مولانا مرح کے ہین فرماتے ہین کہ ہی اثر دہر ہے کے مثل تیرے نفس کا حال ہو کہ یکب ملا ہے آلتی کے غم ٹھہرا ہوا ہو اگر یہ آلات فرعون نے پائے کہ جسکے حکم سے روٹیل ہوتا ہوتا تھا منقول ہو کہ ہر جہر ہل حکم خدایتعالی روٹیل کو اسکے اختیار میں کر گئے تھے تو اسوقت دیکھو کیسی بنیا و فرعون قائم کرتا ہو کہ کیوں موسیٰ اور سیکڑوں ہارون کی راہ مارے فقر کے ہاتھ سے تو یہ ایک ذرا سا کثیر اور بچہ ہوا و مال و جاہ پاسے

ہا کہ جمع آئند خلق منتظر موم ہنگامہ فروزن تر شود کہ بد توین نیکو تر رود جمع آمد صد ہزار ان و اطفال  
حلقہ کردہ پشت پابر پشت پاد حلقہ کردہ او چو زگر و عریش + ہنپا کہ بت پرستان بگنیش + مرور از دین خبر از او  
رفتہ در ہم چون قیامت خاص عام چون ہی حراقہ بنیاد + میکشا دند اہل ہنگامہ گلو + از دہا کز زمرہ  
افسردہ بود + لیر صد گونہ پلاس و پرودہ بود + بستہ بودش بارسنہامی غلیظ + احتیاطی کر مہ بودش آن حفیظ +  
در رنگ و اتفاق و نظارہ در ہا و ہونسان شیارہ + و از خلق و گشت و مطراق زمانت بر آن مارور شد عراق  
المعنی خام ریش احق توزیع بخش کردن عریش انگور کی شئی پختہ بغداد میں یہ غلظت پر اکامی مارگیر اثر دہا  
لایا ہوا و شکار میباید کیا ہوئے شکہ لاکھون حق اپنی ہماقت سے اس شکار کے شکار ہوئے معنی مشتاق + یہ  
اب تماشا کی تو منتظر اسکے تماشا کے اور مارگیر منتظر اسکا کہ بہت سی مخلوق ادھر ادھر کی پھیلی پھوٹی جمع ہو جا  
اسی کے کہ جب بہت لوگ جمع ہو جائینگے تو میری بھیک و آمدنی خوب ہوگی جس لاکھون پیوہ لوگ جمع ہو  
اس قدر کہ ایک کی پشت پر دوسرے کی پشت پاتھی ایسا اسکو گھیرے ہوئے تھے جیسے انگور کا درخت  
اسکی ٹہنی پر چھایا ہوتا ہو اور جیسے بت پرست بتانہ پر گہرے ہوتے ہیں مارے از دحام کے عورت مرد  
کچھ لحاظ و خبر نہ تھی سب گڈ بڑ جیسے قیامت کے دن ایک دوسرا ایک دوسرے میں پھیر ڈون طرح گھسیکا  
سارے خاص عام کا یہ حال تھا اور اثر دہا چھڑون و غیرہ میں لپٹا تھا جب ہی مارگیر کوئی چتر اور  
ہلاتا تھا ہنگامہ والوں کے گلے پھیل جاتے تھے مینے چلاتے تھے کہ اب کھولتا ہو اور وہ سردی کی سردی  
کے مارے چھڑا ہوا سیڑون طرح کی پلاس متون میں دبا لپٹا پڑا تھا اور موٹی موٹی سیون سے بندھا  
اس عجائبات مینے مارگیر نے خوب احتیاط اسکی کی تھی اب اسی دیر میں کہ اتفاق و نظار کے سبب ہوئی تھی  
یہ منتظر تھا کہ سب جمع ہو جائیں اور تمام میں ہا ہوا + رشو بشیا پڑا ہوا تھا اور مخلوق نہایت مبالغہ کھلنے کا  
کر ہی تھی اور یہ دیر اور نازنمر سے کر رہا تھا ایسا وقت ہو گیا کہ آفتاب عراق کا اس اثر دہا پر چکا اور گرمی  
و صوب کی اسکو پہنچی اختلاف شرح بحر العلوم میں چوا کو آواز دکھا ہو قولہ آفتاب گرم شیش گرم کر دہ  
رفت از اعفای او اظلاط سرہ مردہ بود و زہ گشت او از شکفت + اثر دہا بر خویش پیدین گرفت فلک  
از جنبش آن مردہ مارہ گشت شان آن یک تہ صد ہزار + با تہیر نورا انگینتہ + جملگان از جنبش مگر جنتیہ  
می شکست آن بندزان بانگ بلند ہر طرف سیرت چا قاچاق بند + بندہا شکست و بیرون شد ز نیر +  
اثر دہا ہی درشت غران مجو شیر + در نہر میت بس خلایق کشتہ شد + از قنادہ کشتگان صد پشتہ شد + مارگیر از  
ترس بر جا خشک گشت + کہ چہ آورد من از کسار و شت + گر گر را بیدار کرد آن کویش + رفت دان اس  
غز اہل خویش + اثر دہا یک لقمہ کرد آن کیچ را + سہل باشد خوشی + حیح را + خوشی را + بہترین پیچیدہ است + ستخوان خوردہ



درهم شکست شہر خالی گشت اثر دہر باراند و سوسوی کہ کرد از بیابان بر نشاندہ المعنی غرض آفتاب گرم سہ اس کے شیرینے اہل ماہ کو گرم کر دیا اور عضا سے اخلاط سردی کے جاتے رہے یا تو وہ مردہ تھا یا ایک دندہ جو گیا عجب طور سے ایٹھنے اور بل کھانے کا مخلوق کا یہ حال کہ اس مردہ مار کی جنبش سے وہ تھیر جو اس کے دیکھنے سے تھا اگر ایک حصہ تھا سو ہزار حصہ ہو گیا تب نے نہایت حیرت سے غرے اٹھائے اور کہے سب اس کی جنبش سے بھاگے اور وہ انکے شور سے اپنی رسیان توڑتا تھا جنکی آواز ہر طرف جاتی تھی بس سب بے دہا رسیان توڑ کے اس بلاس کے نیچے سے نکلا تو اثر دہر ہی صورت والا تھا غرض تا ہوا مثل شیر کے اب مخلوق میں بھلیکے ڈر گئی ایسی کہ لوگ گر گر کے اتنے مر گئے کہ سیکڑوں پٹے ہو گئے مار گیر کی یہ کیفیت کہ ڈر کے مارے جہاں تھا وہیں سو کو کے رہ گیا کہ کیسی بلا ہار و بنگل سے میں لایا اب عقوبت ملا نہ کہ ہر کہ ایک اندھے میں نے بھڑیے کو ٹھکرا کے بگا دیا آخر یہ نادان اپنے غزرائیل کو سپونچے چٹا پنچہ اس جمع کو بھی اسنے ایک لقمہ کر لیا کہ اسکے نزدیک دنی بات تھی جیسے حجاج خوشخواری کو سہل جانتا تھا اور یہ حجاج بڑا عالم خوشخوار تھا حج امام کا تھا اور اس طور پر لقمہ کیا کہ اسکی آستین پر آپکلیٹھا اور اسکی پرائی ہڈیوں کو بالکل توڑ ڈالا لافضہ شہر خالی ہوا اور سب لوگ جمع ہوئے تو اسکو کھال پایا اور بیابان کی گرد کو ہوا پڑ ڈال دیا یعنی ایک ندی تھی کہ پناہ رکھتا تھا مال دی الخلاف شرح بحر العلوم میں مار گیر کو مار گیر لکھا ہے تو لکھت اثر دراست او کی مردہ است ہمار غم بنی آلتی فسرہ است ہر گز باید آلت فرعون او مکہ ہمار او ہمیرفت آجوبہ آنکہ او بنیا و فرعون کی گندہ راہ صد موسیٰ صد ہارون زندہ گرم گشت این ڈا دہ از دست تھر پٹہ کرد ز جاہ و مال عقربہ اثر دہر اور در ہون فراق ہین لکش اور بخورشید عراق ہتا فسرہ می بود آن اثر دہات ہ لقمہ اوئی چا و یا بد سجات ہ مات کن اور او ہین شہر تا رحم گرم گشت اور اہل صلات ہکان نفث خورشید شہوت ہر زندہ وان خفاش مردہ رگیت ہر زندہ ہیکش اور او جاہ ہور قتال ہمروار اللہ بخونیکا لوصال چونکہ آن مرد اثر دہر آ اور ہر در ہوا ہی گرم فحوش شد آن فرید لا جرم آن فتنہ ہا کردای عزیز ہلکہ صد چند ان کہ ما گفتم نمیزد تو طبع داری کہ اور ابی جفا ہستہ داری در وقار و در وفا ہر کسی را این تناسکی رسد موسیٰ باید کہ اثر دہا کشد ہ صد ہزاران خلق اثر دہر ہا ہا و ہر ہریت کشتہ شد ای ای اڈ و طبع ہم خوش ابرا واد و دگفتہ شد و اللہ اعلم بالسادہ المعنی تصغر بالفتح چرخ کہ جانور ہکاری ہو صکلات کہہ عطا یا و انعامات یہ سب مقولے مولانا م کے ہین اولتے ہین کہ اسی اثر دہے کے مثل تیرے نفس کا حال ہو کہ کیب ملاوے آلتی کے غم سے ٹھکرا ہوا ہو اگر یہ آلات فرعون نے پائے کہ جسکے حکم سے رودیل بہتا بند ہوتا تھا منقول ہے کہ حضرت جبریل حکم خدا بتعالیٰ رودیل کو اس کے اختیار میں کر گئے تھے تو اسوقت دیکھو کیسی بنیا و فرعون قائم کر تا ہو کہ کیو موسیٰ اور سیکڑوں ہارون کی راہ مارے فقر کے ہاتھ سے تو یہ ایک ذرا سا کٹرا اور مچھرا و مال و جاہ پائے

تو صفر چھوڑ دیکھو اسکے شکار و شکار تو اس شروے کو مال و جاہ کے برف فراق ہی میں پٹاپٹے دے اور خورشید  
عراق کی طوف جو عبارت عیش و عشرت سے ہرمت کھینچے یہ آثر دہا تیرا جب تک کہ فیر دہے تب ہی تک خیر و دردا  
سجائے پائے تو تو اسکا لقمہ ہر یہ تجھ کو مات کرنا چاہتا ہو لاجرم تو پہلے سے اسکو مات کر کے نینت ہو چکا اور طلق جو  
ست کر کہ یہ اہل صلات یعنی مستحقان عطا و انعام سے نہیں ہو اسلیے کہ یہ گرمی خورشید شہوت کی ظاہر کر گیا اور  
یہ باخیز فحاش نیر سے ہی پر بار گیا اور تجھ کو اندھا بنا گیا تو اس سے ہمیشہ جہاد و قتال کہو اور ہر کی طرح اسی جہاد و قتال  
میں اسکو مار کہ اللہ تعالیٰ اس جزا میں تجھ کو اپنا وصال عطا کرے اس اثر دہا کو تو دیکھ جو وہ مار گیا کہ جس وقت اس  
مردود نے ہوا اگر مہ پائی کیسا خوش ہو گیا پھر آؤ عزیز جو فتنے اُس نے کیے تو نے سنے بلکہ اس سے بھی سب گئے ہیں جو  
ہم نے بیان کیے تھے تو کیسا سید کرنا ہو کہ بے جور جفا کے اسکو تار و دھانی میں مقید کر سکیا یہ تمنا ہر کیسے کب سہیا ہو  
یہ تو کوئی موسیٰ ہوا اسکو لائق ہو کہ موسیٰ نے اثر دہے اسے ہیں اس کے تو اثر دہا سے لاکھوں مخلوق نے اسی ہرمت  
کھائی کہ سب مارے گئے کہ پیرافسوں کی تار اور خود اس نے بھی طمع سے اپنی جان کھوئی مہا کہ مومن نے بیان کیا جو  
آگے آتی درستی کا اس کے اندر غلبہ جاننے والا ہو کہ صحیح ہو یا غلط اختلاف شرح بحر العلوم میں لکھا ہوا لکھ کر کہ  
گرگ بہر دوکان فارسی جاہ و تقویٰ و عطف کہ بے عطف ہونا چاہیے لکھا ہو

### بیان سوال جواب اور تہذیب و ن فرعون کا موسیٰ علیہ السلام

تو کہ گفت فرعونش چرا تو ای کلیم خلق کشتی و انگیزی بہیم در ہریت از تو افتاد و نطق در ہریت کشتہ شد مردم  
لاجرم مردم ترا دشمن گرفت کہین تو در سید مردم و زن گرفت و خلق میخواندی و عکس شد از خلافت مرد و زن را  
نیت بد میں ہم از شر ت اگر میں خرم و مسکانات تو دیگی می خرم و دل ازین برکن کہ بفری مرا یا بحر نے  
میں وی کردم ترا تو بان غرہ مشکش ساختی و در دل خلقان ہر اس انداختی و صد جنین آری و ہم سوا شوی  
خوار گردی مصحح کہ غوغا شوی ہجو تو سالوس سباران بدید و عاقبت در شہر مار سوا شد و معنی ذوق لغز میں ہجو ہم چارہ  
و ناگزیر غوغا انہو مردم و غیر فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ ای کلیم تو نے مخلوق کو مار ڈالا اور تیرے مارے  
سب دھڑکوں میں پڑ گئے تیرے سب سے ہریت میں پڑے جمیں گر گر کے کشتہ ہوئے لاجرم لوگوں نے  
تجھ کو اپنا دشمن جاننا اور تیرا کہنے اُن کے سینوں میں جم گیا میں بھی اگر تیرے شر سے بچتا ہوں گر دیگ بلکہ  
پکارا ہوں اور اسی تیرے میں ہوں تو اس بات سے دل اٹھا کہ تجھ کو فریب دے یا کسی بات سے تیرا پس و  
اور تاج ہو جاؤں تو نے جو کچھ اب تک کر لیا اسے گھڑمت کر کہ مخلوق کے دل میں خون ڈال دیا تو ایسے  
اگر سیکڑوں فریب لایا کہ کچھ نہ ہو گا خود ہی رسوا و ذلیل و مصحح کہ انہو مخلوق کا بیگناہ تھو میرے اس شہر میں سالوس کا  
ہست ہوئے انجام کار رسوا و فضیحت ہی ہوئے سالوس مثل زید عدل کے ہو

جواب حضرت موسیٰ کا فرعون سے اسکی رہنمائی میں جو اسنے کی تھی

قولہ گفت با امرم اشراکیت مگر بڑی دقت امرش باک نیت ہر انیس من شاگرد من ہی حریف و ایلان  
رسوا پیش حق شریف پیش خلاقان خوار و زار و شینہ پیش حق مطلق محبوب و پسند و از سخن میگویی این ورنہ  
خدا از سیدہ ویان کند فردا ترا عزت آن اوست و آن ہنگامش ہذا آدم و ابلیس بہ چون نشانش ہ شرح  
حق پایان ندارد محقق ایلان و ایلان بر بندہ برگردان ورق ہ انہی حضرت موسیٰ نے جواب فرعون کے کہا  
کہ میں امر حق کا شریک نہیں ہوں کہ اپنی رائے بھی نہیں لگاؤں اگر وہ میرا خون بہا دے تو مجھکو کچھ ڈر  
نہیں میں ہر پرانی ہوں بلکہ امر حریف اسکا شکر گزار اور اگرچہ بقول تیرے اس طرف رسوا ہوں مگر حق شاک  
کے نزدیک شریف ہوں اور گوہ مخلوق کے آگے خوار و ذلیل و مسخر ہوں لیکن حق تعالیٰ کے سامنے مطلوب  
محبوب و پسند ہوں اور یہ بھی ایک ثابت ہو جو تجھے کہتا ہوں ورنہ تجھے بہترین کتبہ کل قیامت کو خدا تعالیٰ  
سیدہ رویوں سے کرے گا ساری عزت اسکی ملک ہو اور اسکی عطائے اسکے بندوں کی ملے گا اگر تجھکو یقین نہیں تو  
خیال کر لے آدم و ابلیس سے اسکا نشان ظاہر ہوا و نیز فرمایا و اللہ العزیز و رسولہ و المؤمنین و لکن المنافقین  
لا یملکون اور عزت مخصوص ہو واسطے اللہ اور اسکے رسول اور مومنون کے لیکن منافق اسکو نہیں جانتے جس شرح  
حق کی مثل حق کے انتہا نہیں ہو خبر دار ہو خبر دار تو اپنی خود بینی کی کتابت کر اور ورق لوٹ دے

جواب فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو اور چالیس دن کی مہلت مانگنا موسیٰ علیہ السلام

قولہ گفت فرعونش ورق در دست ماست و فقر و دیوان و حکم ایندم مر است و مر مرا بخیر و انداہل جہان  
کز اہم عاقل تری تو امی فلان و سویا خود را خبریدی ہین برو و خوشی کم ہین کو و غرہ شود جمع آرم ساحران ہر  
تا کہ جبل تو نمایم شہر اداہن خواہد شد بر دوزے یا دوز و مہلتم دہ تا چہل روز و تہ روز یعنی تہ روز ہندی میں تقریباً  
ماہ ساون اور سخت گرمی فرعون نے سنے جواب دیا کہ تو جو ورق لوٹا نے کو کہتا ہو ورق اور فقر و دیوان اور  
حکم اسوقت سب میرے ہی واسطے ہین مجھکو تمامی اہل جہان نے چھانٹا اور اختیار کیا ہو کہ امی فلان تجھے  
زیادہ کوئی عاقل نہیں اور تو نے امی موسیٰ فقط آپ کو آپ ہی خریدیا ہو جیسے ہندی شل جو اپنے منہ آپ بیان شہو  
بنا ہو بس جا اور آپ کو کتر سمجھے رہ اور اپنی سمجھ پر غرہ است ہون میں تمام زمانہ کے ساحرون کو جمع کر دینگا تا تیری جہات  
سارے شہر کو معلوم ہو جاے اور یہ بات ایک دو دن میں نہیں ہو سکتی ایام تو زبھر جو گرمی کی شدت کے  
دن ہین چالیس دن کی مجھکو مہلت دے تا تیری جہل ظاہر ہو جاے الحکام و شرح بحال علم ہین یا دوز کو تا دوز لکھا ہو

جواب حضرت موسیٰ کا فرعون کو

قولہ گفت موسیٰ مر مرا دستوریت ہندام مال تو مانوریت مگر تو چیری و مرا خود یا زیت ہندہ فرما ہم ہانم کار نیت

میں نے باوجود تیرا مذہب میں چکارہ نصرت میں بندہ ام + میں نے تم کو درسد حکم خدا + اور کنہ ہر قسم از غصہ جدا + اگلی حضرت موسیٰ نے کہا جھگڑا عازت میں میں تو بندہ ہوں تیری مملکت دینے پر مامور نہیں ہوں تو اگر غالب اور میرا کوئی یار و مددگار نہیں میں بندہ فرمان کا ہوں جھگڑا سے کچھ کام نہیں کہ کوئی یار و مددگار ہو نہیں میں جب تک زندہ ہوں بچے لڑتا رہوں گا میں چکارہ نصرت کا ہوں میں نے مدد اگلی کا اور بندہ ہوں آب میں دروازہ خدا کا جانا ہوں تو حکم خدا کا پیونچے کس واسطے کہ وہی ہر دشمن کو ہر دشمن سے جدا کرنا جانتا ہے

جواب فرعون کا موسیٰ کو اور وحی آنا موسیٰ علیہ السلام کو

تو کہ گفت فی مملکت باہر ہذا دہ عشوہ ہا کہم تو کہ چاہی باد حق تعالیٰ وحی کر دوش در میان مملکت دہ متعہ ہا اس ازان + این چل دوش بدہ مملکت بطوع یا سگاہد لیکر یا اذعوج نوع + تاکو بشدا و کہ فی من خفتہ ام تیز رو کو پیش بگرفتہ ام + چیلدا شان را ہمہ بہم زخم دوا سپہ افزا ید من بر کہ زخم + آب را آرد من آتش کم + دوش خوش گیر دمن ناخوش کم + مہر پیوند دمن + بران کم + بچہ اندر و ہم ناپاکیاں کم + تو ترس و ملتش دہ لب دراز ہو گیا گردار و صحت بساز + اگلی فرعون نے کہا نہیں نہیں مملکت میرے واسطے مقرر کرنا چاہیے بہت عشوہ فریب مت دے اور بہت سی باد پیا کی مت کر حق تعالیٰ نے اسی وقت وحی بھیجی کہ اے موسیٰ اسکو مملکت وسیع دے اور ڈرے مت یہ چالیس دن کی مملکت اسکو بخشی دے تو اپنے قسم قسم کے مکر خوب تجویز کر لے اور خوب کوشش کرے کہ واسطے کو میں خفتہ اور غافل اُس سے نہیں ہوں اور کہدے کہ میرے سامنے سے نہایت تیز جاگ اب میں نے تو کچھ لکھا کہ ان کا منک بھاگے گا سارے چیلے انکے لوٹ پوٹ کر دوگا جو کہ یہ بڑھاتے جائینگے میں سب گھٹا دینگا + اگر آب لائینگے میں اب کو آگ کر دوں گا اگر خوش حاصل کرینگے میں اُس خوش کو ناخوش کر دوں گا اگر محبت سے پیوند کرینگے اور متفق ہونگے میں ویران کر دوں گا غرض جو بات کسی کے وہم میں نہ آئے وہ میں کر دوں گا تو ہرگز مت ڈرا اور اچھی لنبی مملکت اسکو دے اور کہدے کہ چاہیے مبنی سیاہ جمع کر اور چاہیے جتنے چیلے سنا کوئی بات اٹھا مت رکھ

مملکت و نیا حضرت موسیٰ کا فرعون کو تو ساحرون کو جمع کرے

تو کہ گفت ام آبد و مملکت تیرا من بجای خود شدم رستی ہا + او ہیشدا اثر دہا اندر عقب + چون سگ صیا وانا و محب + چون سگ صیا و جنباں کردہ و ہم سنگ را میکدریگ و زیر شیم + سنگ آہن ابدم + ریکشید خرد میںا نیکد ہن را پدیدد + و ہوا میکدر سزا لای برج + کہ نہریت میشدا زوی روم و کرج + کفک می اندشت چون شیران نہ کام + و دیکچہ بہر + کہ میرد شد ہذا م + شرع و ددان + دول می شکست + جان شیران سید میشدا چون بقوم خود رسید آن مختبر + شد تو او بگرفت بازو شد عصا + تکیہ بروی کرد و گفت ای عجب پیشا فرید پیش خصم +



ایک عجیب چوٹی دیویدیان سپاہ عالمی بر آفتاب چاشنگاہ چشم باز و گوس باز و این دکا و خیر و دم در عین بندی خدا  
 من زایشان پیر و ایشان ہم زمین و از بهاری خادیشان من من و معنی کج باضم نام ولایت کہ اسکی گرجستان  
 بھی کہتے ہیں شوق بالکسر کج بہن یعنی بیٹھی خدا کی طرف سے آگئی تو حضرت موسیٰ نے کہا جا چھو مہلت  
 وی اب میں بھی اپنے مکان کو جاتا ہوں تو اتنے دنوں خبر دار ہو مجھے چھوٹا بس حضرت موسیٰ آگے تھے اور  
 یہ ازوہ شکاری کا ساکتا ہو شیار مجست والا پیچھے پیچھے جاتا تھا اور شکاریوں کے کہتے کی طرح دم ہاتا ہوا اور  
 پتھروں کو اپنے سم کے نیچے ریت کرتا سنگ و این کو ٹکاتا جاتا ریزے کرتا کبھی چون خدا کی یاد رہا  
 کو ہاتھ کہ برج آسمان پر پہنچتا تھا انکو دیکھ کے دم و گرج میں بھگیز پڑتی تھی شیر وں کے شمشاد سے ہر جسم  
 و اتنا تھا اوچھوڑا کی بوند گر پڑتی تھی اسکو بدام ہو جاتا تھا جو قوت و انت جہا تھا تو اسکی آواز سے دل و گون  
 کے فوٹے تھے اور شیر سپاہ جان چھوڑے دیتے تھے انصہ جب میتی و برگزیدہ یعنی حضرت موسیٰ اپنی قوم میں  
 آئے اسکا منہ پکا یہ لوٹ کے پھر عطا ہو گیا حضرت موسیٰ نے اس سے تکیہ لگایا اور کہتے تھے اے عصبہ  
 عجیب چیز ہو کہ ہمارے لیے آفتاب ہو دشمن کے لیے شب ہو و چرا تعجب ہو کہ یہ سپاہ فرعون کی جھگو نہیں دیکھتی  
 حالانکہ تو ایک جان ہی آفتاب چاشنگاہ سے جو عین اسکی ترقی کا وقت ہو بھرا ہو ایسی قدرت و چشم بندی خدا  
 کی ہو کہ انکے کان انکے کھلے ہوے ہیں او نعم و کوا بھی رکھتے ہیں تاہم نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں  
 انکو دیکھ کے حیران ہوں یہ مجھے حیران ہیں ہمارا ایک ہی ہو مگر طرفیہ کہ یہ سب غار ہیں بن من ہوں الخلاف  
 شرح بحر العلوم میں ہمارے پاکو باضافت لکھا جو حسن باضافت کا کچھ ٹھکانا نہیں قولہ پیش شان ہر دم بے  
 جام حقیق و سنگ شد آتش پیش آن فریق و دست گل بہم و ہر دم پیش و ہر گلی چون خاک گشت و لوٹ شیل  
 آن نصیب جان پہنچاں بود و چونکہ باخویشند پیدا کی شود و خفتہ بیدار با بد پیش و تا بہ بیداری بہریند خوبا  
 دشمن این خواب خوش شد فکر خلق و تانہ سپہ فکر تہستہ است ملق و میرتی باید کہ رو بہ فکر و خورد و میرت فکر و  
 نوکرا ہر کہ کا ہلتر بود و در ہمز و بصورت پس منی پیشتر و رجوع ایسان بود کہ کلا و اگر در  
 خانہ رود و چونکہ کلا باز کرد و از زور و دہش فتد آن بزمک پیش کہ ہنگ بود پیش افتد آن بزمک پسین ملکہ اگرچی  
 وجہ العالیین از گرفتہ کی شدہ این قوم لنگ و فخرنا و او نہ و جہرہ زندنگ و پا شکستہ میر و زندیشان کج و از  
 مرج راہیت نہان تافج و دل و نہا شہا بستہ این فریق و زانکامین و انش عائدان طریق و دانستہ  
 باید کہ صلح نہ انست و نہانکہ ہر فرعی ہاشل و بہرست و بہر پے بر عین دیا کی پرو و تالان علم لدنی فی ہر  
 پس جہ عالمی یا موزی ہر و کش بایہ نہ را زان پاک کہ دہش میں موجوشی ازین سر لنگ باش و وقت ہر کشق  
 تو پیش آہنگ باش و آندون اساقون باش اسی حریف و بر شجر سابق بود مویہ لطیف و ہر چہیہ آند و آید و وجود



اولت اور انکا اور مقصود بودا چون ملائک گوی لا علم لنا بتاکیہ دوست تو ملکتنا + المعنی حضرت موسیٰ فرماتے  
تھے کہ میں انکے سامنے شراب صاف لب جام یعنی لب لباب بھرے ہوئے لیکھا ہر چند وہ آب تھے نرم و  
لطیف اس فریق کے سامنے ننگ سے سخت تر ہو گئے پھر کہتے ہیں کہ میں نے ایک دستہ گل کا بنایا اور انکے  
سامنے کیا اسکا ہر گل انکو شل خار کے ہو گیا اور جو نوش پیش کیا انھوں نے نیش جانا اور کیوں نوش  
نیش ہوا سو اسطے کہ یہ نوش انکا حصہ ہی جو بنی پیش ہو تو وہین اور یہ تو ظاہر خودی سے بھرے ہیں انکا حصہ  
کب ہوا اسکے لیے تو وہ ہو جو اس عالم سے نفعہ اور اس عالم سے بیدار ہو ایسا ہلکے تو اس بیداری میں  
خوابین دیکھے لیکن کیا کریں فکر مخلوق کی تو دشمن اس خواب خوش کی ہو رہی ہو وہ نہیں آنے دیتی جنک  
فکر تیری نہیں ہوتی ہی سرا علی بندہ کیچ کہ نہیں سکتا اور اس ذکر کے صاف کرنے کو حیرت محمودہ درکار ہو کہ یہ  
حیرت فکر و ذکر و دونوں کو کھاجاتی ہو ظاہر ہو کہ جب حیرت ہی تو فکر کمان اور جو بھی حیرت اصل معرفت ہو تو پھر  
ذکر کیسا جیسا کہ حدیث شریف ہو اللہم دنی جتہ محمودہ امی یا خدا یا بڑھا تو بھگو حیرت محمودہ جس جو شخص خدا اور  
ہندوئیوں میں کامل تر ہو اور فکر دینی میں کامل کہ انکار دینویہ سیٹ کے حیرت محمودہ حاصل کی ہو وہ اہل صورت  
کے نزدیک پترے کتر اور اہل معنی کے سامنے پیش اور سب سے بہتر ہو ائمہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں  
بہت جگہ راجعون فرمایا ہو اور رجعت مخلوق کی انکی طرف بخوبی ثابت مگر یہ جو ہر طور پر ہو جیسے گلہ چر کے گھر کو  
لوٹتا ہو یعنی جب گلہ اپنے ورود سے کہ جہاں چرنے کو گیا تھا لوٹتا ہو تو وہ بزور سب سے آگے ہوتا ہو پیچھے  
پڑ جاتا ہو اور وہ بزرنگ کہ مراد کرو سے ہو پیچھے دلا آگے پڑ جاتا ہو تو یہ وہ بات ہو جیسا کہ مصرعہ عربیہ ہو کہ میرا  
لوٹنا ٹھٹھا ہو تر شریوں کا ہنسنے جوتے ہیں وہ بھی منسنے لگین مطلب یہ کہ اہل صورت جنکو پس جاتے ہیں  
وہ پیش ہیں اور جو انکو پیش جاتے ہیں یہ پس ہیں پس مصداق مصرعہ عربیہ کے ہیں یہ قوم جنکو اہل دنیا نے  
سمجھا ہو گئے کہ وہ لنگ کب ہوئے بلکہ یہ تو نصداً فقر کو عوض ننگ کے دے دیتے ہیں اور ننگ خریدتے ہیں  
یہ تو ناشکستہ ہوں تب بھی حج کو جائیں ہر چند لیس علی الاعوج حج نازل ہو یعنی لنگڑے پر حج نہیں ہو  
جاتے ہیں اسی حج میں راہ فرج کی چھپی ہو اس فریق نے دانش دنیا سے دل دھو ڈالا ہو یہ خوب جانتے ہیں  
کہ دانش دنیا کی اس راہ کو نہیں جانتی وہ دانش چاہیے جسکی اصل اس طرف سے ہو سو اسطے کہ ہر فرج  
اپنی اصل کی راہ بتاتی ہو ہر کسی کے ایسے پر کمان جو سمندر کے پھانٹ پر اڑ کے تو لندن علم لدنی کا کھج پچا  
یعنی یہ علم جو اپنے ذہن و کرب سے حاصل کرتے ہیں اس علم کو پہنچ جائے جو خدا داد اور انکی عطا سے حاصل  
ہوتا ہو پھر کیوں ایسا علم آدمی کو سکھائے کہ جس سے اسکو اپنا سینہ پاک کرنا پڑے پس تو ایسی پیشی مت  
ڈھونڈو اس طرف سے لنگڑا ہی رو اور وقت لوٹنے کے سب سے آگے ہو پیش آہنگ بن تو آخر

السا بقون میں ہوا میرے حریف دیکھ تو چومیوہ درخت پر سابق ہوتا ہو گیا لطیف و بارہ ہوتا ہو گیا کہ حدیث  
شرعی میں وارد ہو سکن الا فزون السا بقون ہم آفرین لیکن سب سے سابق ہیں اب فراتے ہیں اگر چہ میوہ  
اپنے وجود میں آفرین لیکن ہوا اول اس واسطے کہ اصل مقصود و درخت سے میوہ ہی ہو تو لایک کی طرح کمال عجز سے  
الاعلم ناکے جا تو ان کی طرح تجھ کو وہ اپنے علم سے تعلیم کرے جیسا کہ قرآن مجید میں ہو لا علم لنا الا ما علمتنا ہکو کہ علم نہیں  
نکرو کہ چوتھے ہکو سکھایا ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں لکھا ہوا زور و دے مافی میں فردا آمدن آب و رلفظ آب کا  
اس شعر میں ہوا سابق میں نہ لاحق میں اور سیکڑوں نسخے اس قدر میں بھرے ہیں یہاں سخن کی پیروی ہو خلاف  
محققوں کے قول کہ گردین مکتب ندائی توحیٰ بنحو اجیری تو از موحیٰ گریہ ناشی نامدار اندر بلا و نہ کم نہ و اللہ اعلم  
بالعباد و اندرون ویرانہ کان معرون نیست، از برای حفظ گنجینہ نہایت موضع معرون کی ہند گنج، نہیں قبل  
آمدن فرزند یرنج، خاطر آرد بس شکال اینجا و لیک، بگسدا اشکال، استور نیک، دست عشق آتش اشکال سوز  
ہر خیالی را بر و بد و نور و زہم ازان سو جو جوابی مرتضیٰ، کاین سوال ارازان سو مزار، گوشہ بی توشہ دل  
شہریت، تاب لاشقی و لا غریب، چیست، تو ازین سو و ازان سو چون گدا، ای کہ معنی چہ پیو بی صدا، ہم انس  
کہ وقت درو تو، پیشوی درو کہ یار بی دو تو، وقت مرگ و درو کہ منوی نمی، چونکہ درو، رفت چونی عجی، وقت  
محنت گشتہ اند گویا، چونکہ محنت رفت گویا راہ کو، درو کہ درو غم پادش کنی، چون شدی خوش باز غفلت  
تبی ماین ازان آمد کہ حق را بی گمان، ہر کہ بشناسد بود دائم بران، آنکہ در عقل و گمان تہش حبیب، نگاہ پختہ  
و کہ بدیدہ حبیب عقل جز بی گاہ خیرہ کہ نگون، عقل کلی امین از ریب المنون، عقل بفروش و ہر حیرت بخیر  
رو بخواری فی بخارا اسو پسرتا بخارا آو گریابی درون، مساکن در محفلش لافیقون، ما جو خود را درین محفل  
کہ حکایت ما حکایت گشتہ ایم، من عدم افسانہ کہ دم زہنیں و تا غلب یا ہم اندر ساجدین، المعنی اگر کس  
مکتب خائرنیامین تو حضرت احمد کی طرح آئی ہو تو جیسے وہ نوشت خوانہ ظاہری سے معارف تو بھی حروف تہجی  
کے بجائے تاک نہیں جانتا تو کسی علاج سے جو سوا انبیاء کے حصہ و لیا کا ہو ضرور اڑ گیا تہجی مین امانہ ہوا کہ تو دنیا  
میں ایسا نہیں کہ مثل اردون کے عالم غافل ہو کے نامدار ہو تو کیا کم اور کسی سے ہیشا ہو اسلئے کہ اللہ اپنے  
بندوں کا حال خوب جانتا ہو اُس پرانہ میں جو مشہور ترین بظرافت گنجینہ زکات کہتے ہیں اور موضع معرون میں کب خزانہ  
کہتے ہیں ہی سبب ہر حرف میں کشف و کشور یرنج ہو اندیشہ بیان بہت شکلیں پیدا کرتا لیکن جو سوز نیک ہو وہ ان  
سب شکلوں کو توڑ دیتا ہو دستور و نیز دست یعنی وزیر جس وزیر اس کے عشق کا ایک آتش ہوا اشکال سوز اور  
سلطان عشق کا تو کچھ کسنا ہی نہیں یہ وزیر و چیز ہو کہ دن کی طرح جلا خیال جھاڑ کے صاف کر دیتا ہو جیسے  
شب کے تمامی خیال و اشکال دن سے مٹ جاتے ہیں واضح ہو کہ نجمین نے اپنے خیالات سے

اور تالیس حکمین آسان پر مقرر کی ہیں مجملہ انھیں کے بارہ برج ہیں کہ یہ سب دن میں نابود ہو جاتے ہیں  
اور شب میں نمود ہوتے ہیں تو اس وقت ہی اور اس پر گزیدہ جس طرف سے تجھ کو کوئی سوال پیش آئے اسی  
طرف سے اس کا جواب بھی دے دے اور اگر گوشہ بے گوشہ دل کا ایک عجب شاہراہ ہو جس میں روشنی آس ماہ کی ہو  
کہ جو نہ شرقی ہو نہ غربی جیسا کہ حق سبحانہ نے اپنے نور پاک کی صفت میں فرمایا ہو لا شرقیۃ ولا غربیۃ تو جو شل  
گدا کے قتل ہو یہ سب ہو کہ تو ادھر کا ہو رہا ہو ورنہ تو کوہ معنی کا ہو محتاج صدا کا کب ہو تیری صدا کے سب  
محتاج ہیں تو ہر بات کو اسی طرف سے ڈھونڈ رہا ہو تو کرب تجھ کو کوئی درد لاحق ہو تا ہو تو کیسا یار بی یار  
کے ذکر میں ڈھرا ہو ہو جاتا ہو جس در و در مرگ کے وقت میں تو ادھر کو ایسا جھکتا ہو پھر جب درو جاتا رہتا ہو  
تو کوہ کا کیوں بجاتا ہو محنت کے وقت تو خوب افسہ کرتا ہو جب محنت جاتی رہی تو کتنا ہو کونسی ادب  
کی ہو جیسا کہ فرمایا واذ اس لالسان صر و عارب ینبأ الیہ ثم اذا خولہ نعمۃ منسی ما کان یدعو الیہ جس وقت  
مضرت پہنچتی ہو انسان کو پکارتا ہو اپنے رب کو خوب رجوع ہو ہو کے اس کی طرف پھر جب پہنچتا ہو نعمت  
اور وقع کرتا ہو اس سے بچ تو بھول جاتا ہو اس کو جیسا کہ پکارتا تھا اس کو جب زمانہ درد و غم کا ہوتا ہو تو کیسا  
اشکو پایا کرتا ہو جب خوش ہو گیا تو وہی غفلت میں آپ کو مٹھتا ہو اور اس کا سبب یہ ہو کہ تو حق کو  
بگمان جانتا ہو نہ یقین جو یقین جانتا ہو ہمیشہ ایک حال پر قائم رہتا ہو اور جسکی عقل گمان میں حجاب  
واقع ہو اس کا یہ حال کہ کبھی پوشیدہ ہو اور کبھی جیب دریدہ اور کیسے بنو انکی عقل جزوی ہو کہ کبھی تاریک اور  
کبھی مگن اور جو عقل کلی ہو وہ یہاں مبنیوں اور حوادث و زکات سے بچت ہو تو عقل و ہر کوچ اور حیرت کو  
خرید تو خواری کی طرف جاننا کی طرف مت جا جو معدن علم و فضل ظاہری ہو تا بحصول علم عزت و شان  
حاصل کرے جتنا اگر جائیگا اور اندر اس کے داخل ہو گا جتنے اہل عقل ہوں گے سب کو لایق ہوں گی یا لایق اس علم سے  
کچھ نہیں جانتے شہر آئیدہ و غیہ اس دخل کا کہ کوئی کہے اور ون کو علم ظاہر سے منع کرتے ہو اور خود شہر و غیہ  
میں لت پت ہوتی کہ حکامیتین لکھ لکھ کے خود حکایت ہو گئے یہ اس سبب سے ہو کہ عدم کا افسانہ تو میں نے  
اس وقت سے کیا کہ جب میں جنین تھا یعنی آغا ز وجود سے آپ کو معدوم سمجھتے ہوے ہوں مگر اب بنیال نفی  
ساجد ون کے ساجد ون میں نقاب ہوتا ہوں تا درجہ بدرجہ وقتاً فوقتاً اس تحریر سے میری بہرہ یاب ہوں  
اور اعمال ظاہر سے اعمال حقیقیہ کو فائز ہو کے کیل عمل کی کریں اور فائدہ اسکا عائد میرے حال کو بھی ہو  
ان الله تعالى و توکل علی العزیز الرحیم الذی یرنگ حین تقوم و تعلیک فی الساجدین اور توکل کر اس غالب  
مہربان پر کہ تجھ کو دیکھتا ہو جب تو ناد کو گھڑا ہوتا ہو اور متقلب ہوتا ہو ساجد ون میں یعنی ساجد ون کو  
سجدہ حقیقی کی طرف پہنچانا الحکلاف شرح بحر العلوم میں پہلے شو کے دوسرے مصرعہ میں پری از نور حق

لکھا ہو معنی میں مولا کا لفظ اندکیا ہو مگر کتابت میں متن کی مولا کا لفظ نہیں ہو میں نے انھیں معنی کی سند سے مولا بنا دیا آخر وہ دن صیغہ اسم آلہ کے ہیں اور ہم معنی اور نہند کو نہند اور دستور کو دستور راہ کو گوراہ کو بگاف عجمی دریدہ جب کو زیدہ جب لکھا ہو قولہ این حکایت نسبت پیش مردکار و وصف حالت و حضور یار غار و اکن اساطیر اولین کہ گفت عاق حزن قرآن را بذر نفاق و لارکانے کہ در و نور خداست و ماضی مستقبل و حالش کجاست و ماضی و مستقبل نسبت بتوست و ہر دو یک چیز نہنداری کہ دوست و یکتائی اور اپد مارا پس بام زیر زید و بر عمران زبر نسبت زیر و زبر شد زمین و دس و سقف سوی خویش یک چیز است و بس و نسبت مثل آن مثال این سخن و قاصر از معنی نور و کمن و چون لب و چو نیت کشا لب بہ بند و بی لب و سائل بہست این بحر قند و این سخن پایاں فرار و باز گرد و سوی فرعون مدفع ناچہ کرد و ماضی عاق سرکش بابا در و پدر فرماتے ہیں جو مردکار کے ہیں ای صاحب عمل کامل آنکے نزدیک یہ حکایت نہیں ہو بلکہ بیان حال اور حضور می یار غار کا ہو اور وہ جو عاق کو گون نے اساطیر اولین لکھا ہو و انکا حزن نفاق تھا قرآن کے ساتھ غرض یہ کہ میرے کلام کو بھی شعرو حکایت کہنا ایسا ہو جیسے قرآن مجید کو ان ذوالالاساطیر الاولین لکھا ہو نہیں ہو قرآن مگر حکایتیں پہلے کو گون کی وہ لامکان جبین فر خدا کا ہو و بان ماضی و مستقبل و حال کہاں ہو پھر اسکے کلام میں زمانے کیسے ہو گئے جو اساطیر الاولین منافقون نے لکھا ماضی مستقبل تو تیری نسبت سے ہو تو انکو دو جان رہا ہو اور حقیقت ایک چیز ہیں مثلاً ایک شخص ہو کہ اسکا کوئی باپ ہو اور ہم کہ ہمارا کوئی لڑکا ہو تو کیا ہوا آخر میں تو سب ایک تن یا بام کہ زمین اس کے زید ہو اور زبر پر عمران میں نسبت زید و زبر کی زید و عمران سے ہوئی ورنہ سقف تو اپنی جانب میں بس ایک ہی چیز ہو اب فرماتے ہیں جو کچھ ہم نے کہا یہ سخن پہا نسل نہیں ہو جو اسکے جمیع صفات میں شریک ہو بلکہ مثال ہو سمجھنے سمجھانے کے واسطے ورنہ ہماری کیفیت یہ ہو کہ اگر کوئی معنی نو اسکے صفات میں یا کوئی حرف کمن ہر طرح قاصر ہی ہو بس ہر گاہ کہ اس دریا کا کنارہ نہیں ہو تو لب مت کھول بند کر لے اس بحر قند کا نہ کہنا لہو نہ سائل چہ جب یہ سخن بے پایاں ہو تو لوٹ فرعون مدغ کا حال کیا لکھ کر اُسے کیا کیا الجلاف شرح بحر العلوم میں لکھا کہ لکھا ہو

بھیجنا فرعون کا مایاں کو تلاش ساحر نہیں

قولہ جو کہ موسیٰ باز گشت و ابو ہانہ اہل امی و شورت و پیش خواندہ مجمع گشتند و بفر دنیای ہر کسی کرد و عمر غم فکروای عاقبت ہاں میامان و دن و رازی پیش آور دو کر دوش بہنوں کا کاسے صاحب ظفر چون غم فرو دہ ساحران جمع باہر کرد و در ممالک ساحران و ایم با ہر کپی و در سحر فرو و پیٹھا مصلحت نہت کہ اطراف مصر جمع آرد شان شہ و صراف مصر ایسی مردم فرستاد آن زمان و در خواجی بہر جمع جا و دان



ہر طرف کہ ساحری بظاہر کر دیا۔ پھر ان سوئی اور وہ مرد کار + دو جوان بودند سا حضرت سحر ایشان چوں کہ سحر  
شیر و شیدہ زندہ ناکش کارید و در سفر باز فتنہ میری سوار و شکل کر پاسی نموده آفتاب ۱۴۰ و بہ پیچودہ فرو شدہ شب تاب  
سیم برودہ شتری آگہ شدہ دست از حسرت برضا بردہ و صد ہزاران بچہ نین در جادوئی + بودہ و شاد و خجودہ چون  
دوئی + المعنی فراتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ کوٹ گئے اور وہ رہ گیا تو اہل راسے اور شیرون کو پاس  
بلایا حسب جمع ہوئے اور اس کارروائی میں قدم جمایا اور ہر کسی نے اپنی اپنی راسے پیش کی جیسا کہ قرآن  
شریع میں ہو قال للہامن حولہ ان بذ الساحر علیہم یرید ان یخونکم من ارضکم بسورہ نماذا ماردن کما فرعون نے  
اس گروہ سے جو اسکے آس پاس تھے بیشک یہ شخص مینے موسیٰ بجا دود جاننے والا ہی چاہتا ہو کہ نکلو تھارے  
ملک سے نکال دے اپنے جادو کے زور سے پھر اس میں کیا مشورہ دیتے ہو آخرا ہا مان سیا مان نا پنہ  
یہ راسے پیش لایا اور اس طور پر رہنمون ہوا کہ اری بادشاہ صاحب ظفر جب اس غم نے زیادتی پکڑی تو  
تو جلد ہی جادو گرد کو جمع کرنا چاہیے کما جارفی القرآن ار جہ و انا ہ و باعث فی الدائن حاشرن یا تو کبکل  
ساحر علیہم قید کر موسیٰ اور انکے بھائی ہارون کو اور بھیج اپنے ملک کے شہرون میں جمع کرنے والے تیرے  
پاس ہر ساحر و انا کو ایں ہارون کتا ہو چارے ملکوں میں بھی تو بڑے سامرین کہ جادو میں فردا اور  
جادو گردوں کے پیشوا ہیں کہ نہا صحت یہ ہو کہ بادشاہ جو پرکھنے والا اور صراف اہل مصر کا ہوا طراف مصر سے  
انگو بکائے فرعون نے یہ سنکے فوراً بہت سے آدمی نواح مصر میں بھیجتے جادو گردوں کو جمع کر لائیں اور جہاں  
کہیں کوئی جادو گرد بڑا نامور و نامدار تھا اسکے پاس بس آدمی کا ہوا ان بھیجتے تھلے ساحرون کے دو جوان  
ایسے سحر میں مشہور و مشہرتھے جنکا سحر ماہ کے دل میں بھی جا ہوا تھا قیدیہ کی مناسبت بندہ کے ہو کہ یہ ظاہر  
و احکا راہ سے دو دھڑ دہا کرتا تھا اور ہم پر سوار ہو کے سفر کو جاتا تھا اور وہ چوپ کو گری وغیرہ موٹا کچرا  
و کھل کے خریدار کو ناپ دیتا اور بیچتا تھا یہ تو نقدی روپیہ وغیرہ نہیں لیکے لےتا ہوتا وہ جب واقف ہوتا  
تو دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتا رہتا تھا ایسے ہر ملکوں جادو گردی میں استاد گجائے تھا ایسا دیکھا روئی  
نہ تھا قولہ چون برایشان آمد این پیغام شاہ + کہ شاہ شہرت اکون چارہ خواہ + از پی انکہ و در ویش  
آمد نہ بر شہ و بر قشرہ موکب زدہ و رفت بادیشان بغیر کپ عصا + کہ ہمیکہ دو با مرش اثر و با + شاہ و  
لشکر جملہ بیچارہ شدند + زین دو کس جملہ با فغان آمدند + چارہ جو بیان بندہ را پیش شہ + شاہ ازان ارسل  
فرمودست ما + چارہ سازید اندر دفع شان + گنجا بخشہ عوض شہ بیکان + آن دو ساحر اچو این پیغام  
ترن مہری در دل ہر دو فنا و عرق مشیت چو جنبیدن گرفت + سر را فور ہنا و نذر از شگفت + چون  
و بیستان صوفی زانوست محل مشکل او و زانو جادو دست + المعنی انفرض جیلان و فون کے پاس پیغام کا آیا



لکھا کہ ہمیشہ سب لوگ تو بادشاہ سے چارہ جو ہوئے ہیں اسوقت میں بادشاہ سے چارہ خواہ ہو اس سبب سے کہ  
 وہ فقیر اُنکے بیان آئے ہیں کہ انھوں نے بادشاہ اور اُنکے قصر کو گھیرا ہوا ہے ایک عرصہ کے اُنکے پاس  
 کچھ نہیں برکودہ اُنکے حکم سے اُردو ہوا جاتا ہو اس سبب سے بادشاہ کو بچوں پڑتا ہو نہ لشکر کو صرف دو  
 آدمیوں سے فرماؤ و فغان میں ہیں اب بادشاہ نے بندہ کو تھارے پاس اس غرض سے بھیجا ہو کہ کوئی  
 تبریر اُنکے دفع کی کر جسکے عوم میں گنج بیکران پاؤ گے جب اُن دونوں ساحروں کو یہ پیغام سنایا تو دونوں کے  
 دل میں امید بدیم پیدا ہوئی اور گنجشیت کی ہٹنے لگی اور حیرانی سے سر زانو ہو کے سوچنے لگے اب شعر آیت  
 مقولہ لکھا ہو جیسے صوفی کا مشورت خانہ زانو ہو جب اسکو شکل پیش کی ہو زانو پر سر رکھتا ہو زانو کو داخل شکلات  
 میں جاو ہو و انخلا و شرح بحر العلوم میں جنشیت لکھا ہو جسکا کچھ پتیا نہیں چلتا کہ جنشیت کی ایک کس  
 جاتا اُن دونوں جاو و کروں کا اپنے باپ کی قبر پر اور اسکی واک حال حضرت موسیٰ کا چھینا  
 قول کہ بعد ازاں گفتند ای ماوریاء کو رہا یا کو تو مارا رہنا بروشان برگو را و بنود را و پس سے و رہ ہشتاد از ہشتاد  
 بعد ازاں گفتند ای بابا رہا شاہ پیغامی فرستاد زو جا کہ و و مر و اور اپہنگ کا و رہ اندہ آبر و پیش پیش لشکر  
 ہر وہ اندہ نیست با ایشان سلاح و لشکری و جز عصاب و در عصاب شور و شر سے + تو جان رہستان در رفتہ مگر چہ  
 در صورت بخا کی خفتہ + آن اگر سحرست مارا و خبر و در خدائی باشد ای جان پدر ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم  
 خویش + اگر کیسیا ہی ماریم نا امید ایم امید رہد + در شب و بچہ خورشیدی رسد + از ضلالت کیم در راہ رشد +  
 را نگاہ کنیم و کرم مارا کشد + المعنی و جالفتح و او ترس و اندوہ بعد ایل کے مان کو با کہ کہا کہ مارا اور آبر و ہکو  
 ہمارے باپ کی قبر تیا وہ اُنکو قبر پر لگی اور رہنما ہوئی اُنھوں نے تین روز سے نذر بادشاہ کے رکھے  
 چھ کہ کہا کہ ای بابا بادشاہ نے نہایت خائف و ہراسان ہو کے پیغام بھیجا کہ کو و آدمیوں نے ہکو از بس  
 تنگ کیا ہو اور اُسکی آبر و لشکر کے سامنے کھودی ہو نہ اُنکے پاس ہتھیار ہیں نہ اُنکے ساتھ لشکر صرف ایک عصاب  
 اور عصاب کیسا جبین شور و شر ہے ہین تو عالم راستان میں داخل ہوا ہو اگرچہ بطاہر خاکین ستوا ہو اگر وہ  
 جاو ہو جب اور اگر وہ خدا کی طرف سے جب تو اسو جان ہمارے باپ کی ہکو خبر دار کر دے تا ہم اُسکو سجدہ  
 کریں اور اس کیسیا پر اپنے مس کو لگا کے ناقص سے کامل کریں ہم نا امید ہو رہے ہیں ہکو امید رہو چنے  
 اور اس اندھیری شب تر و دین خورشید سے ہم گمراہی کو چھوڑیں راہ ہدایت کی پائیں ہم را نہ و مردود  
 ہو رہے ہیں شاید کرم اُسکا ہکو پہنچے

جواب کہنا سا حمرہ کا اپنے فزند سے

قول کہ گفتن شان خواب کی اولاد میں نیست ممکن ظاہر این را دم زدن و فاش مطلق گفتن و ستور نیست +

ایک راز از پیش چشم و ریت + ایک بنایم شمار آیتے اما شویہ اگر نہ سر کینتے + ایک نشانی و انما یم باشما +  
 تا شود پیدایشما لاین فضا + نور شیانم جو آنجا میرود + از مقام خواب شان اگر شود + آتزان کہ خفتہ باشکان یکم  
 آن عصا گیرید بگذاریدیم + اگر بدوید آن عصا شان سا حرت + چارہ سادہ شمارا حاضرت + ورنہ بتوانید  
 بان آن بیز ریت + اور رسول ذوالجلال عہد ریت + اگر جان فرعون گیر و شرق و غرب + سنگون آید حق  
 در گاہ حرب + این نشان رست و آدم جان باب + بر نویسند علم باصواب + جان بابا چون بخشد  
 ساحرے + بحر و کرش را نباشد بہری + چونکہ چوپان خفت کرگ را مین شود + چونکہ خفت او جہان ساکن شود  
 ایک جوانی کہ چوپان نش خدمت ملکہ را آنجا امید ورہ کجاست + جادوئی کہ حق کند حق ست و بہت + جادو  
 خواندن مران حق را خطاست + جان بابا این نشان قاطع ست + اگر میر و غیر حقش را فست + یعنی جب  
 ان و جنون نے اسکی قبر مہا کر کے اسکی روح سے امتداد کی تو خواب میں اٹھنے لگے کہ اکبر اولاد میری  
 اس بھی کمان ہر بیان کرنا ممکن نہیں مجھکو یہ اجازت نہیں کہ فاش مطلق بتا سکوں لیکن یہ بھی میری  
 آنکھوں کے سامنے دو نہیں مگر میں تمکو ایک نشانی بتاتا ہوں تو تم اس کینت کے بھیہ سے آگاہ ہو جاؤ  
 اکثر عرب میں لوگوں سے نام مشترک ہوتے ہیں اور اس اشتراک کا شک کینت سے رفع ہوتا ہے اور کینت کی  
 نقاب اور ابن اور اخ مردکیواسطے اور ام اور بنت اور اخت عورت کے لیے جیسے ابو تراب اور ابن سینا  
 و اخ العداوت اور ام الحباثت و بنت الکرم و اخت ہارون میں تمکو ایک نشانی بتاتا ہوں تا تیرہ روز شویہ  
 ظاہر ہو جائے پس میرے نوچہ جو جو تم وہاں جاتے ہو تو اول انکی خواب گاہ سے آگاہ ہونا جو وقت اس حکیم کو  
 سوتا پاؤ اسوقت اسکا عصا بید ہرک اٹھا لو ہرگز نہ ڈرو اگر تھے وہ عصا اٹھا چو را لیا تو وہ بیشک ساحر ہو  
 پس تمھارے پاس علاج ساحر کا موجود آو اگر نہ چرسکو تو خبردار ہو جاؤ وہ ایزدی ہو یعنی اللہ والا اور  
 رسول حضرت ذوالجلال کا اور ہدایت یافتہ اس صورت میں فرعون اگر شرق سے غرب تک ملک جہان کا  
 لیے جو وقت اردگیا اسکے حق سے کہ وہ حق پر ہوا دندھا ہی گر گیا اسی جان باب کی یہ ٹھیک نشانی  
 تمکو بتائے ہیں انکو لکھ لو کہ اللہ صواب کو خوب جانتا ہے چہرہ مثلاً کہتا ہو کہ اسی جان بابا جب حرسو جاتا ہو  
 تو اسکے سو و مگر کا بھی کوئی رہ نہیں ہوتا کہ فلا نے پر جا جسے چوپان کے سوجانے سے گرگ نچت ہو جاتا ہو  
 اور جو یہ سو جاتا ہو تو اسکی جد و کوشش ساکن ہو جاتی ہے یعنی گرگ کی سونے سے چوپان کے لیکن جس جوان کا  
 چوپان خدای وہاں گرگ کو امید ہی کب ہو اور راہ ہی کہاں ہو جو جادو کہ حق کئے ہی حق و بہت ہی جادو گر کا  
 حق پر چھوٹنا خطا ہو اسی جان بابا یہ نشان قطعی ہے جو میں نے تمکو بتایا ایس شخص سونا کسا اگر مہجی جائے  
 تب بھی ہست نہیں ہوتا خدا اسکو بلند ہی رکھتا ہو

تفسیر کرنا قرآن مجید کا عصا موسیٰ سے اور وفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب  
موسیٰ علیہ السلام سے اور قاصدان فقیر قرآن کو ان دونوں جادوگر بچوں کے جنہوں  
نے حضرت موسیٰ کو خفتہ پا کر قصد عصا چورانے کا کیا تھا

تو کہ مصطفیٰ را وعدہ کرد الطاف حق، اگر میری توبہ نہ دینا میں سبق، من کتاب و معرفت را ارفع، میں و کم کرنا  
قرآن مانع کس تا ندیش و کم کردن در و توبہ از من حلقہ دیگر مجب و رفعت را روز افزون میکنم نام تو  
بر روز بر فقرہ زخم منبر و محراب سازم بہر توبہ و ز محبت قہر من شد قہر توبہ نام تو از ترس پنهان میکنم و چون نہاد آزند  
پنهان میشود، خفیہ میگید نہ نامت را کون خفیہ ہم با بگ نماز ای ذوق من و از ہر اس و ترس کفار لعین  
دینت پنهان میشود و زیر زمین، من سار میکنم آفاق را و کور گردانم و چشم عاق را و چاکران شہر با گیسو  
جاہ و دین تو کور و زباہی تا باہ و تا قیامت با قیشت و ایمم، تو ترس از من کوں ام مصطفیٰ، اسی رسول ما تو  
جادوشتی و صادقی ہم فرقہ موسیقی بہرست قرآن مر ترا بچوں عصا کفر را در کشد چون اژدہا تو اگر دوزیر  
خاک کے خفتہ، چون عصایش دان تو انچہ گفتہ، گرچہ باشی خفتہ تو دوزیر خاک، چون عصا آلہ بود آن گفتہ پاک  
قاصدان را بر عصایت دست فی، تو بچہ پاشی شہ مبارک نقشے، تن خفتہ نور جان بر آسان، بہر بکار توبہ کرد  
کمان فلسفی و انچہ پوزش میکنم، قوس بہر تیر دوزش میکنم، دامنچان کرد و ازان افزون کہ گفتہ، او خفتہ و  
بخت و اقبالش خفت، معنی حضرت مصطفیٰ سے الطاف حق نے وعدہ کیا کہ اگر تو مر جائیگا تو یہ سبق جو تیرے  
مخلوق کو چڑھایا ہو یہ نہیں مر جائیں تیری کتاب و تیرے معجزوں کا رافع و بلند کنندہ ہوں اور جو تفسیر صحیف  
کرنے والے ہیں انکا قرآن سے بازدارندہ کوئی نہیں کم و بیش نہیں کر سکیگا تو بہتر مجھ سے کوئی حافظ اسکا  
مت دعوئہ حقیری و رفعت روز بروز بڑھاؤنگا اور تیرے نام کا سکندہ فقرہ پر لگاؤنگا تیرے واسطے  
منبر و محراب بناؤنگا تو میرا محبوب ہو جبیر تو قہر کر گیا میں قہر کر گیا میرا تیرا قہر ایک ہی ہو بالفعل کفار کے  
خوف سے نام تیرا تیرے محب چھپ چھپکے لیتے ہیں اور چھپ چھپکے نماز کرتے ہیں خفیہ ہی تیرا نام لیتے ہیں  
اور خفیہ ہی ہانگ نماز کرتے ہیں دین تیرا ہر اس و خوف کفار لعین سے زیر زمین چھپتا ہو بالائے زمین  
ٹھکانا نہیں پاتا میں اسکو ایسا بالا کرؤنگا کہ تمام آفاق اسکا منارہ بناؤنگا اور ان محروم و عاق کردہ کو  
کور و بنا کرؤنگا شہروں میں جو لوگ چاکرین کرتے ہیں واسطے حصول جاہ کے کرتے ہیں تیرے  
دین کا رتبہ ماہی سے ماہ تک کرؤنگا تین قیامت تک اسکو باقی رکھونگا تو ام مصطفیٰ اسکے منوچ  
ہونے کا اندیشہ مت کر تو تو بہار رسول ہو اگر ٹھکرا جاؤ گر کہتے ہیں کہنے وے تو جاؤ گر نہیں ہو تو  
صداق ہو اور ہم فرقہ یعنی ہم لباس موسیٰ کا ہو اسکو بھی تو جاؤ گر کہتے تھے موسیٰ کے پاس عصا تھا

تیرا عصا قرآن ہو کر سامنے کف قدم بہرین مغل جاے جیسے وہ اڑدے مغل گیا تھا تو اگر زیر خاک سو جائیگا تو قرآن کو مثل عصا کے جانو جیسے موسیٰ سو گئے تھے اور ساحر بچے عصا مچرانے آئے تھے کہ یہ ذکر قریب آتا ہے اگرچہ تو زیر خاک سو جائیگا مگر تیرا جوہ کلام پاک ہر عصا کی طرح آکھ مخالفت کا بنے گا جو کوئی قصد تیرے عصا کا کرے گی کہ چوری کریں ہرگز قیاد نہ پائیں گے تو اس شاہ بڑی مبارک و فرخی سے سو جائیگا کہ سونا چاہیے گو تن تیرا خفتہ ہو لیکن نور جان کا آسان سین کمان چڑھائے طیار ہو فلسفی اور جو کچھ پوچھنے دہن کسکا کرے اور مخالفت قرآن کے ہو تیرے نور کی کمان اٹھو اسکو تیرا ذکر رہی ہو کہ اس کے نور سے خود مغلوب ہوتا ہو اور وہ غالب پناچہ الطاف حق نے ویسا ہی کیا جیسا کہ کہا بلکہ اس سے بڑھ کے کہ آنحضرت تو سورہے مگر حجت و اقبال ایسے ہی بیدار ہے اختلاف شیخ بحر العلوم میں اگرچہ بود لکھا ہے میری دانست میں آگاہ

ایسے ہی آنچنان کر دو کہ آنچنان کر دو

### بقیہ قصہ موسیٰ علیہ السلام

حق کہ جان بابا چو نکہ ساحر خواب شد کارا بہر رونق و بی آب شد ہر دواز گور رش روان گشتند رفت تا بہر از بہر آن پیکار ز رفت، چون بہر از بہر آن کار آمدند، طالب موسیٰ و جاسی او شدند، اتفاق افتاد کان روز و روز موسیٰ اندر زیر تختی خفتہ بود پس نشان دادند نشان مردم میان، کش بخشتان بچو بیدارین بڑا آمدن آن ہر دو تا فرمایان، خفتہ بود او و لیک بیدار جہان، بہر نازش بستہ بود او چشم سر و عرش و شمش جملہ پیش نظر، اسی مہا بیدار چشم و خفتہ دل، خود چو بیدار چشم اہل آب و گل، و انکہ دل بیدار دار و چشم شد، گزینہ بیدار کشاید صد بر صر، گزینہ اہل دل نہ بیدار باش، طالب دل باش و در پی کا باش، و دولت بیدار شدی شب خوش بنیت نمائے نامت از بہت و شش، گشت پیغمبر کہ چشم من، لیک کی خستہ دل اندر و سن، و شاہ بیدار ست، و عمارت خفتہ گیر، جان فدای خفتگان دل بصیر، و صفت بیداری دل می تنوئی و نگین در زہر ان شبنوی، چون بیداریش کہ خفتہ رستا و دراز، بہر دزدی عصا کردند ساز، و ساحران قصہ عصا کردند و بکر پش بیدار شدن، انکہ بود و اندکی چون پیشتر کردند ساز، اندر آمدن عصا و از چہراز، آنچنان پر خور و بزر بیدار عصا، کان دوبر جا خشک گشتند از وجہ بعد از ان شد اثر و دوا و حاکم کرد، و ہر دو آن بکر خفتہ دزدی زرد و در و راقا و ان گزینہ از نسیب، غلط غلطان منہزم اندر نشیب پس حقین شان شد کہ بہت از آسان، زانکہ میدیدند صحرا و ان معنی حسن بردن چمن خواب و غنودگی و جالفتج و او ترس چہر جوع فرمایا حکایت ساحر روہ کی طعن یعنی اسنے کہ اکا و احوال جان کو کہ جب ساحر سو جاتا ہو اسکا سحر و کام ہر رونق و بی آب و جاتا ہو جیسے رونق و ان کی گور سے نہ کی طعن اس لڑائی سبط کیو اسطے کہ مرو ہوے جب مصر میں اس کام

جنتان حضرت شیخ متوی بہار

کے لیے کہ حضرت موسیٰ اور اکیلی جگہ کی جستجو کرنے کے اتفاق سے یہ جہنم اور دوسرے جنتان  
موسیٰ ایک نخل کے نیچے سوتے تھے تو کون نے انکو ہلاتا دیا کہ اسوقت انکو نکلتا میں ٹوٹا جو ہونہ و دونوں  
ان خرابیوں کے پاس آئے تو دیکھا کہ یہ سوتے تھے اور سوتے کیلئے تھے جہان سے بیمار و اسطے خوابا کے  
چشم سر تو بند کر لی تھیں لیکن عرش فرش سب پیش نظر تھے اب بقولات مولانا مار ۷ کے ہیں امیر مخاطب بہت  
چشم بیکار نقتہ دل بہن بھران آب و گل و لالون کی چشم کو کیا سوچھے اور جبکا دل بیدار ہو اگر اسکی چشم سر سوچا  
تب بھی بیکرون دید و بینا نیان اسپر کھل جاتی ہیں جس تو اگر ایل دل نہیں ہو تو بیدار رہ اور طالب دل کا ہو  
اسی کام میں لگا رہ اور جو تیرا دل بیدار ہو گیا تو فراغت سے سو یا کہ چوترا ناظر ہو کچھ سے غائب نہیں ہو نہ بہت  
سے دشمنی سے ہر طرف سے موجود و حاضر وقت ہفت آسمان شش شش جہت آنحضرت نے فرمایا کہ لیت  
نواب و غنوغی میں میری آنکھیں ہو جاتی ہیں دل میرا کب سوتا ہو جیسے کہ حدیث شریفہ میں نام عیسائی  
ولایا نام قلمی یہ ایسا ہی جیسے بادشاہ جو دل ہو وہ بیدار ہو اور چوکیدار جو آنکھیں میں سوتا ہو ایسے نقتہ لوگوں کو  
جبکا دل بعبیر ہو جان قرآن کرنے کی ہر آب فرماتے ہیں اسو معذی وصف بیداری دل کا کیا کہتا ہو  
آیا اس شہنوی میں سما جائیگا سو ایسا نہیں ایسے ہزاروں شہنویوں میں بھی تو نہیں سما جائیگا چہرہ عروفا  
بیان حال ساحر بچوں کی طرف جب بھون نے حضرت موسیٰ کو دیکھا کہ پانوں پھیلا کے سوتے ہیں تو عروفا  
چرانے کی تہیر کی اور فرمایا یہ قصد کیا کہ اسکے پیچھے سے جائیں اور محبت پٹ عصا اٹھا لیں کہ جب  
دہ آگے بڑھنے کا سامان کیا عصا ہوا کی طرح جہاں میں آیا اور کاٹنے لگا یہ دونوں دیکھا خوب سے  
وہیں خشک ہو کے رہ گئے پھر ایک اردو ہانکے اپر حاکم کیا دونوں کے منہ زرد ہو گئے اور بھاگے آدھے  
کہ ہیبت کے مارے گرتے تھے اور اٹھتے تھے اور بھاگتے پوٹ پوٹ ہوتے ایک گڑھے میں جا پڑے  
سب انکو بھیت ہو گیا کہ یہ سانی ہو خدا کی طرف سے نہ جا دو اسو اسطے کہ جا دو کہ وں کی تو دیکھ ہی  
رہے تھے جو انکے باپ نے بتائی تھی کہ سوتے جا دو گر کا جا دو نہیں چلتا الخلاف شرح سراجہ صوم میں  
در بی کار بصورت پیکار لکھا ہو کہ شبہ ہو تا ہو قولہ کا امتحان کر دیم مارا کی رسد امتحان تو اگر نبو جسد  
مجرم شاہیم مارا عذر خواہ امی تو خاص انخاص درگاہ اکہ عفو کرد و دوزمان نیکو شدند پیش موسیٰ  
برزین سر سبز و نہ در گزارا زما کہ ما کر دیم بد امی ترا لطاف و فضل بیودہ گفت موسیٰ عفو کردم امی کر  
گشت برو فرخ تن و جان تان حرام دمن شمارا فو دیم امی دویارہ اجمی ساید خود از عتذارہ ہچنان  
جیکہ نہ شکل و آشناء در بر و آئید پیش بادشاہ اپنے باشند مرشار از منون جمع آرید انہر وں و از در وں  
بس زمین را بوسندہ اند و شدند انتظار وقت فرصت می بدند بس ازین رو علم سحر آموختن



نیت منوع و حرام تین بعد از ان اطلاق و تپ شان شد پرید و کار شان تا نزع و جان گذن رسید پس فرستاد  
 مروی در زمان موسی از برای عذر آن و المعنی بعد معاینه اس کیفیت کے دونوں ساحترا دم ہوئے کہ  
 چمنے جو تھارا امتحان کیا یہ ہمارے لائق کب تھا مگر مذہب سے یہ بات کرائی کہ ہم بھی جادو میں مشور رہیں اور  
 ٹکڑی جادو کرتا تھا ہم خدا کے مجرم ہیں تم ای خاص انی ص دگاہ خدا کے ہاری عذر خواہی کہ حضرت موسیٰ نے  
 عفو کیا و لکھو دم بھر میں وہ نیک ہو گئے پس حضرت موسیٰ کے سلسلے سجدے کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہاری  
 برائی سے درگزر کرو کہ ہم نے بہت برائی کیا مگر خدا تعالیٰ نے فضل و الطاف بشار عطا کیا جو موسیٰ نے کہ میں نے  
 معاف کیا اور تھارا جان و تن آتش و فزع پر حرام ہو گیا احو و دیار و آب میں تھارا خود ندیم ہوں تم انبی ہا  
 عذر خواہی سے گونگا کر کو پیسنے حرف عذر زبان پر نہ لادو کیسے ہی بیگانے اور آشنا بنے ہوئے بادشاہ  
 کے روبرو میری ڈرائی میں آؤ وہ تو جانے بیگانے ہیں میں جانوں آشنا ہیں اور جو فنون ٹکڑا آتے  
 ہیں ظاہری و باطنی وہ بھی جمع کر کے لاؤ پس انھوں نے زمین خدمت چوئی اور گئے اور انتظار وقت  
 فرصت کے رہتے تھے اب مقول لکھا ہوں ایسا علم سیکھنا کہ آخر کو ذریعہ نجات و وسیلہ خلاص کا ہو جائے  
 و حرام و حذر از زمین ہو بعد اس کے انکو دست اور تپ شدید عارض ہوئی حتی کہ کام انکا نزع اور جان گذن کو  
 پہونچا پس حضرت موسیٰ کے پاس فرما ایک آدمی اسی کے عذر میں بصیبا الخلاف شرح بحر العلوم میں  
 ندیم کو ندیم لکھا ہوا اس شعر میں اذین رد علم سحر ائم کے معنی میں مسئلہ مباح و غیر مباح و رد و قدح شایع  
 لکھے ہیں میں تو آشنا ہی جانتا ہوں کہ شنی مولانا روم کی ہو جو عارف کامل و عالم فاضل تھے نسیہ ہی  
 نقد و ہی نکھر سلی اتھا مطلب تو ایک عجیب بات کے اظہار سے ہو کہ یہ اچھا جادو کہ جادو کرنے کو آئے جو حرام و  
 اس میں ایسی بات پیدا ہو گئی کہ وہ جادو وسیلہ نجات و ذریعہ خلاص کا ہو گیا مسئلے سے کچھ غرض نہیں  
 جمع ہونا سحر و ن کا مایں سے فرعون کے پاس او خلعت پانا اور چھائی ٹھوٹکنا  
 اپنے غالب ہونے پر دشمن سے کہ اس کام کو جائے دوم لکھ

قولہ تا بہ فرعون آمدند آن سحران دادشان تشریف مای بیکران و بعد ایشان کرد و ہم پیشین ہوا  
 بر صیگان ہپان و نقد و جنس و زاد بعد از ان شان گفت ہاں ای شاتھان مگر قرون آئید انرا بر امتحان  
 یز قشام بر شاچیدین عطا کہ بر دوپوہ جو دو سخا پس گشتند ش باقبال توشاہ و غالب آئم و شود کارش تباہ  
 مادین فن صفیریم و پہلو ان کس غار دپای ما اندر جہان و ذکر موسیٰ بند خاطر باشدست و کاین حکایت است کہ  
 پیشین بہت و ذکر موسیٰ بہر پریشیت لیک و نور موسیٰ نقد و ستای یار نیک موسیٰ و فرعون در بہت  
 بایمان و نصیر اور نویش بہت تا قیامت بہت از موسیٰ تلح و نور دیگر نصیرت و دیگر شرح مایں سفال این نصیر دیگر

ایک نوٹش نیست دیگر زان ہرست مگر نظر در شیشہ داری کہ شوی۔ و اگر در شیشہ است اعداد و عددی۔ و در نظر در  
 داری و ابری۔ اعدادی و اعداد و جمعی ہستی ماز نظر گاہ ہستی ای غر و جود۔ اختلاف مؤن و کبر و جود۔ و اعدادی  
 ای اصل وہ ساحر کہ بائے تھے سب فرعون تک پہنچے اسنے انکو خلعت بیکراں دیے و عدسے بھی کیے اور  
 پیشگی بھی دیا ڈھرے ڈھرے کھڑے اور نقد و جس اور زار و ماہ دے کر کہا کہ خبر دار ہو جاؤ اور شائقان ہر  
 اگر تم امتحان میں غالب پڑے تو اتنی عطا تیرے ہو گا کہ اب تک پردہ جود و سخی کا ڈھکا ہوا ہو کہ جود و سخی کتنی چیز  
 ہو بھر رہا اسکا پھٹ جا چکا سب جان لینے کہ جود و سخی کی مدد سے جو سب نے کہا کہ اس شاہ تیرے قابل  
 سے ہم غالب ہی جو گئے اور اسکا کام خراب و تباہ ہو گا تم اس فن کے صغیر اور مہلوان ہرین جہان بھر میں جارا  
 ہم باہر نہیں ہر آب مقولات مولانا رام کے ہرین کہ موسیٰ کے ذکر میں سب کی خاطر میں مقید ہو رہی ہیں تماشے کی  
 بات ہو کہ یہ حکایتیں بھی اس قسم کی ہیں جیسے اور حکایتیں اگلے نامہ میں ہوئی ہیں مگر اصل یہ ہو کہ ذکر موسیٰ تو  
 واسطے روپوشی کے ہو تو ایوانیک یہ نہیں جانتا کہ نور موسیٰ کا خود تیری ذات ہو تیرے جود و ہستی ہر موی  
 و فرعون دونوں موجود ہیں تو اپنے آپ میں ان دونوں دشمنوں کو ڈھونڈ کر کہ وہ روح و نفس ہیں اسلیکے  
 موسیٰ کے نور سے قیامت تک کچھ کو نتیجے حاصل ہو گئے بس اور کوئی نور نہیں ہو تو ایسا جیسے چراغ دم بھر کا  
 اُبالا یہ چراغ اور بتی دوسری شے ہو لیکن نور اسکا ضرور اسی سر سے ہے جس سے نور موسیٰ کا ہو یہ بھی دوسرا  
 نہیں ہو جس تو شیشے میں جو چراغ رکھا ہو اس کے نور کو دیکھو شیشہ کو مت دیکھو اگر شیشہ کو دیکھو گا بھک جاؤ گا  
 دئی اور اعداد و جمعی میں پڑ گیا اور جو نظر پر رکھو گا تو ہستی و دئی و اعداد و جمعی سب سے خلاص پا جائیگا اسکا  
 اختلاف مؤن و کبر و جود کے ای مفروضہ و جود کے نظر گاہ سے ہیں کہ نظر چھکانے پر نہیں پڑتی اور  
 اصل کو نہیں دیکھتی اختلاف شرح بحر العلوم میں بر دکان دو گان میں و او نہیں لکھی اور دکان کے بعد  
 واد عطف فنون لکھی ہو کر کو کر و نظر کو در نظر

اختلاف کرنا چھوٹکی شکل قبل کا شیشہ یا زمین

قولہ پہلے اندر خانہ تاریک بود و عرصۃ آدودہ بود ندیش ہنودہ از برای دیدنش مردم لے اندران طلعت ہمیشہ  
 کبری۔ و دیدنش با چشم چون نمک نہ بودہ اندران تاریکیش کف می بسودہ آن کی راکف بخرطوم افشا و گفت  
 ہچو ناودانستش نہادہ آن کی رادست برگوشن رسیدہ آن برو چون بادیزن شدیدہ۔ آن سیکہ را  
 کف چو برایش بسودہ گفت شکل قبل دیدم چون نمود۔ آن کی بر پشت او نہاد دست۔ گفت خود این  
 پہل چون تھے بدست چمنین ہر یک بخومی چون رسیدہ غم آن سیکہ وہر جامی شنیدہ از نظر لغت شان تھاوت  
 ان کی نوٹش لقب اداں نافہ مد کف ہر اگر شمع ہے۔ اختلاف از گفت شان یرون شعی چشم چمن کف و شمشیر

نہیں کہ ایک ہر جہ آن دسترس جسم دریا دیگرست و کف و گز کف پہل و درویدہ درویرا نگہ بمعنی کیا اندھیر  
 گھر میں ایک ہاتھی تھا کہ اسکو ہنود بطور پیش کش کے لائے تھے اس کے دیکھنے کو بہت لوگ جمع ہوئے اور کوئی  
 اس اندھیری میں گھر کے اندر جاتا تھا لیکن آگے سے دیکھا اسکا ممکن نہ تھا اس لیے اس اندھیر میں ہاتھ سے  
 اسکو ٹوٹے تھے چنانچہ ایک کا ہاتھ اٹکی سوئیڈر پڑ گیا اس نے تو یہ جانا کہ اسکی ذات و نہاد مثل پرنا کے ہر ایک  
 ہاتھ کا نیک پہنچا اس کے خیال میں آیا کہ مثل ٹکے کے ہر ایک کا ہاتھ جو اس کے پائون پر چھو گیا اس نے کہا  
 کہ ہاتھی شکل ستون کے ہر ایک نے اٹکی پٹھ پر ہاتھ رکھا اس نے کہا کہ مثل تحت کے ہر ایسے ہی ہر ایک  
 جس جزو کو اس کے پہنچا وہ جہان کہیں ہاتھی کا ذکر نہ سنا تھا ہی پر قیاس کرتا تھا اور سمجھتا تھا وجہ یہ تھی کہ  
 نظر کے موافق تو بات اٹکی تھی نہیں مختلف تھی اس واسطے اٹکی ایک ذات نے اٹکو ہزار لقب بتائے اگر ہر کسی کے  
 ہاتھ میں ایک شمع ہوتی تو اختلاف اسکی گفتگو سے محل جاتا پس ایسے ہی تیری چشم حس ظاہر کی ہو جسکو مثل  
 کف دست آن لوگوں کے کل پر دسترس نہیں ہو اس بات کو سمجھ کہ جسم دریا کا اور ہر اور جہاں کہ دریا کی  
 اور جہن تو جہاں کہوں کو چھوڑا اور دریا کہ دیکھ قولہ جنبش کہنا زوریا زور شب کہتے ہی مینی و دریا فی مجب  
 ما چو کشتی ہما ہم بریزیم تیر چشیم و در آب رویشیم اسی تو در کشتی تن رفت بخواب و آب را دیدی نگہ و آب کہ  
 آب آہستہ کو میر اندیش و روح را رویت کو میخواندش موسیٰ و موسیٰ کہا بد کا قباب کشت موجودات را  
 میداد آب و آدم و خاکیا بود آفرینان مکہ خدا افغاند این زہ در کان و گر گویم زبان باندو پای تو و در گویم  
 ہیچ از ان ایوای تو و در گویم و مثال صورتی و برہان صورت بخشی امی قتی و بستہ پائی چون گیاہ اندر زمین  
 سر بھنبانی بیاد ہی بی یقین ہلک پائیت نیست ماضی کنی و یا گریا ازین گل بر کنی و چون کنی پارا حیات  
 زین گل است و این جنابت را روش لبش نکست و چون حیات از حق گیری ایروی و بس غنی گروی ز گل و در  
 ول روی و شیر خوارہ چون زوایہ بگسلد و لوت خوارہ شد ملو را می پلورہ بستہ شیر زمینی چون خوب و جو نظام ہو  
 از قوت انقلاب و المعنی یہ جو ہنے کہا کہ دریا کو دیکھ کف دریا کو مت دیکھ خام ہو کو تو دیکھتا ہر رات دن  
 کہ جنبش کف کی دریا سے ہر با وصف اس معاینہ شبانہ روزی کے کف کو دیکھتا ہو دریا کو نہیں دیکھتا  
 بڑا تعجب ہو ہم صہ وقت ان کشتیوں کو کہ عبارت اجسام سے ہر جیسی کف سے تھی تو لوٹ پوٹ کر دیتے ہیں معلوم  
 ہوتا ہو کہ ہم تو آب و دشمن میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم خود ہی تیر و پیم ہیں جو آب کو نہیں دیکھتے کشتی کو دیکھتے  
 ہیں اور یہ جو کہا کشتیوں کو جب لوٹ پوٹ کرتے ہیں یہ بھی ایک حال فقر کا ہو کہ ہر وقت نہیں تیر  
 اس واسطے صہ وقت کہا ہو جو ترجمہ چون توقیت کا ہو آدمی مخاطب تو بھی اس کشتی تن میں ہو مگر بخواب نہ  
 ایو غافل تو نے بھی پانی کو دیکھ لیا ہو نہیں اس پانی کے پانی کو دیکھ اس لیے کہ اس پانی کے واسطے دوسرا پانی

جس سے یہ پانی جاسی ہو اور اس طرح کیواسطے اور روح ہو جسکو وہ بلا لیتا ہو یعنی نور خاص کو تو اسی موجودات کو موجود جانتا ہے یہ تو خیال کر کہ موسیٰ اور عیسیٰ اسوقت میں کہاں تھے جوقوت میں آفتاب موجودات کو پانی دیتا تھا یا آدم وحواء اسوقت میں کب تھے جب خدا نے یہ کہاں پڑھا کی ہر آفتاب بھی مراد ذات الہی سے ہر قید موسیٰ و عیسیٰ کی بحایت آفتاب کے ہر کہ موسیٰ کا معجزہ پر ہر آفتاب کے تھا اور عیسیٰ زندہ کا آفتاب کے پاس پہونچے اور آدم و حوا کی اس لحاظ سے کہ یہ انسان کے والدین ہیں اب اگر ہمیں ان کی کیفیتوں کو بیان کروں تو ڈرتا ہوں تیرا پائون نہ ٹوگ جائے اور اگر نہیں کہتا ہوں تو تیرے دل پر فتنوں کی آواز کہ تو میرا ہی رہا جاتا ہو اور اگر خیال میں کوئی صورت بیان کروں تو خوف ہو اسی جو ان کہ تو اسی صورت پہ شکیک جائے تو گویا کہ طبع زمین میں پابستہ ہو ذرا ہوا سے تیرا سر ہٹا ہو اور اسکی طرف جھجک جاتا ہو اور یقین نہیں جو کسی کا کہنا اے لیکر تو ذرا ہوا سے ہٹا ہو گرا پائون نہیں جو سیرالی اندر کی طرف نقل کرے یا پائون کو اس گل سے گلے کہ گل را دم خاکی سے ہو اور کیسے پائون ہکلمے تو تو حیات اپنی اسی رگڑ سے جانتا ہو اسی سبب سے تن پروری میں مشغوف ہو بس ایسی حیات کی رفتار و روش اودھرت مشگل ہو جان اگر اسی روحی حق سے حاصل کرے خلاف اپنے سمجھے ہو سے کہ تب تو اس سے غنی ہو جائے اور دل کی طرف تیرا گز ہو کہ ایک لطیفہ غیبی ہو اور یہ کچھ شکل نہیں دیکھ تو بچہ شیر خواجہ جب دایہ سے چھوٹا ہو اور طعام لذیذ کھاتا ہو کیسا شیر چھوڑ دیتا ہو تو بچہ سے بھی کم ہو کہ مفید شیر دین کا ہو مثل حبوب کے جھکو لازم ہو کہ قوت قلوب سے اس قوت کا فطام ڈھونڈو پھر دیکھ اس قوت سے کیسی نعمتیں لذیذ پاتا ہو قوت قوت حکمت خور کہ شد نور شیر ہادی تو نور بی جب رانا پذیر و پادیرا کردی ایجان نور امداد تا بہ مہنی بی حجب ستور را چون ستارہ سیر بر گردون کنی و بلکہ بی گردون سفیر چون کنی و آفتابان کر فہست درہت آمدی و ہین گو چون آمدی ست آمدی و راہ ہای آمدن یادت نمازند یک روزی با تو میخوایم خواند و ہوش را بگذار آنگہ ہوش دار و گوش را بر بند آنگہ گوش دار و می گویم دانکہ تو خافی ہنوز و در بہاری و مدیدستی تو زو این جہان ہنوز درخت ست ای کرام و ماہر و چون میوہ ہای نیم خام و سخت گیر و خامہا مشاخر را و دانکہ و خامی نشاید کھان را چون بہ بہت و گشت شیرین لب گزان بہت گیر و شاخہا را بعد از ان و چون از ان اقبال شیرین شد و اپنے سر و شد بر آدمی ملک جہان و سخت گیری و مقصوب غایت و نامہنہی کار خون آشامیت و چیز دیگر مانند آریا گفتش و با تو روح القدس گوید فی منش و فی تو گوئی ہم گوش خوشیت و بی من و بی غیر من ای ہم تو من و ہنوز آن وقتیکہ خواب اندر روی و تو ز پیش خود یہ پیش خود شوی و بشنوی از خویش و پنداری غلام و با تو اند خواب گفت آن نشان و تو کی تو نیستی اینوش فیت و بلکہ گردونی و دریا می عین و آن تو فی فرست کان نہ صد تو



قلم زم زم و غرقہ گاہ صد توست و خود چہ جامی حدیداری و خواب و دم مزین و اعلم بالصواب و دم مزین  
تا بشنوی زبان ہر تھا و اصلا ای پاکبازان اہل اسلام و دم مزین تا بشنوی ہر حال و از زبان بیرون کہ قمر فعال  
و دم مزین تا بشنوی زبان دم زمان و اپنی ناید در بیان و در زبان و دم مزین تا بشنوی زبان آفتاب و از چہ ناید  
و کتاب و در خطاب و دم مزین تا دم زہرہ تورو و آشنا بگزارد کشتی نوح و ہجو کفنان کا شامیکر و او  
کہ خواہم کشتی نوح و غرقہ گاہ صد توست و خود چہ جامی حدیداری و خواب و دم مزین و اعلم بالصواب و دم مزین  
اب بھی تو نور اسکے سحاب و عیان میں اور تو انکو نہیں مانتا جیسا کہ فرمایا و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا  
جو شخص کہ حکمت اُسکو دیگی ہر اُسکو خیر کثیر دی گئی ہر جس جب تو قوت حکمت کا کھائے گا تو ای جان من اس نور کا  
ماننے والا ہو جائیگا اور جو تجھے ستورہ میں وہ سحاب نظر آئینگے پھر تو ستارہ کی طرح آسمان پر سیر کر گئی بلکہ بے  
گردون کے سفر بچون کر گیا یعنی دو سفر ہمیں چون و چگون نہیں ہو جیسا کہ تو نیست سے بہت میں ای  
عدم سے وجود میں آیا ہر خبر دار ہوتا تو کیسا است کیا ہوتا شک کہ وہ راہ میں بھی جھننے آیا تھا جھکو ہوا میں  
لیکن ایک رفر اُسکی تیرے سامنے میں بیان کرنا چاہتا ہوں مگر جبکہ تو جوش ظاہری کو چھوڑ دے اور باطنی  
کو پیش کرے ایسے ہی ظاہری کے کان بند کرے باطن کے کان لگائے پھر کہتے ہیں نہیں جانے ہوں  
نہ کہوں ایسے کہ تو ابھی کتا ہو اور بجا رہی میں ہر گرمی نہیں دیکھی ہر جیسے میوہ گرمی ندیدہ کیا ہوتا ہو گرمی  
سے مراد شدت و شدائد عشق کی اور بہار عیش و لذت و اندویش کے مابعد کے اشعار شال بہن یعنی یہ جہان  
ایسا ہو جیسے ای کرام اکابر درخت اور ہم اس درخت پر گدڑ میوے کے مثل بہن کہ جب تک کتا ہوتا ہو شاخ کو  
سخت ہو کے پکڑتا ہو جانتا ہو غامی میں کلخ کے لائق نہیں ہوں کہ کوئی گھر لیائے اور جب پک گیا اور  
شیرین ہوا ایسا کہ پھٹکے کاٹنے لگا کہ یہ بالائے شہزادی کا ہو بعد اسکے شاخ کو نہست پکڑتا ہو ایسی ہی حال دیکھا  
ہو کہ جب تک آدھر کے اقبال شہزادہ بان میں ہوتا تب تک اس جہان کو نہست لپٹتا ہو جہان شیرین ہوتا  
ہو ابس یہ ملک جہان اس پر سرد و ناگوار ہو جاتا ہو بس اسکی سخت گیری اور اسکی خوشیا و غمی بھی غامی ہو تو اگر  
ایسا کرے تاہو تو زمین ہر اونچین کا کام خون آشامی اب اسکے سوا اگر اور کوئی چیز تجھے کہنے کی نہ گئی ہو تو  
وہ تجھے روح القدس کی گائیڈ کو نہیں کہہ سکتا یہ ایک طرز ہو چکے ہیں تو بھی تو اپنے کان میں آپکھ لیتا ہو  
بے میرے اور بے میرے غیر کے ایسے کہ ای فلان جو تو ہو وہی میں ہوں میرا تیرا ایک حال ہو جیسے  
اسوقت میں کہ تو سوتا ہو اور اپنے ہی آپ سے نکل کے اپنے ہی سامنے ہوتا ہو اور اپنے ہی آپ سے  
منتا ہو جو کچھ منتا ہو اور گمان کرتا ہو فلان نے مجھے خواب میں پوچھا کہ اسکا حال لکھ وہ تو ہی ہو  
نہ دوسرا کوئی ایسے کہ انسان میں جمیع حقیقتیں شاملیہ کوئیہ اسماعلیہ درویش جمع ہیں پس جب شاہد کسی



چونکہ عالم رہا بین کرنا ہو وہ صورت اسی خواب دیکھنے والے کی ہوتی ہو جو دکھائی دیتی ہو اور بعد ازاں خواب دیکھنے والے کے فیض بخش بھی ہوتی ہو تو اور خفیہ خوش اپنی کی بھٹائی کیلین ایک ہون تو ایک نہیں ہو بلکہ تو ایک گردوں ہو چہرہ کروں ستارے ہیں اور دریاے عمیق جسکی تھاہ نہیں زلفت محکم و سطر کو کہتے ہیں فرماتے ہیں تو وہ سطر و ستارہ ہو کہ تیرے فوسو تھیں ہیں فوسو سے مبالغہ تعداد متون کا ہو نہ عدد و عین اور تو وہ مکرہ ہو کہ غرغھاہ سیکر ملن ٹوکا ہو کہ تیری ذات میں بھری ہیں بیسے کہ اوپر جامع جمیع حقائق کو نہ غور کیا گیا اور اسکے ساتھ میں کچھ مد خواب و بیداری کی نہیں ہو کہ خواب ہی میں ایسا ہو جیسا کہ ذکر خواجہ شریع کیا تھا اب آگے دم ست مارا ندری اسکے صواب کو فوب جانتے والا ہو تو خاموش ہو تو خود اس سے لقا سے اتصال سے کہ آواز پاکباز و تگو صلا انعام و احسان کی ہو اور خاموش ہو تو اسرار حال کے سنے اور زبان پزیران تجھے تم تعال کے بنے اٹھو اور پھر کہتے ہیں خاموش ہو تو وہاں کے جو دم زن ہیں افسے وہ باتیں سنے جو بیان و زبان میں نہ سائیں پھر فرماتے ہیں خاموش ہو تو اس آفتاب سے وہ باتیں سنے جو کتاب و خطاب و وفون سے جدا ہیں خاموش ہو تو تیرے حق میں روح گویا ہوئے کہ شکاری جھوڑے اور کشتی نوح میں آدوسرے مصرعہ میں آام علمدہ صیدہ ہر شتا علمدہ اور یہ شتا اسوقت میں کنگان کرتا اور کتا تھا کہ میں فوج دشمن کی کشتی نہیں چاہتا ہوں اختلاف شرح بحر العلوم میں ایک ارم کو الکر ام لکھا ہو

### اسرکشی کرنا کنگان پس فوج علیہ السلام کا نصیحت سے

قولہ میں بیا کشتی بابائشیں دنا گردی غرق طوفان ای مہین گفت فی فنی آشا آمو ختم من بحر شمع  
تو شمع افرو ختم چین کن کنین موج طوفان بلاست دست و پائی آشا افر ولاست د باو قہرست و بلا و  
شمع کش د جبر کہ شمع حق یعنی یا جہش گفت فی زخم بران کوہ بلند د حاجت آنکہ مرا از ہر گزند چین کن کہ  
کوہ کاہ ستاین زبان د خبر حبیب خویش امدہ امان گفت من کی چند تو بشنودہ ام کہ طمع کردی کہ من  
وین وودہ ام د خوش نیاد گفت تو ہرگز مرا من بر تیم از تو در ہر د سزا د چین کن بابا کہ روز ناز نیست د مرزا  
را خوشی و اناز نیست د تا کنون کردی و ایندم ناز کیت د اندین در گاہ گیر اناز کیت د لم لید لم بوکت  
او از قدم د فی پور دار دین فرزند و نعم ناز فرزند ان کجا خواہ کشید ناز بابا یان کجا خواہ کشید نیست مولود پیر اکم  
بتاز نیست تم والد جو نامک بنار نیست شوہر نیم شوقی ناز د اگذا را اینجا ای تی د جبر خضوع و بندگی و اضطراب  
اندین حضرت نادر د اعتبار د آہنی فرماتے ہیں حضرت نوح نے اپنے بیٹے سے کہا کہ خبر دار ہو آبا کی کشتی  
میں بیٹھ جاؤ اور ذلیل و خوار طوفان میں ڈوبنے سے بچ جائے جیسا کہ قرآن مجید میں ہوا ہے اے کب منسا  
ولا کن مع الکافرن ای میرے بیٹے سدا بہ کشتی میں میرے ساتھ اور مت ہو کہ فرزند کے ساتھ



دلمہ ایہ اول لطف اسی نیکو صفات ہو گئی ورنہ نہ کرتے۔ فی الجملہ تو قرین مانگتے ہیں ایں طوفانِ ہدایان  
 مرا تو مخاطب بود کہ در اجراء با توئی گفتہ ہا ایشاں سخن ہا اسی سخن بخش تو نو دان کن ہا اسی چہ کفان نے  
 کہا اسی با تو نے ہر سون یہ باتیں کہیں اور لوٹ کے پھر انھیں کو کہتا ہو چکو ہل نے دیوانہ کر دیا کتنی ہی فہم  
 کو کون سے تو نے یہ باتیں کہیں اور جواب سر دنا گوار نہ آئیے ہی میرے کان میں بھی تیرے دم سر نہ  
 کچھ جگہ نہ پکڑی اب خاص اس وقت میں کہ میں دانا و جوان ہوں کیسے جگہ پا چکا گیا بابا اس میں تیرا کیا بگاڑ ہی  
 ہو تو ایک دفعہ میری نصیحت مان لے غرض اسی ہی وہ لطیف باتیں نصیحت کی کہتے تھے اور وہ ستیزہ  
 سخت و درشت آنکھ نہ کرتا تھا تا باپ کا نصیحت کفان سے دل بھرتا تھا کسی دم نے ان کے آتش نیت  
 کے کان میں اثر کیا وہ تو ان اسی گفتگو میں تھے کہ ایک عوج تیز آٹھی اور کفان کے سر پر گری جس سے وہ  
 چور چور ہو گیا جیسا کہ قرآن شریف میں ہو و حال ایسا عوج تھا کہ کان میں انفرقین اور حامل ہوئی ان دونوں میں  
 عوج بس ڈوبے جو دن میں داخل ہوا اسی حال میں حضرت فوج نے ندا کی کہ اسی بادشاہ حلیم میرا وہ حال ہو اگر وہ  
 مر گیا اور باب میرا تیرا بلا ہا لیک گیا یہ میرا بیٹا اور میرے اہل سے تھا جیسا آئے کریمہ سے داغ و نادی فوج  
 پر یہ فقال ب ان ابی من اہلی وان وعدک الحق وانت اکمل الحاکمین اور پکارا فوج نے اپنے رب کو پھر کہا  
 اے رب میرے میرا بیٹا بیشک میرے اہل سے ہو اور وعدہ تیرا سچا ہو اور جب کون کا بڑا حاکم تو ہی ہو تو نے  
 مجھے بارہا وعدہ کیا کہ تیرے اہل کو طوفان سے بچا دوں گا مجھ کو تو اسی حلیم تیرے اس وعدہ پر امید تھی پھر  
 سیل مجھے میرا حکیم کیسے چھین لیک گیا حکم ہوا ہمارا وعدہ تیرے اہل و خویش کی نسبت تھا تو نے تو خود اس  
 سیاہ دل سے ذرا سفیدی نہ دیکھی پھر وہ کیسے تیرا اہل تھا جیسا کہ فرمایا فوج اے الیس من  
 الہاک انہ عمل غیر صالح اسی فوج وہ پستیر سے اہل سے نہیں ہو اے کے عمل بہین شکار آدمی کے منہ میں دانت  
 کیسے کام کی چیز ہیں جب انہیں کڑے پٹیاں ہیں تو انکا اکثر نام ہی بہتر ہو وہ دانت نہیں ہیں تو باقی  
 اور جسم اُس سے ایذا نہ پائے گو وہ بھی تیری ہی ملک سے ہیں مگر تو ان سے بیزار ہو حضرت فوج نے کہا بارہا  
 بیشک وہ غیر تھا میں اس سے اور جو تیری ذات سے غیر ہو سب سے بیزار ہوا اور جو تیرا مات و طبع ہو  
 وہی میرا اہل و خویش ہو وہ غیر نہیں ہو تو فوج جانتا ہو کہ میں تیرے ساتھ کیا ہوں ایسا ہوں جیسے چمن باران  
 کے ساتھ کو ساری شگفتگی و شادابی چمن کی باران سے ہو اسی سے ہی میں بھی چمنی سے زندہ ہوں اور بھی  
 سے سرسبز و خندان اور ایک فقیر محتاج چمنی سے غذا پانے والا ہے واسطہ اور بے کسی حائل کے  
 اور یہ پرورش تیری یہ متصل ہو نہ منفصل کمال ہو اسیلئے کہ اتصال و انفصال صفت ناقص کی ہو نہ کمال  
 کی بلکہ چمن و بیچون کسی کے چمن و بیچون کو سین و دخل نہیں اور اعتدال کمی بیشی سے جدا کمال

و اعتدال منجلی یہ عدل کے ہوا تو ایک صفات ہم سب تیرے ہی دریا کی پھیلیاں ہیں تیرے ہی طلعے سے  
زندہ ہیں تو دو گونج نہیں ہو کہ کسی کی فکر تھکاوٹ میں دیا لے نہ تو کسی معلول کا ہمیشہ ہونہ علت کا دونوں سے  
پاک ہو قبل اس طوفان سے بھی میرا خطاب و سوال تجھی سے تھا اور بعد اسکے بھی تجھی سے ہر جہا میرا بھی سے  
ہو تو بھی میرا مخاطب ہو میں اپنی بات تجھی سے اس سخن بخش کتا رہا نہ ان سے چنانچہ جو سخن کہن ہو گیا وہ بھی اور جو نیا  
وہ بھی دونوں تیری ہی ملک و عطا ہیں قول کی کہ عاشق روز و شب گو بہ سخن ۔ گا دبا اطلال و گاہی مایہیں ۔  
روسی و اطلال کرد و دانا ۔ او کرا میگویند این مدت کراہ شکرت طوفان را کون بگشتی ۔ واسطہ اطلال ابرو دشتی  
و انکہ اطلال نسیم بدم نہ ۔ فی غدا فی فی صدائی میر و زندہ من چنان اطلال خواہم در خطاب ۔ کہ زندہ چون کہہ گو  
جو اب دنا شنی بخت من نام تو عاشق پر نام جان آرام تو ہر شبی زان دوست دارد کوہ را رہا شنی بشنو  
نام ترا ۔ آن کہ پست شال سنگلاخ ۔ موش را شاید مارا در شاخ ۔ من گویم او فکر و دیار من ۔ بی صدا ماندم  
گفتار من ۔ باز میں آن کہ ہوا رش کنی بنیت بدم یا قدم بایش کنی ۔ گفت ای فوج اور تو فوجی جدا ۔ ہر گز نہ  
بر آرم اثری ۔ ہر کفالی دل تو لشکر ۔ لیکلہ ز حال ۔ اگر کہ نہ گفت فی فی رضیم کہ تو مرا ہم کنی غرقہ اگر بایہ ترا  
ہر نہ مانم غرقہ میکن من تو شرم ۔ حکم تو ہا نہست چون جان یکیشم منگرم کس او گرم بگرم ۔ او مہانہ باشد تو منظر  
عاشق بے نفع توام در شکر و صبر ۔ عاشق مصنوع کی باشم جو گہر ۔ عاشق صنع خدا با فروید عاشق مصنوع او کا فروید  
و بیان این دو فوجی بس نفی است ۔ خود دنا سہ انکہ در رویت صفتی است ۔ بھنی اطلال بالفتح نشا نہای سرا می کنند  
و دیران مناج نفع جامی خواب و آسایش یعنی میں تو ہمیشہ تجھی سے سخن کرتا رہا اور تیرا ہی نام لیا کیا نہ وہ کہ  
عاشق اطلال و ماون کا چون اطلال مراد ہوں سے کہ قوم فوج کے کسی بہت تھے قیوق بصورت سہب  
قیوق بصورت شیر بصورت گرگس دو بصورت مرد و دو بصورت دن کہ یہ انکی پرستش کرتے تھے اور  
رات دن اپنے مقصود کی تسلا و را کی طرح و ثنا کرتے تھے میں نے تو ان اطلال سے کبھی سخن نہیں کیا  
نہ ان ماون سے کہ اپنے سوا اور کو نہیں سمجھتے تھے میں حیران تھا کہ یہ اطلال کی طرف متوجہ کیے پیشہ کی طرح  
و ثنا کرتے ہیں اور مخاطب انکا کس سے ہر شکر ہو کہ تو نے طوفان اپنی تعین کیا اور واسطہ اطلال کا کھو دیا  
اسوا سطل کہ وہ اطلال نہایت بہتے کہ نہ اندا کرتے تھے نہ صدا نہایہ کہ کسی کو آپ بجا میں صدا یہ کہ کسی  
نما کا جواب دین اور میں ایسے اطلال سے خطاب کرنا چاہتا ہوں کہ عند خطاب کوہ کی طرح صدا سے  
جھکے جو اب دے تو تیرے نام کا شنی اس سے سنوں میں جیسے میں نے کہا ویسے ہی وہ کہے کہ میں ہر  
نام جان آرام کا عاشق ہوں بار بار سننا چاہتا ہوں ہر شبی نے کوہ کو دوست و عزیز جو رکھا ہو سچ و سچ  
کہ دنا شنی تیرے نام کا سننے اور جو کہ پست مثل سنگلاخ کے ہر وہ موش کے لائق ہو کہ انکے کسی سوراخ میں



گھس ہے نہ چاری خواجگاہ کے قابل عین ایسے کوہ سے جو کلام کرتا ہوں کہ وہ میسر یا نہیں ہوتا ہے  
جواب نہیں دیتا میری گفتار کے وقت بے صدا ہوتا جس ایسے کو خاک برابر ہی کر دینا بہتر ہو ایسے  
کہ یہ ہدم نہیں ہو کہ ہمارا اسکا ایک دم ہو ایسے کا پامال ہی ہونا اچھا ہو انشاء تعالیٰ نے فرمایا اور نوت  
اگر تو چاہے تو ہم سب کو ابھی محسوس کرتے ہیں اور ابھی توت العری سے نکالتے ہیں ہم دونی گفتار  
کے واسطے تیری ولنگی نہیں کرتے بلکہ اس کے حال سے تجھے آگاہ کرتے ہیں حضرت نوح نے کہا  
نہیں نہیں میں تیری رضا پر رہی ہوں اگر تیری مرضی ہو تو مجھ کو بھی غرق کر دے بلکہ وقت مجھ کو غرق  
کر میں خوش ہوں حکم تیرا میری جان پر میں اسکو مثل جان کے سمیٹو لگا اول تو میں کسیکو دیکھو نکاحی  
نہیں اگر دیکھو لگا بھی تو وہ ایک بہانہ ہو مگر اصل منظر میرا تو ہی ہو گا میں صبر و شکر اور ہر حال میں شہادت  
تیری صنع کا ہوں میں گہر کی طرح عاشق مصنوع کا کب ہوں اس واسطے کہ جو عاشق صنع خدا کا ہو وہ  
نہایت فرخ و با فرو اور جو عاشق مصنوع کا ہو کا فر ہو بدینو کہ عاشق صنع کا در حقیقت عاشق صنع  
کا ہو مقید مصنوع کا نہیں اور عاشق مصنوع کا ایسا مقید جو نہ صنع کا فراتے ہیں کہ ان دونوں  
یعنی صنع اور مصنوع کے عشق میں نہایت ہی فرق پوشیدہ اور مخفی ہو اور اسکو وہی باتنا ہو جو تیرے  
نزدیک برگزیدہ اور صفی ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں شری کو تری لکھا ہے

توفیق در میان ان دو لون حدیثوں کے الرضا بالکفر کفر رہی ہونا کفر میر کفر رہی نہ میر  
بقضائی فلیطلب رہا سو انی جو کوئی رہی نہ میری قضایا تو چاہیے کہ دھو دھوے کوئی رہے اور  
قولہ دی سوالی مرد مراد نکہ عاشق بود اور باجرا گفت نکہ الرضا بالکفر کفر رہی نہ میر گفت  
اوست بھرباز فرمود کہ اندر ہر قضا و مرسلان را رضا باید رضا بی قضای حق بود کفر و نفاق + گریہ میں مہنی  
شوم باشد شقاق + ورنہ رہی بود آن ہم زبان + پس چہ چارہ باشد اندر میان + گفتش این کفر مقصود  
فی قضاست + بہت آثار قضا این کفر است + پس قضا را خواجہ مقلے بان + تا شکالت مل شود اندر  
جہان + ورنہ کفر ان رو کہ قضاست + فی اذان ہو کہ نزاع کفر است + کفر از روی قضا ہو کہ کفر است  
حق را کا و مخوان این مایست + کفر جہلت و قضا می کفر علم + ہر وہ یک کی باشد از علم و علم ہر شقی خطہ شقی  
نقاش نیست + بلکہ از وی زشت را بنو و نیست + قوت نقاشی باشد آنگہ او ہم تواند زشت کردن ہم کو  
کہ کشیم بحث این رہن ہما زہ تا سوال و تا جواب آید و رازہ و ذوق نکہ عشق از من میرود و نقش حد  
نقش و گیر میشود + المعنی شقاق ایک طرف اختیار کرنا اور مخالفی کرنا مقضی ادا کیا ہوا اور  
تمام کیا ہوا فراتے ہیں کل مجھے ایک سائل نے سوال کیا اس سبب سے کہ وہ اس لہجہ پر عاشق تھا



کہا کہ یہ حکمت جو کہ اور شاہ الکفر کفر آنحضرت نے فرمایا ہو اور انکا فرمودہ مہر ہو یعنی سب کا ناما ہوا اور سند اور  
یہ بھی فرمایا ہو کہ ہر قضا میں مسلمان کو رہنی برضا ہونا چاہیے اب بتاؤ کفر و نفاق کیا قضاے حق نہیں  
کہ اس پر رہنی ہون تو نماز اہت اور دشمنی ٹھہرے اور اگر راضی نہ ہوں تب بھی نقصان کی بات ہو اس واسطے کہ  
خدا کا تہا ہو جو میری قضا پر راضی نہ ہو تو میرے سوا اور کوئی رب اپنا ڈھونڈ لے پھر کیا کریں ان دونوں  
مستفاد میں کچھ بن نہیں آتا بڑی حیرانی ہر تین پاس سے کہ اگر یہ کفر مقصے یعنی قضا والیکہ ہو نہ قضا  
اور آثار قضا کے گویا عانت اسکی ہیں جو خالی حکمت سے نہیں کہ تو نہیں جانتا اسی سببے تو ان سے  
رہنی نہیں ہوتا اپنی مرضی پر رہنی ہوتا ہو یہی کفر ہو جس کو خواجہ قضا کو مقصی سے جان تو ساری کلین  
تیری جان میں آسان ہوں کوئی دشمال باقی نہ رہے ہم اس کفر پر بھی رہنی ہیں جو قضا سے ہو دونوں  
اور جابرے کفر کے ایسے کہ کفر از روے قضا کے ہو وہ کفر ہی کہ ہو اگر حق تعالیٰ منو نہایت کافر ہو تو  
وہ کفر قضا بھی کفر ہو پس تو ایسے موقع پر مت اڑے ایسے کہ جہل کفر ہو اور قضا کفر علم پھر جان عالم دونوں  
ایک کب ہیں جسے علم و ظلم ایک نہیں یعنی محل و ختم کہ ایک نقطہ میں کیا سے کیا ہو جاتا ہو مثلاً اگر کسی  
خط میں تو زشتی دیکھے تو یہ مت جان کہ نقاش کی زشتی ہو بلکہ وہ زشت قصد اسکی مائش ہو اس بات  
کی کہ مجھ کو قوت زشت و خوب دونوں ملے نہ ہو کی ہو اب فرماتے ہیں کہ اگر اس بحث کو ہم کھولیں اور بار بار  
ہو سامان بیان کریں تا مل طویل سوال و جواب پیدا ہوں تو ہو سکتا ہو لیکن مزہ نکتہ عشق کا جس سے ہم  
لذت پارہے ہیں یہ جاتا ہو اور جس خدمت پر ہم مامور ہیں اس کے نقشہ کا نقشہ بدلا ہوتا ہے

اس بیان میں کہ حیرت مانع بحث و فکر ت کی ہو

قولہ آن کی مردود ہو آمد شتاب پیش آیا یہ نہ واسطہ طالب گفت از بیم سفیدی کون جدا کہ عروس نوگرم  
اور فتنہ ریش او بر سرید و کل پیش نہاد کہ تو گزین چون مرا کاری قضا و این سوال و این جوابت ای کوین  
کہ اس میں ہا ندارد مرد و زن، این کیا وسیلے مرید را، حلقہ کردا و ہم برای کید را، گفت سیلی زن سوالی می کنم +  
پس جو ہم کو داند کہ میں نے ہم پر قضا تو دوم آمد طراق ایک سوالی دارم اینجا در رفاق + این سوال از تو می پریم  
انکہ محل کن اشکال مرا ای نیکو، این طراق از دست من بدست یا از تفکا گاہ تو ای فخر کیا، گفت از رو دین  
فراغت ختم + کہ دین فکر و مال استم + تو کہ بیدری ہی اندیش این دیریت صاحب در و این فکر چہ در و پند  
را باشد فکر غیر خود در مسجد و خوابی بیدر غفلت و بیدر بیت فکر اور و در خیالات کا یہ کجا اور و جز غم دین  
خست صاحب در و در امر شتاب دم و را و کرد و حکم حق را بر سر و روی مند + حفظ فکر و پیش یک سو می نند +  
یعنی مستطاب خوش آمد و پاکیزہ ایک شخص دو دو یعنی کچھ ہی داری والا ایک جام خوش مزاج کے پاس ہے

ایا اور کہا کہ میں نے ایک نو عروس کی جو تو میری دائرہ سے سفید بال ہیں ڈال گئے گل و آرزو، مونہ کے  
 اُسکے ساتھ رکھ دی کہ لے تو اب ہمیں سے ہیں مجھ کو اور کام ہی میں اپنا کام کروں جس میں حال سوال  
 جواب کا ہو جو اوپر پہنچے کہا ہوا شخص گزیرہ کہ جو مردین کا ہو وہ سوال و جواب کا عاشق نہیں نہ اٹھا کہ  
 خیال پر و اب دوسری مثال ہو کہ ایک شخص نے زید کے سبیل ماری زید نے بھی اسکی بداندیشی سے اس پر حملہ  
 کیا اسکی مارنے والے نے زید سے کہا کہ میں ایک بات تجھے پوچھتا ہوں اسکا جواب مجھ کو دے لے پھر  
 مارنا نیز تم میں جی رائہ ہو اور ان امر میں ضمیمہ منبغ فصل اور وہ سوال یہ ہو کہ میں نے جو تیری گردن پر مارا  
 اور ایک آواز طراق کی مٹکی اس آواز سے اس موقع پر مجھ کو ایک سوال اپنے رفیقوں میں تھا وہی سوال  
 اسو نیکیو تجھے کرتا ہوں تو میری شکل کو حل کرینے یہ آواز طراق کی میرے ہاتھ سے ہوئی اسو مخز کیا پیچ  
 قضا گاہ سے اُٹنے کہا کہ در کے مارے مجھ کو ہی فراغت کہاں کہ میں اس طراق کی فکر و مال میں پڑا  
 اور سوچوں جس اب مقولات مولانا رکے ہیں ایسے ہی تو بید رہی تو بھی ان سوال و جواب کو سوچتا رہا اور خبر  
 ہو جا کہ صاحب درد کو یہ فکر نہیں ہو گیا ہر دور و مندوں کو سوا سے اپنے درد کے فکر غیر کی نہیں ہوتی  
 چاہے کوئی مسجد کو جائے چاہے کوئی تہخانہ کو ساری فکر میں تیری تیری غفالت و بیدردی پیدا کرتی ہو  
 اور تیرے خیال میں نئے نئے مکتے جاتی ہو اور جو صاحب درد ہو اسکو سوا سے غم دین کے اور کچھ نہیں ہے  
 وہ مرد و کرد کو خوب پہچانتا ہو حکم حق کو وہ سرد و پر رکھتا ہو اور اپنی فکر کی حفظ ایک کنارے الگ  
 رکھتا ہو الخلاف شرح بحر العلوم میں کل کو کل لکھا ہے

اسکا بیان کہ در میان صحابہ کے کوئی حافظ نہ تھا

قولہ در صحابہ کہ ہدی حافظ کسی ہر پہ شوقی بود جان شان ابی ذر انکہ چون معرض در گذرید بہ کچھ تنہا  
 شد میں قیق و وا کفیدہ مغر علم افروز و کم شد پوستش + زانکہ عاشق را بسوز و دستش + فشر جو رفتش  
 بادام ہم + مغر چون آگنہ شان شد پوست کم + وصف رطلو بی چو صد طالعیست + وحی برق نور سوزان بجی  
 چون تخیلی کرد او صاف قدیم پس بسوز و وصف حادث را گیم + راج قرآن ہر کرا محفوظ بود + جل فینا از صبا  
 می شود و جمع صورت با پنہن یعنی ژرف + ہیست ممکن جز بساطی شگرفت + در مین مستی مراعات ادب  
 خود نباشد + در بود با شرع جب + اندر ہتھ مراعات نیاز + جمع صند نیست چون گرد و دراز + جمع صندین از  
 نیاز اقتصاد و نانہ + باز در وقت سیر امتیاز + چون عصا معشوق عیان میشود + کور خود وند ووق قرآن میشود +  
 گفت کوران خود صنادیق اندر پرداز مرد و صحت و ذکر تدریج باز صند ووق پراز قرآن بہت + زانکہ صند  
 بود خالی بہت + باز صند ووقی کہ خالی شد بار + بہ صند و قیکہ پر موش شامہ + حامل اندر حمل چون تھا در

گشت دلالہ پیش مرد سرود چون بطلوبت رسیدی ایلیح و شاد طلبکاری علم اکنون قیج و چون تنیدی بر باستانی لیس  
 سرود باشد جستجوی فردان و جزای یاری تعلیم غیر سرود باشد راه غیر از بعد غیر آینه روشن که شد صاف و بلی و بل  
 باشد بر شاد و بلی پیش سلطان شش شسته و در بول ببل باشد جستن نامہ رسول و المعنی قشعر مندی بکل و پرست  
 تفسیق معرب پیہ تجی امان بنی لیم کا تنہا بہین بہت کم ہوتا تھا جو کوئی حافظ ہو اور یہ نہیں کہ انکی جان کو قرآن  
 شوق منو شوق از مد گرد و جہ یہی کہ انھوں نے اس کے منہ کو خوب کوہید تھا اور نہایت پیونچے تھے اس سبب  
 پرست آنکے سامنے باریک ہو کے پھٹ گیا تھا جب مقرر علم کا بڑھتا ہو تو پرست کم ہو جاتا ہو جیسے عاشق کو مثنوی  
 جلا جلا کے گشتا دیتا ہو دیکھ چکلا جزا و پستہ اور بادام کا جب منہ اس میں بھرنا ٹھنڈا ہو تو پرست کم ہو جاتا ہو  
 ظاہر ہو کہ وصف مطلوب کا بعد وصف طالب کا ہو وہ بدرجہ اعلیٰ بدرجہ اولیٰ اس سبب سے وہ وحی و  
 برقی نور کی ہو جلانے والی قرآن کی ہو ورنہ تفاد میں استحا و کیسے ہو پھر حاجت قرآن کی نہیں رہتی شعر بعد  
 اسکی تفسیر ہو کہ جب اوصاف قدیم تخلی کرتے ہیں تو حادث کے وصف کی کمالی بل جاتی ہو اس میں بھی صفت  
 قدیم کی ہو جاتی ہو جس کسی کو مصباح سے چوتھائی قرآن بھی یاد تھا انکو صحابہ جلیل فیما بینے بزرگ ہیں ہم میں کتے  
 تھے گسوا سٹے جسکو ایسے معنی شرف و عیش حاصل ہوا اور وہ صورت کے ساتھ بھی جمع رہے یہ کہ کسی کام نہیں  
 سلطان شکوف و نادر مینے عارف کامل کے کیسے ہو سکتا ہو کہ ایسی سستی و وجد میں مراعات اوب مینے شرع  
 کی مرعی رکھے نہیں ہو سکتا بس اگر ہو تو قہر ہو جیسے کوئی استناد الامراتب نیاز کے سبب لائے یہ جماع مذہب  
 کب ممکن ہو اور کیسے ہو سکے تاہو نیاز دونوں باہم ضد ہیں اول تو یہ جمع ہو نہیں سکتے اور انکے ساتھ شعر پھر  
 کیسے امتیاز ہو کہ نازکیا ہو اور نیاز کیا ہو دیکھو جب عصا معشوق اندھون کا ہو جاتا ہو یعنی انکو نور و روشن ہو  
 تو اندھا مسند و قرآن کا بنتا ہو غرض یہ کہ معانی و اسرار قرآن سے اندھا ہو وہ الفاظ و نظم قرآن کا  
 حافظ ہو تاہو بس یہ صاحب اسرار معانی قرآنی اس حافظ الفاظ دانی سے بہت بہتر ہو جیسا کہ کہا ہو  
 اندھے صدق و تین حروف و الفاظ قرآن اور نوکر نذر سے بھرے ہوئے نذر ترس و بیم اب فرماتے ہیں  
 کہ نہیں پھر بھی وہ مسند و قہمیں قرآن پھر اہر آفراس مسند و قہمیں سے جو خالی کیلئے ہاتھ میں ہو بہت ہو  
 اور پھر بھی یہ بات ہو کہ ایک مسند و قہمیں تو خالی اذ بار ہو لیکن موش و مار اس میں بھرے  
 ہیں تو ایسے مسند و قہمیں سے وہ خالی ہی اچھا ہو اب فرماتے ہیں کہ حامل ان سب کا یہ ہو کہ آدمی اپنے  
 معشوق کے وصل کی خاطر نسیان اور دلالہ لگا تاہو اور خاطر فوشا مانگی کرتا ہو اور جب وصل ہو جاتا ہو تو  
 وہ نسیان انکے سامنے سرود ناگوار ہو جاتی ہیں ولاد عجات و طاعت و عبادت سے ایسے ہی ایلیح جب تو  
 اپنے مطلوب کو پہنچ گیا اور خاطر مقصود ہو پھر طلب و تلاش علم موصول مطلوب کی مذموم و مہج

ہو جاتی ہو مثلاً جب آسان کے کام پر پہنچ گیا تو پھر سیدھی آسان پر چڑھنے کو کیوں مانگا جانے لگا تھا اور  
 کہ غیر کی مدد و تعلیم کیا سطرے جو کچھ کہنے لگے لیکن خود سہرہ راہ غیر کہ جس سے خیر کو پہنچا ہو بعد حصول خیر کے  
 سر ہو جاتی ہو جیسے ایک آئینہ روشن و صاف و جلی ہو پھر اسکو کسی صیقل پر رکھنا محض جل و نمانی ہو  
 ایسے ہی بادشاہ کے سامنے تو خوش و خرم درجہ قبول میں بیٹھا ہو اور مہذ انامہ اور قاصد کا خواست نگار ہو  
 کیسی جہالت ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں موسیٰ و مار کو پوش لکھا ہو

بیان اسکا کہ طلب الہی لیل عند حضور المذلول قبیح والا اشتغال بالعلم بعد الوصول  
 الی المعلوم مذموم ٹوھو ڈھنا دلیل کا بعد سامنے ہونے المذلول کے قبیح ہو اور مشغول ہونا  
 علم میں بعد وصول معلوم کے مذموم ہو

قولہ آن کی را یا پیش خود نشانہ نامہ بیرون کرد و پیش یا رخاوند بیٹھا و نامہ و برج و نشانہ و ماری کو مینوی  
 بس لایہا اگر یہ واقفان و دروہنزن خویش و خواری و بیزارنی باہل و خویش و دوری و رنجورانی ہر ان پرست  
 و کر پیغام در سول از مفرد پوست ہرچنان میخواند با معشوق خود تا کہ بیرون شد ز حد و از حد و گفت معشوق این اگر  
 بہر منت گاہ چل این عمر ضائع کردن است من پریشان حاضر و توانہ خوان بہت این بجزی نشان عاشقان  
 گفت ایجان حاضری اما ولیک من نمی یابم نصیب خویش نیک انچه میدیدم تو یارینہ سال نہیت اینم  
 اگرچہ بی ہنرم وصال من ازین چہ لالی خوردہ ام و دیدہ دل زاب تازہ کردہ ام چشمہ جی بنیم ولیکن آب نی +  
 راہ آہم را گر دور زنی گفت پس من خیم معشوق تو ہمن سیلنا و مراد و قوت و عاشقی تو ہر من ہر حالے +  
 حالت اندر دست نبود ای فتی پس نیم گلی مطلوب تو ہن ہر جزو مقصود ترا اندر من + خاد معشوقم و معشوق  
 فی + عشق بر نقد است و بر صندوق فی + معنی بقا و قوت ہر دو نام شہر ایک عاشق کو معشوق نے اپنے سامنے  
 بیٹھا یا اسنے ایک نامہ کھالا اور بار کے سامنے پڑھنا شروع کیا کہ حسین سکی برج و نشانہ اور اپنی لاری و  
 سکینی اور بڑی خوشامدین اور گریہ اور افغان اور حزن و درد اور خواری اور بیزارنی خویش و اقربا سے  
 اور دوری و رنجوری ہر دوست سے اور کہ پیغام و قاصد کا غرض ہر طرح کا مفرد پوست ایسے ہی  
 معشوق کے سامنے پڑھتا تھا یہاں تک کہ حد و شمار سے گذر آئے شکے معشوق نے کہا کہ اگر یہ بیان تیرا  
 میرے واسطے ہو تو اب وصل کا وقت ہو امین ایسی باتیں کرنا عرض کرنا ہو جب حال ہو میں تیرے  
 سامنے موجود اور تو میرے آگے نامہ پڑھتا ہو بھلا عاشقوں کے یہی نشان ہیں کہ ایجان تو تو بیشک  
 موجود ہو مگر میں تو اپنا اچھا حصہ نہیں پاتا پارسل جو کیفیت تھے دیکھتا تھا وہ اس وقت تجھ میں نہیں پاتا  
 اگرچہ وصال چل ہو میں نے تو اس چیمہ سے آب زلال پایا و دیدہ اور دل کو اس آب سے تازہ کیا ہو

آب میں چڑھ کر دیکھتا ہوں وہ آب نہیں دیکھتا پانی کی راہ میری کسی راہزن نے مار دی کہا بس میں تیرا  
 معشوق نہیں ہوں میں بننا میں اور تیری مراد تو میں پھر کہاں میں کہاں تیری مراد تو عاشق میرا نہیں  
 میری حالت کا ہو اور حالت کسی کے قبضہ میں نہیں ہوتی جس میں تیرا مطلوب کلی نہیں ہوں میں تیرا زمانہ  
 میں جزو مقصود ہوں میں خانہ تیرے معشوق کا ہوں معشوق نہیں ہوں تیرا عشق فقہ پر ہو صند عرف پر  
 نہیں ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں ایسا کہ کو ایسا لکھا جو قول بہت معشوق کہ کہ او کی موجود بہت اذیت  
 او ہو و چون بیا پیش باغی منتظر ہم ہو یا او بود ہم نیز سر سبز احوالست فی موقوف حال + بندہ این ماہ باشد  
 ماہ و سال + چون بگوید حال را فرماں کند چون بخواہد چشمہ را جان کند بہتہا بنود کہ موقوفست او منتظر نہشت بہ  
 حال جو کیسی حال باشد دست او دست چنانہ شود دست او + گہ بخواہد مرگ ہم شہرین شود + خار و شتر  
 نرگس و شہرین شود + او بود سلطان حال اندر روش + فی جو تو محروم از حال کوشش + آنکہ او موقوف حالت  
 آدمیت + کہ کسی افزون و گاہی کمیت + ایک صافی فارغ از وقت و حال + صوفی ابن الوقت  
 باشد در حال + حال موقوف فکر و رای او زندہ الفیج معج آسای او عاشق حالی نہ عاشق برنی بہر ماہ حال  
 میں سے تھی + آنکہ کہ ناقص کی کامل بود نہیت معبود خلیل اقل بود + آنکہ آفل باشد و گہ آن و این نیست بلکہ  
 لا احب الا فلین + آنکہ او گاہی خوش و گہ ناخوش است + یک مافی آب و یک دم آتش است + برج مہ باشد  
 ولیکن ماہ فی نقش بت باشد دلی آگاہ فی + معنی آب بقولات مولانا کہ کہ ہیں کہتے ہیں عاشق  
 نے اپنے معشوق کو دوسرے حال پر پایا ایسا معشوق کس کام کا معشوق وہی ہو جو ایک حال پر ہو کہ تیرا  
 بہتہا بہتہا ہو اور تیرے عشق میں فتور نہ آئے اور ایسا کہ جب تو اسکو پائے تو معرض ہتھار میں نہ پڑے کہ  
 منتظر دیا کہ بیٹھے ہیں کب برآمد ہو بلکہ ظاہر و پوشیدہ دونوں حال میں پیش نظر وہ بادشاہ احوال کا ہو  
 جسے کیفیتیں تغیر ہوتی ہیں اسکا حال کسی حال پر موقوف نہیں بلکہ جملہ حال اس پر موقوف چنانچہ ماہ و سال نہیں  
 تغیرات ہوتے ہیں اس ماہ کے غلام ہیں جبوقت حال سے کہہ دے فوراً سجا آوری فرماں کی کرے اور جب  
 چاہے جموں کو کہ گنیف ہیں جانوں لطیف سے بدل دے وہ منتہی نہیں ہر اس واسطے کہ موقوف ہو یعنی  
 ہمیشہ یکسان نہ بلکہ جس وجہ سے کہ منتہی ہو نہ منتظر کسی حال کا کہ اس کے انتظار میں ہو اسکا تو ہوا خود کیسیا ہو  
 حال کا کہ ذرا ہلاتے ہی اسکا مست ہو جاتا ہو اور نہ لیتا ہو اگر وہ چاہے تو مرگ مہی تلخ چیز نہیں ہو جاکہ  
 اور خار و شتر ب نرگس و شہرین بنجائیں وہ ہر روش و طور میں سلطان حال کا ہو نہ تیری طرح کہ حال کشش موقوف  
 سے محروم نہ ہو کشش تیرے حق میں نہ تجھ میں حال اس کے شوق کا بس جو موقوف حال و تغیر کا ہو آدمی ہو  
 کہ کبھی بڑھ جاتا ہو کبھی گھٹ جاتا ہو لیکن جو صوفی صافی ہو یعنی ابوالوقت وہ وقت و حال دونوں کے



نہایت ہر کلمات صوفی ابن الوقت کے کہ بقیہ وقت و حال کا ہو اور جملہ حال اسکی فکر و اسے پر موقوف و موقوف  
 ہوے اور اسکی نفع سے جو شل دم سب کے ہو زندہ و متبع ہو کہ صوفی ابوالوقت کے حال و وقت و نون و نون  
 ہوتے ہیں کہ جو وقت ہو گئے وقت اسکی فوراً قیل کرتا ہو چنانچہ انبیا اور بعض اولیا اور ابن الوقت تاج  
 وقت و حال کا ہو کہ مناسبت کے منہ سے نکلتا ہو اور حال بھی اسپر غلبہ کرتا ہو کہ یہ حال اکثر اولیا کا ہو  
 یہ کوگ عاشق حال کے ہیں نہ کسی من کے اور اگر من پر پور تے ہیں یعنی عاشق ہوتے ہیں تو وہ عشق بھی  
 اٹھا با میدان ہی ہوتا ہو اور جو کبھی ناقص کبھی کامل ہو وہ موجود خلیل کا نہیں ہو اس سبب سے کہ ڈوبنے والا  
 نیلے شعر میں من مراد معشوق ظاہری سے کہ جو من و خودی سے بھرے ہوتے ہیں اور خلیل و دوست فیصل اور  
 جو آغل ہو اور تنہا الاحوال وہ دلبر نہیں ہو لاسب لافلین سے ہو جیسے طیل نے کہا تھا اور جو کبھی خوش ہو  
 کبھی ناخوش ہو مثلاً آفتاب واریسے ہی کبھی آب کبھی آتش اسکے عاشق نہیں و ہی من یعنی معشوق ظاہری ہو  
 تو برج ماہ کا لیکن خود ماہ نہیں ہو اور ہر وقت نقش بت مگر آپ سے آگاہ نہیں کہ میں کون تو کہ بہت صوفی صفا  
 چون ابن وقت و وقت را چون در گزیرتہ سخت ملک صافی غرق عشق ذوالجلال و ابن کس بے فارغ از اوقات  
 و حال و غرق نوری کہ اولم یولدست و لم یلد لم یولد ان ایزدست و در چنین عشقی گرین گردند و در نہ وقت مختلف و  
 بدند و مگر اندر نقش زشت و خوب خویش و بگرا در عشق و بر مطلوب خویش و مگر ابن را کہ حقیر می یا ضعیف و بنگرند  
 بہت خود می شریف و تو بہر حال کہ باشی می طلب و آب می جو داما می خشک لب و کان لب خشک گواہی میدہد  
 کو در آفر بر منبع و در خشکی لب بہت پیغامی ز آب و کہ بات آرد یقین این منظر آب و کاین طلبکاری مبارک نیست  
 این طلب در راہ حق مانع کشیست و این طلب بفتح مطلوبات است و این سپاہ نصرت و آیات است و این طلب  
 و چون خروسی در صباح و میزند فہو کہ می آید صبح و گرچہ آلت نیست تو می طلب و عیت آلت حاجت اندر راہ  
 رب و ہر کراہی طلبکارا می پسریار و شویش و انداز سر و کز جو را طلبان طالب شوی و در ظلال غالبان لب  
 شوی و گر کی موری سلیمان نبیست و مگر اندر جہنم اوسست است و ہر چہ داری تو ز مال و پیشہ نمی طلب بود اول  
 و اندیشہ و گر کی گنجی یا بذا درست و ہر باستد از طلب ہم قاصرست و ہر کہ فیری خبت بیشک یافت او و چون سجد  
 اندر طلب بیشک یافت او و چون نہادی و طلب باپی پسریافتی و شد مسیر بنی خطہ و بہن مباش از خواجہ یکدم فی طلب  
 آیا بیانی ہر چہ خواہی اسی عجب و عاقبت جویندہ یا بندہ بود و چونکہ در خدمت شائبہ بود و در طلب چالاک شود ان  
 فتیاب ہی طلب اندر عالم باصواب و بمعنی فراتے ہیں جو صوفی صفا والا ابن وقت ہو لہذا وقت کو راست  
 پکڑے ہوے جو جیسے میا آب کو کہ مقتضیات اسکے ہرگز نہیں چھوڑتا مگر جو صافی ہو وہ حضرت ذوالجلال کے  
 عشق میں غرق ہو تو اسکا ابن نہیں نہ اوقات کا نہ حال کا سب سے نہایت و فارغ اور سب کو ٹوکیا ہوا

وہ اس نور میں غرق ہو جو لم بولہ کسی سے نہ جا گیا اور لم بولہ کی صفت خاص اسکی ملک کہ وہ نورِ یزدانی ہو کہ کسی کو اپنے بڑا نہ کسی سے جا گیا پس اگر تو زندوں میں اوم مارنا ہو تو جا ایسے عشق کو اختیار کر جو حیات جاودانی حاصل ہو نہیں تو وقت مختلف کا بندہ ہو جو کبھی کچھ کہیں کچھ ہو تو اپنے نقلِ رشت و ثوب کو چاہے رشت ہو چاہے ثوب اصل یا خیال مت کر عشق اور اپنے مطلوب کی طرف و حیاں رکھو تا اس بات کہ یکہ کہ میں حقیر و ضعیف ہوں یہ سنا سبیلہ کا عشق کہ ہو تو تو شریف و اشراف المخلوقات سے ہر اپنی ہمت کو غور کر ہمت ہو تو جس مال میں ہو اگر اسکو ڈھونڈھے جاوے رشتہ لب بود کے ہیشہ پانی کی جستجو کہ جس جب تو تشنہ لب بیگا تو سی تشنہ لبی تیرے لیے گواہ بیگی کہ آفرض و تو سر شہید ہو چو بیگا او بیاراب ہو گا جانے کہ یہ خشک لبی تیری ہی پیغام ہو خود آب کی طرف تھکے کہ بظہن یہ اضطراب تیرا کھو جاوے پاس لا بیگا کسو اسطے کہ یہ طلبگار سی ہی فری مبارک ایک منبش ہو جو دل کو مطلوب کی طرف ہلانے جاتی ہو قرار پرندین جو طوقی اور راہ حق کے جو مانع ہیں انکی کشیدہ ہی طلب گنجی حلال مطلوبات کی ہو اسی سے سارے مطلوب حاصل ہوتے ہیں اور سپاہ و آیاتِ نعمت کے یہ طلبہ ہو جو شغل مرغِ صبح کے نغمہ مارا کے کپڑی ہو کہ اب کوئی دم میں خوب چھیل آتا ہو آفتاب ہو پیمان مراد آفتابِ حقیقی ہو اگر تیرے پاس ساز و سامان نہیں ہو تو نوحہ خدا کی راہ میں حاجت کسی سا ہو سامان کی نہیں ہو تو او میر ہو کہ طلبگار اسکا پائے اسکا یار بن اور اسکے سامنے ادب سے سر جھکاٹے رہ اسوا اسطے کہ طالبوں کے قرب سے آدمی طالب ہو جاتا ہو اور غلامیوں کے سایہ سے غالب اگر کسی مور نے طلبِ سلیمانی کی کی تو اسکو موزقیہ کھکے اسکی طلب میں سست سست نظر مت کرتے پاس جو کچھ مالی ہو اور جو پیشہ چاہتا ہو کیا اس میں پہلے سے طلب و فکر نہ تھی اسی طالب و فکر سے تو پایا اگر مور کو طلبِ سلیمانی کی ہو اور وہ پائے تو کیا عجب بات یہ تو ہو کہ اگر خزانہ کسی کو ملیجے تو نادہر ہو لیکن اگر طلب سے باز رہے اور نہ کرے تو قاصر ہی ٹھہر گیا ہو اسطے کہ منہ جس چیز کو ڈھونڈھا بیشک اسکو پایا بشرطیکہ جدا و طلب جو اور اس کے ساتھ جستجو اور کوشش کرے خوب سمجھ لے کہ جان تو نے کسی چیز کی طلب میں پاؤں رکھا پس اسکو پایا اور میر ہو گی بخون و خطر کچھ اہل ہی نہیں خبردار کیونکہ دم بھر بے طلب رہے تو جو کچھ چاہے وہ پائے جیسا کہ کہا ہو آخر جو بندہ یا بندہ ہو گرفتار میں غافل نہ و شائبہ ہو پس طلب میں چالاک ہو اور اسی سے کشو باب مقصود کی ڈھونڈو اور زیادہ کیا کہوں آگے اللہ خوب جانتا ہو اچھی طرح

حکایت اس شخص کی کہ حضرت داؤد کے وقت میں رات دن دعا کرتا تھا اور خدا سے  
برقِ حلال مانگتا تھا سرخ کب کے

قول آن کی در صمد داؤد نبی و نذر دہر دانا پیشِ مرغی + دین دعا میکرد و دائم کلامی خدا شوقی بے رنج روزی کن مرا

چون مرا تو آفریدی کاہلی دزم خوار سست جینی بلی + ہر جوان پشت ریش بر او + ہر سپاہان و کشتران تو ان ہنواؤ  
 کاہلم چون آفریدی اسی علی + روزیم وہ ہم درآہ کاہلی + کاہلم من سایہ خیم در وجود و فقیر اندر سایہ حسان وجود کاہلم  
 سایہ خسان را اگر + روزی ہنواؤہ طوح و کر + ہر کر ایاہست جوید روزی + ہر کر ایاہست کن ولسوزی مد رنق رنای  
 بسوی این جویں + ابر را باداں بسوی چرزمین + چون زمین را پایا باشد جو دو تو + ابر را اندر بسوی او دو تو طفل  
 چون پایا شد مادرش + آید ویزد و طیف بر سرش + روزی خواہم ناگہ فی مقب + کہ منام من ز کوشش جز طلب +  
 مدتی بسیار میگرددین دعا + روز تا شب شب ہر شب تا صبحی و خلق میزند بر گنہاراو + ہر طمع خامی و بر یکبارہ کہ چہ  
 میگوید عجب اسی سست ریش + یکسی وادست + ہنگ بی ہیش + راہ روزی کسب پنج ست و مقب + ہرگز این  
 نادر شد و ر شد عجب + ہر کر او پیشہ کواد و طلب مازہ کسب مقب + بارنج و تب + اطلبوا الارزاق من اسبابہا  
 او غلوا الاوطان من ابوابہا + شاہ و سلطان و رسول حق کمون + ہست و او و بی ذوفنون + ہست و فرمان  
 او و محش و طیر و ہرہی زمین اور ہست سیر و باچیان غری و نازی کاہل و رست + کہ گزشتش عنایتا می آید  
 معجزاتش بشمار و بسید و معجزاتش مدد اندر مدد + المعنی علی باہم تو انگر متقبل بالفتح کاہل و سست فرمان  
 ہین ایک شخص حضرت داؤد کے عہد میں ہر وانا و نادان کے سامنے یہ دعا کرتا تھا ہمیشہ کہ اجدا مجھ کو مالدار  
 بے رنج کے عطا فرما سیلے کہ تو نے مجھ کو زخم فوار اور سست حرکت اور کاہل پیدا کیا ہو چہر جو کہ ہے پشت  
 و ہیرا ہین اپنی توجہ گھولوں اور اوٹوں کا ٹکین لاؤنا چاہیے جب مجھ کو تو نے اس تو انگر و معنی کاہل پیدا کیا  
 تو مجھ کو روزی بھی اسی کاہلی کی راہ سے دے عین کاہل ہوں اور وجود میرا آرام طلب سایہ خیم  
 اور وہ سایہ بھی تر ہے ہی احسان وجود کا تو نے جو کاہل ہوں اور سایہ خیم کی ناصت آرام طلبی کی کی ہو تو انکی  
 روزی کی صورت بھی دوسری قسم پر کی ہو جس کے پانوں ہین وہ دوڑ جھپٹ کے اپنی روزی ڈھوڑھ لیتا ہو  
 اور جس کے پانوں نہیں ہین انکی ولسوزی تو کرتا رزق کو مجھ غلکین کی طرف دوڑاتا رہ جیسے بار باران ہر زمین  
 کی طرف دوڑاتا ہو اسیلے کہ زمین کے چپاٹوں نہیں ہین تو جو تیرا بر کو ورتا کر کے اسکی طرف دوڑاتا ہو  
 ایسے ہی بچ کے پانوں نہیں ہوتے خود مان اسکی اسکارا تب پہونچانے اس کے سر پر آتی ہو عین بھی ایسی ہی  
 روزی بچ و مقب چاہتا ہوں کہ یکایک مجھ کو ملتی رہے میں سوائے طلب کے اور کسی قسم کی کوشش  
 نہیں رکھتا اسی صل بہت مدت یہ دعا کرتا رہا دن رات اور صبح شام مخلوق اسکی باتوں پر ہنستی تھی اور  
 نیز اسکی طمع خام اور لرٹائی پر کہ خدا سے لڑتا ہو اور مقب سے کہتے کہ یہ احمق سست ریش کیا بکتا ہو یا کہ  
 کسی نے ہنگام بیوشی کی دیدی ہو روزی ملنے کی راہ تو کہ بے رنج و مقب ہو بے اس کے غیر ممکن اور اگر  
 بے اس کے ہو تو عجب ہو آئے کہ سیکو ایک پیشہ بنا دیا ہو اور طلب رزق کی دیدی ہو اور کہیدیا کہ اسی کسب

عقب اور رنج و تپ سے روزی کو خود بخود ہی اسباب اٹھنے کے ہیں جیسے گھروں میں آنے کی آواز دہکے  
 ہیں تمام شاہ و سلطان اور خود سول مقربان ہیں اپنے ہاتھوں سے کہ ہر مندرجہ ذیل کے فرمان میں وحش و طہرین  
 اور جنگی تمام زمین سیرگاہ ہو خواہ باعتبار رسالت خواہ بطاظ سلطنت اور کیسے عزت اور کیسے ناز و اعلیٰ  
 خدا کے نزدیک کہ جنگ و اندک کی عنایتوں نے چھالیا ہوا اور سب متعینی کیا ہو تجارت ان کے بے گنتی ہیشمار موج  
 رحمت الہی کی جلی مدد و مدد کہ ایک کی دوسری آئی تیسری آئی اور علیٰ ہذا قولہ پچیس اخذ و آدم تا کنون  
 کی ہرست آواہن چمن ارغنون کو بہر وعطی میر اندوایت مادی را صوت خوش کردیت و شیر و آب و جمع  
 گرد و آفران و سوی تذکیرش منظر این ازان کوہ و درخان ہم رساں بادش + ہر دو اندر وقت دعوت  
 عمرش + این و صد چندان مر اور ہجرات و نور و پیش بے جہات و در جہات + باہم تکیں خدا روزی او + کرد و ہشت  
 بستہ اند چو توبی زندہ بانی و رنجی و ریش + می نیاید باہم پیرویش + اینچنین مخدول و پس ماندہ و خانہ کندہ دون گرد  
 راندہ اینچنین ہر معجزہ کہ او بکنج بایہ مار و پایش خود ز آفتی خواہد کہ ہر بخش زود و بی تجارت پر کند اس ز سود ہیشمین  
 گنجی نیاید و جہان کہ بر آید ہر فلک بانی و زبان + این ہی گفتش تہذیب دیگر + کہ سیدش روزی و آب و شیر و زان چنبدیم  
 مار اہم بدہ و زدنچینیابی ہر ای سالار و دہ + او ازین شینع مردم و نفوس + کم نیکو را ز دعا و چا پوس + نہا کہ شد  
 مشہور و مشہور و مشہور کوزا بنان تہی جو ہر پیرویش شد مثل در خام طمی ان گدا + او ازین خواہش نمی آمد جدا + کم نیکو  
 از دعا و اہتہال + کرد و اجابت مستعان و دعا بجلال + دگر گران و گرشا بندہ بود + عاقبت جو بندہ یا بندہ بود +  
 و معنی آخون آرخن آرخون ہر یک مختلف ارغنون نام ساز وضع کردہ افلاطون تذکیر و عطا کننا مختلف  
 عقلت کنندہ سائل ہر امان و ہر زبان شہیر ہنچ مشہور اہتہال تشریح و زاری یہ آشا را ہی حضرت کی صفت  
 میں ہیں جو لو کہ کہتے تھے کہ حضرت آدم کے وقت سے اب تک کسکی ایسی آواز مثل ارغنون کے ہوئی ہو سکے  
 سوز و درد سے آدمیوں کو یہ حال کہ عطا کے وقت سیکڑوں مرجاتے ہیں پھر کسکی آواز ایسی ہو جو آدمی کو  
 نیت کرے جب کام و عطا اوسکے شیر و آب کھٹے ہوتے ہیں اسوقت میں ہر صفت مخالفت کے شیر سے آہو  
 آہو سے شیر دون غافل و ہنچہ ہوتے ہیں پہاڑ زمین سب انکے دم کے ہم رساں ہوتے ہیں ای ہر زبان لینے  
 جو کہ کہتے ہیں وہی کہہ مرغتے ہیں اور جب وہ دعوت دین کی کرتے ہیں یہ انکے محرم ہوتے ہیں تہی اہل  
 یہ جو بیان کیا گیا یہ اور ایسے سو گئے تو انکے معجزات اور انکے سوا اور انکی صورت کا جو بے جہات ہو اور رہتا  
 بے جہات اس سبب + کہ + نور انہی سے ہو جو بے جہات ہو اور رہتا اس وجہ سے کہ دنیا میں ہر خوشی  
 ہر بچہ انکی حیات الہی نے با صفت اس تہہ کے روزی جو سے متعلق کی ہو تو اور کیا چاہا چہ بے زرہ بانی اور رنج  
 روزی کے انکو ہی روزی میں ملتی تھی باوجود انکی پیروزی کے اور یہ مخدول پس ماندہ خانہ مریا و چہیز فلک



نکالا اور بخت چاہے کہ کین خزانہ پادشاه اور میرا پانوں میں جس جگہ سے چاہتا ہو کہ برکت  
 کسی بچ کے بخت پٹ بے تجارت دامن سو سے بھریوں ایسا خزانہ تو جہان میں نہیں ہو بھلا بے زبان  
 کون آسان پر چڑھ سکتا ہو کوئی شہر سے کتنا کہ لے یہ نہ ہو کہ یہ تیری روزی ہو اور تیرے واسطے بشارت ہو  
 تو بہت خوش ہوتا اور ہنسے کتنا کہ مجھے کو دیدے اور جو کچھ خفہ سردار دہ سے پایا کرے ہلکے بھی دیا اگر گھر اس مستحو  
 استنار سے اپنی دعا و خوشامدین کی نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ شہر میں معروف و مشہور ہو گیا کہ فلان خالی  
 انبان سے بیڑہ ڈھونڈ رہا تھا ہوا آتیاں مراد غلامان وغیرہ سے عرض یہ گدا تمام شہر میں خام طبعی میں مثل ہو گیا  
 خام طبعوں کو اس سے مثال دیتے تھے لیکن وہ اس خواہش سے جدا نہیں ہوتا تھا جیسی دعا و زاری  
 کیا کرتا تھا ویسی ہی کرتا ہوا ذرا نگہا آخر اسکی دعا حضرت ستان خدا کمال نے قبول کی شعور یہ قول  
 سوا نامہ کا ہو کہ اگر گران ہو بیٹے بھاری کہل نہیں سکتا یا شاہ بندہ مگر ہوئے جو بندہ بیشک یا بندہ ہوگا  
 دوڑنا گاؤں کا کھرمین اس دعا کرنے والے زاری کے کسو اسٹے کہ دعا کنندہ میرے حال  
 ہو حق تعالیٰ سے پس الحاج سائل کا اسکے سوال سے بہتر ہو قال انہی صلی اللہ علیہ وسلم  
 ان اللہ یحب المؤمنین فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے الحاج کہ خواہو  
 قولہ تاکہ روزی ناگمان در چاشنگاہ و این دعا میکرو بازاری و آہ ناگمان در خاندان اش گاوی و دیدہ شلخ  
 زوہنگست در بند و کلیہ گاؤں گستاخ اندران خاندان بخت و مرد بخت و قوا انہما شبت و پس گلوئی گاؤں  
 بریدہ انزان و بی توقفت بی تامل بی امان و چون سرش بر پیشد سوی قصاب تھا ابابش بر کند و رو شمشابہ  
 اسی تھا خدا گروہ و چون جنین و چون تقاضا کی تمام دین و سہل گردان رہنا توفیق دہیہ تھا خدا  
 سہل برآمدہ و چون زلف تقاضا میکشی و زرخیش در سراشی شاہ غنی و بی توقف و قافیہ شام و سحر نہر  
 کی دارد کہ آید در نظر و نظم تجنیس قوافی اسی علیم و بندہ امر توانا از ترشیم چون سن کر وہ ہر چیز امانت بی تیز و تہیز  
 ہر کی تیج بر نوع و گرد و گرد و احوال ان میں خبر آدمی منکر تیج جواد و ان جواد و عبادات و ستاد و معنی  
 آہاب بکسر و پست حیوان فرماتے ہیں ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ یہ دو بہر کو وقت بہ آہ و زاری دعا کرتا تھا  
 کہ آگاہ اسکے خاندان ایک گاہے دوڑ کے آئی اور سینک مار کے گواڑ توڑ دیے کہ دروازہ کھلیا گویا  
 وہ سینک کش و در کا کلیہ تھا جس گاہے گھر کے اندر گھس کر آئے چھپ کے اسکے ہاتھ پانوں باندھے اور  
 فوراً اسکا کلا کاٹ ڈالا ذرا توقف و تامل دیکھا اور مطلق امان ندی جب سر کاٹ چکا تو قصاب کے پاس  
 گیا کہ جلدی سے اسکا پوست اڈھڑوے اب مقولات مولانا مگر کے چہن فرماتے ہیں کہ اسی تھا خدا گر  
 باطن کے تو ہمہر مثل نہیں کے جو اپنے خروج کی واسطے تھا ضاحت دروزہ کا ماور پر رکھتا ہے تقاضا تمام دین کا



۱۱۸  
 ہوتن معرفت شمع شوی مولوی دام  
 کر رہا ہو کیسے کر رہا ہو اتنا مہین سے مراد عبادت کامل یا عشق ہوا سطلے کہ راہ کلک کو فی رہنجامدہ کار یا تو اس  
 راہ کو سہل کر دے اور رہنما و مددگار ہو یا تھا چھوڑ دے یہ تکلیف چہرست رکھ خوب جانتا ہو کہ ہم مفلس ہیں  
 ہم مفلس سے تھا ضرر کا کیا تو ماہ و شاہی اول اسکو ضعیفہ دیدے پھر تھا ضاکر تا وہ دے سکے  
 ایک ذرا سی بات ہو کہ یہ نظم و قوافی کو صبح و شام ہم باندھتے رہتے ہیں انکا یہ دہرہ کب ہو جو کسی  
 نظم میں آئین علیٰ خان نظم جنسین قوافی یا عظیم سیرے بندہ حکم کے ہیں تیرے ترس ہم سے مفقود کیا جو  
 خلافت امر کر سکیں اور کیسکو نظر آئیں تو نے ہر کسی کو سچا خیر خواہ بنایا ہو چاہے کوئی بے تیز و تاشا  
 سے ہو یا بے با تیز سے اور ایک کی تیج دوسری قسم کی کہ سب اپنی اپنی تیج کرتے ہیں اور ایک دوسرے  
 کے مال سے خیر آدھی جاد کی تیج کا منکر ہو اور حال یہ کہ وہ جاد اپنی اپنی عبادت میں استاد قوالہ  
 بلکہ رفقا و دو دولت ہر کی بے نیاز کی گزرا اندر شکی، چون دونوں ناطق را احوال جہد گزشتہ آگہ چون بود دیوار  
 و درہ چون من از تیج ناطق غافلہ چون بہ اندر سچہ صامت دلم ہست سنی را یکی تیج خاص چہرست جبری  
 صدرا آن در خاص سنی از تیج جبری خیر جبری از تیج سنی بی اثر ہد این ہو گیا کہ او ضاکر گم ہو خیر از حال وہ  
 و اہم رقم وہ ان ہو گیا کہ این، اچہ خبر جنگ شان افگندہ زردان از قدرہ گوہر ہر یک ہو یا ایسکندہ منس از رہن  
 پیدا ایسکندہ قدر از لطف دانہ ہر کسی بد خواہ نادان خواہ دانایا ضعیفہ لطفی قدر رہنماں شدہ و یا کہ قری  
 و ردول لطف آمدہ و کم کسی و اندر کرتائی کیش بود ردول محاک اجائی و باقیان زین و کانی محی بر بندہ  
 سوی لاندہ نو دیک پر پی پرندہ لہنی فراتے ہیں جادات ہی پر کیا تو قوت بہتر فرتے جو اہل اسلام کے  
 ہیں ہر ایک ہر ایک سے خیر اور شک میں چہرست ناطق ناطق کا حال نہیں جانتا تو دور و دیوار سے کیسے آگاہ  
 چہ ظاہر کہ ہر گاہ ہم تیج ناطق سے غافل ہیں تو صامت کی تیج ہمارا دل کیا جانے اب دیکھو سنی کی تو  
 ایک تیج خاص جہاد ہو اور جبری جہد کو جاکتا ہو اسکی گزیر گاہ جہاد اگر سنی تیج جبری سے خیر ہو اور جبری سنی  
 کی تیج سے بے اثر ہو تو کہتا ہو کہ وہ گمراہ اور بہکا ہوا ہو اور اسکے حال اور اہم رقم سے خیر کہ یہ بھی اسی کے  
 امر کا اٹھایا ہوا ہو اور وہ کہتا ہو کہ اسکو کیا خبر وہ خون میں حضرت بزوان نے قضا و قدر سے لڑائی ڈال  
 دی اس صورت میں گوہر غفل ہر ایک کی ظاہر کرتا ہو اور زنا جنس سے جنس کو پیدا کرتا ہو کہ مفلس ہو یہ جہاد  
 قدر و لطف میں تو دانا ہر دانا و نانا یا نازنا چیز سب تیز کر سکتے ہیں کہ یہ قدر یہ لطف ہی لیکن جس لطف میں  
 تیز چاہا ہو یا جس قدر میں لطف پوشیدہ اسکو کوئی نہیں جانتا مگر وہی جو ربانی ہو کہ واسطے کہ وہ اپنے دل میں  
 کہ کوئی کیا سہوئی کہ ایک عمدہ جان ہو جس جو لوگ باقی ہیں یعنی عاشق حیات جاد وانی والے ان  
 ارواح کے جگہوں سے جہاد ہو یا ایک پر سے جو توحید پر اڑنے لپٹے تھانہ کو پہونچے ہیں جس شانہ سے یہاں آئے تھے

## اس بیان میں کہ علم کے دو پرہیز اور کمال کا ایک پیر

قولہ مرغ یک پر زود افتد مرغوں ، باز پر تو کو گامی یا فزون ، فی فتنی نیز آن مرغ گمان ، یا سیکے پر  
 بر امید آشیان ، چون وطن و ارست علمش رو نمود و شد و پر آن مرغ و پر با و انشود و بعد از ان پیشی سویا تقیم  
 فی علی و جبکہ او تقیم ، باد پر برمی پر چون جبریل بیگان و بی غلغلی قاتل و قیل ، مگر ہر عالم بگویش قوی ، برد و  
 ہر دوان و دین ستوی ، او نگر و گرہ تراز گفت شان ، جان طاقی او نگر و جفت شان ، و ہر گویہ او را گلہی کو  
 پنداری و تو پر گہمی ، او نقتد و رگمان از طعن شان ، او نگر و و روت از طعن شان ، بلکہ گردیا و کوہ آگ جفت  
 گویش با گری ہادی و جفت پیچ یک ذرہ نیاید و خیال ، مطمئن و موقن و بی احتیال بمعنی فراتے ہیں کہ  
 مرغ ایک پر یعنی ایک باز و والا جلدی او نہ ہا گرتا ہو پھر گر کے و ایک قدم یا زوہ اڑتا ہو پھر گرتا ہو  
 پھر اٹھتا ہو اس امید پر کہ آشیان تک پہنچ جاؤں اور یہ مرغ یک پر گمان ہو جبکہ وہی اس نمن سے چھوٹ گیا  
 اور علم نے اس کو اپنی صورت دکھائی تو وہ دو پر ہو گیا اور پر پرواز کے لیے کھولے پھر تو برابر سیدھی راہ  
 چلا جاتا ہو جیسے کہ فرمایا سویا علی ہر اس تقیم یعنی برابر اس تقیم پر چلا جائیگا ، ایسا جیسا کہ کہا ہو علی و جبکہ اپنے  
 اگر گر پڑے او نہ مٹے نہ یا جیسے بیار کہ چل نہیں سکتا بلکہ وہ دونوں پر وں سے چل چھوٹ کے اڑتا ہو اب گمان نہ نکر  
 اور حال قیل یعنی سخت و تکرار سے پاک ہو آپ اسکا یہ حال کہ اگر تمام جہان کے کہ وہ شخص تو ہی ہو جو  
 راہ یزدان پر ہو اور دین رست پر تو سنگی جان جو ان لوگوں سے طاق و مبادا ہو کبھی جفت انگلی نہوگی یعنی  
 کبھی خوش نہوگی اور جو سب یہ کہیں کہ تو گراہ ہو ہر چند آپ کو کوہ ہا نہا ہو مگر برگ کاہ بھی نہیں تو اس طعن و  
 بد گوئی سے بھی انکی وہ در و در ہو کا طعن نہ ب نیزہ بلکہ اگر کوہ و دریا گفت و کلام میں آجائیں اور وقت  
 مکالمہ کی پا کر اس سے کہیں کہ تو بار و جفت گراہی کا ہو وہ ذرہ بھراں کے خیال میں نہ پڑ گیا اور بخوبی  
 مطمئن اور یاقین اور بے احتیال ہی رہ گیا کیونکہ علم لہ مقین سے بہرہ یاب ہو چکا ہو

رنجور ہو نا آدمی کا جو ہم عظیم خلق اور رغبت شریعت کی ہر طرف اور حکایت کو مکوں کے معلم کی

قولہ کو دکان مکتبی از ادب و شایع دیدند و ملال و اجتناب و مشورت گردند در توقیع کا رہتا معلم و زفتہ و ضابطہ  
 چون مئی آید و را رنجوری ، کہ گریہ و چند روزہ و دوری ہمارا ہم از جس از تنگی کار ، ہست او چون کوہ خارا بر قر  
 ان کی میرک ترین بر کر و دیکھو یا ہا ہا چونی تو ز و دیر باشد رنگ تو بر جانی غیت ، این اثر یا از ہوا یا از تپے  
 اندکی اندر خیال فتنہ ازین ، تو ہر اور ہم مدد کن نہنیں ، چون در آئی از در کتب کو پذیر باشد دوستا احوال تو  
 آن خیالش اندکی فزون شود ، کہ خیال عاقلی مجنونی شود ، ان سوم و ان چارم و پنجم چہین ، و در پی ماغم نمایند و چنین  
 تا چوسی کو دکان تو از این خبر متفق گوید یا بہت قدر ہر کی گفتش کہ شاہ باش امی زکی ، باد و بخت بہ عنایت متکی ،

متفق گشتہ در علم متفق کہ نکر و اندام متفق را ایک متفق بعد از آن سو گند و او را و عبادت تا کہ نماز سے نگو میا جلا  
معنی مکتب کے لڑا کون نے جو استاد سے ملال و رنج اور اجتہاد بہت سا دیکھا تو با خود مشورہ کیا کہ کسی طرح  
معلم اضطراب میں پڑ جائے جو متوقف و درنگ اس کام میں پڑے کام بند ہو جائے یہ علم تو کبھی جاری بھی نہیں ہوتا  
کہ پندرہ روز کو تو مجھے الگ ہو جائے تو ہم قید اور اسکے تنگ کرنے سے چھوٹ جائیں یہ تو کوہ غار کا سطح  
ہر وقت جمائی رہتا ہو انہیں ایک زیرک تر تھا اس نے یہ تدبیر کی کہ میں کموں امی استاد تم زبرد کیوں ہو گئے  
خیر جو تھا رازنگ کیوں اڑا ہوا ہو منور یا تو ہو گا غفلت جو یا کسی پت کا میرے کہنے سے کچھ تھوڑا اس خیال میں  
پڑ جائیگا پھر دوسرے سے کہا اچھا کی تو اسی کی مدد کیجیو یعنی دروازہ سے مکتب میں جھپٹتے ہی کہنا خیر ہوا  
استاد و تھا رازنگ حال ہوتے کہنے سے وہ خیال تھوڑے سے بہت ہو جائیگا کسواٹے کہ خیال ہی سے  
عاطل ہوا نہ ہو جلتے ہیں تجرید اور چوتھا پانچواں ہمارے کہنے کے بعد غم و مالہ طاری ہر کرین میں جب متفق  
گروہ کے متواتر متفق یہ خبر کہنے کے بعد وہ بھی جم جائیگی ہر لڑکے نے اسکو شاباش کر کے کہا کہ کیا کہنا ہو اسخو کی  
تو نے خوب سوچا خدا کرے تیرا نصیب سبکی عنایت پر ہمیشہ تنگی رہے تیرے بابر گروہ میں مضبوط کیا کہ کوئی  
رضیق اس عہد سے بدلے نہیں متفق ہو کے ایسا ہی کریں بد اسکے اسنے لڑکوں کو قسم دی کہ تا کوئی غلطی نہ کھائے  
اس بیان میں کہ عقلیں مخلوق کی اصل فطرت میں متفاوت ہیں اور معتزلہ کے نزدیک  
مساوی اور تفاوت عقول کا بسبب علم کے ہو

قولہ یہی آن کو کہ پھر ہزار ہہ عقل اور بیش میرت از مرہ آن تفاوت بہت عقل بشر کہ میاں ہوا  
اندھوہ ازین قبل فرمود احمد و مقالہ و زبان بہان بود حسن چال و اختلاف عقلماء و اصل بود و ہر دو  
سنیان بایر شوزد بہ خلاف قول اہل اقلہ کہ عقل از اصل دارند اعتدال و تجربہ تعلیم بشر کہ کند ہا یک  
دو کی اعلم کند باطل ستاین زانکہ راسی کو دلی کہ خدا و تجربہ و در کم سن و بگذر و زاندریشہ مردان کار و عاجزایہ  
کارشان در منظر بار و میداندیشہ زان طفل خرد پیر یا صد تجربہ ہوئی خود و خوف و فزون آن کہ کہ آن فطرت  
ما زافرونی کہ جہد و فکر فطرت ہو گو وادہ خدا بہتر بود یا کہ لنگی را ہوا زانہ رو و لہ معنی فراتے ہیں و کھوہ اس  
لڑکے کی سب کی رائے پر غالب پڑی کہ عقل اسکی پیشوا اس کا کہ عقلوں کی تھی آدمی کی عقل میں یا ایسا  
فرق جو جیسے مشقون کی صورتوں میں ہوتا ہو کوئی کم کوئی زیادہ اسی سبب حضرت احمد نے فرمایا ہو کہ  
آدمی اپنی زبان میں چھپا ہوتا ہو حسن و قبح اسکا جس معلوم ہوتا ہو کہ جب وہ کچھ زبان سے کہتا ہو جس اختلاف  
عقلوں کا اصل ہی سے چلا آتا ہو اسی کے موافق قول سنون کا ہو اسی کو سننا ماننا چاہیے برخلاف قول  
معتزلہ کے وہ کہتے ہیں کہ عقلیں اصل میں سب کلی برابر ہیں لیکن تجربہ و تعلیم سے کم و بیش ہوتی ہیں اسی سبب

ایک دوسرا ایک دوسرے سے اعلم و انا تر ہو جاتا ہو مولا فرماتے ہیں یہ قول باطل ہے اگر بارہویوں  
اور تجروہ سے کم و بیش ہوتیں تو اس لڑکے کی رائے یہی کیوں ہوتی جو کم سن ہو اور نا تجربہ کار جسکی ہنر  
مردان کا رہے بڑھ گئی آسنے اپنے معاملہ میں ایسی بات سوچی کہ تجربہ کا بھی نسوج سکے اور مضطر اس میں ہر کے  
عاف ہوئے ایسا اندیشہ اس طفل خرد سے پیدا ہوا کہ بڑھنے باوصف سیکڑوں تجربوں کے اسکی بوجھ  
یہ سونگھی اور جو قلم و تجربہ سے بڑھتا ہو تو وہ افزونی بھی وہی اچھی جو بقتضاے اہل فطرت کے ہر نہ وہ افزونی  
کہ جہد و فکر سے ہر اسیلے کہ وہی کو کسی کب پہنچ سکتا ہوئے تو ہی تباہ و چال کہ خدا داد ہو وہ اچھی یا لنگڑا  
اچھی چال والوں کی طرح چلے وہ اچھا اختلاف شرح بحر العلوم میں کم سنی کو مسکی کی شکل لکھا ہو میں نے  
تو ہکو کم سنی سمجھا ہو سو لکھ دیا ہو

### دہم میں ڈالنا لڑکوں کا استاد کو مکر سے

قولہ روزگشت و آمدن کان کو دوکان بربر میں فکرت بکشت شادان جملہ استاد بد بیرون منتظر تا در آید اول  
آن یار مصر و انکھ منبع او برست این ماسی را دسرام آمد ہمیشہ پامی را اسی مقلد تو جو پیشی بران کو بود  
منبع ز نوا آسان و اور آمد گفت استاد اسلام و غیر باشد رنگ رویت زرو قام و گفت استاد نیست  
رہنی مراد تو بر فیشنگو یادہ طلاء نفی کرد اما غبار و ہم بد اند کی اندر دیش ناگاہ زد و اندر آمد و مگر گشت  
وینچین بد اند کی آن دہم افزون شد برین ہمچنین تا دہم او قوت گرفت و ماندا نہ حال خود پس در گفت  
المنی حصر بقیم کسی کام پر کھڑا ہونے والا فرماتے ہیں جب دن ہوا لڑکے اسی فکر میں خوش خوش کت کو  
آئے اور سب باہر نظر کھڑے ہوئے تو وہ پہلایا جو اس کام پر کھڑا ہوا ہو آجاسے اس سبب سے کہ یہ چشمہ  
کھالا ہوا اسیکی رائے کا تھا جیسے ہمیشہ پاٹوں کا امام سر جواب فرماتے ہیں اسی مقلد تو جو پیشی امام پرست ہونے  
کہ وہ چشمہ نوا آسان کا ہوا و نیزے پاٹوں کتنے جس ہی لڑکا آیا استاد کو سلام کر کے بولا خیر ہو تمہارا رنگ رو  
کیون زرد ہو استاد نے جھڑک کے کہا جا اپنی جگہ بیٹھ ہو وہ مت بک مچھکو کوئی رنج نہیں ہو اگر چہ اسکے قول کی  
نفی تو کی لیکن غبار دہم بدکا بھی قدرے ال پر پڑا پھر دوسرا آیا آسنے بھی ایسے ہی کہا اب اسکا کہنا اس  
دہم پر اور پڑھا غرض ایسی ہی یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ دہم خوب قوت پکڑ گیا اب تو اسٹاپنے حال میں  
متعجب حیران ہوئے کہ یہ کیا بات ہو چلا کلمہ تہنید و دھر کا ہے

### ارنجور ہونا فرعون کا بسبب ہم کے قیظیم مخلوق سے

قولہ سجدہ خلق از زنج از طفل و مرد و زود فرعون ارنجور کر دگشتن ہر یک خداوند و ملک و چنان کن و شرف و ہمہ نیک  
کہ بد عوی آئی شد و لیر اند و گشت و ہمیشہ بیچ سیر عقل جزوی آفتش و ہمت وطن و ز نکر و دیلیات شد و را و

ہر زمین گرنے کو نہ رہی بود + آدمی بی وہم و ہنس میرود + بر سر دیوار عالی گریوی + گر و گز عیش شود کفر می شود +  
 بلکہ می آتی ذکر دول وہم + ترس و ہراس + انکو بنگر ہنم + معنی فرماتے ہیں دیکھو اس نہم ہی سے دل فرعون کا بچو  
 ہوا جب مخلوق کیا زن اور کیا مرد اور کیا بچے سجدہ کرنے لگے پس اس وہم سے کہ میں ایسا ہی ہوں دل اسکا  
 رہو رہو گیا ہر طرف سے خداوند و ملک سن شکے ایسا وہم میں نہ ملک ہوا کہ دعویٰ خدائی پر ولی ہو گیا اور  
 بھی اس قدر کہ اثر دیا گیا اس دعویٰ سے یہ ہی نہیں ہوتا تھا اب فرماتے ہیں ایک تو اسکی عقل جزوی  
 اور اسی نہ کلی اس پر آفت وہم وطن کی اور خود اس عقل کا ظلمت میں وطن پھر ایسی عقل کو نیک و بد کیا سوچے  
 ظلمت سے مرا وہم دیکھو یہ وہم ایسی چیز ہو کہ اگر زمین پر آوے گزراہ ہو تو آدمی اس پر خوبی چل سکتا ہو اور نہ  
 ہو کہ پھر گیا اور اگر کوئی دیوار بلند ہو اور وہ گزراہ اسکا عرض تب بھی اس پر چل سکیگا ٹیڑھا ہو ہو جائیگا بلکہ وہم  
 ایسا دل کا بننے لگیگا کہ گری پڑ گیا پس اب تو وہم کے خون کو اچھی طرح فور کے سمجھئے اختلاف شرح بحر اودم  
 ترس و ہراسی اختلاف لکھا ہو میری دانست میں عطا صبیح نہیں ہوا سو اسطے کہ وہ ترس ہی کا ہی ترس علی

### بیچارہ چوچانا آستانہ معلم کا وہم و خیال سے

قول گشت آستانہ سست از وہم و ہیم + بر جیدوی کشا نیداد کلیم خشکین بازن کہ مہر اوست سست ہن  
 بین عالم نیسید اوخت + خود مرا آگہ کرد از رنگ من + قصد دار تار ہزار رنگ من + او سخن جلوہ خودست  
 گشت + بیخبر کہ نام من افتاد پشت + آمد و در را بہندی بر کشا و کوکان اندر پی آن او ستاد + گفت زن  
 اخیرست چون زود آمدی + کہ مبادا ذات نیکیت را بدی + گفت کوری رنگ و حال من بین + از غم گیا کجا  
 اندر زمین + قہر و نغانہ از بغض و نفاق + می بینی حال من از احراق + گفت زن + ایچوچاہ + نمی نیست  
 وہم وطن لاش بی معینست + گفت ایچوچاہ + نہی در کج + می بینی در تغیر و ارتجاج + کہ تو کوہ کرشدی مارا چہ  
 جرم + مارین بنجیم و در اندوہ کرم + گفت + ایچوچاہ + بیارم آئینہ + تا بدانی کہ در ارم من گنہ + گفت + رور و چہ تو  
 چہ آئینہ ات + دوا کشا و بغض و کین + و غمت + جاسہ خواب مرا و گستران + تا بنجیم کہ من شد گران +  
 زن قوتف کرد و موش باہگ زوہمکای عدوز و ترزا این می نزد + معنی آخر اقل سوختہ ہونا لاش  
 مخففت لاش + باضم زن فاشہ کج + بفتح اول ستیرہ + ارتجاج + بالکسر زید + کرم + باضم اندوہ + غمت  
 بفتح تین گنہ + و فساد + الحی اصل وہ وہم ایسا قوی ہو کہ آستانہ وہم و خون سے نہایت سست ہو گیا اور  
 نور آئینہ کے کل اوڑھ لیا اب جو پر نہایت خفا کہ اسکو مجھے فراموش نہیں ہو کہ میں اس حال کو پہنچا  
 اسنے پہلے مجھے نہ کہا اور میرے بغیر سے مجھکو آگاہ کیا وہ تو چاہتی ہو کہ کیس طرح میرے رنگ سے  
 جھوٹ جائے اسے کیا پرواہ اپنے حسن و جلوہ میں مت ہو میری اسکو کیا خبر نہایت کہ اب ظاہر ہوا



ہو گیا ایسا کہ لوگوں نے پہچانا لکھتے کہتے سے گھر کو آیا اور مارے غصہ کے پڑے زور سے دروازہ کھولا اور لڑکے جو ان استاد کے استاد تھے پیچھے پیچھے عورت نے دیکھ کر کہا فیہو آج تم کیسے جلدی چلے آئے تھے تمھاری ذات کو ہر ربائی سے محفوظ رکھے کہا کیا تو اندھی ہو میرا حال نہیں دیکھتی ہاں تجھ کو میرا غم ہی کیا تو تو غیروں کے غم میں غمرہ ہو رہی ہو تو گھر میں موجود اور وہ جو تیرے دل میں بغض و نفاق ہو اس کے لئے میرا حال کب دیکھتی ہو کہ میں احرار میں مبتلا ہوں عورت نے کہا ایسا جو تجھ کو کچھ رنج و بیماری نہیں ہو تیرا وہم و گمان محض لاشعرا و مجنی ہو کہا او فاشہ تو ابھی تک اسی ستیز و لجاج میں ہو نہ میرے غیر حال کو دیکھتی ہو نہ کانپنے کو بس اگر تو اندھی بہری ہو گئی ہو تو میری کیا خطا کہ میں تو اس رنج و اندوہ سخت میں آلودہ ہوں عورت نے کہا ایسا جو میں آئینہ لاؤں تو اپنی صورت دیکھ تو جانے کہ میرا کوئی گناہ نہیں کہا جا چلی جا تو کیا اور تیرا آئینہ کیا تو ہمیشہ مجھے بغض و کینہ اور فساد ہی کرتی ملی آئی ہو جا میرا کچھ نا کچھا دے تا میں سو رہوں کہ میرا سر بھاری ہو رہا ہو عورت نے فراتوقف کیا یہ بیاختہ اسپر چلا پڑا کہ او دشمن جلدی کچھا اسوقت بھی یہ پائین تیرے لائق و زیبا ہیں الخلاف شرح میں سخت دست بوا و عطف ایسے ہی ظن و لاش میں واو لکھ پڑ

میری دانست میں دونوں نہیں چاہیں قتال

بستر پر چڑھنا اتنا دکا اور کراہنا بچو یکے دوسرے سے

قولہ جامہ خواب دور و گستر آن عجز بہ گفت ہکان فی و باطن پرز سوزہ گر گویم تلک دار در و در گویم جد شود این ماجرا قال بدر بخور گر و اندہی - آوی را کہ نو بختش غنی - قول غیر قبولہ یغضوا - ان تمار رستم کہ نیا تخرنوبا - گر گویم او خیالی بر زند فعل در وزن کہ خلوت میکنہ - مر از خانہ بیرون میکنہ - فبشری فعل افسون میکنہ - جامہ خواب با نکلند و تہا تو تہا - آہ آہ و نالہ از وی می بزاوہ کو و کان آسناشتہ سند و سنان - دوسر میخیزانند با صد اندہان - کانیمنہ کر ویم و ما زندہ ایمیم بدبنائی بود و ما بدر باہیم - ہین و گر اندیشہ باید نمود - تا ازین محنت فرج یابیم - زد و دہی - حبیب یہ عورت پر چلا یا تو نہ پیا اس پڑھیا نے کچھ نالا کے کچھا دیا اور دل میں کہا کہ مجھ کو بولنے تو دنیا نہیں مگر کیا کروں دل میرا جمل - با - اگر گشتی ہوں تو مجھ کو تہمت لگا چکا اور اگر نہیں گشتی ہوں تو خوف کرتی ہوں کہ یہ معاملہ کہیں ہزل سے جد نہو جائے یعنی سچ بیار ہو جائے اسلئے کہ قال بدر بخوری کی رنجور کردیتی ہو کہ اچھا چنگا بیغم ہو اور بیار بنے جیسا کہ حضرت پیغمبر کا قول ہو چکا مانا ہمہ فرض ہو کہ اگر زبردستی بیار ہو گئے تو ہمارے نزدیک بھی بیار ہو جاو گے بس اگر گشتی ہوں تو فوراً ہی خیال کر گیا کہ فعل اسکا خلوت کیواسطے ہو خاص مجھ کو اسی غرض کے لیے گھر سے نکالی کہ بدکاری میں مشغول ہو یہ سارے فعل و فہون اسواسطے ہین چھو رہو کے اُسے کچھ نا کچھا دیا اب استاد اسپر پڑ گئے آہ آہ اور نالے مئے پیدا ہونے لگے لڑکے سب وہیں بیٹھے اور بڑے اندوہ کے ساتھ دل ہی لپیٹ

سین پڑھنے لگے اور اندوہ یہ کہ سب کچھ تو ہم نے کیا کر رہے ویسے ہی قیدی یہ بنیاد اپنی دھنی بڑی بنیاد  
ہم نے ڈالی خبردار ہو کوئی اور تیر کا لانا چاہیے تو اس محنت سے کٹھن حاصل ہو

دوسری بار وہ من ڈالنا آتا کہ کو کو کہ اسکو قرآن پڑھنے سے دوسرے پڑھتا ہی اور صدراع ہوا  
تو کہ گفت آن کو کو کہ اسی قوم سپند ورس خوانید و گنید او بلند و چون ہی خواند گشت اسی کو دوکان بہانگ  
اشاوراوارواریان و دوسرا فراید اشاورا زبانگ و مارواریان کو دروید بہر دانگ و گفت اشاورا بہت میگویہ رقت  
دوسرا فرودن خدم ہیون شویہ سجدہ کر دند و گفت اسی کریم و دروید او از تور بخوری و ہم پس ہیون بستند سو  
خانہ ہمچو مخان در ہوا ای دانہا المعنی پھر اسی لاشکے نے کہا کہ اسی قوم سپند خوب زور سے چلا چلا کے  
سبق پڑھو جب وہ چلائے لگے تو کہا اسی لڑکویہ آواز ہائے استاد کو نقصان پہنچا گئی کہ استاد کا دوسر  
بڑھا گئی پھر کب لائق ہو کہ ایک ایک دانگ ہم سے پانے اور اُسکے واسطے ایسا درو اٹھائے آتا ہے  
نیکے کیا سچ کہتا ہی جاؤ محل جاؤ یہ اور دوسر بھی پڑھ کیا سب اسکو سجدہ کے کہا احو کر یہ خدا تجھے بخوری و  
ہم دور رکھے تو نے خوب چھڑا یا جس جان سے محل کے اپنے اپنے گھروں کو پہلے گئے جیسے مرغ دانہ کے  
شوق بین او دھڑا دھڑا کرتے پھرتے ہیں

### خلاص پانا لڑکوں کا کتب سے بسبب اس کے اور پوچھنا مادر و نکا

قولہ مادران شان خشکین گشتند و گفت و روز کتاب و شتابا لموجفت و وقت تحصیل است اکنون و شتاب  
بیکر زید از کتاب و او شتاب و دراز دند کا ہی مادر تو بایست و این گنہ از ما و از قصیریت و از قضای آسان  
اشاورا و گشت رنج و سقیم و مبتلا مادران گفتند مکرست و دروغ و صد دروغ آری بہر بلوغ و ماصبلح  
آئیم بی او شتابا بنیم اصل این مکر شتاب کو کو کان گفتند ہم اللہ روید بہر دروغ و صدق ما واقع شویہ  
المعنی جب یہ تپتی کے وقت سے پہلے گھروں کو گئے انکی مادر وں نے نہایت غصہ سے اٹے کہا کہ کتب  
یہ پڑھنے کا دن برا و نرم ہو و بازی میں لپٹے ہوے جو یہ وقت تو تحصیل و سبق کا ہی اور ہم استاد و  
کتاب دونوں سے بھاگے ہوے ہو سب نے کہا احو اور تو پھر یہ گنہ ہم سے اور ہماری کوتاہی سے نہیں ہو  
بلکہ استاد ہمارے فضلے آسانی سے رنج و سقیم و مبتلا ہو گئے ہیں انکی مادر وں نے کہا کہ یہ سب بتھارا  
اکر و دروغ و ہم وہ ہو کہ مٹھے کے لپٹے سے لیکڑوں مکرلاتے ہو ہم سب استاد کے پاس بیٹھے تا اس مکر کی ہل کو  
دریافت کریں سب نے کہا کہ ہم اللہ جاؤ اور دیکھو تو ہم نے جھوٹ کہا یا سچ کہا

### عیادت معلم کو جانا مادر وں کا علی الصبح

قولہ مادران زندان داران و خفتہ ہوتا پوچھا کہ ان ہم عرق کر وہ زیاری محاف و سر بہتہ و کشیدہ و درج

آہ آہی میگند آہستہ آہ جہان گشتند ہم لاجول گوہ خیر باشد او شاوین درو سر جان تو مارا بخود دین خبر بد گفت  
 سن ہم بخود دم اذان آگم کردن این اور غران من مجرم غافل شغل قاتل قاتل بد بود و باطن چنین شغل قاتل  
 چون بخت شول باشد آدمی ما و دیرین خود باشد نمی داند زمان مصر بوسف شد سمر جلا از مشغولی خود بخیر بد پاره پاره  
 کرده ساعد ہای خولش روح والہ کہ پس اندام پیش ہامی بسام و شجاع اندر حجاب کہ بد دوست یا پادش فریب  
 او ہم دست آورد و دیگر دوار بر گمان او کہ بہت او بر قرارہ خود نہ میند دست رفتہ در ضرر و خون از د  
 بسیار رفتہ بخیر المعنی سبحان کہ جو سبحان مشہور ہو کہ فتح اور فون اسکا غلط ہو غرق سفیدی پیشانی الفرض  
 صبح کو مارین لڑکون کی آئین دیکھا تو اتنا دڑے ہین ایسے کہ جیسے کوئی بڑا بھاری پیار ہو گئے بہت حق  
 اور شے پسینے میں تر سراندرھے مشہور سبحان میں چھپائے آہستہ آہستہ آہ کہ تیریں بیلا حول کنے لگیں کہ  
 ہم کس خیال سے آئے تھے جو لڑکون کی تصدیق تکذیب کا تھا خدا کرے احوال دید و در سے تھارا خیر  
 گھڑی کا ہو تھاری جان کی قسم ہو کہ خبر نہ تھی استاد نے کہا میں بھی بخیر تھا مجھ کو لڑکون نے جو اپنی مارو  
 کی پیشانی کے نور و روشنی ہین آگاہ کیا ہو نہیں اپنے پڑھنے پڑھانے کے شغل میں داخل تھا اپنے ہن  
 سے خبر نہیں کہ ایسا بھاری رنج اس میں بھرا کہ محمول ہو کہ جب کسی کام میں آدمی بچہ مشغول ہوتا ہو تو اپنے  
 رنج کی دید و غور سے اندھا ہوتا ہو جیسے زمان مصر کہ حضرت یوسف توانی کیفیت سے جہان میں مشہور  
 افسانہ بنے اور یہ جدا فے ہی مشغول کہ اپنے حال سے محض بخیر آنھوں نے اپنے پہنچے ٹکڑے ٹکڑے  
 کیے لیکن روح انکی ایسی فریتہ اور پیچ و کھوکھو آگے پیچھے کی خبر نہیں آجو مخاطب کہ تھرتا ہو کہ کسی مرد شجاع کا کوئی  
 باہم ضرب لگانے والا لڑائی میں ہاتھ یا پاؤں کاٹ ڈالتا ہو وہ کسی ہاتھ یا پاؤں کو اس مقابلہ گیر و وار میں  
 لاتا ہو اس گمان پر کہ وہ برقرار ہو ایسا بچہ مصروف ہوتا ہو وہ نہیں دیکھتا کہ میرا ہاتھ ضرر میں پڑ گیا اور خون

اُس سے بہت بہا ہو وہ اس سے بیخبر ہوتا ہو

اس بیان میں کہ تن آدمی کا روح کیواسطے ایسا ہو جیسے لباس چنانچہ ہاتھ اسکی استین  
 ہو اور پاؤں اسکا مونہ

قولہ تاذانی کہ تن آدمی چون لباس رو بہ لابس لباسی رہیں روح را تو حید اللہ غو شترست و غیر ظاہر دست  
 و پای دیگرست و دست و پا و خواب بینی اتیان و آن حقیقت دان مدش از کزاف و آن تو کی کہ بی ہن  
 واری بدن و پس ترس از جسم جان بیرون شدن و روح دارد بی بدن پس کا و بار مرغ باشد در قفس پس بقیہ  
 باشد تا مرغ از قفس آید ہون تا بہ بینی ہفت چرخ اور از بون و یک حکایت گویت کہ بشوی و در حقیقت بہر  
 حقیقت بگردی المعنی اتیان و تنگی باہر گرفتار تے ہین کہ تن کو جو لباس روح کا بنایا ہو تو ہرگز اس

ہات کو مت جان اور سین گردیدہ مت ہو تو جا لباس واسے کوٹھوٹھو لباس کو مت جاٹ لینے اسکی  
تعلیم تو قرآن کریم کی تومیب ہی خوش آتی ہو اسکے ان ظاہری ہاتھ پاؤں کے سوا اور کچھ  
ہاتھ پاؤں میں تھیں خواب کو نہیں خیال کرتا کیسے ہاتھ پاؤں ہم آئینہ دیکھتا ہو اور یہ ظاہری ہاتھ پاؤں تو  
ہمیں پڑے ہوئے ہیں بس انھیں کو حقیقت جان اور گزاف و بھودہ مت سمجھ تو تو وہ ہو کہ تیرا بے بدن کے  
بدن ہو پھر اس سے کہیوں ڈرتا ہو کہ اگر جان بدن سے نکل جائیگی تو بدن چھوٹ جائیگا روح تیری بے بدن  
کے بہت ہی بہت کار و بار رکھتی ہو سیوقت اسکو فراغت نہیں جیسے مرغ درخت نفس میں پھنسا رہتا ہو ٹھہرا  
وہ تو مرغ نفس سے چھوٹے تو دیکھیں گے کہ ہفت چرخ با این شمت و عظمت کیسے اُس سے دبے کچے ہوئے  
ہیں اب میں تجھے ایک نقل بیان کروں تا تو حقیقت حقیقت کا گرد ہو جاے الخلاف شرح سبجہ معلوم  
میں نامذاتی کو تا باقی اور تیس کو تیس لکھا ہو مگر نسخہ میں تیس بھی لکھا یا ہو جو ٹھیک نہیں معلوم ہوتا  
حکایت زاہد خلوت نشین در کوہ کی اور بیان لذت لقطاع و خلوت اور دخل ہونا اس  
مشقبت حدیث قدسی انا جلیس من فی کربن وایس من اسانس میں پیشانی اسکا ہوں جو میری یاد  
کرتا ہو اور اسکا ہوں جو مجھے انس خوش کرنا ہو جو بی بی ہو و بری ہو جو باہمی باہم  
قولہ بود در پیشی کبار حقیم خلوت اور ابو جہا ب ندیم چون خالق میریاد اور اصول بود از انھاس مرد و زن  
طول یعنی کہ سہل شمار حضرت سہل شہم قوم دیگر ہنر و آچھا کہ عشق بر سر وی عاشق ست انخواجہ بر آہنگری و  
کسی اہلکاری ساقند میل آزاد پوش آہنہ و دست و پائی میل ضیان کی شود و خارج جس بی آب بادی کی وہ  
گر بی بی میل خود سوی ماہ پر دولت برکش چون جا و درہ بی میل خود سوی میں و نو حکیم ہنر پیش از جنین عاتقا  
خود قومہ ہنر پیش کنند با ہلان آخر سیر ہنر زندہ از ابتدای کار آخر پان ہنر ہنر پیشان یوم دین و المعنی فرماتے ہیں کہ  
ایک زاہد پہاڑوں میں رہتا تھا اور خلوت کے سوا نہ کوئی اسکی پہچان بھی نہ کوئی اسکا ندیم حاصل یہ کہ تو تھا خلوت  
کے ساتھ سوتا تھا اور جاگتا تو وہی خلوت اسکی ہنر پیش تھی اور جو کہ خالق سے اسکو مشمول حاصل ہوتا تھا یعنی خالق  
اسکا جلیب نہیں ہوتا تھا جیسا کہ حدیث قدسی مرقوم لہد سے ظاہر لہذا اسکو تنہا کی خوش تھی مرد و زن کی آمیزش  
و انھاس سے طول ہوتا تھا اب مقولات مولانا رح کے ہیں کہ میں کہہ سارا کارخانہ دین و دنیا کمال و رغبت پہنچے  
کہ زاہد کو رغبت خلوت و تنہائی کی تھی وہ اپنے خوش و حل تھی ورنہ تنہائی و مشت انگیز شو کہ کسکو خوش آتی ہو یہاں کہ  
رغبت حضرت کی ہو کہ حضرت سہل ہو دوسرے لوگ ہیں کہ انکو رغبت سفر کی ہو انکو سفر سہل ہو یا جیسے تو عاشق سروری ہو  
ایسے ہی ایک خواجہ اہلگری پر عاشق ہو وہ اس محنت ہی میں خوش ہو بس قضا و قدر نے ہر سیکو ایک کام کہہ دے  
یہاں کہ اسکی رغبت اُسکے دل میں الٰہی ہو کہ اسی رغبت سے ہاتھ پاؤں اسکی طرف ہلتے ہیں خیال تو کہہ

خاروش میں بذات خود جنبش کمان جو آب ویا و غیرہ یک چل سکتے ہیں جس تو دیکھ کثیر اسل کس طرف ہو اگر کوسان  
کی طرف جو عالم علوی جو تہ تو پر دولت کے کھول دے مثل ہاکے کہ ہوت میں تو وہ ہو کہ تیرے سایہ سے بادشاہ  
ہو جائیں اور جو ایل اپنا زمین کی طرف پائے جو عالم سفلی ہو تو فوہ کر تارہ کیسوت فوہ کرنے سے بیخست رہ جائے  
عقلند جو فوہ کے پیچھے کرنا پڑیں وہ پہلے کر لیتے ہیں اور جاہل جو نہیں کرتے آفرین وہ اپنا سریشٹے ہیں تو ہند  
کار سے انتہاے کار کو دیکھ ترقیات کے دن پشیمان نہ ہوے

عاقبت کار دیکھنا زگر کا اور موافق عاقبت اندیشی کے بات ترازو مانگنے والے سے کہنا

قولہ آن کی آمد پیش زر گری کہ ترازو دیکھ کر بنجم زری گفت روخا جہ مغربی نیت گفت میزان وہ برین سخن  
ماییت گفت جاروبی ندانم برکان گفت میں پس این مضاحک رہا مان پس ترازوئی کہ بیخوام ہمہ اہم  
را اگر کن ہر سو مجہ گفت بشنیدم سخن کہ بنجم ترازو پنداری کہ بنجمینتم این شنیدم ایک پیری مرقش دست لڑا  
جہم تو نہشتش ہنم کروم ایک پیری ناتوان دوست ازضاعت کرزان ہر زمانہ وان زرتو ہم قراضہ جو  
مرد دوست لڑو پس ہر زرتو خود پس بگوئی خواجہ جاروبی بیارہ تا بجویم زرتو را از بغار چون جاروبی نکا  
جہ آری گویم غریباں خواہم اسی حسی من زاول دیدم آخر اتمام جامی دیگر روانیجا و سلام ہر کہ  
اول ہیں بود اسی بود ہر کہ آخر ہیں چہ ہمنی بود ہر کہ اول بگرو پان کار اندر آخرا و دگر دوشہ سار  
حکم چون ہر عاقبت اندیشیت بادشاہی بندہ وریشیت عاقبت میان بود اہل شاد و دگر و اللہ اعلم  
بالسوادین سخن پایان نہ اور از گوی و قصہ آن مرد را ہر باز گوی ہر کن تمام اکنون حدیث شیخ فرد کا ذکر  
کہسا بود شواب خور و لمعنی ایک شخص زرگر کے پاس گیا کہ مجھ کو ترازو تو لئے کو چاہیے ہو دیدے کہا  
ایک خواجہ جا میرے پاس چلی نہیں ہو کہ مجھ کو ترازو دے اس سخن مریت اڑے کہا میری دکان پر جاروب  
بھی نہیں ہو کہ میں نے یہ بھئی چھڑا ہن جو ترازو مانگتا ہوں وہ دیدے آپکو بہراست بنا ہر طرف کو دامت  
پھر زرگر نے کہا میں بہر انہیں ہوں یہ اس واسطے ہو کہ تو لیگان نہ کرے کہ میں ہمینی ہوں یہ جو کچھ تو نے کہا وہ تو  
میں نے سنا لیکن تو پیر مرقش ہو یعنی عشتہ والا تیرے ہاتھ کا پنتے ہیں اور ہم تیرا بی عیش و ما خوش ہیں  
پہلے ہی سمجھ لیا کہ تو پیر ناتوان ہو تیرے تو ہاتھ صنف سے ہر وقت کانٹے ہیں آوروہ بھی جو تو لیگا قراضہ اور  
ریزہ ریزہ اگر تو نے تو لا اور ہاتھ کانٹے سے وہ زرغر دیکھ گیا تو کیگا ایخواجہ جاروب دے تا میں غیا  
سے اپنے زر کو ڈھونڈھ لوں پھر جب خاک جھاڑ کے جمع کر گیا تو چلی ناگیگا خاک کے چھاننے کو پہلے  
میں نے آخر تک سب پر نظر دیکھ کر لی صرف اول ہی کو نہیں دیکھا تو یہاں سے اور کہیں جا اور میر اسلام  
بس جو کوئی اول ہیں ہو وہ اندھا اور جو آفرین ہیں کیسے ہمنی ہیں جو شخص پہلے ہی انجام کار کو سوچ





اختیار سے بہت ہیں جیسا کہ فرمایا ولا تقولن منی شیء فی فاعل ظلم خدا لا الہ الا اللہ مت کہ تم کہ کل کو ہم ایسا کریں گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جین ہر وقت دل کو میل و رغبت دوسری دیتا ہوں اور ہر وقت دل پر فراغ جلا کار کہتا ہوں معنی شاعر عربی کے صریح جاری ایک شان نبیؐ ہوا کہ کوئی چیز میری مراد سے جدا نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہر کل یوم ہولی شان اور حدیث میں بھی آیا ہو کہ دل آدمی کا ایسا ہو جیسے ایک پرک جنگل میں باد صبر کا ایسا ہو کہ وہ اس پر کو بیوہ اڑانے اڑانے پھرتی ہے کبھی اٹھا کرتی ہے کبھی سیدھا سبک دوزن اختلاف کے ساتھ اور حدیث یہ ہو مثل القلب کر شینہ بارض خدا قطبہا الریح نظر البطن مثل قلب کی مثل پرک جو زمین جنگل میں لوٹ پوٹ کرتی ہو اسکو ہوا اٹھا سیدھا اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کو انہی جان سے پانی نکلے کسی سے کسی سے دیکھ سہی یا کر کھائی میں کھرتا ہو قلب المؤمن اشہ قلبا من المؤمن کا اشہ ہر شہ میں دیکھ سے ہر دم دل کی دوسری راسے ہوتی ہو اور یہ راسے اس سے نہیں ہو بلکہ دوسری جگہ سے ہو چہرہ نول کی راسے پر کیسے نچت ہوتا ہو اور عہد کرتا ہو کہ آخر شرمندہ ہوگا لیکن تو کیا کرے یہ بھی تو تائید حکم و قدر سے ہو کہ گنہاں دیکھتا ہو اور بچتا نہیں مرنے پر ان سے تو کچھ عجیب ہیں کہ وہ دام نہ دیکھے اور بلا کی میں جا پڑے نقب تو یہ کہ دام تو میخون سمیت دیکھتا ہو اور چاہتا ہو جب اور زمین چاہتا جب خواہی نخواہی آئین گرتا ہو جس وہ حال ہو کہ آنکھیں کھلی ہیں اور کان بھی کھلے دام سامنے موجود اور اپنے پروں آپ دھری اڑا چلا جاتا ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں کل میں کو میں لکھا ہو

تنبیہ بند دام کی قضا سے کہ بظاہر چھپا ہو اور اثر میں بر ملا

قولہ نگار اندر دلق مترزاوہ ہر سر پہنہ در بلا افتادہ ہر مہامی نابکاری سوختہ امشہ اطاک خود بفرستہ خوار گشتہ در میان قوم خویش ہر مہش ناماب دول ریش مرش خان و مان زوئے شد و بدنام و خوار ہر کام دشمن سر و دوا بار و بار ہر زاہدی مینہ بگوید ای کیا ہمتی میدار از بہ خدا کا ندرین و بار زشت قہار ہر مال و زر و نعمت از کف دادہ ام ہمتی تا ہو کہ من نین و اہم و رین گل تیو بود کہ بر جہم این دعا خواہا داد عام و خاص و انخلاص انخلاص و دست باد و پاسی باز و بندی فی موکل بر سرش فی آہنی باز کردہ بندی چوئی خلاص و زندامی قید سخاوی مناص بند تقدیر و قضای مختفی ہاں نہ میندان بجز نجات صفی ہر گرجہ پیدائیت آن و رکن ست ہر از زلمان بند آہن ست ہاہنی قہاتے ہیں دیکھ او جو کہ کسی مترزاوہ دلق پوش کو کہ اکثر ایسے پانگیا اور سر پہنہ در بلا افتادہ کو شوق باجا چیزوں میں جلا ہوا کہ اسباب و املاک سب بیجا اور کھو یا اپنی قوم میں خوار و ذلیل مرہم ناماب دول ریش و مرش ای سہ تپا جی خان و مان سے چھوٹا ہوا بدنام و خوار دشمن کا صدر و ان پر وہ بوجھ ڈھو رہا ہو اگر کسی ناہ کو

دیکھتا ہو تو گستاخ اور صاحب خدا کی واسطے میرے حق میں دعا کر کہ میں اس اور بارزشت میں پڑا ہوا ہوں  
مال و زنا و رفعت سب اپنے ہاتھ سے کھویا ہو میرے لیے دعا کر تو شاید ایسا ہو کہ میں اس سے  
بقوت جانوں اور اس نذر میں جو اندھا ہوں مکمل جانوں اب ہر خاص و عام سے یہی دعا ہو کہ خلاص  
انجام حاصل ہو اور واسطے مزید مبالغہ کے جو اپنے خلاص ہی خلاص چاہتا ہو اب فرماتے ہیں دیکھو  
ہاتھ کھلے ہیں پانچوں کھلے ہیں کوئی قید و بند نہیں نہ کوئی موکل سر پرستین نہ کوئی بندہ بخیر آ رہی ہے  
وہ کوئی بندہ جس سے خلاص چاہتا ہو اور کوئی قید جس سے گریز گاہ ہو وہ ٹھہرتا ہو کہ یہ بندہ تقدیر کی  
ہو اور قضا پوشیدہ کی پھر اسکو کون دیکھے سوائے کسی برگزیدہ کے اگر یہ یہ بدلتا نہیں ہو پوچھنا  
اور اپنے مکن میں لیکن برزندان و زندان سے بدتر ہو کہ اسکا بھنسا ہوا خدا ہی چھڑائے تو چھوٹے  
الخلاص شرح بحر العلوم میں آتش کو آتش اور ریش مریش کو خوشل سچ مچ کے جو دل ریش اور مریش اور  
الخلاص میں دو جگہ اور عطف حالانکہ بجائے واقعہ اعرابی میری دانست میں چاہیے کہ مصرعہ  
عربی کا ہو قولہ انکما اہنگمیرا انما بشکندہ مغفرہ گم شست زندان برکنندہ این عجیلین بندہ پناہ گران  
عاجزا دیکھیں آہنگران و دیدن آن بندہ احمد راسدہ ہر گاہی بستہ جل من مسدود و پریشانی عیال لبست  
سنگ ہیزم گفت حال کھٹابہ جل و ہیزم را جزا و چینی ناید کہ پیدا ہو ہر ناپید ہا باقیانش جملہ تاویلی  
کنندہ کابین برہوشیت و ایشان ہوش نہ لیک از تاثیر ان شیش دو تو کشتہ و نالان شدہ او شیش  
کہ دعای ہمتی تا وارہم تا ازین بندہ نمان بیرون ہمہ انکہ داندین علامتا پیدا چون نماند او شیش  
از سعیدہ داند پوشد بار و اجمال کہ نماند کشف را از حق حلال و این سخن پایان نماند ان فقیر  
از جماعت شد زبون و تن اسیر یعنی یہ جو کہا تھا کہ یہ بندہ ہر مذہب و مذہبان سے بدتر ہو اس سبب سے  
کہ یہ بندہ ہو جو کوئی آہنگر نہیں توڑ سکتا نہ کوئی سرنگ نکالنے والا اس زندان سے ایک اینٹ  
آکھیر سکتا ہو یہ عجیب بندہ سخت پوشیدہ ہو جسے توڑنے سے آہنگر عاجز ہیں ایسے بندہ کو دیکھنا حضرت  
احمد صائم کا حق ہو کہ وہ گلے پر بندھی رستی چال فرما سے دیکھتے ہیں کہ انی القرآن سے صلی نارا ذات  
واما اتہ حالت الحلب فی حبیبہ اجل من سد قریب داخل ہو گا آگ میں ابو لبابہ و نسکی عورت اور وہ  
آگ میں کہ صاحب شعلوں کی جو اس حال میں کہ اٹھانے والے اپنڈن کی ہو اور اس حال میں کہ گردن  
میں اسکی رسی پوست خراکی ہوئی اس سبب سے کہ عورت ابی لبابہ کی کانٹے انکے دروازہ پر کہ پانچوں  
میں چھین ڈال دیتی تھی بس اس سی کو ہاتھ اسکے گلے میں بندھی وہی دیکھتے ہیں اس بندہ قضا کی دید  
انھیں تو برآئین نے اس عورت بواب کی پشت پر گٹھا ہیزم کا دیکھنے کا لڑا محط فرمایا تھا آخر ای

حالات و ہیئت سے ایندھن نار و ات لیب کی ہوتی اسکی جبل و ہزیم کو سو اُنکے لیکسی کا کلمہ نے نہ دیکھا نہ لیکسی کی  
 آنکھ تھی جیسے زاید پدید ہو باقی لوگ جو اُنکے بعد ہوئے وہ حالات کا مطلب میں تاویلین کرتے ہیں کوئی اُس سے  
 مراد سخن چینی سے لیتا ہو کوئی ترکیب بخوبی کے موافق اعراب میں اختلاف کر کے اپنے معنی بکھالتا ہو  
 اسکا یہ سبب ہو کہ یہ لوگ اس عالم ظاہر کے ہوشیار اور عالم باطن کے بیہوش ہیں پھر کیسے تاویلین کریں  
 اور جو ہوشمند ہیں وہ خوب سمجھتے ہوئے ہیں چھر جوع ہو طرف اسی ذکر صدر کے جو متر زادہ کے لفظ سے  
 مصد کیا ہو کہ وہ ہی قضاے نہانی کی تاثیر سے کبڑا ہو رہا ہو اور کسی زاہد کے سامنے نالان ہو کہ کچھ دعاوت  
 ایسی کر جس سے میں چھوٹ جاؤں اور اس بزدلان سے مکمل باؤں مگر جو شخص کہ ایسی علالتین ظاہر دیکھ رہا ہو  
 وہ نیکویت و بد بختی کو کیسے پہچانے گا لیکن باوصف پہچاننے کے چھپتا ہو کہ حکم حضرت ذوالجلال کا اُسکو  
 یوں ہی ہو اور اس راز کا ظاہر نہ کرنا خدا کی طرف سے اس پر حلال نہیں عرض اس بات کی تو انتہا نہیں اور  
 وہ فقیر زہد کو ہی بھوک سے عاجز اور تن اسکا جوع میں رہے ہو اسکا حال کہ

مصطر ہونا اُس فقیر نذر کنندہ کا ساتھ توڑنے امر و د کے درخت سے اور گوشمال حق تعالیٰ  
 کی بے صلت کے

قولہ نذر و آن باد امر و د ہی نرخت ہزار آتش جوعش صبور میگر سخت + بر سر شاخ مروی چند دید باز صبری کہ  
 وجود را و اکشید باد آمد شلخ را سر زید کہ طمع را بر خوردن او چیر کہ و جوع و وضو و وقوت جذب قضا و کرد  
 زاہد را نذرش بی وفا و چونکہ اندام و دین میوہ شکست بگشت اندر عمد و نذر خویش سست ہم دران دم گوشمال  
 حق رسید چشم او بکشا و گوش او کشید بخلصان بہتند اتم در خطراتی نہایت در رہاوی پسرایا کیکن بندی  
 کہ نتوانی وفا بہ خاطر نشین و بیرون جہ ہلا نذر را باید وفا در راہ حق - لیک حق تا خود کراد بہ پیش و قوت آن  
 کو کہ پایاں آوریم + عاجزیم و ناتوان و مصطر ہم ہرگز فضالت و شکیار شود و اسی برابر اُنکے رسولی بود و نذر را  
 با وفا پیوستہ دار - عمد مارا از کمر و از ہتوار باز گشتم سوی قصہ کاں فقیر و عمد چون شکست در دم شد کہ  
 غیرت حق گوشمالش داد و دوز و زائدہ فرمودست او فو بالعمود و لغنی قوت تے بین یاخ و دہو گئے کہ ہوا نے  
 کوئی امر و د نہ گرایا اسکا یہ حال کہ اسکی صبری آتش جوع سے بھسا گئے لگی آہیں ایک شاخ پر چنپا امر و د بھیجے  
 و ان تو پایا توڑون پھر چکرا اور آپ کو روک لیا اتفاقا ہوا آئی اور اُس نے شاخ کا سر لپا دیا اور اسکی طبیعت کو  
 اُنکے کھانے پر دلیر کیا اسکو بھوک تو قتی ہی اور ضعف بھی اور ادھر کشش قضا کی کہ امتیاز بنطوبت  
 سبب جمع ہو کے زاہد کو اسکی نذر سے ہونا کر دیا تبھی اُس نے درخت سے امر و د توڑا اور اپنے عمد و  
 نذرین سست ہوا اسی وقت گوشمال حق کی پہونچی اور اُنکے عین اسکی کھول وین اور کان کھینچے کہ یہ

کی گئی آپ بقولات مولانا کہ اس سب سے جو اخلاص والے ہیں ہمیشہ کرتے رہتے ہیں اور جتنے ہیں  
 اس پر کہ اس راہ میں بڑے امتحان ہیں یا تو ایسی مذمت کرے جسکو وفا کر سکے کہ رگہ رخطا کی ہو خبر  
 اس راہ پر تپتے اس سے الگ ہی رہتی ہے جو تندر و عہد کرے اسکو وفا کر لیکن کیا معلوم اس وفا کا  
 کہ سبق سے کہ سب اسی سے ہی ہماری قوت ایسی کہاں کہ ہم اپنے عہد کو مدد پر پہنچائیں ہم تو مابین  
 و مضطر ہیں اگر تیرا فضل ہمارا دیکھو تو اسوس ہم پر کہ ہماری رسوائی ہو تو ہی ہماری مذکورہ وفا سے ملا ہوا کہ  
 اور تو ہی ہمارے عہد کو ہتھار کہ اب ہم پھر قصہ فقیر کی طرح کوٹے جتنے عہد تو را اور غور کا ہر مواعیرت حق  
 نے جلدی اسکو گوشالی دی اسواسطے کہ اسے فرمایا ہوا و تو اب بقول وفا کرے خود کو اور عہد عام ہو چاہے  
 بافتہ ہو چاہے بالعبد بھیجب اسے تاکید وفا کی نہائی اور کہ کوئی توڑے تو کیسے غیرت اسکی گوشالی نہ کرے گی

استم ہو نا اس شیخ کا چورون سے اور کاٹا جانا ہاتھ اسکا

بقولہ جی از دزدان بیدار آہنگ کر و میان آوردہ میرسیم در نہ اتفاقاً دو چندی تاختند و اندران کسار نزل  
 ساختند بہت از دزدان بیدار آہنگ کر و میان آوردہ میرسیم در نہ اتفاقاً دو چندی تاختند و اندران کسار نزل  
 شمعہ در افتادند و وہ ہم بد آہنگ پائی چپ و دست راست + جملہ بریدند و غوغائی بجا ست + دست چپ +  
 ہم بریدہ شد غلط + پاش را میخواست ہم کردن سقط + و زمان آمد سواری بس گزین + بانگ برزد و بھون  
 کما می سگ بین + این فلان شجیت و ابدال تھا دست اورا تو چر کر دی جدا + آن جوان بدید جاہ  
 تیز رفت + پیش شمعہ واداکا پیش وقت شمعہ آمد پابینہ مندر خواہ + کہ نہ استم خدا برین گواہ + میں ہل  
 کن مرزا بن کا زشت + ای کریم و سرور اہل بہشت + گفت سید اہم سبب این پیش را + می شناسم مگر ناہ  
 خویش + اہم شکر حرمت بیان + او پس یمن برد + اوشان او میں شکر عہد + وہ شکر دست + تا بسد آن  
 شومی جرأت پرست + دست ما و ہا پی + او منفرہ پوست + بادایوالی فدا ہی حکم و دست + کہنی کہتے ہیں  
 شاید ایک گروہ چورون کا وہاں تھا اور بہار سم و در اسکے پاس تھا اتفاقاً چند چور اس جماعت سے  
 بھاگے اور اس کسار میں آگئے تھینا پیش آدمی سے زیادہ وہاں تھے اور اپنے مسروقات کو ہٹ  
 رہے تھے کو تو ال کو غماز نے خبر کر دی تھی چیکاک کو تو ال کے آدمی آپڑے اور وہیں سب کے اٹے  
 پانوں اور سیدھے ہاتھ کاٹ ڈالے اس سبب سے بڑا شور و غوغا برپا ہوا انھیں میں زاجر کا ہاتھ  
 بھی غلطی سے کاٹ ڈالا پانوں کا ثنا چاہتے تھے کہ کیا ایک ایک سو را ز بس برگزیدہ منود ہوا اور سپاہی  
 سے لکار کے کہا کہ اس سگ دیکھ یہ فلان شیخ اور ابدال خدا کا ہو تو نے اسکا ہاتھ کیوں کاٹ ڈالا  
 یہ سنے اس سپاہی نے کپڑے پھاڑ ڈالے اور دوڑتا کو تو ال کے پاس گیا اور یہ خبر گرم اسکو سنائی



گو تو اہل سنگے پائون مدد کرتا کیا کا اگر شیخ خدا گواہ ہر مین نے تھکے مین جانا کیسا بڑا کام تھکے ہوا تو بھگوان کو معاف  
کر دے تو کریم کریم والا اور سرور و بہشت کا ہر کیا مین سبب اس نیش کا ثوب جانتا ہوں اور اپنے گناہ کو  
پہچانتا ہوں مین نے عزت اُسکے بیان کی توڑی اور اپنی حرمت نہ کی اس واسطے اُسکے عدل نے میرا دانا  
ہاتھ لکھو دیا مین نے اُسکا عہد توڑ لہ حالانکہ جانتا تھا کہ یہ بدہر اسی سبب سے خورست اُس جرات کی میرے  
ہاتھ کو پونجی میرا ہاتھ اور پائون اور مغزو دوست جو کچھ ہوا اسی حاکم سب حکم دوست پر خدا ہو یہ ہاتھ کیا چیز تھا اگلے  
شیخ مین داوا کا پیش کو دار لکھا ہر قولہ قسم مین بودا مین ترا کر دم طلال تو نہ تھی ترا نمود وبال اُنکے اور دوست  
اور فرمانروست با خدا سامان پیچیدین کہست ہای بسیار غان ز معدہ و مضمضہ بر کنار بام چھون قفص ہای ب  
مغ پر بندہ دانہ جو کہ برید حلق او ہم حلق او ہای بسیار ہر در آب دور دست گشتہ از مرص کلو باغ و خوشست  
ای بسیار دور پر وہ بندہ شوی فرج و کلو و سوا شدہ ہای بسیار ماضی جو کچھ از کلیوی رشوتی اندر و رو ہای بسیار  
عاجی کچھ رفتہ بشتق و وقت باز آمد شدہ او یا فریق و بلکہ در ہاروت و ماروت این سراب ماز عری چرخ شان شد  
ستہ باب و بایزید از ہر این کرد و اقرا و دید و خود کا بلی ماند رنار از سبب ندریشہ کرد آن فو لباب ہر دیہ علت خود ان  
بسیار آب گفت تا سالی نخواہم خورد آب مانچنان کرد و خدیش واقاب و این کہینہ جدا و بہر دین گشتہ او  
سلطان و قطب امارتین و چون بریدہ شد ہر اسی حلق دست و مرد و اہل ہذا و شکوہ بہت و اینین باشد جو کہ  
بستہ شدہ صد و دو گیر و شکستہ شدہ یعنی قسم بالکسیرہ بخش منقص بفتح جیش نام و درودہ و درود شکم را ہکستا ہر کہ  
ہاتھ کاٹا جانا میرا نصیب و معدہ تعاتیر کیا گناہ اور جو تھسے فیعل ٹھوڑین آیا وہ مین نے تھکے حلال کیا کہ تو نے  
حلال کئے مین کیا اور جو جانتا تھا وہی حکم جاری کرنے والا کہ خدا ہر پھر خدا سے سامان اُنھنے کا کہ وہی  
اب مقولات مولانا م کے ہن فراتے ہن کہ یہ معدہ و غیر و جری چیز مین نہیں کی خوبی سے زاہد کا ہاتھ کٹا اور ک  
سویا و دیکھو سیکڑون مرغ کہ معدہ م کے درد و جیش کے مارے ہوئے ہن اُسکے سبب سے بالا خالون پر مجوس نیچا  
مین لٹک رہے ہن قید بام کی بدینوہ کہ خوش آواز نہ ہون کو او پنے پر لٹکتے ہن تا کوئی آواز نہ لگی تھسے  
اور بہت مرغ پر بندہ دانہ جو کہ لٹکے حلق انھن کے حلق نے کاٹے اور ہزاروں مچھلیاں ایسے دریاؤں کی جھین  
کیسا قابو نہ چلے کلہوی کی حرص سے شست مین پھین اکر عورتین مستورہ پردہ نشین اسی حلق و مرغ کی  
بدولت رسوا و نصیحت ہو مین کہتے ہی قاضی و دشمن بڑے عالم اپنی مقل رشوتی کے سبب سے زرد و جوہر  
بہت عاجی کہ بڑے عشق سے حج کو گئے جب لوٹ کے آئے فسق و فجور مین پڑے یہ بھی پٹ سبب  
ہو اور یہی کیا ہاروت و ماروت تو فرشتے تھے یہ سراب اُنکے عروج فلک کا بھی سد باب ہو گیا بایزید نے  
اس سے ایسوجہ سے اقرا کیا کہ ناز مین کا بلی لاتا تھا اور جو انھون نے فکر کی کہ وجہ کا بلی کی کیا ہر تو

اوس مذہب کو یہ معلوم ہوا کہ یانی بہت پایا جاتا ہے اور یانی مولد سروسی اور سروسی باعث کاہلی بایز میر نے  
 یانی جھوڑ دیا اور عمد کیا کہ سال بھر یانی نہیں پیونگا اور ایسا ہی کیا کہ خدائے انگوار کے قتل کی تاب دے  
 یہ انکی ایک دینی جہد میں کے واسطے تھی جب تو سلطان اور قطب العارفین ہوئے اور جوڑا ہر کا ہاتھ  
 حلق کے واسطے کاٹا گیا تو اسکے شکوہ کا بھی دروازہ بند ہو گیا خدا سے بھی اور کوتوال سے بھی ادویہ ایسا ہوا  
 کہ ایک دروازہ بند ہوا اور سو دروازے کھل گئے چنانچہ اسکی کیفیت حکایت مابعد میں آتی ہے

### کرامت شیخ اقطع کا بیان کہ خلوت میں زمبیل دو ونون ہاتھ سے بنتا تھا

قولہ شیخ اقطع گشت نامش پریش خلق و کرد معروض بدین انقلاب خاق و گرتو نام اولش خواہی وان  
 ہین برہو اخیر چٹائیش خوان و در عیش اور ایک زائر یافت، کو بہر دست خود زمبیل یافت و گفت اورا  
 اسی عدو جان خویش و در عیش آدمی سرور و پیش دای چہ اگر دوش شتاب اندر سابق و گفت از افراتطہ  
 اشتیاق و بس تسم کہ و گفت اکنون بیا، لیک غنی و اراہین ملائی کیا تا نہ میرم من گواہین کسی دینی قرینہ  
 فی حبیب فی خسی و بعد ازان قوم و گرا ز روزنش مطلع گشتند بر باغ فیض و گفت حکمت را تو دانی کردگار و  
 من کہم نہبان کہ کردی آشکارہ آمدالہامش کہ یک چندی جہد نہ کہ درین غم رہو نہ نہ کہ گرا سوس بود او  
 در طریق و خدا رسواش کرد اندر فریق و من خواہم کان و نہ کافر شوند و رضالت در گمان برہو نہ این  
 کرامت را بکردیم آشکارہ کہ بہت دست اندر وقت کار تا کہ این پیارگان بد گمان و رنگرند از جناب کمال  
 من ترائی این کرامتہا پیش و خود تلی و آدمی الزدات خویش و این کرامت بہر ایشان وادست و دین  
 چراغ از بہر این بہادست و توازان بگشتہ کز مرگ من و ترسی از تفریق اجزای بدن و ہم تفریق  
 از سراپای تورفت و دفع و ہم انصر سیدت نیافت و معنی یعنی بعد ہاتھ کٹ جانے کے مخلوق کے سامنے  
 انکا نام اقطع ہوا اور انکی خلق نے انکو اس انقلاب سے مشہور کیا اور اگر تو چاہے کہ پہلا نام انکا جاری کروں  
 تو خبردار ہوا بخیر نیا نی انکو کہ یہ نام اول تھا ایک روز انکے جھوڑے میں انکو دائرے اس حال سے پایا  
 کہ دو ونون ہاتھوں سے زمبیل اپنی ہتھ تھے شیخ نے زائر سے کہا کہ او دشمن اپنی جان کے میرے جھوڑے  
 میں سر جھکائے چلا آیا ایسی شتابی اس سبقت میں کہ میرے بلالے سے پہلے چلا آیا کیسے کی کہا بخیاں تمہاری  
 محبت اور بسبب فطرت اشتیاق کے جس سکہ اگر کمالا لیکن اسکو جو تو نے دیکھا چھپائے رکھا کسی سے کیو  
 نہ جب تک میں مروں نہیں کسی سے مت کہ چھپائے رہ چاہے کیسا ہی کوئی ہمیشہ یادوست ہوا کوئی  
 ناپز آدمی سے معنی کر بعد اسکے اس عیش یعنی جھوڑے کے روزوں سے اور لوگوں نے بھی اسکو جنتے  
 دیکھا شیخ نے کہا کہ اگر گار میں چھپاتا ہوں یہ ظاہر ہوتا ہو اسکو تو تو ہی جانے کہ دشمن کیا حکمت ہو پس اسکو



محل گئے ہیں سایہ مراوجہ سے کہ اہل روح پر وہ جانتے ہیں کہ یہ ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے اور سولی دیا جائیگا تو  
 ہمارے لیے دوسرے جسم موجود ہیں اسکے ہم متعلق نہیں اب یہ بھیہ جو اپنے کھلا ہو تو ایسے خوش ہیں کہ ہاؤں کروں  
 کی اس گلزار جہان میں اگر انکو سو و فوہ کوٹ کوٹ کے چور چور کر دے لیکن اب انھوں نے جو اہل اس  
 ترکیب جہانی کی دیکھ لی ہو لہذا وہ ہم کتنی ہی شاخیں نکالے وہ ہرگز نہیں ٹوٹے یہ جہان ایک خواب ہے  
 اس میں فرما وہم و شکاکت کہ سچ اگر خواب میں کیسا ہاتھ کوٹ کے اڑ جائے تو کیا غم ہوتا ہو مثلاً تیرا سر خواب  
 میں شمع کی طرح کسی قرائن نے کٹا تو یہ کیا بگڑتا ہو وہی سر قرار قرار ہو اور عمر تری دراز با نظر من اگر خواب میں  
 تو دور کرے ہو جائے کچھوں کی بات نہیں جب بٹھیکتا تندرست دبی سقم اٹھیکتا اب فرماتے ہیں حال یہ کہ  
 خواب میں کیسا ہی نقصان بدن کا ہو یا سہتی کہ سیکڑوں ٹکڑے کچھ خوف کی بات نہیں یہ جہان جسکو تو  
 بصورت قائم دیکھ رہا ہو حضرت پیغمبر نے فرمایا ہو کہ یہ جہان سوتے کی خواب ہے چنانچہ تو نے بھی از رو تعقلید  
 کے قول آنحضرت کو مانا ہو لیکن سالکوں نے اسکو طہراہی انھوں سے دیکھا ہو بدون تیری ہی تعقلید رسول  
 کے غرض جب تک تو زندہ اس جہان میں ہو خواب جہان لے کہ خواب میں ہوں اس لیے کہ اہل وہ جہان ہو  
 کہ دونوں کا ایسا حال ہو جیسے سایہ اور متاب کہ متاب اہل ہو اور سایہ فرعاً اختلاف شرح میں فرغ کو  
 فروغ ہاں کہ کیا کہی کہ خواب بیداریت آن دان ای عصفہ کو بہ عین خفتہ کو در خواب شدہ او گمان برو  
 کہ اندیم خفتہ ام و پندران کرست در خواب دوم کو زہ کہ کو زہ را شکند چون بجا ہوا خود قائم کند و کو را  
 ہر گام باشد ترس چاہہ با ہزاران ترس می آید براہ مرد مینا دید عمرن راہ را پس با نذا و مٹاک چاہہ  
 پاؤں انیش نہ کر دوم رمی و روزش کی دار و اواز ہر غنی و شیر فرعون کا آن شیتیم کہ سہر بانگے دعوے مستقیم  
 خرقہ مارا پدر و زندہ ہست و در خود مارا برہنہ تن بہت بی لباس خواب را اندر کنارہ خوش گیرم اسی حد  
 تا بکارہ خوشتر از تجرید از تن در میج و نیست ای فرعون بی السلام کچھ بمعنی یغناس خواب سے بیداری اپنی  
 اسکو جان ای عصفہ کہ سوتے ہیں جو کچھ سوتا آدمی دیکھتا ہو اور جانتا ہو کہ میں سوتا ہوں وہ تو گمان کرتا ہو  
 کہ میں سوکت سوتا ہوں اور اس سے بچ کر اب وہ دوسرے خواب میں ہو پہلی بگڑ کے دوسری قائم کی  
 جیسے کوہ اگر کسی کو زہ کو ٹوٹے اور جب چاہے پھر قائم کرے آندھے کو قدم قدم پر چاہہ کا خوف ہوتا ہو  
 ہزاروں خوف سے راہ پاتا ہو جو مینا ہر راہ کی چورائی دیکھتا ہو وہ چاہہ و مٹاک کو خوب جانتا ہو  
 اسکا نہ پاؤں کانپنے نہ زانو کانپنے کیسوقت وہ کسی غم سے شہر و ہوئے بس ایسے ہی یہ ساحر جب تک  
 ناپینا تھے تھے اب جو مینا ہو گئے لہذا فرعون سے کہا آخر فرعون جانٹھ جاب ہم وہ نہیں ہیں کہ کسی  
 غول کی آواز پر ٹھہر رہیں اور ترک جائیں تو ہمارے خرقہ کو بچھا ڈال ہمارا سپنے والا سوچ رہا ہے وہی دیکھا

اور اگر دیکھ سکا تو ہلکا ٹھٹھا بن ہی خوش ہو تو غور تو کر خواب کے وقت کپڑے اتار ڈالنے سے کیسی خوب  
خوش علامہ ہوتی ہو بس جب یہ دنیا خواب ہو تو ہم کچھ اسکو پیچھے ہو کاؤ نہیں خدا کے آغوش میں رہ چھینکے  
اکو فرعون اپنے تن : مزاج سے تجرید ہل کر نازا و جدا ہو جانا اس کے برابر کوئی اچھی بات نہیں ہے نہ کہ  
تجھ کا لے الہام ہو وہ مغفرت

جیسا ہے کہ اس کا ہر پودہ منفرد ہے۔  
 حکایت نچر کی اونٹ کے سامنے کہ میں اکثر منہ کے بل گرتا ہوں تو نہیں کہتا کہ ریت کہ  
 قولہ گفت ہتر باشد ترا خوش رفیق و درازد شیب و درازد عمیق۔ تو نیانی و درود خوش میری من بھی ابر  
 بسر و چون غمی امن بھی اقم ہر دو درجی و خواہ دشمنی و خواہ اندریمی۔ اس سبب بارگاہ من زبست تا باد  
 من کہ چون بایت ریت و گفت از چشم تو چشم من یقین و یگانہ روشن ترست و دورین و بعد انان ہم  
 از بلندای ناظم زمین سبب در رونق مقام حاضر و خوش بر آیم بر سر کو بلند و آخر عقبہ پیغمبر خوشمند پس ہوسپی و  
 بالائی راہ و دید دام را و نماید ہم آگہ ہر قدم من از سر پیش نم و از شمار و او قنادن و ہم تو بینی پیش خود  
 یکہ و سہ گام و دینی و دینی سبج و ام و میوئی الائی لیکم و لیکم فی المقام و النول لمہیرہ چون حسین اور حرم  
 حق جان و بد و جذب اجزا و مخرج او تہ از خوش او جذب اجزا میکند و تار و پودہ قسم خود را می تند تا چل  
 جذب جزو و حق حریصش کردہ باشد و در نما و جذب اجزا روح و تعلیم کردہ چون زندانہ جذب و جہاں اشاہ و فر و طبع  
 میں در زہد و خورشید بود بی غذا اجزات را و افادہ بود آفرینی کہ در آئی تو ز غلاب و سبب و جس رفتہ را و خواہ شد  
 آبادانی کان از غلاب نشد و باز کہ چونکہ فرمایند کہ المعنی حقہ بقتلہ و او سبب آگہ از شمار یکسر کے بل گرتا  
 ایک نچر نے اونٹ سے کہا اور رفیق کیا سبب یہ کہ نشیب و فراز اور راہ عمیق میں تو آوندہا نہیں خوب چلا  
 جاتا اور میں سر کے بل گراہ کے مانند گرتا ہوں میں ہر وقت منہ کے بل گرتا ہوں خواہ خشکی ہو خواہ دیا بتا تو مجھ کو  
 سبب کیا ہو تو مجھ کو طریقہ گدازان کا معلوم نہجائے اسی راہ پر چلون اونٹ نے کہا میری آنکھ اور تیری آنکھ  
 سے فرق ہو میری آنکھ یقیناً تیری آنکھ سے روشن تر ہو اور بیشک دو بین تر اسکے بعد یہ بات کہ میں اونٹ  
 سے ہر شے کو دیکھتا ہوں اس سب سے منہ کے بل نہیں گرتا کہ اس شے کے سامنے ہی موجود ہوں اور حاضر  
 من خوش و خوش اونچے پہاڑ و ن پر چڑھ جاتا ہوں اور جو راہ میں و شہار گداز میں آنکھ آنرا اپنی ہوشمند سبب  
 لیتا ہوں جس تمام اونچ نیچ راہ کی میری آنکھوں کو اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے میں ہر قدم از روئے پیش  
 رکھتا ہوں کہ اس کے بل کرنے اور ویسے کرنے و ونوں سے بچا رہتا ہوں تو کیا قدم بھانے آگے  
 بھٹا ہو یا بعد و جبہ و دین قدم اور کتہ بین ایسا کہ نہ دیکھتا ہو اور سبج و ام کا نہیں دیکھتا جس کو  
 ایک آنکھ اور اکھیا رکے ایک ہیں بلکہ مقام اور سیر اور منازل سو جھتے ہیں سوچتے ہیں تعالیٰ جب جنین کو



رحم میں جان بخشا ہو تو اس کے خلق میں فوت جذب اجزا کی رکھ دیتا ہو کہ جو خورشید یہ کھاتا ہو اس کے اجزا کو جذب کر کے تار و پود اپنے جسم کا بناتا ہو اور جسم کو بڑھاتا ہو چالیس برس تک اللہ تعالیٰ میں جس جذبہ جزا کا رکھ لیا کا کام لیتا ہو روح کو جذب اجزا کا اسی نے سکھایا اس لیے کہ وہ ایک شاہ فرد و مجردی جز و فنی فیہ من روحی کا وہ جذب کو کیا جائے جامع ان ذروں یعنی مخلوق کا وہ خورشید ہو جو عبارت اس کی ذات سے ہو کہ بے غذا بھی تیرے اجزا کو چلا پھر اس کا تار و پود کچھ تو جب تو سب جاتا ہو ہوش جو اس تیرے سبب از جا فوت ہوتے ہیں جہاں تو خواب سے جاگا اور تو نے ہوش و حس فتنہ کو چاہا فوراً اس کو بلاتا ہو ایسا کہ تو جانے کہ اس سے غائب ہی نہیں ہوئے تھے ایسے شائبی حاضر تھے زمین جہاں فرمایا عبد بنہ فوراً لپٹ کر چوریں ہوئی

اجتماع خرغیر علیہ السلام کا بعد مرنے کے حکم خدا سے اور مرکب ہونا سانس کی آگ لکھوں

قولہ میں غریز اور نگر اند خرت کہ جو سیدت و زیدیہ برتا پیش تو گرد آوریم اجزا شہادہ ان سر و دم و دو گوشت و پاش را دوست دینی و جنہ و نہم می نهم + پارہ ہارا اجتماع می مدہم + دیگر و صنعت پاہ منی کہ کہی وہ دو کس بی سوزنی در میان بی سوزنی وقت خیزد زانچنان دور و کہ پیہ نیست و در چشم بشتا حشر پیدا میں تا زمانہ شہادت دریم دین + تا پیمانی جامع راتمام تا نگرزی وقت مردن زاتمام + ہمنجا نگہ وقت فتنہ امینی از فوات جملہ حساسی دنی + ہر جو اس خود نگرزی وقت خواب + مگر چہ گیر و پریشان و خراب + معنی خرزما تچہ سوزہ سینا خرزما غریہ علیہ السلام کہ انھوں نے بیت المقدس کی آبادی پر بعد خرابی کے تعجب کیا تھا اللہ تعالیٰ نے انکو مارا اور یہ بڑی سی بگڑا پار کھا حالت چوانی میں مارا تھا اسی بدن سے پھر زندہ کیا اور انکا دینے ہی ہستہ رکھا رہا نہ بگڑا نہ بگاڑا مگر گدھا مگر کے شکل کیا تھا اس کے اجزا البتہ پریشان ہوئے تھے ایک نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ خبردار ہوا ہی غریز اور خور کر اپنے گدھے کی طوف جگلا شرا بگڑا ہوا تیرے پاس چراخ و آب ہم تیرے سامنے اس کے اجزا جمع کرتے ہیں یعنی سر و دم اور دونوں کان باقہ دونوں اور بزر و سب جمع کر کے ان ٹکروں کو اجتماع دیتے ہیں دیکھ تو صنعت کڑے جو ٹٹ والے کی کہ کیسے پرانے ٹکڑے بے سوزن کے ستیا ہو نہ تو سینے کے وقت ڈورا ہو نہ سوئی ہو اور ستیا ایسا ہو کہ کہیں در زوہون معلوم نہیں اب تو کچھیں کھول اور کیفیت حشر کی بر ملا دیکھ لے تا تجھ کو شبہ روز قیامت کے پیدا ہونے میں نہ رہے اور میری جامعیت کہ دیکھ کیہ جامع کرنے والا ہوں تا مرنے کی وقت اپنے ہتھام بگڑنے کے خیال سے نہ ڈرے کہ میرے جسم کا ہتھام بگڑ جائیگا جیسا کہ سونے کے وقت فوت ہوئے جو اس سے نپٹ ہوتا ہو کہ سب جو موت میں جو سب ہوا لگا یہ جو اس دنی میں دور تجھ کو ان حواسوں کا ڈر نہیں ہوتا اگر پریشان و خراب ہوتے ہیں الخلاف شرح میں پڑ کو تو لکھا ہو

نہ رونما شیخ کا اپنے روزِ زند کے مرتے پر

قوله بوشی رہنما فی پیش ازین ہر آسانی شیخ بروی زمین چون پیر و میان اسان ہر کشای روضہ  
 دار بنیان و گفت پیغمبر کی شیخ رفتہ پیش چون بی باشد میان قوم خویش یک صبا جمی نقش لہ بیت او  
 سخت دل چونی گواہی نیک خود ساز ہر و مرگ فروندان تو دنو میداریم با پشت و تو تو گری نمی زار  
 چرا بیا کہ حجت نیست در دل ای کیا چون ترا حجت نباشد در ورون زمین چو امید است از تو کنون مابا  
 تو ایم اسی پیشوا کہ نگزاری تو را در غنا چون یار این روز سخت و خود شیخ ماقوی آن روز سخت و در چنان  
 روز و شب بی رہنما مابا کرام تو ایم امید دار دست ما دهن دست آن زمان کہ نہانہ بیج مجرم ہا ان گفت  
 پیغمبر کہ روز رنجی کی کہ دارم مجربان را شکستہ زمین شیخ ہامیان باشم بجان ہمارا ہر نشان را شکستہ گران  
 عاصیان و اہل کبار را بجد و دار با ہم از عتاب نقض عمدہ صالحان ہستم خود را غنا از شفا ستای  
 من روز گزندہ بلکہ ایشان را شفا عطا ہو و گفت شان چون نہ نہ میرود بیج و از روز غیری بر نہ شد  
 من نیم وار خدا ایم بفرشتہ یعنی فراتے میں کہ لگے زمانہ میں ایک شیخ رہنما آیا تھا کہ گویا کیا سہنی  
 شیخ زمین پر روشن تھی ایسا تھا جیسے امتوں میں پیغمبر کہ ہر ایت سے لوگوں کے لیے دروازہ روضہ بنان کا  
 کہو تھا چاہتا شیخ حضرت پیغمبر نے بھی فرمایا کہ اگلے شیخ گدے ہیں ایسے تھے جیسے بی اپنی قوم میں جسے میں  
 گمانی ایسی ہر شیخ فی قومہ کائناتی ہر شیخ اپنی قوم میں ایسا ہو جیسے نبی اپنی امت میں ایک صبح اُس کے  
 اہلیت میں سے کسی نے کہا کہ تم ہو تو بڑے نیکو گر سخت دل کیوں ہو تم تو تھا رسے فردندوں کے  
 مرگ و ہجر میں نوے رکھے ہیں اور بار غم سے دو تہا میں تو نہ رہتا ہو نہ زاری کرتا ہو کیسب سے ہو  
 یا کہ تیرے دل میں ہو صاحب رحم ہی نہیں ہو کچھ جب تیرے دل میں رحم نہیں ہو تو ہم تجھے کیا امید  
 رکھیں ہم تو تیری ہی امید پر اسی پیشوا ہیں کہ تو بیکو شیخ و عنا میں نہ پتھر بیکو حشر کے دن چو رب العالمین  
 سخت آرا ہو گا اُس سخت دن کا شیخ ہوا تو ہی ہو گا ہم ایسے روز شب بے پناہ میں تیرے ہی طعنہ  
 و کرم کے امید و اہل قبل اس وقت میں ہا بار ہاتھ ہو گا اور پیرا دہن جہتہ میں کسی مجرم کو اسن زہریگی  
 حضرت پیغمبر نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں کسی مجرم کو ہر گز نہ آسوسا نہ چھوٹو نہ کا جیسا کہ حدیث میں  
 ہو تم استغفہ فی حد الفرج و اخر ہم من النار و ادخلہم الجنة حتی لا یبقی الا من جبر القرآن میں شفاعت  
 کرے گا میں پھر کہ کیا نیکی میرے واسطے ایک حد واسطے نکالنے دوزخ میں سے سو میں اپنی حد سے  
 محل چاہو گا اور نہ ہو گا انکو دوزخ سے اور وہاں کو جہت میں یا نہ کہ کرنی دوزخ میں باقی نہ رہے گا  
 گروہ جکو قرآن فقید کیا ہو جیسے شرک یا کفار جہت قیامت میں دوزخ کی ہر میں دل و جان سے شفیق

گنگارون کا ہو گاتا آنکھ شکنہ عذاب سے چھڑاؤں جو خاصی و اہل کبار میں نہیں کے چھڑنے اور عقاب سے  
 بچنے میں کہ انہوں نے اپنے قول توڑے ہیں کوشش و جہد کر رکھا آئینے کے صلح تو میری امت کے  
 خود فارغ ہیں میری شفاعتوں سے اور اُس و زگرند سے بے گزند بلکہ آنکھ خود شفاعتیں لینگی اور انکی بتا  
 حکم نافذ کے مثل جاری ہوگی اُس دن میں کہ کوئی جو جہد والا ہو جو غیر کا نہ اٹھائیگا سب جو اٹھائیوں گے  
 ہونگے سوائے میرے کہ مجھکو خدا نے افرارشتہ کیا ہوا تھا ارف شرح بحر العلوم میں سخت دل چوں نے  
 لکھا ہے چوئی کو اور ماہر جو کہ باہر جو قولہ آنکھ بی و زرت شجیت ایچوان و وقبول حق چو اندر کف کمان  
 شیخ کہ بود پیر یعنی موسفید یعنی ابن مودان ای نا امید بہت آن ہوی میہ ہی تو ہوتا رہتیش نما  
 تار ہو چو کہ رہتیش نما پیر است مگر سیہ مو باشد او خود یاد دوست بہت آن ہوی سیہ وصف بشریت  
 آن ہوی پیش و ہوی سرمد و عیسیٰ برآمد صد نصیر کہ چوان ناگشتہ با شیم و پیر مگر یہیاد بعض و صاف بشر  
 شیخ بنو کھل باشد ای پیر و یہی ہوی سیہ کان و صف ماست و نیت بر شیعہ و مقبول خدمت چوں بود  
 ہوی سپید اربا خود است و او پیر است و نہ خاص نرید است و در سر ہوی و خوش باقیست و او نہ از عرض  
 آفاقیست و نامہ ایہ واران توایم و ریزہ چین خوان احسان توایم و لیک با شیم چوں فی شفق و بہر نور  
 چراہی رفتی یا مگر خود دل ہی سوز و ترا با و گوئی شیخ مارا جوا یعنی جس معلوم ہوا کہ اُس دن کوئی بلا و ز  
 نہیں گراں شیخ جوقبول مرحق ہیں ایسا ہو جیسے ہاتھ کی کمان چاہو جیسے پاؤں جھکاؤ شیخ کسکو کہتے ہیں پیر کو  
 جسکو موسفید چوں اب اس مو کے معنی امی نا امید جان اور سمجھو کہ وہ جو سیاہ تیرے ہیں وہی تیری ہستی  
 ہر سارے پندار و غرور و خودی و منی ہی سیاہ ہوی میں ہوئی ہوا جہم اس ہستی کی ہستی کا ایک تار ہو گزند  
 نہ ہنے پائے جس جیکہ اس ہستی کی ہستی نہ ہی تو پھر وہی پیر چاہے اُسکے بال بال سیاہ ہیں چاہے وہ ہوی  
 ہو وہ جو ہوی سیاہ ہیں وہی و صف بشری جو کہ وہ نہ ہوے ریش ہر وہ ہوے سر و دیکھ تو حضرت جیسی جب ہر  
 میں تھے سیکر ڈون آواز کرتے تھے کہ ہم چوان ناگشتہ شیخ پیر ہیں کما جارنی القرآن افی عبد متہ انائی لکنا  
 و جعلنی نبیا و جعلنی مبارک ایا نکنت و او صافی بالصلوۃ والو کوۃ ما دمت قیامی یعنی بندہ اللہ کا ہوں کوئی  
 مجھکو کتاب اور تھرا یا مجھکو نبی اور کیا مجھکو جہان کہ میں میں ہوں برکت والا اور وصیت کی مجھکو ساتھ  
 صلوة و زکوۃ کے جب تک میں زندہ ہوں کہ یہ باتیں ایسے وقت میں ہوئیں کہ اصلا وقت کلام کا نہ تھا  
 اور جو بعض اوصاف بشریت چھوٹ گیا ہو بعض ہیں ہر تو ای پیر وہ شیخ نہیں ہر وہ ہو یہ جو کھو ادب جیسی کہتے ہیں  
 اور اگر ایک بھی ہوے سیہ جو چار و صف ہر جسکو مستی ٹھہرایا ہو اگر اُسکے نہ نہ نہیں ہو تو وہی شیخ و مقبول  
 خدا کا ہوا تو جو ہو سپید ہو اور اپنی خودی میں گرفتار نہ ہو پیر ہو نہ وہ خاص امیر و کا ہر اگر ایک سر موسیٰ

وصف سے امین باقی ہو وہ عرش خدا سے عین پر آفاقی ہو اسے دینا والا آدمی پھر جمع کس حکایت  
کیطرت ہو جو شروع کی تھی وہی اہلبیت کستی ہو کہ ہم سب تیرے امیدوار ہیں اور ریزہ چین خوان اہل بیت  
تیرے کے ہیں مگر باوصف ان سب باتوں کے تو کیسا بے شفقت ہو اور فرزندوں کے حق میں بے رحمت  
یا تیرا دل میرے نہیں جانتا پس ایسی شیخ بتا تو یہ کیا ماجرا ہو اختلاف شیخ بجا اعلیٰ میں بیان نا امید بجا سے  
بے نا امید اور جو ان گشتہ بجا سے جو ان ناگشتہ برود کو برود سے لکھا ہو

### حدیث مہرنا گشتہ برود کو برود سے لکھا ہو

قولہ شیخ گفت اور امیدوار امی رفیق مکہ نہ ارم رحم و مہر و شفیع برہم کفار مارا رحمتت ہر کرب  
جان جاہ کا فرقتت ہر سکا غم رحمت و بخشایش است کہ چرا از سنگا شان مالش ست ہاں سگی کہ  
نی گزد گویم دعا کہ ازین خواہار ہاں کش ایستادہ این سگان را ہم دین اندیشہ و در کہ ناشناختہ از غافل  
سنگسار و زان بیاورد و ادلیا را پر زمین تا کنش ان رحمۃ للعالمین خلق افواذ سو در گاہ خاص حق را  
خواہد کہ وافر کن خلاص ہر چند تا یہ ازین سو بہر بندہ چون نشہ گوید خدا یا در بندہ رحمت جزوی بود و عام را  
رحمت کلی بود ہام را رحمت جزویش تری گشتہ کل رحمت و ریاست ہادی سل رحمت جزوی کل ہیست  
رحمت کل اتو ہادی ہین بود تا کہ جزو است او نہاد و کار بجز ہر بخیری را کند اشباہ بجز چون نہ اندر اہم  
رہ کی بود و سوی و ریاض خلق را چون آورد و متصل گرد و بجز آنگاہ او و بر و تا بجز چون سل جو و در کند و عوت  
بتقلیدی جو و نہ از عیان و وحی و تا یہی بود گفت بس چون رحم داری بر ہمہ ہچو چو پانی بگرد این ہمہ  
چون نہاری نوخیز نہاد و پیش ہر کہ فضا و اہل شان زویش چون گواہ رحم اشک دید ہاں ہست ہدیہ تو  
بلی نم و کریم ہاں است و المعنی شیخ نے بجا سوال اپنی اپنی کے کہا کہ یہ مت گمان کر کہ مجھ کو رحم و رحمت  
اور یہ اول شفیع نہیں ہی ہیں تو کفار پر بھی رحمت کرتا ہوں اگرچہ جانیں انکی کا فرقت ہیں یعنی  
دین کی نعمت سے منکر مجھ کو تو کتنے پر بھی رحمت و بخشایش ہو جو لوگوں کو پتھروں سے امان دیکھتا  
ہوں کہ کیوں نکالتے ہیں اگر گناہ کیس کو کاٹ کھاتا ہو اس کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا یا یہ دعاوت ہا  
اسکی اس سے چھڑا دے ہیں ان کتوں کی ہر وقت یہی فکر اندیشہ رکھتا ہوں کہ غافل سے شکستہ  
منوں آپ بقولات حضرت مولانا رحمہ اللہ کہ خدایتعالیٰ اولیا کو اسے اسے زمین پر لایا ہوا نہ انکو  
رحمت للعالمین بنائے جیسے آنحضرت رحمۃ للعالمین تھے اسلئے کہ ابراہیم بھی انکے نائب و پیرو ہیں  
ہاں مثل انکے ممنوق پر رحمت کریں انکو در گاہ خاص حق تعالیٰ کیطرت بلائیں اور خدا سے دعا کریں کہ انہیں  
خلع و صدق چھائے اپنی طرف سے انکی ہدایت و نصیحت ہیں کہ شمش کرین جو نہ ہو سکے دعا کریں

کہ خدایا انہر دروازہ رحمت و ہدایت کا بند مت کر کھول دے یہ رحمت جو عالم میں دریاں عام مخلوق کے لئے  
اس رحمت کے مقابل جو ان کے ہام اور رحمت لعلیں کو لئے ہوتی ہو جزوی ہو اور انکی رحمت کلی اسلئے کہ اسکی  
رحمت بہترین خدا کے ہر جو کل ہو اور ایک دریا ہو جیادری راہوں کی بہت رحمت جزوی کل سے ملگئی اور جاگتی  
تو رحمت کل کا بادی ہو تو اسکا بند نہ ہو جائیگا اور جب تک جو کوئی جزو موجودہ دیکھا کا کام نہیں دیکھتا اس سے  
وہ ہر تالاب کو شایہ بحر کے کہرتیا ہو گا ہر جو راہ دریا کی طین جاتا ہو اور خود ہی دریا کی طرف نہیں جاتا  
پھر مخلوق کو دریا کے پاس کیے لاسکے لیکن جب متصل بحر سے ہو جائے تو اسوقت راہ ہجرت کے ضروریہ جیسے  
سیل ہر کار دریا کی جستجو کرتا ہو اور ہوت میں کہ دریا تک نہیں پہنچا ہو دعوت مخلوق کی کر گیا تو وہ تقلیدی  
ہوگی نہ ایمان اور وحی و تائید سے تینے نہ انکے کی دیکھی نہ حکم الہی سے جو وحی ہر وحی نہ اسکو ہنگامی آئندہ  
رجوع ہر پھر اہلی ذکر کی طرف یعنی اسی اہل توحید کے کہا جب پیر رحم رکھتا ہو اور ایسا ہی جسے گلہ کے گرد  
چہ پان تو اپنے فرزندوں کے واسطے فوج و زاری کیوں نہیں کرتا جب کبھی فساد و جہل نے اسے فشر مارا تو  
غیر نہیں ہوا اور تیرا ایک کانسہ بہا جو رحم کے گواہ ہیں پھر اگر رحم ہو تو تیری انگلیں بے نرم و بے گریہ کے  
کیوں ہیں تو کہہ شیخ دامادان عتابش گرم شدہ و سرخن کیا رہ بے آرم شدہ و ہزن آوراد و گفتش ای  
عجز و خود نباشد فصل می همچون تہرہ جلد گردن داریشان در حی اند و غائب و پنهان ز چشم دل کی اند ہن  
چو نیم نشان حسین پیش خویش ملازچہ رور و رکنہ همچون توریش مدگرچہ بیرون داد و دوزمان با مانند و گردن  
بازی گمان مگر یہ ہجران بود از فراق با عزیزانم وصالست و عناق و خلق اندر خواب می بیند نشان  
من بہ بیداری می نیم عیان ز نیمہاں خود را وحی پنهان کنم بہر گس از درخت افشان کنم و حل سیر  
عقل باشد اسی غلام عقل سیر موح باشد ہم بان دوست بستہ عقل امان باز کرد و کار باسی بت را  
ہم ساز کرد چسما و اندیشہ بر آب صفاء ہچو خس بگرفتہ روی آب را دست عقل نکش یکایک سو می برد آبا  
پیدا میشود پیش خود و خس پس آہ ہو ہر جو چون حباب خس چو یک سو رفت پیدا گشت آب و چونکہ بت  
عقل نکشاید خدا خس فراہ از ہر آب آہ آب را ہر دم کند پوشیدہ او از ہوا خداں و گریان عقل تو  
چونکہ تقوی بت دوست ہوا حق کشاید ہر دو دست عقل را بس حواس چہرہ محکوم تو شد چہرہ خود  
سالارہ مخدوم تو شد و حس را بخواب خواب اندر کند تا کہ غیب ہماز جان سر بر نہم بہ بیداری بین خوابا  
ہم تو گردن بر کشاید باہا و المعنی جب اطمینان نے شیخ کو بچون پر نہ روئے کے معاملہ میں عتاب کیا تو شیخ  
بھی اسیر گرم و جیوت ہو اور وہی طرف منہ کر کے کہا ای عجز و زمین تہرک ہو تا جو تو نے خیال کیا  
یعنی غیر ممکن بات مجھے چاہتی ہو جتنے جو مر گئے ہیں سب میرے گردین ہیں اور زندہ میری چشم دل سے



وہ غائب و چہان ہی کب ہیں ہیں جب انکو معین ہو مجسم اپنے سامنے دیکھتا ہوں تو مثل تیرے کھڑے ہو پٹ  
پٹ کے کیون نہ می کر دن اگرچہ وہ دور زمانہ سے باہر ہیں لیکن میرے پاس میں اور میرے کھڑے  
رہے ہیں تو تاثر و فراق سے ہوتا ہوا اور بے عین عزیزوں سے جملہ عشاق میں ہوں یعنی بے فکر  
ہو رہا ہوں پھر کہیں رو بہ غفلت تو اپنے عزیزوں کو خواب میں دیکھتی ہو میں بیداری میں ظاہر و برہان  
دیکھتا ہوں جب ذرا دیر کو چہان سے میں کپ کو چھپا لیتا ہوں اور جو اس کی تپ جھاڑا ہوتا ہوں اب  
موقوفات مولانا رح کے ہیں کہ اس غلام یہ جان لے کہ جس کو اس عقل کی ہو اور عقل اسیر جان کی عقل  
کے ہاتھ بندھے ہوئے جو مراد عدم و ستر سے ہو یہی کھولتی ہو اور اس کے مشکل کاموں کو جان ہی راست  
و درست کر دیتی ہو یہ حسین اور انہی اپنے ہیں جیسے آب صاف پر گھاس کوڑھ کہ اُس کے منہ کو چھپا لے  
ہوئے ہو تا ہی جو عقل کا ہاتھ اُس کو اتار کے جب ایک طرف کر دیتا ہو تو عقل کے نزدیک وہ آب صاف  
کھل جاتا ہو اسلئے کہ حس و اندیشوں کا نہر شیل صاب کے بڑا انہوہ تھا جب یہ جس کو ایک طرف ہو گئی  
آب ظاہر ہو گیا تب اگر عقل کے ہاتھ کو خدا نہ کھیلے اور کثودہ بخشے تو جس ہوا سے اُڑا کر کے ہمارے  
آب پر نہایت ہی جمع ہو جائے ہوا سے مراد ہوا سے نفسانی اور ہمارے آب کو یہ ہوا چھپاتی ہی رہی  
یہ وہ ہوا ہے کہ اسی سے عقل تیری خندان اور گریاں ہو یعنی جب خواہش نفسانی کے موافق ہوا  
ختم و خندان ہوئی اور جو خلاف اُس کے گریاں الکتہ نقبی جو ہوا کے دونوں ہاتھ باندھ دیتا ہو تو اس کا  
عقل کے دونوں ہاتھ کھول دیتا ہو تب یہ جو اس جواب تجھ غائب ہو رہے ہیں تیرے محکوم ہو جاتے  
ہیں اور ضرورتی سالار و مخدوم ہوتی ہو تو خسرو جس کو جو خواب کی وقت جاتی رہتی ہو بخواب کے خواب  
میں داخل کر دیتی ہو سب بیکار و بیک کنار ہو جاتے ہیں تو غیب کی باتیں اور چیزیں جان سے تجھ  
کھو کر ہیں اور جیسے خواب میں غیب و غریب چیزیں دیکھتے ہیں وہ بیداری میں دیکھے اور آسان  
سے بھی اس پر دروازے کھول دیتے ہیں اختلافات و بحال علم میں آرم کو آرم آناش کو آناش لکھا ہو  
قصہ پڑھنا شیخ منیر کا قرآن کو از و مصحف کے اور وقت پڑھنے کے مینا جو بابا حکم خدا  
تولہ دید در ایام آن شیخ فقیر مصحف در خانہ پر ضرر پیش او مان شد او وقت تہو بہر روز با جمع کشتہ  
چند روز گفت اینجا ای عجیب مصحف چراست چونکہ نامیاست این درویش رہت اندرین اندیشہ تقویش  
فروہ کہ جزا و نہایت اینجا باش و بودا دست تنہا مصحف آویختہ میں نیم گستاخ یا آویختہ تا پیرسم فی خمس  
صبری گنم تا بصدے بر مرادی بر زخم صبر کرد و بود و چندین در صبح کہ گفت شکا لہ صبر فطوح افحج + خبرست  
ای برا و صبر کن تا شفا یابی تو زین سنج کمن + صبر سو کشف ہر سر برست + صبر تم آمد برا و شکرست +

انھیں غواتے ہیں کہ اس بیج فقیر نے انھیں دنوں میں قرآن شریف ایک اندر سے کے گھوس دیکھا  
 اور یہ کہ اس کے پاس گیا کہ وہ ایام توڑتے اور یہ دو روزہ دو دن زاد چند روزہ بان اٹھتے رہے اس نے  
 نے تعجب سے دل میں کہا کہ فقیر تو بیج کا اندھا ہو پھر یہ قرآن بیان کیوں ہو اسی سوچ میں کہ  
 بہت تشویش پیدا ہوئی کہ اس درویش کے سوا اور کسی کو وہاں کیوں لکھا ہو اور یہ سوچ لکھا ہوا  
 کیسے پوچھوں زمین ایسا گستاخ ہوں نہ ایسی بڑی میری اس تہمت ہو بہتر یہودیہ ہوں صبر کروں  
 تو صبر کے سبب سے مراد یہ ہونچاں تو صبر کیا اور چند روز اس نکل میں رہا آخر اس پر کھل گیا اس واسطے کہ صبر  
 مفتاح الفتح ہوا اسی راہ صبر ایک نغزانیہ تو صبر کر تو اس رنج کہن سے شفا پائے صبر ہر بھید کے کشف کی  
 راہ تھا تو صبر اگرچہ تلخ ہو لیکن پھل آسکاشت میں ہو

صبر کرنا لقمان کا جو دیکھا کہ حضرت داؤد و آہن سے زرہ کے ٹکٹے درست کرتے ہیں  
 اور نہ اپنی چھینا اور صبر کرنا

اقولہ رفت لقمان سوی داؤد از صنعت وید کو یکہ در آہن حلقہا جلا را با ہمدگر دخی فلانہ زابن پو  
 آن شاہ بلند بہ صفت زراہ او کم دید بود و در عجب میماند و سواش فرود کا بیچ شاپہ بود و اپر سم ازو  
 کہ چہ میسازنی حلقہ تو بتو باز بانو گفت صبر اولی ترست و صبر با مقصود تو تر بہترست چنان کہ پستی تو  
 کشف شد و مرغ صبر از جملہ تران تر بود و در پرسی دیر تر حاصل شود و سہل از بیہترت مشکل شد و چونکہ  
 لقمان تن ہر و اندر زمان و تمام از صنعت داؤد و آن پس درہ سازید و پشید او پیش لقمان حکیم  
 صبر خواہ گفت این نیکو لباس است ای قتا و در مصاف و جنگ دفع زخم را گفت لقمان صبر تو بہترست  
 کو پیادہ و دامن چہ جا نیست صبر با حق قرین کرد ای غلام و آخر و العصر الگہ خوان و صد ہزار ان  
 کیسیا مق کو فریہ کیسیا کیسیا صبر تو بہترست و آہن زرہ ساز ایک دن حضرت لقمان از درے صفا  
 و صفا حضرت داؤد کی طرف گئے دیکھا کہ وہ لوہے کے حلقے بنانا کے ایک دوسرے میں ڈالتے تھے  
 انھوں نے صنعت زرہ گرمی کی نشین دیکھی تھی انکو دیکھ دیکھ کے تعجب و ہراس بڑھا کہ ان حلقے کا  
 کیا پیگا انے پوچھوں کہ ان تو بتو حلقوں سے کیا بناتے ہو پھر دل میں کہا کہ صبر بہتر ہو صبر مقصود  
 کی طرف جلدی رہبری کیا ہوا سیلے کہ ہر بات نہ پوچھنے سے جلدی مصلحتی ہو مرغ صبر کا جامہ پہنہ بیک  
 پر نہ تریو اور اگر پوچھے تو دیر ہوتی ہو اور یہ صبر کے سہل نیز مشکل ہو باقی جو بس جب لقمان نے  
 صبر کیا اور خاموش رہے دم بھریں وہ صنعت حضرت داؤد کے ہاتھ سے تمام ہو گئی پھر  
 انھوں نے ان حلقوں کی زرہ بنانے سے منہ پھنی اور کہا ای جوان یہ بھی اکب اچھا لباس ہے

بنک و مصاف میں نرم بچانے کو اسے لقان کے کما یہ تو بولیں صبر بہت ہی اچھا صدم ہی ہر لمحہ کی پاداد ہر لمحہ  
کا ہر لمحہ دفع ہو اللہ تعالیٰ نے صبر کو قرن حق کا کیا ہو تو اسے فلان آخر سورہ والعصر کو فرم کہ تو صبر با حق و  
تواہبا الصبر یعنی وصیت کرتے ہیں ساتھ حق کے اور وصیت کرتے ہیں ساتھ صبر کے بس صبر کو موادہ میں  
حق کے رکھا ہو لاکھوں طرح کی کیا حق نے پیدا کی ہیں گرا آدم نے صبر جیسی کوئی گیمیا نہ دیکھیں اختلاف  
شیخ بحر العلوم میں کہ یہ کو گرچہ لکھا کہ

بقیہ صفحہ ۷۷ کا اور قرآن پڑھنا کا

قولہ مردمان صبر کرو ناگمان گشتش حال شکل در زمانہ شب آواز قرآن را شنیدہ جست از خواب  
 آن عجائب را بیدار کہ مصحف کو میخواند درست گشت بی صبر و زکوار آن حال جست و گفت چون در چشمہا  
 نیست نور چون نمی بینی خوافی سطور و آنچه میخوانی برواقیادہ دست را بر حرف او بندائے و اصبت  
 در سیر پیدا میکند بکہ نظر بر حرف واری مستندہ گفت ای گشتہ زجہل تن جدا و این عجب میداری از صنع خدا این حق  
 و خواہم کامی مستعان و برقرارت من حرمیم ہجو جان شہتم حافظہ مرا نوری بدہ و درودیدہ وقت خواندن بی کردہ بازو  
 و درودیدہ ام را از ان ملک بگیرم مصحف و خوانم عیان و آمد از حضرت زکاء ای مرد کارہ ای ہر رخی با امید دارہ حسن  
 ظن هست و امید خوش تر اے کہ ترا گوید بہر دم بہر اہر زمان کہ قصد خواندن باشد یا مصحف قراوت بایت  
 من در اندم وادیم چشمے ترا و تا فرو خوانی معظم ہر اہل معنی مردمان نے جو صبر کیا ناگمان و سپر فوگا حال انس  
 مشکل کا کشف ہو گیا اور کھل گیا آدھی رات کو اُس نے آواز قرآن کی سنی سوتے سے چونکہ پڑا اور وہ  
 عجب آب و کچا کہ اندھا مصحف کو ٹھیک ٹھیک پڑھ رہا ہوا اسکا صبر جابر باہر اندھے سے سال پوچھا کہ  
 تیری آنکھوں میں نور تو جو نہیں تو کیسے دیکھتا ہوا اور کیسے سطریں پڑھتا ہو جو کچھ پڑھتا ہو کی طرف متوجہ  
 اور ہاتھ کو ٹھیکھے پر رکھے ہوا انگلی تیری مرفون پر ایسی ٹھیک ملتی ہو کہ نہی ہو کہ نہی ہو کہ تو مرفون دیکھتا ہو اندھے  
 نے کہا ای شیخ تو تو جہل تن سے جدا ہوا سکو صنع الہی سے کیسے عجب جانتا ہو جس نے اللہ سے دعا کی کہ اترا  
 ربہ استعان تمجکود لہ جان سے قرات قرآن کی حرص ہر من حافظہ نہیں ہوں مجھکو فرورے اور پڑھنے کے  
 وقت دونوں آنکھیں روشن کر دے بیکرہ و کرہ بفتح اول و کثرانی کہ یہ دنا مرغوب اسوقت میری آنکھیں مجھکو  
 پھیر دے کہ قرآن اٹھاؤں اور ظاہر پڑھے لگوں جس حضرت عزت سے ندا آئی کہ اے مرد کار اپنے ہمارے  
 کام کا آدمی ہو کہ ہر پنج میں تو ہے امیدوار ہوتا ہو تمجکود میر نہایت خوش گمانی ہو اور امید بھی تیری اچھی ہو  
 کہ تمجکود ہر دم ہماری طرف کو کہتی ہو کہ بڑھو اور بڑھو جسوقت تمجکود قند قرآن پڑھتا ہو یا مصحفون سے قرات کا  
 خوابان ہو اسوقت میں تمجکود آنکھیں دو ٹھکانا اس معظم ہر کہ بڑھو کے جہاں ان اللہ جہاں یہ سلطانیا دور لیشیا میں

قولہ چنان کہ در ہر گاہی کہ من و واکشایم مصمت اندر خواندن و آن خیر می گوشتد عاقل و کارہ آن کرار  
بادشاہ کردگار و ہنر بنیادین آن شاہ فرد و در زمان ہجرت شب نوردیدین سبب نبود ولی را اعتراض  
ہرچہ بتنا فرستہ از اعتبار من و اگر بسوزد باغت انگوری دود و در میان ماتت سوری دود و آن شل بدست  
و حتی دود کان غنار اول متی دود و لاسم و اعتراض از ابرفت و چون عوض می آید از مقدمہ و رفت  
چونکہ بل آتش را گرمی رسد و نیم گرم آتش کاراکش و چونکہ چیشیت بنشد دیدنی و اینچنین کورست چشم روشنی  
نی چراغی چون دود و روشنی و اگر چاہت شد چہ افغان میانی و چہنی اعتبار عوض دینا اندھا کتاہو  
جیسا آنے مجھے فرمایا تھا و میا ہی ہوتا ہی جسوقت میں قرآن پڑھنے کو کھولتا ہوں جس وہ غیر بھی اپنے  
کام سے غافل نہیں اور وہ گرمی بادشاہ کردگار شاہ فرد فوراً بھکھو مینا کی لوٹ کے دیتا ہر جیسے چراغ  
شب نورد کہ بجھنے کیوقت کہیں یہ معلوم ہوتا ہر کبچہ گیا اور اسی حال میں وہ چمکٹھنا ہی علی ذابار بار اس  
قسم سب سے ولی کو تو اعتراض ہوتا نہیں اس واسطے جو نیز وہ لے لیتا ہوا سکا عوض بھتیجا ہر اگر تیرے بلخ کو  
جلا دے تو بھکھو کے پکانے انگور سے اور اگر ماتم میں ڈالے تو اسی ماتم سے سیر و خوشی پیدا کر دے شل  
بے ہاتھ والے کو دست و قوت دیتا ہر اور فرط غم سے جو لوگ کان ٹکے ہو گئے ہیں انکے دلون کو انھیں  
غمون میں متی بنشتا ہر کہ وہ اس میں مست ہوتے ہیں جسے تو لاسم و اعتراض سب گئے اور مجھ ہوئے جو ہم کو  
عوض ہوئے مقصود سے مل باہو شلکاب بجاگ کے بھکھو گرمی ہو نیچا اور ہماری ناگ کو وہ بھجا دے تو ہم  
راہی ہر ہر ہر گاہ کیا ہر اور بنٹا ہر اور جو بے لکھون کے بھکھو و خوشی بخشے تو کیا کتاہی کوری جو بنٹم  
روشنی ہر جب بے چراغ کے وہ روشنی دیتا ہر اگر تیرا چہراغ ہو گیا تو کیوں افغان کرتا ہر بگاڑی کیا ہر

قصہ اولیا کا کہ راضی احکام الہی پر تھا اور تبدیل جام خوشا بدین کر تھا

قولہ بشنو اکنون قصہ آن بہرہ دان کہ اندر اعتراضی دہمان و زاولیا اہل دعا خود بیکند کہ سمید و  
و گاہی میدرند قوم دیگر می شناسم زاولیا کہ دہان شان بستہ باشد از دعا و از رضا کہ ہست ام آن کرام  
جستن دفع قضا شان شد حرام و در قضا ذوقی ہی سینہ خاص کہ فرشان آیہ طاب کردن خلاص جس نطنے  
بر دل ایشان کشود کہ پوشا از غمی جا کہ بود ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود و اچیبوان گرد و آتش بود نہر  
در علقوم شان شکر بود و سنگ اندر راہ شان گوہر بود و جلی کیسان بود شان نیک و بد ما زہ باشد این  
ز حسن ظن خود کہ فر باشد نزد شان کردن دعا کامی آکہ اہل باگردان این قضا ما معنی فرماتے ہیں کہ اب  
قصہ آن راہروں کائن چہ جہان میں کسی قسم کا اعتراض نہیں رکھتے اور کیا میں ایک فریق اہل عاہرین  
کہ وہ کبھی سیتے ہیں اور کبھی پھاڑتے ہیں کہ مراد دعا نیک و بد سے ہر اور ایک قوم اور ہیں اولیا سے کہ

میں آگے بڑھتا ہوں کہ ان کے منہ سے ہندوئیں بس خدا کی رضا کہ ان بزرگوں کی مطیع و رام ہوئی بات کا  
 ڈھونڈنا ہمیں دفع قضا کا پونے نزدیک ورام ہو وہ قضا میں ایسا ایک خاص مزہ پاتے ہیں کہ اس  
 نجات ڈھونڈنے کو کفر مانتے ہیں ان کے من میں نے ان کے دل پر ایسا دروازہ کھول دیا ہے کہ ہرگز کسی  
 غم سے سیاہ پوش نہیں ہوتے جو ان کے سامنے آتا ہے۔ یا اس سے خوش ہیں اگر آگ ہو تو آجیوان جانیں نہ رہ  
 ان کے حلق میں ہو شکر جانیں تپڑا نکی راہ میں ہو گوہر ہو جائے جلنیک و دہو چوچہ ہر سب کو کیسا جانتے ہیں  
 اور یہ بات انہیں کس سبب سے جو حلق میں سے کہ سیکوٹا جانتے ہی نہیں ان کے نزدیک پکارنا کہ اوہ موجود  
 ہے اس قضا و حکم کو لٹا دے کفر ہے

### سوال پہلو کا ایک برگ سے اور جواب کا

تو کہ گفت پہلو آن کی درویش دا چونی ہی درویش واقف کن مراد گفت چون باشد کسی کہ جاودان + برادر  
 اور دو کا جہان میل جو با برادر اور دند اختران انسان کہ او خواہد شومہ دزدگی و مرگ سرنگان او  
 برادر اور داند کو جو ہر کہا خواہد فرستہ تو فرست + ہر کہا خواہد پیشہ تہیت + سالکان راہ ہم ہر کام اوہ ماندر کا  
 راہ ہم در دام او ہیچ دندانی نہ بند در جہان بی رضا و امر او فرمانروان بانی رضای او نیست ہیچ برک و بقیت  
 او نیاید ہیچ مرگ بی مراد او نہ بند ہیچ رگ + در جہان زاوچ شریا تا سبک + گفت امرت رہت گشتی ہمین  
 در فرسیای تو پیدہ است این دآن و صد چندانی صا دق و لیک + شش کن این را بیان کن نیک نیک  
 آتینا کہ فاصل و مرد فضول بیچون بگوش اور سد آر و قبول + آتینا شش شرح کن اندکلام + کہ از ان امر  
 بہرہ یا بجان عام + ماطق کامل جو خوان بشی بود + بر سر خوانش دہر آشی بود + کہ نہ اند ہیچ جان بیوا +  
 ہر کسی یا بدغذای خود جدا + ہیچ تو قرآن کہ ہمینی ہفت تو ست + خاص را ہم عام را مطم + درست + گفت این  
 باری یقین شد پیش عام + کہ جہان درام زودانت رام ہیچ برگی در پیفتہ از درخت + ہیچ قضا + حکم آن  
 سلطان بخت + اردو ہاں القی شد سوی گلو تا گلو یہ لقا حق کا و فلو + میل و رغبت کان زام + وسیل  
 جنبش و آرام امر آن غنی ست + در زمینہ + آسمانہ + در + پر خنبانہ نگہ + دیر + المعنی پہلو نے ایک ویش  
 سے کہا کہ تیرا کیا حال ہو چکا خبردار کر کہا ایسا ہے کسی شخص کی مراد ہمیشہ جہان چلتا ہو ویرا نہ رہن جب  
 مراد کے چلین تارے وہ جیسا چاہے ویسے ہو بائیں موت و حیات یہ دو بون سرنگ آگے مرضی ہو باقی  
 گلی گلی میں پھرتے ہوں جہاں چاہے وہاں تو فرست بھیج دے جسکو چاہے مبارکباد و بخشے سالک او خدا  
 کے بھی اس کے قدم پر چلین و اماندے راہ کے اس کے جال میں پھنسے ہوں کوئی ایک دانت جہان میں  
 بیضا اور امر اس فرمانروا کے نہ بل سکے نہ پیرضا اس کے کوئی تپا کسی و رفت کا گرے نہ ہیچنا اس کے کسی کو



مرگ آوے تب کہ مراد اسکے جہان میں اوج تریا سے سک تک کوئی رگہ بل کے جھولنے کا اور بادشاہ تو نے  
 سچ کہا ایسے ہی ہوا و تیری فریاد سے یہ سب ظاہر لکھ یہ سب اور ایسے سوچنا اور ایسا صادق سب کہ تو ہو لیکن  
 اپنا اس بیان کی نوبت بھی شیخ تو کر دے اور بیان بھی کر ایسا کہ فاضل و فضول جسکے کان میں پہنچے وہ  
 اسکو مان لے اور ایسی شیخ کر اسکی اپنے کلام میں جس سے جان عام بہرہ یاب ہو ظاہر ہو ناطق کامل جو  
 خوان باش ہوتا ہو اسکے خوان پر ہر قسم کا آتش و طعام ہوتا ہو خوان باش سردار خوان تا کوئی مکان ہو کاوا و تریا  
 نہ ہے ہر کوئی اپنی جہی غذا لے جیسے قرآن حسین سات تہ کے منی میں خاص عام سب کا طعام اس میں موجود  
 و ریش لے کہا بھلا یہ تو نام کے نزدیک بھی یقین ہو کہ جہان حضرت ایزدگار رام و طبع ہو کوئی تپا و درخت کا  
 یہ ضاع اسکے اور بے علم اس سلطان بخت کے نہیں کر سکتا سلطان بخت یعنی چاہے جیسا جسکا  
 نصیب کرے جیسا کہ فرمایا و اتسقاط من و تزوالا علیہ یعنی کوئی تپا و درخت کا نہیں ٹوٹتا ہو مگر وہ ہلکا جانتا ہو  
 مقدور کیا ہو کہ ذہن سے ہلکا ہو تقریباً اسکے جب تک حق تعالیٰ لقمہ سے فنا و علوانہ کئے ایڈل ہو سیل غریب  
 جو مراد ہو وہ ہوس سے ہو کہ یہ انسان کے لگام مینی ہیں اور اسکو کھینچے کھینچے پھرتے ہیں انکی جنبش و آرام  
 بھی اسی غنی بٹہ پر داکے امر سے ہر دونوں سے چاہے جسکو و بادے چاہے جسکو تیز کر دے ساری زمینوں  
 اور تمام آسمانوں میں ایک درد پر ہلا سکے نہ کوئی پردہ یعنی برگ کاہ لوٹ پوٹ ہو سکے اختلاف شرح  
 بحر العلوم میں فقہاء خاص کے بعد رہ گیا ہو قولہ جز بقران تہم نافذ شہ شرح نوزان کرد بیلدی نیست  
 ہوش کا شہد برگ در خطان را تمام بے نہایت کی شود و نطق رام و اینقدر بشنو کہ چون کلی کارہ می نگردد  
 جز بامر کر کارہ چون قضای حق رضای بندہ شد حکم اور ابندہ خواہ بندہ شد بی تکلف فی پی مزد ثواب  
 بلکہ طبع ادبین شہد مستطاب و زندگی خود بخود بہر خود و فی پی ذوق و حیات مستند ہر کجا امر قدم را  
 مسکیت و زندگی و مرگی پیش کش کمیت و بہر زمان میزانی بہر رخ و بہر زبان میر و نرغون و نرغ  
 بہت ایانش برای خواہ او بی برای جنت و انشا و وجود ترک کفرش ہم برای حق بود و فی ذمہ انکدر  
 آتش شود و اینچنین آہ زہل آن خوی او بی ریاضت فی وجہ و جوی او و انگہان خند کہ او  
 بینہ رضا ہو چو ملو و شکر اور اقتضا بندہ کش خود و نصابت این بود و فی جہان بر امر و فرائض رود پس  
 چرا لا بکند او بادعا کہ گردان ایند او نداین قضا و مرگ او و مرگ فرزندان او بہر حق پیش چو ملو  
 در گلوہ نرغ فرزندان بر آن باوفا چون قطائف پیش شیخ ہو خواہ پس چرا گوید و طالع الکر و در دعا میں  
 رضای داد کہ آن شفاعت وان دعا نرغ خود ہو میکند آن بندہ صاحب شدہ رحم خود را و بہر دم خست  
 کہ باغ عشق حق اور فرشتہ و دورخ اوصاف او عشق ست و او سوخت مراد صاف اور امر ہو

ہر طرفی این فروغ کی شناخت، چون وقوفی کو درین دولت بخت، اسنی طروق راہ روندہ ایسے ہی فوق  
 فرق کنندہ قطائف نوزیدہ نال نوزیدہ و سہا جی و بی و پیش کشا تو تم ایسی جلدی اسکی شرح چاہتے ہو کہ شرح اسکی  
 بدون زمان قدیم و ناقد حق کے نہیں کرنا چاہیے اور جلدی اچھی نکلیں جبکہ یہ حال کہ مثل برگ درختوں کے ہو  
 پھر برگ درختوں کے کون گن سکتا ہو اور جو شے بے نہایت ہو وہ نطق کی مطیع کب ہو سکتی ہو جس تو اتنا ہی  
 سن لے کہ کوئی کام بدون امر و کار کے نہیں ہوتا اور جب قضاء حق رضا و شنودی بندہ کی ہوئی اور اس کے  
 حکم کا بندہ خواہ بندہ ہو گیا تو بے تکلف اس میں مزدوری و ثواب کو کچھ دخل نہیں ہو بلکہ خود اسکی طبیعت مستطاب  
 ایسی جاتی ہو کہ وہ بندہ زندگی اپنی اپنے واسطے اور مرہ لذت زندگی مستند کے واسطے کہ جسکو پھیر دے پکا ہو  
 نہیں چاہتا جہاں کہیں امر حق کا مسلک ہو وہاں اس بندہ کے سامنے اپنی زندگی و مردگی اس امر کے  
 مقابل ایک ہی خدا کے واسطے جیتا ہو گنج کے واسطے ایسے ہی خدا کے واسطے قرا ہو نہ خوف و رنج سے  
 اسکا ایمان خواہش خدا کی ہو نہ جنت اور اس کے میوے اور نہ رن کیواسطے آئے ہو کفر کو ترک کیا ہو وہ بھی کسی  
 لیے ہو نہ آتش و دوزخ میں داخل ہونے کے خوف سے غرض اسکی اہل ہی سے ہی خواہ نہ کچھ ریاضت و تہجد سے یہ  
 بات ہو وہ اسوقت خرم و خندان ہو تا ہو جو خدا کی رضا و شنودی دیکھتا ہو اسکو قضا مثل علو و شکوے کے ہو  
 جس وہ بندہ جسکی ایسی خود فصاحت ہو کیسے نہیں جان اس کے حکم میں چلے گا پھر کہیں وہ عبادت کرے یا دعا کرے  
 اور خدا و خدا اس حکم کو پھر دے جس اسکو اپنی موت اور فرزندوں کی موت ایسی شیریں ہو جیسے کسی کی حلقہ دین  
 علو ہو اسکو نزع اپنے فرزندوں کی ایسی جیسے نوزیدہ یا ستیان اور وہ کیوں دعا کرے مگر اس خیال سے  
 کہ اس کا دعا کر کی رضا و عا میں ہو جیسے کہ فرمایا دعویٰ استجب کہم بگو مجھے میں قبول کر لینگا واسطے تمہارے  
 اس رضا مند ہی کی راہ سے تو رضا نقہ نہیں کر لیا اور نہ وہ محتاج دعا کا کب ہو سو اس دعا کو بھی اور وہ کے  
 حق میں شفاعت سمجھو نہ یہ کہ اپنے اوپر رحم کھلے دعا کرے وہ صاحب رشد اور وہ کی ہدایت کو دعا  
 کر لیا آئے تو اپنے اوپر رحم کرنے کو اسوقت پھونک دیا جس وقت کہ چراغ عشق کا جلایا اوصاف بشری جو  
 کچھ اس میں تھے ان اوصاف کا دوزخ اسکا عشق ہو اور آئے اس دوزخ میں بال بال ان اوصاف کا  
 پھونک دیا ہر راہ چلنے والوں نے جو اس اد میں چلے ہیں ایسا فاروق بن کب پچانا ہو اور کون ایسا فاروق  
 ہوا ہو کسکو ایسی تیز ملی جان وقوفی البتہ وہ اس دولت میں سامی و شتابندہ ہوا اور مثل اس کے کون گدزا ہو

قصہ وقوفی رحمۃ اللہ علیہ اور اسکی کر اما نیکی

قولہ آن وقوفی داشت خوش دیا نہ دعا شوق و صاحب کرامت خواجہ بزمین مشید چو رہ بر آسمان ہشت بہ انرا  
 گشتہ نور و روشن روان + در مقامی مسکن کم ساعتی کم در روز اندر وہی انداختی گفت در یک خانہ باشم کرد و روز

عشق آن مسکن کند وین فروزہ غرقہ اسکا حاور ہاں، اقلی یا نفسا نور لغنا ولا اعود خلق قلبی بالکان، کی بکیرن  
 خالص فی الاستمان، روز اندر سیر بہ شب و روزا ز چشم اندر شاہ باز او چہ باز و منقطع از خلق فی باز بہ غری و  
 منفرد از مردوزن فی باز و کی، نیک و بد را ہرمان و مستقر بہتر از ما و شری تر از ہر گد گفت پیغمبر شاہ را ای شاہ  
 چون بہر بہتم شفیق و مہربان، زان بہب کہ جلا جزای منید جزو ہر کل چہا بر سیکند، جزو از کل قطع شد  
 بیکار شد، عضو از تن قطع شد مردار شد، تانہ پیوند بکل بار و گردہ مردہ باشد، نبودش از جان خبر و در کسبید  
 نیست خود او را سند، عضو نو بر میرہم جنبش کند، جزو ازین کل گر برد کیسہ رود، این نہ آن کست کو قبضہ شد  
 قطع و وصل او نپاید در مثال، چہ نرا قصہ گفتہ شد بہر مثال، مر علی را بر مثال شیر خواند، شیر مثل او باشد گر چہ  
 راند از مثال و شل و فرق آن بران، جانب قصہ و قوفی باز ران، بعضی شب و بفتح باز و و اہل مشیت  
 یعنی و قوفی حال سلوک میں بہت اچھی صورت رکھتا تھا اور عجیب طریق کہ عاشق تھا اور صاحب کرامت و روح  
 جیسے آسمان پر چاند پھرتا تھا اور صبح السیرینہ زمین پر شل چاند کے پھرتا تھا اور کہیں جتنا تھا اور جو لوگ شب و  
 شب بیدار تھے انکی جانیں اس سے روشن ہو گئی تھیں ایک مقام میں سکین نہیں کرتا تھا دور وز سے  
 بھی کہ کسی کانوں میں بہتاکتا تھا کہ اگر میں ایک گھوڑے پر ہو گا تو عشق اس سکین کا میرے دل میں  
 فروغ پکڑے گا بس غریبوں نے سکین سے میں سچا ہوں اس سے نقل کر ای نفس اور سفر کر واسطے خنکے میں  
 اپنے دل کی خلقت کو رکھان کے رہنے کی عادت نہیں تھا اگر ایسا ہو گا تو امتحان میں کب گھرا  
 اور خالص ٹھیکہ کا دن میں سیر و تماشا کرتا رات کو نماز میں ہوتا آنکھیں دید شاہ میں باز اور باز کی طرح  
 خود پر واز میں مخلوق سے منقطع لیکن نہ یہ کہ بد بوئی سے منفرد مردوزن سے مگر نہ ایسا کہ دوئی سے  
 کہ آپ کو اور چہ سمجھتا اور دیکھو اور کچھ جایہ مہربان اور جملہ کا بلے قرار خواہ نیک ہو خواہ بد مہربانی میں بہتر ان سے  
 اور شیریں تر باپ سے شہی معنی شیریں تر گویا ترجمہ شہی کا، جو آنحضرت نے فرمایا کہ اے سردار وین تمھارے آپ  
 مثل پیر کے شفیق و مہربان ہوں اس بہب سے کہ تم سب میرے ہی اجزا ہو پھر خبر کو کل سے کیوں جدا  
 کرتے ہو میں نے مجھے کیوں دور بھاگے ہو یہ بھی جانتے ہو کہ جب میں کل ہوں تم جزو ہو تو جزو کل سے جدا  
 ہو کے بیکار نہیں ہو جاتا جیسے عضو کہ تن سے جدا ہوا اور مردار ہوا اور جب تک پھر کل سے پیوند نہیں  
 پاتا مردہ ہوتا ہر اصلو اپنی جان کی خبر نہیں ہوتی اگر وہ جنبش کرے تو خود اپنی سن نہیں کہ تازہ کشا ہوا  
 عضو بھی تو جنبش کرتا ہو اسکی جنبش بھی ایسی ہر جزو کہ اس کل سے جدا ہو گا علمدہ کر دیا جائیگا اور کہا  
 ہو گا کہ کل ایسا نہیں کہ کسی جزو کے ہونے سے ناقص ہوے اسکا قطع اور وصل ایسا نہیں جو گفتگو  
 میں سامے اور میں نے جو کچھ کہا مثال کے طور پر کہا کہ وہ ناقص ہو مثلاً حضرت علی کو مثال کی راہ

کھینے شیر کہا لیکن شیر مثل آنے کب ہو گوا نے کہا اب فرماتے ہیں کہ تو شمال و مثل اور آنے کے فرق سے الگ

ہوا اور دھوئی کی طرف لوٹ میل

لہذا طوافِ قصہ و قوسی رحمۃ اللہ علیہ کے

قولہ آنکہ دقتوی امام خلق بود، گوی تقویٰ از فرشتہ میر بود، آنکہ اندر سیر مرآت کرد، ہم زوینا ری او دین  
 رشک خورد، با چنین تقوی وادوار و قیام، طالب خاصان حق بودی مدام و در سفر معظم مراوش آن شب  
 کہومی بانبندہ خاصی زدی، و این ہی گفتی چو میرفتی براہ، کن قرین خاصگانہ می آنکہ، یار یکبارہا کہ شناسد لہ  
 بندہ بستہ میان مجمل، و آنکہ شناسد توای یزدان جان، بر سر من محو ب شان کن مہربان، و خضرش گفتی کہ ہی صد  
 ہمیں، این چہ عشق است و چہ تشفاست این، مہر من داری چہ میوئی دگر، چون خدا با تست چہ جوئی مشر  
 او گفتی یارب ای دانای راز، تو کشودی در دلم راہ نیاز، در میان بحر اگر نشسته ام، طبع در آب جو بہر بہتہ نام  
 چہودا زہد، دم نو بخ مرست، طبع و نوبہ جہر غیر ہم جہاست، مہر ص اند عشق تو فخرست جاہ، مہر ص اندر غیر تو نیک تاب  
 شہوت و مہر ص از ان شہی بود، و آن میزان نیک درویشی بود، مہر ص مردان از رہشپی بود، و در مہر ص مہر ص  
 پس زد، آن یکی مہر ص از کمال مہر صیت، و آن دگر مہر ص فہم ص و مہر صیت، و آہ تیری بہت اینجا بنیان  
 کہ سوی مہر صی شود و موسی دوان، ہر چو شستی کز آتش نیریت، بر ہر انچہ یافتی با مہر صیت، ہی نہایت مہر صیت  
 این بار گاہ، و صدر را بگذازد رست راہ، و مہر صی دہ و مہر صی علم و تقویٰ مین تو ایسا کہ امام خلق کا تھا اور  
 تقویٰ مین گیند فرشتوں سے لیجاتا اور فرشتوں پر سابق تھا سیر مین تو ماہ کو مات کیا ایسے نہایت مہر ص  
 کہ ماہ بھی با این سیر سیری اس سے ہار تھا اور دین مین ایسا کامل کہ دین خود اس پر رشک کرتا تھا کہ  
 مثل اسکے مین کامل ہوتا با وصف ایسے تقویٰ اور در و وظائف اور قیام نماز کے ہمیشہ خاصان خدا کا  
 طالب بھی سفر مین بڑی مراد اسکی ہی ہوتی تھی کہ ایک دم کو بھی کسی بندہ خاص سے مل آیتا اور ملاقات  
 ہو جاتی جب راہ چلتا تو ہی کہتا جاتا کہ اے محبوب میرے مجھکو مصاحب اپنے خاص کو کون کا کر اور  
 میرے وہ لوگ مجھکو میر دل پہچانتا ہوا کھائیں میان بستہ اور خدنگار اور محل یعنی بار بردارندہ گویا غلام  
 اور بوجہ ڈھونڈنے والا ہوں محل بضم بصیفہ فاعل بار بردارندہ اور مجھکو میرا دل نہیں پہچانتا اور مین آنسے محبوب  
 دیوشیدہ ہوں اُنکو تو ای یزدان جان مجھپر مہربان کر دے اسکے جواب مین حضرت ربا لغزت اس سے  
 کہتے کہ اے صد نشین مین یہ تیرا کیسا عشق مجھے ہے اور یہ کیسا استغنا عشق کا مجھکو ہر کہ عشق سے تیری پائی  
 نہیں کھتی تو تو میری بہت رکھتا ہے پھر اور کو کیا ڈھونڈتا ہے جب خود خدا تیرے پاس ہے پھر بشر کی تلاش  
 مجھکو کیوں ہے تو وہ کہتا ہے ربا اے راز تو ہی نے میرے دل پر یہ راہ نیاز کی کھول دی ہے کہ اگرچہ





ان کو بابت و قودار فطرت برین و آسمان چندی پائی زمین بگفت موسیٰ این ملامت کم کشیدہ آفتاب را راز  
 کم کشیدہ میروم نامجمع البحرین من تا شوم سب سلطان زمین و اجل انحر لامری سب بادک و ادب  
 و اسری حقا و سالها پیشم ز تو بالها و سالها چ بود هزاران سالها میروم یعنی نمی ازند به ان عشق جانان  
 کم بدان از عشق نان، این سخن پایان مدار دای عمود داستان آن وقوقی باز گو و بعضی فرماتے ہیں کہ اگر  
 تو کیم حق سے شتافی یکہ دیکھ تو کیسے ایک مشتاق سے بیان کرتے ہیں کہ با وصف ایسے مرتبہ و درسی سچ  
 کے طالب خضر کا ہون اور حالانکہ خود بینی سے بری گھا اے موسیٰ کہ وہ پیشہ ہیں تو نے اپنی قوم کو چھوڑا جو  
 اور اسے کو واسطے اس نیک کے پریشان بنایا جو تو خود کی قبا و جو خون ورجا سے خلاص تشبہ کی قبا  
 سے نظر اٹھک عیاشی و جہی کے ہو تو کما تنک خضر کی تلاش میں رہیگا اور کما تنک اس کے پیچھے پھر گیا تیری  
 ملکیت جو جو تھی مینے نبوت و رسالت وہ تیری تیرے پاس اور تو چہ خوبی و واقف پھر آسمان کما تنک  
 زمین ناپیگیا اور پھر تار پگیا موسیٰ نے کہا ایسی ہی ملامت کہ و آفتاب ماہ کے راز ہر مت بنو کہ محال ہو  
 ایسی ہی ملامت سے میرا باز رہا محال میں مجھ البحرین تک جاتا ہوں تا سب سلطان زمین کا ہوں میں  
 وہ جگہ جہان و دے روم و فارس ملے ہیں کہ اسی موقع پر خضر و حضرت موسیٰ کی ملاقات ہوئی ہو شعر  
 عربیہ کے معنی کہ خضر کو میرے کام کی واسطے تا میرا مقصود مجھ کو حاصل ہو نہیں تو تیرے کو لگا اور پھر دیکھا تھو  
 حقب باضم و بفتیشین شہاد سال و روزگار و تقبیس ہو آہ کریم سے قال موسیٰ لقتاہ لایرج حتی ابلغ  
 مجمع البحرین ادبھی حقا کہا موسیٰ نے اپنے مناس سے کہ یوشع علیہ السلام تھے ہمیشہ پھرتا رہو لگا جب  
 مجمع البحرین پر نہ پہونچوں چاہے مجھ حقبے گز جائیں میں برسوں پر وبال سے اس تنہا میں آؤ لگا اور برسوں  
 کیا چیز ہزاروں برس پھرتا رہو لگا جین پھرتا ہوں لیکن یہ پھر نہ میرا عشق جانان کے برابر مت جان و فی  
 کے عشق میں نہیں پھرتے ہیں پھر عشق جانان کو عشق نان سے کم کیوں جاتا ہو اب فرماتے ہیں اس  
 سخن کی تو اے موسیٰ کچھ مد نہیں ہر پھر وقوقی کی داستان بیان کر

لو سنا حروف قصہ وقوقی رحمۃ اللہ علیہ کے

قوله ان وقوقی رحمۃ اللہ علیہ بگفت سافرت مذی فی خافقیدہ سالہا رقم سفر از عشق ماہ و سینہ از راہ و  
 حیران در آہ پا پر ہنہ رفتہ ام و رخا و سنگ و آہ کو من حیرانم و سنجویش دنگ و تو میں میں پاہ راہ و  
 زمین و آہ کو بدول میرود عاشق یقین و ازہ و منزل رکوتاہ و دراز دل چہ دانکہ دست مست و بلند  
 این دراز کو نہ ای صاف غمت و رفتن ارواح دیگر غمت و تو سفر کردی ز لطفہ با عقل فی کما می  
 بود منزل نہ نقل و سیر جان بچون بود در و در ویر جسم از جان یا موندید سیر جان ہر کس بنید جان



میں نے کیا دیکھا یہ مجھے بیان کروں تو کچھ بھید اسکا ظاہر ہو کہ میں نے سات شمع دور سے جھانک کر دیکھا  
میں دیکھیں چنانچہ آنکھوں کو دیکھ کر میں انکی طرف دوڑا اور وہ شمع لہیں کہ اُن سے ہر ایک کے نور و مضاء سے  
کات آسان تک خوب بھرا ہوا تھا میں نے انکو دیکھ کے حیران و متحیر ہو گیا اور میں کیا نور و حیرانی حیران ہو گئی اور  
عقل کے سر سے موج حیرت کی تیر ہو گئی حیرت میں ڈوب گئی کہ کسی کی سی شمعیں روشن ہیں اور یہ دونوں  
آنکھیں مخلوق کی کیسے انیسے سچ امین ہیں اور عجب حال مخلوق کا ہو کہ ایسی شمع کو جو نور و فروغ میں ماہ سے  
بڑھی ہوئی ہو چھوڑ کے ایک چراغ کشند کے طالب میں کیسا چشم بند لوگوں کی آنکھوں پر ہو اور یہ چشم بزمیدی  
میں شاد کا ہو اسی نے انکی آنکھوں کو بند کیا ہوا سیلے کہ ہر ایسا کسی کے اختیار میں ہوا اختلاف یہاں کہیں تیری  
اشعار و نوحی بکرا العلوم میں ہو اور طولانی تقریر خارجی اور کثرت مشغول کی اور اصل معانی سے غرض نہیں

### ایک مثال پر ہو جانا ان ساتوں کا

قولہ باریدیر کہ میند ہفت یک - نور او بشکافنی جیب فلک - باریدیر کیا دیکھ ہفت شد متی و حیرانی  
من زوت شد - اتصالاتی میان شمعہا کہ نیا دیر زبان گفت - آنکہ یک دیدن کنڈاراک آن ہمالہا  
نقوان نمودن از زبان - آنکہ یک مہمیش ادراک و ہوش - سالما نقوان نمودن آن گہوش - ہونکہ پانچ  
نہ - درو ایک - از آنکہ لا احصی ثناء و علیک - بیشتر نعمت و ان کاں شمعہا تا چہ چیزست از نشان کہ با  
یشدم - ہوش و ہوش - خراب تا بقیاد مہمیش و شتاب - ساتی معقل و ہوش اندین - ملوقا دم  
سرخا کہ زمین - باز ہوش آدم ہر خاتمہ در روش مگوئی نہ سر و پا ختم - المعنی و توفی کہتے ہیں کہ پھر یک  
دیکھا ہوں کہ وہ ساتوں شمع ایک نور ہو گئیں اور وہ نور جو گریبان فلک کو پھار سے فلک سے پار ہوا جاتا  
تھا پھر وہ اکبارگی دوبارہ سات شمعیں ہو گئیں یہ دیکھ کے متی و حیرانی میری از بس قوی و سطر ہو گئی  
اس جمع اور تفریق میں جیسے اتصال اندین ہوتے تھے ہاں ہی زبان ہر کمان جسے بیان میں وہ آچے  
جو شخص کہ ایک دیدن کی پائے جو ان زبان سے نہ بیان کر سکے - اور اگر ادراک و ہوش ہونکہ ایک دم دیکھ میں  
تو ہر ہون آہواچے کاں میں - لا سکین پس افزونی کسی ہوا - نہاتے ہیں کہ جب یہ کیفیت ایک - ہو کہ  
ہو تو پھر اپنی طرف کو کیوں نہیں لوٹتا میں نے جو ذکر بشرت تھا اسکی طرف سے سب سے دس بار ہی کہے ہیں  
احد - کر گئی جبکہ آنحضرت نے فرمایا ہوا احصی ثناء علیک انت کا امنیت علی انھما میں تیری ثناء پھر مہما  
نہیں کر سکتا جسے کہ تو نے اپنی ثناء آپ کی پر میں ان شمعوں کو دیکھ کے اڑے اور آگے بڑھا کہ یہ نشان آیت  
کہاں سے کیا چیز ہو میں ہوش اور بخود اور دست ملا جاتا تھا کہ بلند می و شتابی کہ - گے کر گیا تھوڑی دیر تو  
اُسی حال میں معقل و ہوش خاک زمین پر پڑا اور پھر ہوش میں آیا اور اٹھا اور آیا چلا گیا اپنی چال نہی ہوئی پانچ



پاکستانی آمد غریب ہر چیز چشم شان بشیم کلا لا اور ہر گز کسی کیفیت شان کا نہیں سود وید متنا ازین اشجار  
ستعد شویہ جملہ میگفتند کاین سکین مست + از قضاء اللہ دیوانہ شدست ہنفراین سکین سودای در  
وزیر ریاضت گشت فاسد چون پایز و ادعوب ہی ماند یارب حال صپت + خلق را این پرده اضلال حیت +  
خلق کو نامگون با صد رامی و فضل + یک قدم این سوئی آر و نقل + عاتلان وزیر کان شان از نفاق گشتہ  
مکرو و خچین باغی و عاق + یا منم دیوانہ و فیرو شدہ + دیو برین غالب و پیرو شدہ چشم میا لم سہر خط کہ سن +  
خواب می نیم خیال اندر ز من + خواب چہ بود بر رنجان میروم پیوہ ہا شان میخوہم چون مگر دم + ہنری اور شرت  
تعب کا نام چو کہ لاکھون مخلوق اودھ صر وادشت سے آتی جاتی گذرتی ہر آن درختوں کے پاس چو کہ  
اور سایہ کی آرزو میں جان جانے کی نوبت پہنچتی ہو کل وغیرہ کے سات بان بناتے ہیں مگر انکا سایہ  
کوئی نہیں دیکھتا ہو دوسرا مصرعہ مولانا رح کا قول ہو کہ اسی آنکھوں پر چ پیکر وں قضا اور تنہو کہ ہو  
اللہ تعالیٰ کے قدر نے انکی آنکھوں پر چہ کر دی تا ماہ کو نہ دیکھے سہا کو دیکھے کہ ماہ کے مقابل کیا نہیز  
بے نور ہو اور زورہ کو دیکھے نور شد کو نہ دیکھے لیکن اُسکے لطف و کرم سے نومیہ نہیں جوقافلے کہ بیوہ  
ہیں اُنکے لیے یہ میوے ہیں کہ پکے پکے کرتے ہیں یہ کیسا سحر ہوا ایذا کہ سب پوشیدہ تو اسکے مخلوق بنیتے  
ہیں اور ایسے انکی ٹوٹ میں پڑے ہیں کہ ٹوٹ کی محنت سے اُنکے خلق خشک ہو رہی ہیں ہر برگ و شکوفہ  
انکی ڈالیوں کا کتسا ہو کہ کاش ہماری قوم کو ہمارے حال سے آگاہی ہوتی اور ہماری طرف جمع کرتی  
اور ہر درخت کی طرف سے آواز آتی ہو کہ اسی خلق شو بہجت ہماری طرف کیوں نہیں آتی آپ سوچے  
کہ وہ درخت پھارتے اور آگاہ کرتے ہیں اور کوئی اودھ نہیں جانا غرت درختوں پر آواز کر کے کہتی ہو  
کہ میں نے انکی آنکھیں بند کر دیں ہیں تم اُنکے بکانے سے باز آؤ یہ سچ نہیں رہینگے اگر ایسے لوگوں سے  
جوان درختوں سے بھاگتے ہیں کوئی کتسا کہ اودھ کو چلو تا ان درختوں سے سعادت حاصل کرو تو سب  
یہی کہیں کہ یہ غریبست قضا و الہی سے دیوانہ ہو گیا ہو دیوانگی میں بکتا ہو اسکو بڑا اللہ سبحا و ہوا ہو  
جسے سب سے اونیز شدت ریاضت سے مغر اسکا بالکل خراب ہو کے پیار کی طرح پوست ہی پوست ہو گیا  
بس یہ تو اسکو دیوانہ بناتے ہیں اور وہ متعجب ہو کے کہتا ہو کہ اسی یہ حال کیا ہو اور مخلوق پر یہ پردہ گرا ہی کا  
کیون پڑا ہو کج طرح کی مخلوق ہو چکی سیکڑوں راسے اور سیکڑوں عقلمیں اور ایک قدم اور طرف سے  
س طرف نہیں دہلتے جو حائل ہیں اور دیرک ہیں انہیں وہ بھی تو نفاق کے مارے منک ہو گئے  
اور ایسے باغی اور گمراہ ہو گئے کہ ہرگز غور نہیں کرتے یا بین ہی اُنکے کہنے کے موافق دینی پروا نہ  
حیران ہو گیا ہوں مجھی پر شیطان غالب و چہر ہو گیا ہو میں تو خوب لکھیں مل ملکے دیکھتا ہوں ہر دم



غمیں جانتا کہ زمانہ میں جو خیال خواب ہوتے ہیں وہ دیکھتا ہوں یا کیا ہو چکر فرماتے ہیں کہ خواب کیسی  
 ہوتی ہے بہت تودرختوں پر چڑھا ہوا ہوں اور میوے کھاتا ہوں پھر اٹھا کر دیدہ اور نقد کیسے مہون قولہ  
 باز چون می بنگم در منکران کہ جس گیرند ازین بستان کران ، با کمال صتیح و انتقارہ زار و ستی میوہ چاہی  
 اشتیاق و حرص یک برگ درخت ، نیز نند ازین میوایان آو سخت دور ہریت زین درخت درین شمار ، این  
 خلایق صد ہزار اندر ہزار ، باز میگیم عجب بن خودم ، دست بر شاخ خیالی در دوم ، بان بوان استیاس الرسل  
 ای محبت تا بطنواہم قد کذبو ، این قہرات خوان تجفیف کذب ، این بود کہ خویش بندہ عجب اور گمان افتاد بہان  
 انبیاء و اتفاق منکری اشتیاق ، جادہ ہمہ ہنگامک نصر ، ترک شان گو بردخت جان بر آ ، میوہ میوہ بدان  
 کش و زبیت ، ہر دم و ہر خط سحر آموزیت ، خلق گویان ای عجب این بانگ صیت ، چونکہ صحرادرخت  
 و برہیت یکج گشت از دم سودایان ، کہ ترویک شاہخت ، و خوان چشم میا کہ کہ انجا باغ نیست ، یا بیابان  
 یا شکل ہست ، ای عجب چندین دراز این ماجرا ، چون بود میوہ و ہنر و خطا بن ہیگویم چو ایشان  
 ای عجب ، اینچنین مہری چار و صنع رب ، زین نماز عہد محمد در عجب ، در عجب نیز ماندہ بولسب زین عجب  
 تا آن عجب و فرقت زرت ، تا چہ خواہد کہ سلطان شگرف ، ای و فوفی تیز و ترہین خوش ، چند گونی  
 چند چون قنط گرش ، المعنی بتنے پھر چو دیکھتا ہوں منکرون کہ جو اس بستان سے کتارہ کش ہیں تو  
 ایسا پاتا ہوں کہ کمال حاجت مند اور نہایت ہی محتاج تر از رہا کہ مرے جان دینے والے ہیں کہ اس  
 درخت کے اشتیاق و حرص میں سخت آہیں مار رہے ہیں کہ ایک برگ ہی بکو ملے گا اور خجوں نے کہا  
 درخت اور اس میوہ سے ہریت کی ہر ہزاروں لاکھ ہیں پھر کہتا ہوں میں عجب ہیو ہوں ایک خیال کی  
 شاخ پکڑے ہوئے تیر و اتو آید استیاس الرسل قد کذبو انک تو پڑھ چنانچہ پوری آیت یہ ہر حسی از  
 استیاس الرسل فطنواہم قد کذبو ایسا شک کہ مایوس ہوئے رسول اور گمان کیا آنھوں نے کہ ایک  
 ہم کذب ہوئے پھر شکایت کیا ہو اگر لاکھوں ہزار اس درخت اور اس میوہ سے بھاگے انبیاء  
 رسل پر کیا کیا گزرا ہو جیسا کہ آیت سے تر شرح ہو اور اس آیت میں کذبو کو تجفیف پڑھ نہ بتشہد کہ ہیں  
 کچھ حجاب نہیں ہر صاف معنی ہیں تکذیب کیے گئے وہ مگر جو محتجب ہو وہ بھی قرات تجفیف ذال ہو اور عجب  
 جان انبیاء کی کہ گمان میں چڑ گئی اتفاق منکری اشتیاق سے کہ بالاتفاق سب ہمارے منکر ہو جائینگے  
 پھر بعد اس تشکک انبیاء یا ہمیں انبیاء جیسا کہ اختلاف کذبو امین ہو جاوہم نصرنا یعنی فی نصرت ہمارے  
 نازل ہوا تھا انکا ترک کہ اور درخت جان پر چڑھا اسیلے کہ اس سے میوہ وہ کھاتا ہو چکی قسمت میں ہو  
 اور جان ہر دم ہر خط سحر آموزی ہو جیسے مخلوق کہ رہی ہو جبکہ صحرا میں پھیل ہو نہ درخت ہو تو آواز



طرف سے السلام ہوا کہ باو سمعت خود فروغ مائل ہو جانے کے تو ابھی تک ہمارے کاموں میں تعجب ہی کیے جا رہے

### پھر سات آدمی ہو جانا ان ساتوں درخت کا

قولہ بعد دیر سے گشت آٹھ ہفت مرد و بچہ درخت پر بیٹھا ان فرود چم میاں کہ ان ہفت ارسلان +  
 ہا کیا تہ و چہ و از جہان + چون بزرگی رسید من دریاہ و کردم ایشان را سلام و از انتباہ + قوم  
 گفتند جواب آن سلام + اسی وقوفی مغرور تاج کرام گفتہ آفر چون مرادشاختہ پیش ازین بر من نظر  
 نہ افتند از منیر من بہ ہستند رہو و یکہ گر را بنگریدہ نماز فرو و د پانچم دادند کامی جان عنبریزہ چون  
 پوشیدہ ست آٹھ بر تو نیز ہر ولی کو در تیرہ پانچ ہست + فی شود پوشیدہ و از پ و رہست گفتہ از سوے  
 قضا نطق بشکفیدہ چون ز اسم و معرفت رسمی واقفیدہ گفت اگر اسمی شو عیب ادولی دامن دستغراق  
 دامن نزجالی بمعنی ارسلان شیر چہ کہتے ہیں کہ کچھ دیر بعد وہ پھر سات مرد ہو گئے اور سب قعدہ میں  
 یزدان پاک فرو کے تختے آپ میں آئیں بلکہ دیکھتا ہوں کہ وہ ساتوں شیر کون ہیں اور جہان سے  
 کیا صفت و رتبہ رکھتے ہیں آیا ولی ہیں قطب ہیں کون ہیں جب میں راہ سے کتر کے اُنکے نزدیک  
 پہونچا تو میں نے بتقتضائے انتباہ کہ قعدہ نماز کا ختم کر چکے ہیں اُنکو سلام کیا اُنھوں نے جواب  
 سلام کا دیکر کہا کہ علیک السلام اسی وقوفی مغرور تاج کرام میں نے اپنے دل میں کہا آٹھ کیا جو  
 کیسے اُنھوں نے مجھکو سپان لیا قبل اس سے تو مجھکو دیکھا بھی نہیں ہوگا فوراً یہ میرے بھید دل سے  
 واقف ہو گئے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے لفظ فرو دزدانہ ہی پھر مجھکو جواب دیا کہ ایمان عزیز  
 جیسے تجھ پر ورن کا حال و اسم و رسم چھپا نہیں ہوا یہی ہے پہنچ چھپا نہیں ہو محمول ہو جولی مقام  
 حیرت میں خدا کے ساتھ ہو اس سے راز و معادھر کا چھپا نہیں رہتا میں نے کہا تم حقائق کی طرف  
 شگفتہ ہو یعنی حقائق اشیاء سے واقف ہو جب تو نام اور معرفت رسمی نام سے جسے وہ نام مرکب  
 ہوا ہو واقف ہوا وہ پیر نام جان لیا کہا میں حقائق کے علاوہ ولی سے کوئی اسم پوشیدہ نہیں  
 ہو سکتا البتہ حالت استغراق میں نزجالی سے قولہ بعد از ان گفتند مارا آرد و ست + افتد اکرون  
 بتوا ہی پاک دوست + نفتم آری الیک یک ساحت کہ من + مشکلاتی وارم از دور زمین + تا شود آن حل  
 بصیبتہا ہی پاک کہ بصحبت رویدانباری از خاک + دانہ پرنغر از خاک و ذرم + خلوتی صحبتی کرد از کرۃ  
 خوشیتن در خاک کلی محو کرد کہ نمازش رنگ و بوی سرخ و زرد + از پس کن + محو تبض او ناند + بر کشادہ  
 بسط شد مرکب براند + پیش اصل نویش چون بخیش شد + رفت صورت جلوہ معنیش شد + سرچین کرد  
 دین فرمان تربت + لفظ دل زان سرچین کردن بجاست + ساعته با آن گروہ مجتبے +

چون مراقب ششم از خود جدا و جدا ران ساعت دست راست جان و از آن ساعت پیر گردان و چون  
جلد تکیوینا ساعت نخست دست از تکیون که از ساعت برست و چون از ساعت سستی بیرون شوی  
چون نماز محرم بیچون شوی ساعت از میان می آید و از آنکه آنسو بر تکیو راه نیست و هر نفر را  
بر طویل خاص و بدست اندازد جهان جستجو منتصب بر هر طویل را یعنی و جز بدستوری نیاید در فتنی و از هوس  
او یک طویل گیرود و در طویل دیگری اندر شود و در زمان آخر میان چست و خوش دگر و افشاره گیرند  
کش حافظان را اگر پیشی اسی عیار و احتیاط را برین بے اختیار اختیار می بیند و دست و پا بهر کشا  
دست چپ را چپ و دست راست را راست و در کار حافظ برده نام و تدبیران نفسش کرده این سخن پایان ندارد و تیز زود  
بین نماز آمد و قوفی پیش شود و لحنی به گفتگو و کوی کے لئے وقوفی سے کہا کہ او دوست پاک ہو کر دوسو کو  
جبری اقتدا کریں اسلئے کہ حدیث شریف ہوں علی خلع لقی کا ماضی خلع نبی بنے نماز پھر بھی پیچھے ہٹنے کے جو  
ترسہ او پر بزرگوار کے معنی میں آیا ہو گویا نماز پڑھتی اُسے پیچھے نبی کے تین نے قبول کر کے کہا اُسے  
لیکن ایک ساعت کی مدت ہو کہ میں جو شکایتیں اس دور زمانہ سے رکھتا ہوں وہ اس صحت پاک میں  
آسان و حل کر لوں اسلئے کہ صحبت پاک بڑی چیز ہو کہ صحبت کی برکت سے کیسا بار خاک سے پیدا  
ہوتے ہیں مثلاً تخم کا دانہ پر مغز بھر اہو اس خاک افسردہ میں ڈالا جاتا ہو یہ اپنے کرم سٹاپا خلوتی و جنتی  
کر لیتی ہو اور انہی اسپین پڑ کے ایسا اُس سے آئینہ ہوتا ہو کہ آپکو بالکل محو کر دیتا ہو وہ اسکا  
رنگ رہتا ہو کہ سرخ تھا یا زرد وہ بوجہ واد آپکو ایسا محو کر دیتا ہو کہ اس فیض سے جو خاک کے اندر  
تھا چھوٹ جاتا ہو قبض نہیں رہتا اب آپکو بسط و کشادہ حاصل ہوا اور اسی بسط و کشادہ میں اسکا قدم چلا  
پھر ظاہر ہو جیسے اُسکو ترقیان جم کے خاک سے نکل آنے کے بعد ہوتی ہیں اور کیسے انبار و فائز اس سے  
حاصل ہوتے ہیں ایسے ہی جسے اپنی اہل کے سامنے آپ کو کھومیت دیا اُس سے صورت نیکی اور جلوہ  
معنی کا اُسکو ہو گیا ہے یہ نئے سرے اشارہ قبول کا کیا اور کہا آگاہ ہوا سو وقت حکم تیرے  
واسطے ہو جو تو کہیگا اُسکو مانگیے اور عجب وہ اشارہ سر کا تھا جسکے کرتے ہی گرمی میرے دل کی بے نتیجہ  
بمگر کی ساعت بھر اُس گروہ پر گریو کے ساتھ جو میں مراقب اور آپ سے جدا ہوا جیسا حضرت نظامی نے  
لیفیت مراقبہ میں کہا ہو شعر تن نویں در گوشہ بگذاشتہ و بصحرا ی جان تو شہ بداشتہ فدا بجز مراقب  
ہونے کے اسی ساعت قید ساعت سے چھوٹ گیا اور فوراً مطلق و سیریح میں داخل ہوا کس واسطے کہ  
قید ساعت کی جوان کو بوڑھا کرتی ہے یعنی جب تک قید ساعت و چون و چگون سے مطلق و جیتید  
نہوگا بیچون و بیچگون تک ہرگز رسائی نہ پاے گا ساری رنگارنگیاں ساعت و وقت کی کو کہیگی

ہوتا ہے کچھ اسی سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ سیرنگی و بیچونی کے بند و خلاف پس جو ساعت سے چھوڑا وہ  
 رنکارنگی سے چھٹنگا یہ ساعت وہ چیز ہو کہ اگر ساعت بھر کو بھی تو اس سے الگ ہو جائے تو چون چاگون  
 جو توجہ میں لگی ہوئی ہو سب جاتی رہے محرم چون کا ہو جائے ساعت و بیساعتی کے لطف و خوبی سے  
 انکا وہ نہیں اور کیسے ہو کہ اسکو توجہ کے اس پار راہ و دخل ہی نہیں ملا ہو کچھ کیسے جانے توجہ میرت مجودہ  
 جو معرفت ہو اور کیسے راہ تھی کہ اس جہان تجوین ہر شخص کو طویل یا خاص پر پانہ ہا ہو کہ وہ اسی کے مطابق  
 اس کا جو بندہ ہوتا ہو اور طویلے بھی ایسے نہیں بلکہ ہر ایک پر ایک چاک سوار و محافظ متعین کہ کوئی  
 راض اپنے طویلہ کو دھوڑنے پائے راض راض سے جو توجہ دینا ترک کرنا اگر مونس سے کوئی ایک  
 طویلہ سے نکل کے دوسرے طویلہ میں گھسا ہو فوراً محافظ تھان کے چپتی و چاک کی سے بخوشی اٹکی تھی  
 ایک تھے ہن اور دوسرے طویلہ پر جانے نہیں دیتے پس اگر تو محافظوں کو عیاری نہیں دیکھتا تو اپنے  
 اختیار کو دیکھ کیسا تو بے اختیار ہو گیا کہ قرآن مجید میں جو شکل نفس لہا علیہا حافظہ بیشک ہر نفس رضو  
 ایک حافظہ ہو کہ وہ ملائکہ ہن ظاہر تو ایک امر اختیار کرنا ہو اور دست و پا اس میں کھولنا ہو کچھ کیسے اسکو  
 کر نہیں لیتا کس سب سے اور کس واسطے اس میں جس و پس ہو کے رہتا ہو لیکن تو بالکل انکار حفاظ  
 میں جھوکا ہو اسی اور اسکا نام رکھا ہو تہدیرات نفس کہ میں اپنے نفس کی تہدیر کرتا ہوں الخلاف  
 شیخ بحر العلوم میں دیکھا ہو کہ اسکو انباری جانتا ہوں ایسے کہ اشعار لا حلف اسکے  
 مت سب انبار کے ہن نہ مناسب لگو کہ کلی کو کلی اور نجاست کو نجاست رست کو رست لکھا ہو شریعت گز

### اس کے جانا و قونی کا واسطے امامت اس قوم کے

قولہ اسی پچا دین دو گانہ بر گزرتا مفرین کرد و از تور و زنگار دای امام چشم روشن اصلاء چشم روشن بایہ  
 اندر پیشوا و در شریعت ہست کردہ اسی کیا دور امامت پیش کردن کو را اگر یہ حافظہ باشد و حیت و  
 فقیہہ چشم روشن اگر باشد سفید و کور را پر نیز نبود از قدر چشم باشد اصل پر ہنر و حذر و اولیاد را  
 نہ بیند و عجب و دانکہ اندر فعل و قولش نہایت نور و کو بظاہر در نجاست ظاہرست و کور باطن در نجاست  
 رست و این نجاست ظاہر از آبی رود و چون نجاست باطن افزون میشود جز بآب چشم نتوانستن  
 آن و چون نجاست جو اطن شد عیان و چون نجاست اندست کا قرا خدا و آن نجاست نیست  
 اور ظاہر و را ظاہر کا قریب و شریعت زین و آن نجاست بہت از اطلاق این و این نجاست جو پیش  
 از وی بہت کام و ان نجاست بویش از دیر تا بشام و بلکہ بویش آسا نہا برود و پرواغ حورو  
 از تنوان بر شود و اینچہ میگویم بقدر فہمست و ہر دم اندر مسرت فہم درست و فہم آہست و وجود و تن سہو



چون سبب شکست دین کا یہاں و دایں سوراخ پنج سوراخ ست طرف اندرون آب اندر خود نہ ہر طرف امر غصہ و غضب  
 ابصار کم ہم شنیدی رہت منادی قدم ہاں دولت نطق قیمت دابر بد گوش چون رنگت غمت را خورد  
 اچھینیں سوراخ خامی و گیت و میکشاید آب فہم نہمت بمعنی سبب و قوفی سے کہا می گمانہ خبر ہوا اور  
 دو گنا داد اگر قوی برکت سے ہمارا وقت فرین اور منور ہو آمو امام چشم روشن کے اوصلا کہ بیضا حسان  
 اکرام کی آواز کہ تو چشم روشن ہو اور چشم روشن ہی کا پیشوا ہونا چاہیے دیکھ تو امر کیا شریعت میں رہت  
 اندھے کی نکر وہ ہو اور اسکا امام کرنا رو نہیں چاہے کیسا ہی جت طاقتور ہوا دیکھ ہی فقیر ہو گیا  
 بہتر چشم روشن ہو وہ کتنا ہی سفید ہوا سیلے کہ کوہ کی مہارت مقبرہ بنیں اسکو قافور رات سے پرہیز نہیں ہوتا  
 کیونکہ اصل پرہیز و عذر کی آنکھ ہو کر اپنے چلنے پھرنے میں نجاست سے بچ نہیں سکتا کہ دیکھتا ہی نہیں کہ  
 اس کے قول و فعل میں نور نہیں جو ظاہر کا اندھا ہو وہ نجاست ظاہر میں ہوا اور جو باطن کا اندھا ہو وہ قیاسی  
 نجاستوں سے آلودہ ہو یہ نجاست ظاہر تو پانی کے دھونے سے جاتی رہتی ہو اور نجاست باطن کی  
 روز بروز بڑھتی ہو اسکو سوا اکب چشم کے کوئی وجہ نہیں سکتا جو وقت یہ اپنے اندر پر عیان و برہان ہو جائے  
 خدا سے تعالیٰ نے جو کافر کو بخش کما ہر جیسے انا اللہ کو بخش بیشاے شرک لوگ بخش میں تو یہ نجاست بظاہر  
 احسین نہیں ہو ظاہر کا کافر کا آلودہ اس سے نہیں ہو بلکہ وہ نجاست اخلاق دین کی اس میں ہر اس نجاست  
 کی بوجہ و درجہ میں ہی قدم جاتی ہو اور وہ نجاست جو کفر کی ہو اسکی بوجہ و درجہ سے شائبہ تک بچلی ہوئی ہو اور  
 رتو و شام ہو کسا آسمانوں پر جاتی ہو اور جو درجہ و عنوان کے دماغ میں بھرتی ہو جاتے ہیں بائیں تو کچھ  
 اور ہی ہیں مگر دین تیرے فہم کے اندازہ موافق کتا ہوں اور اسی حسرت میں قرا ہوں کہ کوئی فہم درست  
 نہیں ملتا جس سے دل کھول کے کہوں فہم ایسا ہی جیسے آب و آدمی کا تن و وجود مثل سب کے جو آب  
 فہم کی جگہ ہو لیکن جب گھڑا ثابت نہیں شکستہ ہو تو پانی کیسے ٹھہرے کبھی جاگتا پھر فہم کہاں آویں گشتہ  
 ہونا اسکا یہ کہ اس میں پانچ سوراخ گہرے گہرے جن میں نہ پانی رہے نہ ہون سکے یہ امر جو غصہ و غصہ ابصار کم  
 ہو قرآن شریف سے اقتباس ہو اور قرآن شریف میں یوں یوں قبول المؤمنین اندھوا من ابصار ہم یبصرون کہ ان  
 محمد ایمان والوں کو جب کریں اپنی بینائیوں کو نادرستی سے یہ نازل ہوا اور تھے سن لیا لیکن قدم اپنا  
 سنبھال کے نہ رکھا کوئی تاویذی سے آنکھ ہانکی تھک کے سوراخ کا یہ حال کہ تیری نطق تیری فہم کو گھبرا  
 رہی ہو مفرغات اور فواہل بگنے سے اور کان کے سوراخ مثل ٹنگ کے یہ جانہ کہ کھانے پانے  
 ہیں ایسے ہی اور سوراخ کہ جب قدر تیرے فہم کا آب جمع ہو سب کو یہ جو اس ہی ہمارے ہیں انکھیاں نے  
 ہر طرف سے اسکی نہ کھولنی ہو انخلا مت شرح میں از رو کو از روی لکھا ہو قول کہ رو بریا آب ہر طرف

بیوض آن بجز اہل مومن کنی و بیکشت ارد بگویم چال را بہ داخل عواض او ابدال اندکان عویشاوان بدایما  
 بجز اہل اولیٰ الٰہیہ و بعد غریبا صد ہزاران جانور و پسر و بزرگوار ہر باہم ابرو نش می برآمد با دوریا آن غرض  
 میکشت از کجا دانند صاحب رشد و قصہ با آغاز کردیم از شباب و ماندنی مخلص و رون این کتاب  
 اسی ضیاء الحق مسام الدین راود کہ فلک و ارکان چو توشاہی نژاد تو بنا کردی در جان و دل دای  
 دل و جان از قدم تو خجل و چند کردیم در حق تو ہمیشہ قصد من از اہل تو بودی ز اقتضا و خائے خود را شناسد  
 خود و عاقل تو نام ہر کہ خواہی کن شاپہر کسان بیخ از ہر فعل و حق نہاد است این حکایات و مثل مگر چنان مع  
 از تو ہم آہ خجل و یک بپای و خدا جہد افضل حق بگیر و کس کو دارد عاف و کم و ویدہ کور و قطرہ کفایت مرغ و  
 ہای و اندان اسہام را کہ ستودم خجل بین خوش نام را تا بہر آدہ حسودان کم و در دہ تا خیلش را بدندان  
 کم کرد و خود غیاثش را کجا یا حسود و در وثاق ہوش و طوطی کی غنودہ آن خیال او بود از احتیال و ہوش  
 ابروی ویت آن لی ہلال ہمیشہ مخلص بہ نعم رفیع لازم خلاصہ کردہ شدہ و خالص کردہ شدہ ہستی گذشتہ  
 چیز و مانگہ گذشتہ اقتضا اقتضا خدا کرنا بتائید صدر فرماتے ہیں کہ ہننے جو کہما ہو فہم کاب ہو اور وجود اسکا جو  
 پھر غور تو کر سہو کی ہل کیا ہو جب و یا کایہ حال کہ اگر تو پانی او کا کمال دے اور عویشاوان اسکا دے تو  
 دریا بھی سو کھ کے خجل ہو جائیگا ویسے ہی حال آب فہم کا سمجھ لے کیا کروں بوقت ہو و رہتجہ سے حال بیان  
 کرتا ان در اخل کا جہان سے آمد عویشاوان و بدون کی ہوتی ہی مینے بعد خرچون کے آب دریا کا پھر عویشاوان بدل  
 ان خرچون کا کمان سے پانا ہو جس سے لاکھون تو جا نور پیتے ہیں اور سواے جانوروں کے کبھی ان کے  
 خارج سے لے بھاگتے ہیں لینے بنارات سے پھر وہ دریا عویشاوان اٹھاتا ہو تو کمان سے اٹھاتا ہو لیکن ایک سو  
 اصحاب رشد کے کون جائے اب دوسری بات ہو تہذیب و کرامت کی فیض ہننے جلدی کر کے قصے شروع کر دیے  
 اس سبب سے دل اس کتاب کا بے غلصہ گیا یعنی فلاح اور فاصلہ ہاتھوں سے خالی کہ وہ درج  
 مسام الدین کی ہر چہ چاہے فرمایا کہ اسی ضیاء الحق مسام الدین راود اسی جو ائمہ و توحید و شخص ہو کہ اخلاک نے جو آباوی  
 علوی کلام تہذیب اور ارکان یعنی عناصر و بعد لے ہننے ساری مخلوق مخلوق ہوئی تجھ یا شاہ و وزیر  
 کہنے نہ جانا گویا تو اپنی صفت میں معیاد ہو جو تو میرے جان و دل میں سایا ہوا ہو یہ اکین در بات ہو  
 جان و دل اس قابل کب تھا اس سبب سے دونوں شرمندہ او خجل ہیں ہر چند میں نے مع تو گذشتہ  
 لی کی ہر لیکن ان سبب میں یہ قصہ کی خواہش و اقتضا تیری ہی مع کی طرف رہی اسلئے کہ عاؤشاوان اپنا  
 لہر خوب پہچانتی کہ دل دیت کہ جو دبی اہل گھر ہو پھر چاہے کیلئے نام پر کرتے ہو وہ اسی کی ہوگی  
 نہ کنیت و خواہش ہر سبب جو کبت و مثل ہیں جو توقع تھا نے نہیں چاہا کہ ہر سبب نام و رطب ہر ہو

ایسے لوگوں کے چھپاؤ کے لیے یہ کیا ہو اگرچہ وہ مع خود بھی تیرے لائق نہو گے کہ سب سے کچھ سے غفلت نہ کر تو قبول خواہ کہ خدا سے تعالیٰ بھی جہد قتل کو جو معنی سہی اندک کے ہر قبول کر لیتا ہو اگر اس کے نام پر کوئی ایک لکرا دیتا ہو وہ لکھو بھی قبول کر لیتا ہو اور دینے والے کو معاف رکھتا ہو کہ اس سے یہی ہو کر کا کسوا سے اندھے کی اندھی آنکھوں سے وہی قطرے کافی ہیں یہ ہم کہنا میرا سب پر ظاہر ہوتی کہ مرغ و ماہی بھی جانتے ہیں کہ میں نے گول گول تیرے نام خوش کی تعریف کی ہو اس واسطے کہ اگر حاسد اس صفت سے واقف ہو جائے تو ضرور حسد سے جل چکے آہن مارینگے جس میں چاہتا ہوں کہ تیرے نام خوش ہو جاؤ آہوں کی نہ چلنے پانے اور اس سبب سے کہ اسکے خیال کو دانتوں سے نہ کاٹنے پائیں غرض اسکے نام و خیال پر جود و دل کی آہن اور دندان خانی نہونے پانے پھر کہتے ہیں کچھ غم نہیں اسکے خیال کو پاہی کب سکتا ہو بھلا موش کے گھر میں طوطی کب سو سکتی ہو اس لیے کہ خسو کے خیال کرو چیلہ کے ہن گواؤ کو مثل بلال کے روشن جلنے گردہ ہیں ایک موی ابروی کج جھکو بلال جان رہا ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں پذیر و کو نیندیر داورد و قطرہ کو دو قطر لکھا ہو اور معنی جو لکھے ہیں انکی نسبت تو مجھ کو غرض نہیں سب کے معنی لکھنا اور ربط دینا سہل نہیں چلوئے غری ہو جکا کھا مشکل

آگے جانا و قوفی کا واسطے امامت اس قسم کے

قولہ مع تو کویم ہرون اینج ہفت و بر نویس اکنون و توفی پیش رفت و بتجلیات و سلام لہا یمن و مع جملہ انبیاء آمد معین و در حاشا شد جللی آسمندہ کو زہ ہار یک لکن در ریختہ و زانکہ خود معوج جز یک پیش نیست و کیشہ زین روی جز یک کیش نیست و زانکہ ہر دمی ہورق و دود بر صورتی خاص بنا ریت بود و در حاشا جز توفی را کی کنند لیک بر پنداشت گمرہ می شوند بچو نوری تافہ بر حاطی و حاکم آن انوار را چون رابطی و ابرہم چون سایہ سو اصل اند و ضال مہم گمرہ و زہ تاش کش بماند یا پچاہی عکس لای و انود و سر سچ و کرد و کا زامی ستودہ و حقیقت مایع ماہ نیست او مگر چہ چہل او بکسش کہ در و مع اومہ رہت فی آن عکس و بکفر شد چون آن غلط شد و چرا کر شہادت گشت گرہ آن ولیہ و ہالہ بود آن پنداشت زیر زمین بان خلقان پریشان و شہوت شہوتی رائدہ پشیمان و شہوت زانکہ شہوت یا خیالی رائدہ اند و حقیقت و دوزخ و اندہ اندہ با خیالی میل تو چون پر بود و تابدان پر حقیقت بر شہوت و چون بر اندی شہوتی تیرت بر سخت و ننگ گشتی وان خیال از تو کرختی پر نگہ دار و چنین شہوت مران ہتا پرمیلت پر و سوی جان و خلق پندارند و شرت میکند و بر خیالی پر خود پر میکند و ام و اشرح این نکته شدم و ملتزم معصم زمان تن زدم و باز گردم زانکہ قصہ شد و راز و وقت ننگ و خلق موقوف نازد معنی فرماتے ہیں مع تیری میں ایسی کہوں جو چرخ حس اور ہفت افلاک سے

ہا ہر ہو لیکن اب تو یہی لکھ کہ قونی نماز کے لیے لگے گی امتحان میں جو اسلام علیہنا و علی عبادنا الصالحین ہو  
یہ لفظ ایسا کہ جہاں دنیا کی روح اس میں خیر و لفظ صالحین سب کو شامل ہو آئین سب کی مدح میں آئینہ ہون گویا  
ایک لکھ میں گزے کے گزے لوٹ ویسے ہیں اس لیے کہ جو مدوح ہو وہ خود واحد ایک ہی ہو اور ہی سب  
جتنے مذہب ہیں سب میں سوا ایک مذہب کے مذہب نہیں ہو ویسے چاہے کتنے مذہب ہوں اور وہ جہیز  
کہ ہر مدح نور حق کی طرف جاتی ہو اور جو صورت و اشخاص کی مدح کرتے ہیں عاریت ہو اس کی مدح کی کہ اصل وہ ہو  
اس لیے کہ گو مدح کی ہر ایک ہر ایک ہو جو شایان اس مرتبہ اس مدح کا ہو مگر تو اپنے پندار و گمان کی بدولت  
مگر ہی میں پڑا ہو اور جدا جاتا ہو یہ ایسا ہو جیسے کسی دیوار پر دیوار ہیں اور دیوار ان انوار کی رابطہ پس جب  
سایہ نے اس نور کو اپنی اصل کی طرف بانٹا جیسے کہ سایہ پچھے نور کے پوتا ہو مثل راندہ اور راندہ کے قویہ گراہ  
راہ گم کردہ اس کی تعریف و تحسین سے باز رہ گیا ہر چند کہ وہی صورت و شخص ہو نور کے وقت میں تھے اور  
نور و جہ یا ایسا سمجھو کہ ایک چاہے سے عکس ماہ کلنا ہو ہوا اور کسینے سر کنوئیں میں جھکا لیا اور تعریف کر رہا  
تو وہ حقیقت و جہ ماہ کا ہر عکس کا اگرچہ عکس کی جہالت و نادانی عکس کی طرف متوجہ ہو رہی ہو اس کی مدح  
ماہ کی ہو نہ عکس کی اگر اس میں غلطی کی اور مدح عکس ہی کی جانی تو کفر ہو گیا اس لیے کہ وہ اپنی بد نصیبی سے گراہ  
اور اس بات پر دلیر ہو گیا کہ اوپر نہیں دیکھتا نیچے ہی دیکھ رہا ہو کنوئیں کے عکس کو نہ اصل ماہ کو جو اوپر ہوا ان  
بتوں سے جو ہر قسم مخلوق پر غلو پریشان موتی ہو کہ مندر و زکر کی خواہش اور شہوت رانی ایسی ہوتی ہو  
پھر آخر پشیمانی اور رجاہ اس کی یہ کہ یہ شہوت رانی انکی خیال سے ہو چکی کچھ اصل نہیں اور جو حقیقت ہو اس سے  
بت ہی بہت دور ہیں خیال کی طرف تو تیری رغبت شل پر کے ہونا چاہیے کہ اس رغبت کے پر نہ  
بلندی حقیقت پر چڑھ جائے اور جو تو نے اس خیال کے ساتھ شہوت رانی کی تو کیا گذرا جو کچھ اپنے  
پر تھے وہ بھی کھو دیے تو لنگڑا رہ گیا اور خیال تیرے پاس سے لٹکا ہوا خبردار اپنے پر بچائے رہا اور سی  
شہوت رانی ت کو تیرے میل کے پر تھکاوٹ کی طرف لیجا نہیں مخلوق تو گمان کرتے ہیں کہ ہم اس شہوت  
سے عشت کر رہے ہیں اور ہو یہ کہ انکی خیال کے گزشتہ ہو کے پر اپنے فوج رہتے ہیں اب فراتے  
ہیں کہ میں اسکو چھوڑتا ہوں اور اس کی شرح کرنے کے واسطے تیرا قندار ہوں ضرور اگر دیکھا کہ بعض  
مجھ کو ملت دے کہ میں غلی و عشت میں ہوں لکھ ابس کہ کے اس قصہ کی طرف لوٹتا ہوں جو شروع تھا  
اس واسطے کہ قصہ بہت دراز ہو گیا اور وقت تنگ ہو اور قوم نماز کے انتظار میں اختلاف شرح ضال

رہ گم کردہ کو مہ گم کردہ لنگ کو لیک

آقا کرنا قوم کا و قونی کے پیچھے







قوت پائیدار ہو دیش کہ خطاب ہیبتی بر جان زد دیش پس نشیند قندہ زان بار گران ہر نفس کوید  
 سخن گو بایان ہیبت و آدم کو شکرت پہ بود و وادعت سرمایہ بین بنای سود چون نہ سرمایہ بود اور  
 نہ سود شافی باید کہ آرد عذر دود المعنی اللہ تعالیٰ فرمایگا کہ میں نے تجھ کو ہاتھ پائوں جو کلند و سبیل  
 مثل ہیں کہ عبارت آلات جوارح سے ہر چیز اور ہر سے ہی منہ ہوے ہیں اگر میں نہ رہتا تو آپ سے  
 وہ کب ہو جاتے عرض ایسے ہی لاکھوں پیغام دردناک یزدان پاک سے آئینگے اور قیام میں یہ بیان  
 اس سے رجوع کرینگے یہ انہی ہی نہامت اٹھاینگا کہ بار وادعت سے دہرا ہو جائیگا کہ وہی رکوع ہی جب بار  
 خجالت سے قوت کھرے ہونے کی نہی تو رکوع میں جھک کے تسبیح خوان ہو اچھوٹا آئینا سر اٹھا رکوع  
 سے اور اللہ تعالیٰ کے سوالات کے جواب کہ پھر یہ شرمسار غامکار رکوع سے سر اٹھا کے منہ کے بل گر پڑیگا  
 پھر اسکو حکم آئینا سر اٹھا سجدہ سے ادا پانے کیے ہوئے سے غبروے دوسری بار سر اٹھا کے اوٹھ منہ پچو  
 سانپ کی طرح کچھ منہ کے بل گر پڑا پھر کیگا سر اٹھا اور بتا کہ میں تجھے بال بال کی جستجو کر دینگا اسوقت ہیبت  
 حق سے قوت پائوں پر کھڑے ہونے کی نہوگی یا عث اس بار گران ہیبت کے ٹھیکہ حضرت رب العزت  
 سے خطاب ہو گا کہ خوب بیان کے ساتھ بات کہہ بنے تجھ کو نعمت دی تو بتا اسکا ٹکڑا کہاں ہو بنے تجھ کو سرمایہ  
 دیا تو دکھا اسکا سود کہاں ہو چو تو نے لکھا ہو جب نہ سود ہو گا نہ سرمایہ و ونون نہ ارد تو لا بد ضرورت کسی  
 شافع کی ہوگی کہ وہ فوراً اسکی طرف سے عذر کہے

بیان اشارت سلام کا جو سیدھے ہاتھ کی طرف ہو گا قیامت میں ہیبت محاسب حق تھا  
 سے اور انبیاء سے استغاثت کرنا اور شفاعت چاہنا

قولہ رد بہت رہت کرد در سلام سوی جانان انبیاء و آن کرام یعنی ای شاہان شفاعت کاس لکیم  
 سخت در گل بادش یا ای کلیم انبیاء کو نیز روز چارہ رفت + چارہ آجنا بود دوست افزا رفت مرغی ہوئی ہوئی  
 ای بد بخت رو بہ ترک ماگو خون ما اندر شوہ رو بگردانہ بسوی دست چپ + در تبار و خویش گویش کہ نہ  
 ہیں جواب خویش گو با کردگارہ ما کہ ایم ایچا جہ دست از ماہارہ فی ازین سو فی از ان سو چارہ شدہ جان کن  
 پیچارہ دل صد پارہ شدہ از ہمہ نوید کرد و آن دغا + پس برادر و ہر دوست اندر و عام کہ ہمہ نوید گشتیم ای خدا  
 اول و آخر توئی بیشنما بہت امید کی کہ غایت در رسد مگر واد و امین رحل من مسدود نمازین خوشا شاہ تبار  
 بین متاہدانی کہین بخوابد شد یقین بچہ بیرون آراہہ بیضہ نماز نہ سر من چون مرغ بی تعظیم و سازہ یعنی منبہ الفتح  
 مسکار و جلا کرو فیہ وادون جیسے پھر سیدھے ہاتھ کی طرف سلام میں منہ کرتا ہو طرف ار واد انبیاء و کرام کے  
 کلام بادشاہ جو میری شفاعت کر دے کہ مجھ لکیم کو ای کلیم اس کیچڑے کہ میں اندھا ہوں نجات لے انبیاء کیلئے

یہ دن تیسرا چارہ کائنات میں جو وہ دن کیا اور چارہ اور اس کے ہتھیار سب وہیں تھے یعنی دنیا میں وقت  
و سطر اور بتو تو اسے بد نصیب بیوقت کام نہ ہو جسے غرضت کر کیا ہمارا خون کرایا چاہتا ہے چہ بہ یائین  
ہاتھ کی طرف تھ اپنی قوم و کتبہ کی جانب کر گیا سب کھینکے کہ اے مکار عید کہ خیر و اراپنا جواب کہ و کار سے مفر  
ہم کو نہ ہین جو جسے کتا ہو پس اور خواہ جسے الگ ہی رہ اب خیال کرو نہ اور جسے کوئی تدبیر نہ چری  
نہ اور جسے لہذا جان پہچان رہی اور ول صد پارہ ہوا آخر جب وہ وہاں سے نوید ہو گا تو ہاتھ دعا کے  
اٹھا لگا کہ اے خدا میں سب سے نوید ہوا اور اول و آخر تو ہی ہوا اور تجھی پر ہر شے کی منتی مجھ کو امید ہے کہ تیری  
عنایت پہنچے اور وہ مگے کی رسی سے سچ جاے بس نماز میں اس قسم کے اشارے خوش ہیں پانچ غور رکھ  
تو تو جانے کہ بالیقین یہ سب باعین ہو گئی یہ نماز ایسی ہو جیسے اندر اور یہ عظیم و سامان اسکا مثل کچھ کہیں  
تو اس اندر جیسے بچہ کمال اور عظیم و ساز کے ساتھ بچا لا ورنہ یہ وہ دیر کی طرح سرست مار جیسے وہ چکا تار بہت ہو  
بانگ دیا ہو بانگ کو جانت نہیں

### سننا و قونی کا نماز میں شور و اہل کشمی کا ڈوبتے وقت

قوله آن وقونی ورامت کرد ساز اندران ساحل در آمد و نماز و ان جماعت دینی اور قیام و اینت  
زیبا قیم بگزیدہ امام و ناگہان شمش سوی و زیبا قتا و چون شین از سوی دریا و او و دریاں موج دید او  
کشتیہ بدر قضا و در بلا و در شستہ سہم شب و ہم ابر و ہم موج عظیم و آن سہ تار یکی و از غرقاب ہم تند باد  
ہم جو عزرائیل غاست و مہمجا آشوبت اندر چپ و راست و اہل کشمی از ہما بت کا ستہ و نعرہ و و او ملیا  
بر خاستہ و دستما در فوجہ بر سر زہدہ کافو ملی و مخلص شدند یا خدا یا خدا بصد نضر آخراں و محمد با و نذر  
کہ وہ بجان و سر رہند و سجود آغا کہ بیچ و دوی شان قبلہ دید از بیچ بیچ گفت کہ بیفایہ ہستان بادی  
و انزان ویدہ و مان صندگی و از چہ امید بزیہ تمام و دوستان و فال و علم بابا و امام و زاہد و فاسق شہ  
آندم متقی و چو در ہنگام جان کنڈ شقی و بی زہب شان چارہ بودونی زہرست و میلما چون مرد ہنگام  
و عاست و صد و عا ایشان و در زارعی آہ و ہر فلک زایشان شدہ و در کسپاہ و دیو آندم از عداوت تیر بین  
بانگ و دو کامی سگ پر شان لعین و مرگ و مہکای اہل الحکار و نفاق و عاقبت خواہد بدین اہل نفاق  
چشم تان تر باشد از بعد خلاص و کہ شویہ از ہر رشوت و دیو خاص و یا دقان ناید کہ روزی در خطر دوست  
تان بگرفت یزدان از قدر و امنی حکم بالفتح در دو بلا و بیچ فرماتے ہیں کہ وقونی اس سائل پہنا ز  
ہین داخل ہوا اور اچھے طور پر امامت میں موافقت کی اور وہ جماعت پیچھے اس کے قیام میں قائم ہوئی  
بس کیا ہی اچھی قوم جو جماعت میں بختی اور کیا ہی چیدہ پر گزیدہ امام ناگاہ آئے وریا سے جو آواز

و او واد کی شنی تو کئی آنکھ دیا پڑی دیکھا کہ ایک کشتی موج دریا میں تھما و بلا اور خرابی میں پڑی ہوئی ہو  
 آدھی رات اور بادل اور موج عظیم ان تین تواندھیر یوں میں ہو اور خوف ڈوبنے کا ہر ایک تہہ بادیہ  
 مثل عزرائیل کے تھی آتش جسے موجوں کو اوہر دھرے جوشش و شور میں ڈال دیا اہل کشتی ہریت  
 کے مارے سوکھ گئے اور غرے اور وادیا کے شور مچائے تو دیکر کہ سر پٹے تھے اور کافور و لہب  
 اسوقت میں با اطلاق ہو گئے تھے سیکڑوں عہد اور نذرین اسوقت خدا تعالیٰ کی بڑے عجز و ذاری  
 مابین تھیں شگے سرحدوں میں وہ لوگ پڑے تھے کہ کبھی انھوں نے سبیل خرچ و نیاک قبیل کا  
 تہہ نہ دیکھا تھا ویسے تو کہا کرتے کہ اس طاعت و بندگی سے کیا فائدہ ہو اور اسوقت بندگی میں لڑتے  
 و زندگیاں دیکھیں تھیں ہر ایک کی امید ایک دوسرے سے منقطع تھی خواہ دوست تھے خواہ خان و  
 خواہ مان باپ کہ اب کوئی دم میں تفرقہ کامل ہو اچانک وہ ایسا وقت تھا کہ زاہد و فاسق رب متقی جنگے تھے  
 جیسے جان کنڈن کے وقت کشتی سعید بنامہ و غرض آنکو چپ و رہت کسی طرف سے امید نہ تھی  
 نہ کچھ بن آتا تھا بس معمول ہو کہ جب جیلے نہیں رہتے تو دعا کا وقت ہوتا ہی بنا برین سب و عامین تھے  
 اور طرفیہ کہ اہل کشتی تو دعا و آہ و زاری میں تھے ایسے کہ جنگی آہ کا دو سیاہ فلک تک پہنچا شیطا  
 کو کہ اسکو عداوت تو نبی آدم سے ہو ہی کیا بن آئی اور یہ تیز بینی اسنے کی کہ کشتی و الون کو اسنے لگا کر  
 کہ اسو لین سگ پرستو اور اہل بحار و اتفاق آخر بھی کبھی مرگ جبکہ اتفاق پڑ گیا بلکہ کھین تہہ لہجہ خلاص ہر آفت  
 تیرے من اچھا کہ اس شہوت کے ساتھ جو نذرین ملتے ہو اور عہد کرتے اور تہہ ہتھوڑا یہ تو غلوں نہیں ہوتے  
 تو اس کے نزدیک خاص شیطان بنو کے ٹکڑے ہرگز یا وٹوگا کہ کسی دن کسی عمل خطر میں خدا تعالیٰ نے تمھاری  
 ہتھکیر ہی کر کے پچھلے سے بچا لیا ہو غرض اسکی یہ تھی کہ یہ لوگ بے توبہ کے ڈوب جائیں اور خدا سے  
 منحرف ہو جائیں قولہ امین بھی آمند و از دیو لیک + امین سخن رہش و جز گوش نیک + رہت فرمودست  
 یا مصطفیٰ قطب و شاہنشاہ و دریا می صفاء کا سچے جاہل و یہ خواہد عاقبت + عاقلان پندہ را ول مرتب  
 کار ہار انعام از غیب ست و سر عاقل اول وید و آخر آن مصر و اوش پوشیدہ باشد و آخر آن + عاقل و  
 جاہل نہ بیند و رعیان + ورنہ بینی واقعہ غیبی عفو و حزم و سیلاب کی آمد ہو بود المعنی الحاصل یہ ندا  
 شیطان سے اسوقت آ رہی تھی لیکن اسکو سوا گوش نیک کے سن کون سکتا ہو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم نے کہ قطب و شاہنشاہ اور ویا صفاء کے تھے کیسی ٹھیک بات ہمسے فرمائی ہو کہ جاہل جو  
 کچھ نتیجہ کام کا انہام میں دیکھنا پاتا ہو عاقل اسکو پہلی ہی دفعہ سے دیکھ سوچ لیتے ہیں حلیہ کام غیب و  
 پوشیدہ سے شروع ہوتے ہیں عاقل اسکو دیکھ لیتا ہو اور مصر جو حالت پر آرا ہوا ہو آخر اسکا دیکھتا ہو

ذکر سوم  
 اگر قویہ کہے کہ جو بات غیب سے ہوتی ہو اسکا نہ اول ظاہر میں کسی عاقل جاہل کو دکھایا  
 دیتا جو آخر اسکا نسبت اُسکے فراتے میں کہ اتمو عند اگرچہ اقتدا غیب کو تو دیکھتا نہیں ہو لیکن جزم  
 و اتیاط قومت چھوڑے کہ جزم ہی شہر ہو جسکو سیلاب بھی نہیں بہا سکتا

### انصوات مر و حازم

قولہ جزم چہ پو بد گمانی و در جهان + و مہدم دیدن بادی ناگمان + آنچنانکہ ناگمان شیریں رسید +  
 مرو را پدرید و دریشہ کشید + او چہ اندیشہ دران برون بہن + تو جان اندیش امی اوستا وین بیکش  
 شیر قضا و دریشہ باد جان ہشغول کار و دریشہ باد آنچنان کہ تفرقی ترسند خلق + زیر آب شور زفتہ بکلیں  
 از تیر سیدی ازان فقر آفرین بگنہماشان کشت گشتی در زمین + جلہ شان از خوف غم در عین غم + و رہے  
 ہستی قتادہ و در عدم + ہستی فراتے میں جزم کیا چہ ہو بد گمانی ہو کہ جهان میں ہر وقت ہر قسم کی بگمانی  
 کرتا ہو اور وہ ہم ہی سمجھے رہے کہ ایسا نہ کوئی بلا ناگمانی آجائے نہ شکایہ خیال کہ ناگمان گمان جنگل  
 سے شیر آیا اور فلان کو بچھا ڈالا اور کھڑکے جنگل میں لیکیا پس ہم تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ایسے  
 خیال میں کیا کیا باتیں اور تجویز میں سوچا گیا لا بد اسات وین وہی اب بھی سوچتا رہے ویکہ قویہ کیا  
 غلط ہو کیا شیر قضا کا جنگلوں میں کھینچ کھینچ کے لیے لیا رہا ہو اور ہمارے جانشین اپنے کام و پیشان  
 میں ہشغول ہیں اور ساری مخلوق فقر و محتاجی سے ایسی ڈرتی ہو کہ گویا خلق تک اب شور میں دوڑے  
 ہوے ہیں یعنی انہیں تلک کام اگر ایسے ہی اُس فقر آفرین سے ڈرتے تو سارے خزانے زمین کے  
 اپنے نہ کھل جاتے تمامی یہ لوگ غم سے تو ڈرتے ہیں کہ مبادا کہ جہی سے نہ آجائے اور عین غم  
 میں ہیں گویا ہستی کے لیے عدم کو دوڑتے ہیں

### دعا و شفقت و قونی خلاصہ اہل کشتی و کشتی میں

قولہ چون و قونی آن قیامت را بدید + رحم او جوشید و اشک او دید + الفت یا رب بنگاہ و فضل شان  
 دست شان گیر اسی شہ نیکو نشان + خوش سلامت شان با صل با پرہی ساری رسید دست تو پر بخور  
 اسی کریم و امی رحیم سرمدی + در گذار از بد گمانان این بدی + اسی بدادہ و رایگان صد چشم و گوش +  
 فی از شہوت بخش کرد و عقل و ہوش + بیش از تحقیق بخشیدہ عطا + دیہ از با جملہ کفران و خطا +  
 اسی عظیم از ناگمانان عظیم + تو توانی عفو کردن در جرم + باز حرص و کاز خود را سوختیم + دین و عار اہم  
 از تو آموختیم + حریت آن کہ یک آموختی + در چنین ظلمت پرانے اور مفتی ہوئی گویا و رہنا تو یقین دو + جرم  
 بخش و عفو کن بکشا گرد + امانی جب و قونی نے وہ قیامت اہل کشتی کی دیکھی اُسکا رحم جوش میں آیا



اور انہوں نے اپنے لئے اور کہا کہ اگر آپ اسے عمل پر نظر مت کرنا کی دیکھیں کہ تو بادشاہ بیکستان پر  
 جو خوش خویش اور سلامت کنارہ پر لگا دے کہ تیرا ہی قابو ہو جو پر جلتا ہو تو کہیم و جیم سرمدی جو تیرے  
 ہمیشہ ہمیشہ ان پر گناہوں سے اس کی کو میٹ دے تو تیرے چشم و گوش سی شو کہ سارا اطمینان دلی  
 اسے ہو سیکر توں مفت دیے اور بے مزد و رشوت عقل و ہوش سپیں خیر عام تقسیم کی ہمارا کچھ اتفاق  
 یہ تھا اتفاق سے قبل ہو کہ سب کچھ عطا کیا اور ہم سے ہمیشہ ناشکری و خطا دیکھی اور علیحدہ ہائے گناہ نہیں  
 جو گناہ عظیم ہیں ہو کہ کوئی نہ بخشے ایسے فتنے و منکر ہو کہ تو بخش سکتا ہو جتنے مرص و ہوا کے گو کہ کچھ  
 جلا دیا لیکن اب دعا بھی تو جتنی سے لکھی ہو بس اس کی کرم کی برکت سے کہ جس سے تو نے یہ دعا  
 سکھائی ہو گویا ایسے اہل دعا و ہدین یہ مبالغہ روشن کیا ہو ہمارا ہاتھ پکڑا رہا تو بنیق یعنی سباج بصل  
 مطلوب کے موافق کروے اور گناہ بخش دے اور دعا کر اور گناہ یعنی مشکل جو اپنی پڑی ہو  
 آسان کر دے تو قول ہمین میرفت بظقتش دعا آزمائے چوں مادران با وفا، اشک میرفت از دو  
 چشمش ہاں دعا بنیو و ازوی می برآمد برسا، آن دعا می بخوان خود و گریست، آن دعا از  
 نیست گفت داورست، آن دعا می سکیند چوں او فداست، آن دعا و آن اجابت از خداست  
 واسطہ مخلوق فی اندر میان، بیخیزان لا بکردن جسم و جان، ہنگام حق جیم و ہر دبارہ فوی حق  
 داور مرد و صلح کار و نہر بان بی رشوائے یاری کنان، در مقام سخت و در در گران، ہمین بچو این قوم  
 امی مبتلا، ہمین بنیوت و ارشاد پیش از بلا، رست کشتی از دم آن پہلوان، و اہل کشتی را عجیب خود  
 گمان، کہ گریز فوی ایشان، در مہرہ بر ہوت انداخت تیری از ہنر، پارہ با نذر و بہان، اور شکا  
 ہوان زوم دانند و با بان غرار عشقتا با دم خود باز نہ کین، میر با نذر جان مارا از کین، از ضلالت سہا  
 ہر دم و نذر قفس گہ بند و ز شادی بر چو نہ، رو ہا پارا نگہ دار از کانج، پا چو نہ و دم چہ سو اسی چشم شوخ  
 پا چو رو با بان و پای ما کرام، میر با ندان ز صدگون ہتھام، میلہ پارک ما چوں دم ماست، عشقتا  
 با نیم با دم چپ و رست، دم چو نہ با نیم نہ ہند لال و مکر، تاکہ میران گریہ و از بازید و بکریہ طالب حیرانی  
 خالقان شمیم، دست طبع اندر انو بہیت زویم، بتا با فنون مالک و نیا شویم، این غنی بنیم کا کادر  
 گویم، در گوی و و چہی اسی مقلبان، دست و ادار از سال دیگران، چوں بدستانی رسی و بیا و  
 خوش، بعد از ان دامن خالقان و کیش، اسی مقیم جس چار پنج و شش، نذر جان و دیگر از ہم کیش  
 افسی مولانا ز فراتے دین کہ میا ہننے او پر بیان کیا ایسی ہی دعا اسوقت کے نطق پریشاں دوران  
 مہربان با وفا کے ہماری مٹی انہوں کے دو آنکھوں سے متے تھے اور یہ دعا بے اختیار آسان پر چڑھی



جاتی تھی فرماتے ہیں دعا بخود اور ہر کسی کو دعا بخود ہو وہ گفت دعا کی نہیں ہو خود دعا  
کی پر ایسے کہ دعا تو مقام فنا میں ہو کہ جو کچھ ہی نہیں تو بس وہ دعا حق کرتا ہو اس وقت میں دعا واجب  
و دون حق سے ہیں اس وقت اس دعا میں کچھ واسطہ مخلوق کا نہیں ہوتا اور جسم و جان اس سے  
بیخبر ہوتے ہیں جو خوشامد و نزاری کریں بلایسے ہی جو خاص بندے حق کے ہیں اور مرہبان و ربوبار  
وہ اصلاح کار مخلوق میں عادت حق کی رکھتے ہیں اور یہ لوگ مرہبان بے رشوت مددگار ہوتے ہیں  
جہاں کہیں کوئی مقام سخت ان پر پڑتا ہو یا کوئی روزگراں اپنا کرتا ہو جس تو خبردار ہو اسی مبتلا اور  
اس قوم کو ڈھونڈو اور خبردار قبل بلایمیں پڑنے سے انکو غنیمت جان اب فرماتے ہیں عجیب عالم  
ہو کہ وہ کشتی تو اس وقوفی پہلوان کے دم سے چھوٹی اور ہلاک سے ہی اہل کشتی کو یہ گمان ہوا کہ  
ہماری کوشش ہے مگر کہ چارے بازو نے ایسے خوف کے موقع میں کیسا تیر اپنے ہنر کا نشا نہ ہے  
لگایا مولانا فرماتے ہیں رو یا ہوں کوشکاری کے پنجہ سے پائون تو بچاتے ہیں اور اس بچاؤ کو رو یا ہیں بے  
نا آزمودہ کاری و عدم و حقیقت کے دم سے جانتی ہیں یہ عاشق دم کی بنی ہیں اس خیال سے کہ یہی  
ہماری جان شکاریوں کی تاک لگات سے بچاتی ہو اور ایسی ہلکی ہن کی دم ہی کو چومتی چاہتی ہیں  
اور ارے خوشی کے پاجی کو دتی ہیں اب گتے ہیں اور وہاں سنگ و کھنجر سے اپنے پائون کو بچا رہا  
اسے شمع چشم پائون ہونا چاہیے دم سے کیا فائدہ ہوا نہ تو بس ہم بھی رو باہ ہیں اور کرام لوگ  
چارے پائون کہ وہ ہکو سیکڑوں طرح کے انتقام خدا سے بچاتے ہیں اور جو اسمیں ایک جیل  
باریک ہمارا ہوتا ہو وہی ہماری دم کی طرح ہو جسکے ہم عاشق ہر طرح ہو رہے ہیں کیسے ہم اپنے تہلال  
دیکر دم ہمارے ہیں اور نازان ہیں کہ زید و بکر ہکو و کیک کے حیران ہوں آپسے طالب ہرانی  
مخلوق کے ہم ہونے کے دست طمع کا الوہیت میں ڈالا کہ اس انہوں سے مالک دنیا کے ہو جان  
اور یہ نہیں جانتے کہ ہم تو ایک گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں ملک دنیا کیسا چھرا تر قلعہ جان  
تو کھنڈن اور گڑھے میں پڑا ہو تو اردن کی مونچھوں سے ہاتھ الگ کیوں نہیں رکھتا جیسے خوشا  
کے وقت خوشامدی و اڑھی مونچھوں کی طرف ہاتھ لیجاتے ہیں غور تو کر جب تو کسی بستان زیبا و  
خوش ہیں پونچے جہاں ہزاروں سایے پھر مخلوق کا دامن سایہ کے لیے مت کھینچ آجو تو ہر قیمتی  
چار و پنج و شش کا ہونچھو لازم ہو تو اردن کی جان سے جو عمدہ چیزوں کو دیکھئے اوکو کھینچ آجو  
بہل کر چارے مراد غلام اربع اور پنج سے پنج حس او شش سے شش جہت قولہ اسی جو خبر جہد  
مرصع کون خرد بوسہ گاہے یافتی بابا ہر چوں مذات ہنگی دوست دست پس شاہی انکلا بہت

چنانچہ ہوا می آگاہ گوید تیرہ ہی بہتہ از برگردن جانت رہی در وہا این دم ملیت رہل وقت  
 کن دل بر خداوندان دل و در پناہ شیر کم نایک باب در وہا تو سوی جیفہ کم شتاب و تو ولا منظور حق آگاہ  
 شوی و کہ چہ جزوی سوی کل خود وی مدعی ہوگی و نظر ما بردست نہایت بر صورت کہ آن آب گلست  
 تو ہوگی و مراد دل تیر بہت و دل فرار عرش باشد فی بہت و در گل تیرہ یقین ہم آب بہت و  
 لیک از آن آب نشاید آب بہت و در آنکہ اگر آبست مغلوب گلست پس دل خود را گلو کا نیم دست  
 آن دلی کہ آسانا بر ترست و آن دل ابدال یا پیہ بہت و یا یک گشتہ آن در گل صافی شدہ و در  
 قزوئی آمدہ وافی شدہ و ترک گل کردہ سوی بحر آمدہ و رستہ از زندان گل بگری شدہ و معنی کون غم  
 احمق و بی تیر کہتے ہیں از شل غریبہ کے دریت کون غم کے تونے ایک ہوسہ گاہ جو دم ہر مع  
 راہ پر کے پانی ہو ہوگی و چاہا کر تو کہتا ہو بندگی خدا تعالیٰ کی ہماری و دو دہنگیری نہیں کرتی پھر  
 کیسے بندگی کریں کیا کہنا ہو سبیل بادشاہی خوب تیرے دل میں اٹھتا ہو کہ کہاں سے آیا بندگی کا  
 نہیں اٹھتا اس شوق میں کہ کوئی ہو کو واہ واہ کہے اور غم بہت کرے کیسی کوئی راہ تو نے اپنی  
 گردن جان کے ذمہ کر رکھی ہو آخر وہاہ اس حیلہ کی قوم کو چھوڑا اور اپنا دل جو اہل دل ہیں اپنی  
 وقت کر دے اور یہ مدت سمجھ کہ یہ میرا دل ہو تو ان شیروں کی پناہ میں ہو جا تو پھر کجا کجا کی کمی  
 کب رنگی آجرو وہاہ تو اس مردار جیفہ دنیا کی طرف مت وڑ تو ابدل اس وقت منظور نظر حق کا ہوگا  
 کہ جس کل کا جزو ہو اسی کل کی طرف رجوع کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ ہماری نظر دل پر ہوتی ہو نہ صورت  
 یہ کہ صورت ایک یا پھر شر آب و گل سے ہو کتا قال ان اللہ لا یطیر فی صورکم و اما لکم دکن نظر فی قلوبکم  
 و اما لکم بینکم یہ تعارضی و کیتا ہو نہ تعارضے مال لیکن تعارضے و لون اور سائون کو  
 و کیتا ہو تو یہی کہتا ہو کہ میرا بھی دل ہو دل تو بالائی عرش ہوتا ہو نہ پستی میں جو گل تیرہ ہوا ہو نہ بک  
 اس میں بھی پانی ضرور با یقین ہوتا ہو لیکن اس پانی سے وضو نہیں ہو سکتا اس سبب سے کہ کو  
 پانی اس میں ہو لیکن مغلوب گل کا ہو پھر تو اپنے سنے لٹھ سے دل کو کیسے کہتا ہو کہ دل ہو جان وہ  
 دل کہ آسانوں سے برتر ہو وہ دل ابدال یا پیہ کا ہو کہ وہ گل سے پاک ہو کے صافی ہو گیا  
 اندکے فضل و فروزی سے تھا لہذا کافی وافی ہو آئیے کہ گل کو چھوڑ کے بحر کیرن آیا ہو اور زندان  
 محل سے نجات پائی اب وہ دل گئی نہیں ہو ہماری ہو قولہ آب و مجوس گل ماندست ہیں و بحر جنت جنت  
 کن مارا نظیں و بحر گوید من ترا در خود کشم و لیک میدان کی من آب خوشم و لاف تو محمود میدار و ترا  
 تیر آن پنداشت کن و من در آد آب گل خواہ کہ در دریا رو و گل گرفتہ پائی اور امیکشہ

گر ہاں پائی خود از دست گل گل باز شکست او شد منتقل آن کشیدن چیت از گل آب و جذب تو نقل  
 و شراب ناب را بچنین ہر شوقی اندر جہان و خواہ مال و خواہ جان و خواہ نان و خواہ باغ و مرکب تیغ و  
 مجن و خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن و ہر کی زانہا ترستی کند چون بای آن تجارت نشکند این تھار  
 غم دلیل آن شدست کہ بدان تصور قوت است بدست و جز با نڈازہ ضرورت زین گیر و تا نکر دو غالب بر تو  
 کشیدی تو کہ من صاحب دلم و حاجت غیری ندارم و مسلم و آتھما کہ آب و در گل کشد مکہ من آب و چرا جویم ہر  
 دل تو این آلودہ را بپشت آتی و لا جرم دل اہل دل برداشتی و خور و اداری کہ آن دل باشد این کہ  
 بود و عشق شیر و آبین و لطف شیر و نگاہین عکس دست ہر خوشی را آن خوش از دل حاصل پس بود دل  
 جوہر و عالم عرض و سایہ دل چون بود دل را غرض بمعنی نواتے ہن خبر و ہوا ی بحر رحمت ہمارا آب بھی  
 مجوس گل ہو گیا ہو تو اسکو مٹی سے جذب کر لے جو کہتا ہو کہ میں تو بچکا تیغ لون لکین تو تو اس شبنم میں ہو  
 کہ میں آب خوش ہوں بس یہی لاوت تیرا بھکو خر و مکر رہا ہو اس گمان و پندار کو ترک کر بھر مجھ میں آ اور  
 جو آب گل ہو پیئے کپڑا پانی وہ بھی چاہتا ہو کہ میں دریا میں جاؤں لیکن اسکا پائون گل گرفتہ اسکو کھینچتا ہو  
 اگر آئے پائون اپنا گل سے چھڑا یا تب تو گل شک ہو کے لگتی وہ دریا کو چلا گیا اور یہ کشیدن مئے گل سے  
 آب کو کھاننا کیا ہو تیرا جذب اور تیری کشش جو نقل و شراب میطرت رہتی ہو اور اسکی طرف کھنچا ہوا ہو اس  
 جذب کو اپنے آپ سے نکال لیتا ہو کشیدن نقل و شراب سے عام شرب و اکل مقصود ہو چہین شراب و  
 گز کہ بھی دخل ہو اور ایسے نکالنا جذب ہر خواہش کا جو جہان کی اشیا سے ہن انہیں خواہ مال ہو  
 خواہ جان و خواہ نان و خواہ باغ و مرکب کہ جہاز راعت و سواری کو شامل ہو خواہ تیغ و سپر کہ مراد تھامی  
 اسلحہ سے ہو خواہ ملک و مکان خواہ فرزند و زن کہ انہیں سے ہر شے بھکو مست کرنے والی ہو جسد  
 انکو پانچا وہ خار جو آنکے جذب کا بھکو ہو رہا ہو ہرگز نہیں ٹوٹے گا یہ نہ جان کہ خار میں شراب پیئے سے  
 خار جاتا رہتا ہو اس سے جسد بھکو لیگا اس قدر خار تیری حرص کا بڑھیکا بس یہ خار غم کا دلیل اس  
 بات کی ہو کہ اس سے جو مقصود تیرا ہستی ہو پیئے خوش عیشی یہ مقصود ہو بھکو چاہیے کہ بٹیا و مذکو لہر  
 بقدر اپنی ضرورت کے اختیار کر زیادہ مت لے تا بھچہر غالب و حاکم نہ ہو جائیں بھکو یہ غرور و سرکشی کہ  
 میں صاحب دل ہوں اور کسی غیر کی حاجت نہیں خود بخود و اہل ہوں ایسا ہی ہے آب و در گل سرکشی کرتا ہو  
 کہ میں آب ہوں میں کیوں کسی سے مدد کا طالب ہوں تو نے اس دل کو وہ گل کو دل گمان کیا ہو  
 اسی سبب سے اہل دل سے دل اٹھالیا ہو کہ اسکا طالب نہیں ہو اچھا ہم تجھی سے پوچھتے ہن کہ وہ  
 دل جو عاشق ہو ایسا ہی ہوتا ہو کہ شیر و شہد کے عشق میں آلودہ ہو دل ایسے لطف کی چیز کہ شیر و

شہد کی طاعت میں جو لطف دیکھتا ہوں اس کے لطف کا عکس ہو کہ ان پر پیرا ہوا اصل لطف وہ ہے کہ ہر خوشی میں جو خوش چیز ہو وہ اس خوشی کو اس دل سے چاہل ہو جس جان نے کہ دل جو ہر جہاد رسا جہان عرض پھر جو بے دل ہیں انکو سایہ دل سے کیوں غرض ہوگی کہ ہل کو فرج سے کیا مطلب جو کہ آن ولی کو عاشق مالت و جاہ و بازو ہون این گل و آب سیاہ و باخیالاتی کہ در ظلمات و دہی پرستہ شان برای گفتگو دل نباشد غیر آن دریای نور دل نظر گاہ خدا و نگاہ کور دہی دل عرضہ ہر ان خاص عام و دیکہ باشد کہ امت آن کہ نام و ریزہ دل بہل دل بگوید تا شود آن ریزہ چون کوہی از وجود محیط اندرین خطہ وجود و زہری افشاں از احسان وجود و اسلام حق سلا متناہا بیکنند بر اہل عالم اختیار ہر کردہن در سرت و معدن این شمار دل بر انگس میرب و دہن تو آن نیازت و حضور ہرین منہ در دہن آن سنگ فجورہ تا بدو دہنت آن سنگ تا با دہنی نقدرا از دنگہ سنگ پر کروی تو دہن از دنیا ہم ز سنگ سیم و ز جوں کو دکان با آن خیال سیم و ز جوں زربوہ دہن صدقت در بدو غم فرو دہ کی نہاید کہ کو دکان را سنگ سنگ تا نگاہ عقل دہن شان پینگ پیر عقل آمدن آن مولی جو شیر و موئی گنج درین اسی فقیر و لہشی جو دل کہ عاشق مال و جاہ کا بازو ہون و دیا ہوا اس گل و آب سیاہ کا ہر پاؤ خیالات کہ جنگی ظلمات میں انکو چہتا ہو کہ مجھے گفتگو کریں وہ دل نہیں ہو دل تو ایک دریائے نور ہر سواے ایسے نورانی دل کے دل نہیں ہو نور غور تو کہ وجب دل نظر گاہ خدا کا ہو تو کو کہیے ہو سکتا ہو وہ دل نہیں جو لاکھوں خاص عام میں ہو بلکہ امنین سے جو ایک میں ہوتا ہو وہ دل ہو بس اکو ڈھو ڈھکہ کہ وہ دل کو نہا ہو کر ارد اسطے تا کہید کے ہو یہ دل جو تیرا ہو یہ ایک ریزہ تا پیر ہو اسکو چھوڑا و جیکو دل کہتے ہیں وہ ڈھو ڈھکہ کہ وہ اور ہی شو و جب وہ عجائبا قویہ ریزہ بھی اس سے ایک پہاڑ جو جا بیگا دل اس فطرت و وجود میں بسبب غفلت و شوکت اپنی کے ایک محیطا ہوا دریائے عظیم اپنے احسان وجود سے زرقشانی کرتا ہو اور سلام حق سے جو بمعنی بکزمندی و بی مہی کے ہو ہزاروں سلامت اہل عالم پر اپنے اختیار سے شمار کرتا ہو جس کیکا دہن درست اور طیار ہو اسکو شمار دل کا پوچھتا ہو اور وہ دہن کیا ہو تیرا نیاز و حضور بس خبر دار ہو جا اور ایسے دہن میں فوج و جاہ سنگ ہو اسکو رکھتا یہ سنگ نور کے تیرے دہن کو نہ بھارتا لہن جس سے شجکوم اصل و ذات شاد عیب و عار اسکا معلوم ہوے کہ یہ نقد ہو اور یہ رنگ رنگ کے بہت معنی لغت میں لکھے ہیں منجملہ آنکے اکثر بیان چپان ہیں تو نے دہن کو جہان سے سنگ پر کیا یعنی سنگ بھر لیے اور نیز سنگ سیم و زر سے مثل لڑکوں کے یعنی میسے لڑکے اپنے خیال میں پتھروں کو سیم و زر ٹھہرا لیتے ہیں اب تیرے



خیال میں تو دیکھیں اور ہواور سیم وزر وہ ہیں نہیں بحقیقت پھر ہیں لایہ انہیں پھر وہ نے پھر  
 وہاں صدق کو بھی پھار اور تیر کے لیے تم بھی بڑھایا پیسے لڑکوں کو پھر پھر نہیں معلوم ہوتے سیم وزر  
 سمجھتے ہیں کھجکھجی سیم وزر کہ بحقیقت پھر ہی ہو پھر نہیں معلوم ہوتے ہاں جب پھر معلوم ہوں کہ عقل  
 تیار اس پر کے اپنی طرف کھینچے اس واسطے کہ پھر عقل ہو یا ہے مویا ہے ہو یا ہے مویا ہے ہو یا ہے مویا ہے  
 فقیر یہ اپنی جی تو لی بات ہو جہیں ایک بال کی گنجائش نہیں خوب سمجھ لے

انکار کرنا اس جماعت کا دعا و شفاعت و قوفی پر اور تیار ہونا انکار پر وہ غیب میں ہو  
 حیران ہونا و قوفی کا کہ یہ ہوا پر اڑنے یا زمین پر چھپ گئے

قولہ چون پیدا کن شتی و آدم کلام شد نماز آن جماعت ہم تمام + منجی اقامت و شان باہر کہ گین منقولی  
 کہ کرد و ناو شر ہر کی با یکہ گر گفتہ سر از پس پشت و قوفی متکثر گفت ہر یک ہن نکر و تم کنون + این عانی  
 از بدون فی از بدون + گفت مانا کاین امام مازدردہ بود افضل و لاہ مناجاتی بکرہ + گفت آن و گیر لای یار  
 ترین + مر اہم تیارید انجمن + او فضولی بود است و انقباض + کرد و بختار مطلق اعتراض + چون نہ کریم  
 سپس تا بگرم + کہ یہ میگوبند آن اہل کرم + یک از ایشا زائدیم در مقام + رفتہ بود و از مقام خود تمام  
 فی چپ و فی راست فی بالا و زیر چشم تیر من شدہ بر قوم خیر و دور ہو و ناگوئی آب گشت + فی نشان پا  
 و فی گرمی بدشت + و در جناب حق شدہ اندر ہمہ + در کلامی روضہ رفعت آن رہ + و ترجمہ ماندہ ام کہ فی ہم  
 چون پوشانید حق از چشم + انچنان نہاں شدہ از چشم او مثل غوطہ ماہیان در آب جو یعنی منجی بضم اہستہ  
 باتین کسی پر کرنا جب + وہ کشتی اٹخ قلابہ کی اور او دھر نماز اس جماعت کی تمام ہوئی بعد نماز باہر  
 منجی ٹپ گئے یعنی ایک + دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ فضولی اور یہ شرمسے کہنے کیا و قوفی کے پس پشت تو  
 یہ لوگ تھے ہی پوشیدہ ہر ایک چھپے چھپے کہ رہے تھے اور ہر ایک شکنا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہو یعنی  
 دعا بجا و کشتی کی نہ ظاہر کی نہ باطن کی کہ شاید ہمارے امام نے دیکھا کہ دعا کی اور ہو افضل و لاہ  
 کی طرح نمازات قرائی دوسرے نے کہا کہ ہاں امویہ نہ ہم کھجکھجی ایسا ہی معلوم ہوتا ہو اسلئے کہ اسکو  
 قبض اور گرنگی تھی اسی نے یہ فضولی کی اور مختار مطلق پر کہ جو چاہتا ہو وہ کہتا ہو اعتراض کیا یعنی  
 حامل ہوا اور بیچ میں پر گیا اب و قوفی کہتا ہو کہ میں نے اپنے پیچھے بنگاہ کی تو ایک ہون کہ یہ اہل کرم کیسا  
 کہ رہے ہیں گین میں نے اُن سے ایک کو بھی اپنے مقام پر جہاں کھڑے تھے نہ دیکھا سب اپنے اپنے  
 مقام پر چلے گئے تھے نہ جا بھت پایا نہ چپ نہ زبرد نہ بالا یہ حال دیکھ کے جیت کے مایہ کو اکھینچ  
 نیز حقین خیر ہو تیس کہ یہ سب دوسرے تھے جو پانی ہو گئے کہ نہ انکے پاؤں کا نشان ہو کہ کہیں جگہ میں گرم





انی محال بخ و کوپ انتقال بدیش ازین گفتیم بعضی از حال او و ملک تقوی آید و شریخ تو بهرسم  
 نگزینش کجا خواهد گزینست + چون از ابر فضل حق حکمت پرینخت + صاحب کاوش بدید و گفت این +  
 ای غلط کنده من گشته رہین + این چرخش بگو گا و مرا + البه طرا بالنصاف اندر آگفت من روزی از حق  
 میخواستم + قبله را از لایمی آراستم + سالها بود دست کار من دعا تا که بفرست و گاوی را خدا + چون بدید  
 گاوی را بر من استم + روزی من بگویش میخواستم + آن وعای کہ نہ ام شد متجرب + روزی من بگویشم نک  
 جواب + اویشم آمد گریانش گرفت + پیشتر روز برویش ناشگفت + یعنی فراتے ہیں وہ حکایت  
 عقیر کی جو رات دن فریاد و فغان کرتا تھا اور خدا سے روزی عدا ل انگتا تھا اس طویر کہ نہ کوئی رنج  
 کسی شکل کا اٹھائون نہ ہا کروں و کہیں اپنی جاگے نقل کروں مجھ کو یا و آگئی کہ سابق بعض حال اُسکا  
 بمنے بیان بھی کیا لیکن پس تقوی آگئی کہ رنج تو ہو گئی یفے نہایت ہی پوشیدہ پھر فراتے ہیں کہ کمان  
 پہاگ کے جانگی بین اُسکو ضرور کہو بھا کسو اسے کہ ابر فضل حق سے یکت مجھ پرٹ چکی ہی پھر کیسے نہ کہوں  
 پنا سپد فرمایا کہ شکی گامے اُسے گھر میں گھر کے رنج کر ڈالی تھی اُسے اس سے کہا کہ امر تیرے ظلم میں میری جگہ  
 پھنسی تو وہ شخص ہوتا تو نے میری گامے کیوں مار ڈالی امر امن چالاک انصاف تو کر اُسے کہا میں وہی  
 خدا سے مانگا کرتا تھا اور قبلہ کو اپنی خوشامد و زاری سے آراستہ کرتا تھا جو کہ دعا قبلہ و شے بچو زاری  
 مانگتے ہیں لہذا میرا لہ کہتا ہو کہ میرے ایسا عباد و بیانیان کیں قبلہ کی بھی آرایش ہو گئی حسین ہو گئیں کہ دعا سے  
 سیر کام ہو سو خدا سے قتالی سے ایکے گامے میرے واسطے بھیجی ہیں نے جو گامے کو دیکھا اُٹھا  
 اسلئے کہ وہ روزی میری تھی جو میں مانگا کرتا تھا جس وہی دعا مدت کی میری مقبول ہوئی وہ روزی  
 میری تھی میں نے مار ڈالی اسلئے یہ جواب اسکا ہو جو تو پوچھتا ہو وہ شخص شے غصہ میں بھر گیا اور گریان  
 اسکا پکڑا اور چند گھوٹے اُسکے منہ پر پر پھر ہو سکے مارے شگفت شگفتن سے صبر کرنا اخللاف

شرح میں کہ جواب بنون کو تک بتا لکھا ہو

جانا و نو نون فی صم کا سانسے داؤد علی نبینا و علیہ السلام

تو لے میکشیدش تا بہ داؤد نبی کہ کیا ای ظالم کیج بھی + حجت بار و بر پا کن امر دعا عقل و دین آوری  
 باخویش کہ ایچہ میگوئی دعا چہ بد مخند + بر سر ریش من و خویش ای لونہ و گفت من با حق دعا پا  
 کردہ ام و اندرین لایمی خون خورده ام + من یقین دانم دعا شد متجرب + سر زین ہر شکی ہی شکر  
 خطاب و گفت گرد آید پان ای سلین + شراثر بنید و شراثرین صین + ای دغانا چند خائی تراثر را  
 حجت قاطع بگو چہ بود دعا ای سلمان + حال مرا + چون اذان او کند بہر خدا و گر منی ہو دی ہمہ عالم بین

ایک عالم اکبر ہندی میں، مگر جن میں بودی گدایان صفریہ جتن گشتہ ہندی و امیر و رور و شیلہ اندر دعا و انعام  
 تیار رہا کہ گویا کہ تودہ مالی ہی خدا تہ تو نہ ہی چکیں نہ پر یقین مای کشا یندہ تو بکشا یندین و کسب کون  
 بود لایہ دعا و جز لایہ فی تیا بند از عطا، قوم گفتند این سلافت کو ست و دین فروشنده دعا با علم جوت  
 این دعا کی باشد از اسباب ملک و کی کشت این را شریعت خود بملک بیع بخشش یا وصیت یا عطا  
 اما در جنس این شود ملک ترا مگر کہ این و فقرست این شرع تو بگا و را تو باز دہ یا جس و اعنی یہ شخص کہ حضرت  
 اہل و دے کہ پاس کھینچے لیے جاتا تھا کہ آخر ظالم حق دیوانے اُنکے پاس چل یہ سر و سر و جنتین ناگو ارجھڑ اور  
 ای و غنا ہم ہوش میں ہوا اور آپ میں آئی کیا دعا دنا کر رہا ہو جس سے لوگوں کو آپ پر بھی ہنسوتا ہوا اور تحقیر کیا  
 کہ میں نے خدا سے دعائیں کیں ہیں اور اس خوشامد و زاری میں جبری جنتین اٹھانی میں مجھ کو یقین یہی ہے  
 میری دعا قبول ہوئی تو جاؤ میرے خطاب کے اب اپنا سر تھیرے مار بھر اسنے کہا ای مسلمانو ذرا اپنا  
 آگے اس لعین کا تار و نشا راتو بنیان تو دیکھو کیا بک رہا ہو آخر دعا باز کب تک راز خانی کر گیا کوئی حجت  
 تہ طبع لا و دعا کیا کرتا ہو ای مسلمانو خدا کی واسطے یہ تو ہوا شکلی دعا میرے مال کو اسکی ملک کیسے کر سکتی  
 ادا یا یہی ہوتا تو لوگ عام جہان کے ایک دعا کرتے اور اماک ہر کمین کی بیبی تے آندھے فقیر بہت  
 دعائیں مانگتے ہیں یہ تو بڑے ہی متشکم و امیر ہو جاتے کہ دن رات دعا و ثنا میں رہتے او کیسی خوشا  
 و زاری سے کہتے ہیں کہ ایذا اہل کو مال دے تو ہی دینے والا ہو اگر تو نہ دے تو کون دے سکتا ہے اس میں  
 کچھ شک ہی نہیں تو ہی اس شکل کو آسان کر کہ تو ہی مشکلا شہر جو اندھے ہیں اکھا کسب یعنی کسائی کی  
 جگہ نوشادہ دعا کی ہو اسی سے وہ کھاتے کھاتے ہیں مگر لب نان سے زیادہ عطا سے نہیں پاتے لوگ  
 جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ مسلمان ہو یا بیل ہو دین فروشنده اور سراسر دعا اور ظلم ہو ہی اسی دعا اسباب  
 ملکیت سے کہ بیہوشی ہو اس بات کو شریعت اپنی لڑی میں کب پروگی یعنی قبول کرگی بیع ہو بہ ہو کہتے  
 ہو یا اور کوئی عطا اسی قسم سے وہ ملک تیری ہوگی یہ جو تو کہہ رہا ہو یہ شرع کو نئے ذکر کا ہو جس لازم  
 یہ ہو کہ یا تو گائے دیدے یا قبیہ کو جا قول اندر آدر جس در زندان او و در نہ گاوش را بدہ حجت کو  
 او بسوی کسان کثیر در و کا سینا و نہ کریم لطف خود سن دعا با کردہ ام زمین آرزو و واقعہ مارا کہ و اند غیر تو  
 و دل میں آن دعا انداختی و صد امید اندر و لم افرامتی من نیکوم کرا فہ آن دعا بہم جو یوسف دیدہ ام  
 بس خواہما دیدہ یوسف آفتاب و اختران و پیش او سجدہ کنان چون کافران و اعما و دش بود  
 بہ خواب درست و در چہ دزدان جزا زامی نہ حجت و ز اعما و ابوہو دش بیع نعم از غلامہ ترا م شہر کم  
 انتقاد و داشت او بہ خواب خویش کہ چو شمعے منفرد و ز پیش و چون در افگندند یوسف اسبیا

بانگ آمد سماع اور ادا کہ کہ تو روزی شہ شوی امی پہلوان دنانا فی دین جبار روی شان + قائل این  
 بانگ ناید در نظر نیک دل قیانت قائل از اثر توفیق و رحمتی و مسندی و در میان جان قنات و شان بید  
 چاہ شد بروی بدان بانگ طلیل بگلشن و بزخمی چو آتش بخلیل + ہر چہ کہ بعد از آتش میرسد او بدان قوت  
 بشادی میکشید و ہچنہ کہ وہوق آن بانگ است + و در دل ہر مومنی تا مشربست + تہا بنا شد در بلا شان  
 اعتراض دنی ز امر و نہی حق شان انقباض + المعنی وہی لوگ جو جمع ہو گئے تھے اس سے کہتے تھے  
 یا تو اسکے قید و زندان میں جایا اسکی گارے دیدے زیادہ حجت مت کبر وہ آسمان کی طرف منہ کرتا تھا کہ  
 ایچہ او نہ کریم لطف خوین نے جو دعائیں تیری جناب میں اس آرزو سے کہیں ہیں اس واقعہ کو میرے  
 سوا سے تیرے اور کوئی نہیں جانتا تیرے دل میں یہ دعا تو نہ ہی ڈالی اور سیکڑن امیدیں پیدا کیں  
 میں نے یہ دعا کچھ پہودہ نہیں کی یوسف کی طرح میں نے بہت خوابیں دیکھی ہیں جیسا کہ قرآن میں عزرائی  
 رات احد عشر کو گیا و اس وقت اقرار تہم لی ساجدین بیشک میں نے دیکھا گیا رہ تارون اور جائید سورج کو  
 کہ ٹھکو سجدہ کرتے ہیں جیسا کہ یوسف نے دیکھا کہ آفتاب و ستارے ٹھکو سجدہ کرتے ہیں جیسے کاف  
 انکو سجدہ کرتے ہیں انکو بھر و سا اپنے خواب پر تھا اور خواب تھا و در تہا یہ کہتے تھے کہ چاہ میں بھائیوں  
 ڈالا جب اور زندان میں نہ لیجانی بھیجا جب وہ ایشکی جستجو میں ہے اور اسیکے بھروسے پر انکو کسی  
 بات کا غم نہ تھا نہ غلام ہونے کا نہ کسی کی ملامت کا ہے کوئی کسی کے انکو اپنے خواب پر  
 اعتماد تھا کہ قبل از وقوع اسکے شوق میں شمع کے مثل روشن ہو رہے تھے جب یوسف کو بھائیوں نے  
 کنوئین میں ڈالا تو انکے سمع باطن میں خدا کی طرف سے ندا آئی کہ تو ایک دن امی پہلوان بادشاہ ہوگا  
 اور یہ ظلم انکے انکے سامنے انکو بتایا گیا کہ جارفی القرآن و اوضینا الیہ شہتم بامر ہم ہذا ہم لایستعرون حی  
 کی ہمنے طرف یوسف کے ضرور ضرور خبردار کر گیا تو انکو اس کام سے جو کر رہے ہیں اور وہ نہیں جانتے  
 کہ تو یوسف پر اب مقولے مولانا مرح کے ہیں کہ یہ بانگ جو خدا کی طرف سے آتی ہے اسکا کوئی قائل و  
 بانگ کنندہ نظر نہیں آتا مگر نیک دل ہسکو پہچانتا ہو یعنی قائل کو اثر بانگ سے کہ اس نیک دل کو ہنس پ  
 سے ایک قوت و راحت اور بھر و سا ایشکی جان میں پیدا ہوا ہر ایسے ہی جب بانگ طلیل یوسف کو  
 پہونچتی تو چاہ اپنا ایک گلشن اور ایک ہزم ہو گیا جیسے آتش خلیل پر کارار ہو گئی پھر بعد میں لینے اس بانگ  
 کے جو ہوا انکو پہونچتی تھی وہ ایشی کی قوت سے بخوشی اسکو اٹھاتے تھے جیسے است کی آواز کا مزہ ختریک  
 ہر مومن کے دل میں رہیگا اور یہ مزہ بانگ کا اسواسطے چکھایا جاتا ہوتا کسی بلا سے انکو اعتراف  
 اور کسی امر و نہی حق میں دل گرفتگی و انقباض منوالخلاف شرح میں نہائی کو بالی لکھا ہو قولہ





مذکورہ وہ اس دنیا میں آگے بندہ صاحب بہت واریات نہوا است کو شب بلحاظ پوشیدگی اور خواب یا اعتبار گزشتگی کے کہا اور اگر کوئی ہو بھی تو تردد کے ساتھ اور صدقہ کہ اگر بالفرض ہم بھڑک کرے تو سال بھر شکایت کرے راہ دین میں کبھی قدم بڑھاتا ہو کبھی ہٹاتا ہو بڑے تردد کے ساتھ اور بے چین اس کا یہ حال ہونے خواب است کی نہیں دیکھی آئندہ تمہید فرمایا کہ اب زیادہ شرح اسکی بھر کرینگے اتو منی طلب تو ہو کہ اس معاملہ میں اپنا قرضدار سمجھ لے اور اپنے پاس گروہان لے اور اگر مجھکو جلدی ہو تو اہم شرح سے سن لے اور یہ بھی ہو کہ اس بات کی ایسی کچھ شرح سخت و گراں بھی نہیں اندازتو اپنے گدھے کو گائے کے مدغی کی طرف ہانک اور حوالہ اہم شرح کا اسوجہ سے ہو کہ فرمایا رب لغت نے اہم شرح لک صدرک و وضعنا عنک و زرک کیا نہیں کھولا ہمنے تیرے واسطے سینہ تیرا اور لنگ کیا اچھے تھ سے بوجہ تیری بشرت کا بنے کشود سینہ کی بشرت سے الگ ہوئے میں ہو القرم وہ دعا جو آسان کی طرف منہ کیے کہ رہا تھا منجملہ انھیں مقولوں کے یہ بھی ہو کہ کہا ایذا اس جرم کے سبب مجھکو مدغی نے اندھا کہا ہو یہ قیاس اسکا ابلیس کا سا ہو کہ آگوا چھا جانا میں اندھا کہ بیطع دعا کہ کرتا رہا ہوں سوا خالق کے میں نے بھیک کس سے مانگی ہو اندھا تو مخلوق سے بقتضاے جہالت امید رکھتا ہو میں خاص تھ سے امیدوار رہا ہوں کہ کبھی سے ہر دشوار سہل ہوتا ہو ایک اندھے نے کہ خود اندھا تھا مجھکو اندھوں سے شاک کیا لیکن اپنے اندھے میں سے میری جان کی نسیا زو خلاص ہو نہ دیکھا مجھکو تو عشق کی کوری کی کوری ہو میسا اوحسن کہا ہو جبک المشیعی ویسم محبوب رکھتا تیرا ہی شو کو اندھا بہر کر دیتا ہو میں تو اندھا غیر خدا سے ہوں نہ خدا سے بلکہ خدا سے خوب مینا بس اونیکی میں مقتضاے عشق کا ہو اب تو کہ بنا ہو مجھکو اندھوں میں مت رکھو اسی دھل نہ کر یہ جو دائرہ دنیا کا ہو جسکا ملاحظہ نقطہ تو ہو اس نقطہ پر میں گھومنے والا ہوں یعنی تیری ہی ذات کے گرد رہتا ہوں اور تصدق ہوتا ہوں بس جیسے تو نے یوسف صدیق کو خواب دکھائے کہ اسیپر انکو ناکیم ہو گیا تھا خاص مجھکو بھی تیرے لطف نے خواب دکھائے جس و عابجی میری بازی اور کھیل نہ تھی تو میرے بھید کو جانتا ہو مخلوق نہیں جانتی جو میرے اسرار میں یہ میری باتوں کو راز و بیودہ جانتے ہیں الخرافت شرح میں خوابی مذکور کو خوابی خربسوی کو جزو اند کو خواہم بازی ہو کو کو نمود قول حق رہنا است و کہ و اندر از نینب بخیر عام سر و ستار عیب فہم گفتش رہن کن حق باگو روچہ سوی آسان کردی نمود شیدی آری غلطی گمانی لا عشق و لاف قربت میرنی با کدای روی چون دل مردہ روی سوی آسانا کردہ غافلے در بشر اقتادہ ازین آں مسلمان می ہند رو بر زمین دکای خدا این ہندہ را کوکن گر ہم من سر من پیدا کن

تو ہمیدانی و شبہای درازد کہ میخوانم ترا با صد نیازد پیش خلق این را اگر تو قدر زیت پیش تو چون چراغ  
روشنیت مگامی خواہند از من بگردا + چون فرستادی مردم من خطا یعنی جوابات کہ حق ہو وہ بھی  
ہوئی ہو پھر سوائے علام السوربتار عیب کے اس بھی بات کو کون جانے یہ وہ دعا گو کہ ہاتھ کا سینہ بی  
نے اس سے کہا اواز نہ سنے آسمان کی طرف کیا دیکھ رہا ہو سیری طرف منہ کر کیسا کرتا رہا ہو اور کیسا غلطی  
ڈال رہا ہو کہ عشق و قرب اتنی جتا ہو دلی تیرا مردہ ہو پھر ہی صورت ہو چو منہ آسمان کی طرف کرتا ہو غرض  
شہرین ایک شور مچا کہ وہ مسلمان منہ زمین پر رکھ رکھ کے کستا ہو کہ ایذا تو مجھ کو رسواست کہ میں اگر یہ  
ہو ہوں مگر بھید میرا چھپا ہوا ہے یہ سب جھکو مجھ کو نواز کے ساتھ لبنی لبنی را توں میں یاد کیا ہو یا تو جانتا ہو  
یا وہ راتین جانتی ہیں اگر محافوق کے سامنے اسکی قدر نہیں ہو کہ نہیں جانتے تیرے سامنے تو چراغ  
روشن کے مثل ہو اتر بار خدا یا یہ لوگ مجھ سے گلے مانگتے ہیں میں کہاں سے دوں اگر ایسا ہی تھا  
تو تو نے میرے گھر کیوں بھیجی پھر اس میں میری خطا کیا ہو

سننا حضرت داؤد کا بات متنی صیغہ کی بظاہر

عقل چو کہ داؤد نبی آمد بر دین گفت ہین چو دست این احوال ہون مدعی گفت ای نبی اندو داؤد کا  
من درخانہ او اوقات و کشت گاوم را پیش کش کہ چراغ گاوم کشت اویان کن ماجرا گفت داؤد کش  
اگو اسی بوالکرم چون تلف کردی تو ملک محترم ہین پرانگندہ گو حجت بیا رہتا بیکسو گردا این دعوی و کار  
گفت اسی داؤد ہوم ہفت سال در روز و شب اندر دعا و اندر سوال ہین ہی ہتم زبوان کا خی خدرا  
روزی خواہم حلال دہی عنایہم روزن بڑا کہ من واقف اند کہ دوکان این ماجرا و اصف اند تو پس  
از ہر کہ خواہی این خبر تا بگویدی شکجہ بی ضرر ہم ہویدا پرس ہم نہان ز خلق کہ چہ میگفت این گدا می  
ز غارہ و لوق بعد ازین جلد دعا و این فغان گدا و اندر خانہ دیدم ناگہان ہستم من تاریک شدنی بہر وقت  
شادی آن کہ قبول آمد منوت ہستم آزار دہم در شکر آن کہ دعا می من شنیدان غیبدان یعنی جب  
حضرت داؤد نبی باہر نکلے انکو دیکھا کہ ہین یہ کیا حال ہو اور کیسا ماجرا مدعی نے فریاد کر کے کہا اے  
نبی اندو میری گامے اسکے گھر میں چلی گئی اسنے اسکو مار ڈالا اب اسکو چھپے کیوں مار ڈالا اور وہ میری  
گامے مار ڈالنے کی بیان کرے حضرت داؤد نے اس سے کہا کہ بتا اے بوالکرم تو نے اسکی ملک  
محترم کو کیوں تلف کیا اور نہ در پیہودہ مت بک حجت معقول پیش کرتا یہ دعوی اور لحاظ فیصل ہو کہ گدا  
داؤد سات برس ہوئے کہ بت دن یہ دعا و سوال خدا سے کرتا رہا ہوں اور زبوان پاک سے یہی مراد  
وعدہ تھا کہ ای خدا درنی حلال بے عنایہم دوں میرے نالہ پر واقف ہین اور سب کے

اسکو بیان دودھت کر کے والے تم جس سے چاہو اس خبر کو پوچھو بے تکلف۔۔۔ دن کسی قسم کی آفت سے محفوظ رہو  
 کے کہیں تھکا رہا ہے چاہے ظاہر پوچھو جی پاس ہے پوشیدہ پوچھو ساری ممانعت سے کہ یہ فقیر کی گڑبگڑ  
 والا لکھا کہ کرتا تھا بس بعد ان جلد و عافیتان کے ناگہان اپنے گھر میں تین نے ایک گھر سے پوچھ کر سیر  
 آگئے ہیں اندر بھی ہو گئے تھے مگر قوت کے واسطے نہیں بلکہ اس خوشی سے کہ معاشری قبول ہوئی میں نے اسکو  
 بارڈالا اس نیت سے کہ اسکو اپنی دعا کے شکر ادا قبول میں دیکھو

الحکم کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا گالے مارنے والے پر

قولہ گفت داؤد این بہمنار دیشو بہت شرعی دین دعویٰ بگو۔۔۔ تورا داری کہ من بی حجتہ بہنم اندر شرع باطل  
 مستثنیٰ این کہ بنیادت خریدی داری در یح را چون میتانی حارثی کہ سب انچون در امانت دان عموماً نہ کیجا  
 وظل بود آن تو دایچہ کاری ہروی آن امانت و در این پیدا و بر تو شد درست + رز و بد مال مسلمان کے گنو  
 رو جو دوام و در باطل مجبہ گفت ای شہ تو ہمیں سگویم کہ ہیکو نہ اصحاب تم۔۔۔ لہذا راجع بفتح افزونی مزدعات  
 و محال زراعت حضرت داؤد نے اسکا عذر شکے کہا کہ یہ دعا و عافیتان کا بیان اسکو دل سے دھو والی اور  
 اس دعویٰ میں حجت شرعی بیان کر تو اس بات کو روا رکھتا ہو کہ میں بدون کسی حجت کے شرع میں کوئی راہ  
 باطل پیدا کروں یہ گالے کسی نے تھکا پٹھائی تھی یا تو نے فریادی تھی یا تیری وراثت کی تھی تو جو محصول کھیت کا  
 لیتا ہو کیا تو اسکا کاٹھکا رہی پس ایسا ہی حال کہ پ کا پورا عمو کہ جب ملک نہ ہو گیا محصول اسکا نہ پا گیا جو  
 ہو گیا اور کاٹھکا وہی تیری ملک ہو نہیں تو یہ غلام پٹھک ہو گیا جا مال مسلمان کا دیدے ٹیر ہی باتیں  
 ملت کر اگر پاس خمیں ہو کسی سے قرض لے اور اسکو دے یہ وہ باتیں مت بتانے کہ اسکا عمو بادشاہ  
 تم بھی ایسی ہی کہنے لگے جو یہ اصحاب تم جھکو کہ رہے ہیں

دراری کرنا اس شخص کا فیصلہ داؤد سے خدا کے سامنے

قولہ پس دل آہی بر آورد و گفت۔۔۔ اسی خدا ہی ہر کجا طاقی و جفت + سجدہ کرو و گفت ای دانای سوز  
 در دل داؤد ماننا آن فروز و درویش نہ انچہ تواند ردالم + اندر انگندی برازای مفضل + این گفت و گریہ و شہ  
 ہائے ہائے تا دل داؤد بیرون شدہ حاجی گفت ہمیں اموز ای خوان گاہ و ہستم و داین عاوی را مکاتو  
 تا روم من سوی غلوت در نماز پرسم این احوال از دانای راز و خوی دارم و نمازنان التفات معنی قہ  
 معنی فی الصلوٰۃ در وزن جانم کشا و ست از صفا میرسد بیواسطہ تا سجدہ ادا نہ و باران نور از در غم  
 می فتد در خانہ ام و معدنم + و درخت آن خانہ کان بی روزنت + اسلم من ای بندہ و وزن کردنت  
 بشہ در ہر پیشہ کم زن پیا بیشہ زن و رکندن وزن بایا نیانی کہ نور آفتاب + عکس جو شہد برونت از حجاب

تو ران دانی کہ حیوان دیدیم پس چکر تبا بود بر آدم من چون نور شدیم درون نور غرق من عالم خویش کرد  
 اور نور فرق در ختم سوی نماز و آن خلا بہ تعلیم است رہ مطلق را بہ کثرت ناراست گردان جهان در حرب  
 خد عیان بود ای سلکوان نیست و ستوری و گرد زینتم گردان و ریاضی راز انجمن پیمین و او کیفیت این شق  
 جوہر کشتن عقل خفاں مقرر پس گریانش کشید از پس کی کہ علامہ در یکی دانش من شکی ۱۰ بمعنی تیرا اسی  
 و خاکو نے دل سے ایک آہ کر کے کہا کہ ایذا تو ہر جگہ طاق و ہفت ہو یعنی سب سے علو بھی اور سب سے  
 ساتھ بھی اور سجدہ کر کے کہا ای وانا سے سوز و دل و او کے دل میں وہ چمک ڈال جاوے صاحب فضل  
 تو نے پوشیدہ میرے دل میں ڈالی تھی یہ کہا اور گریہ شروع کیا اور بے ہوشی نے لکھا یہاں تک کہ  
 وادو کے دل نے بھی اپنا کھانا چھوڑ دیا اور بے اختیار ہو گیا اور مدعی سے جو گاہے اپنی چاہتا تھا کہا  
 آج مجھ کو صلت دے اور ان دعویٰ کو مت کر یہ تے تا میں نماز کیواسطے اپنی خلوت گاہ میں جاؤں  
 اور اس حال کو وانا سے راز سے پوچھوں میری نماز میں توجہ الی اللہ سے ایسی عادت پری ہوئی ہو  
 جیسا کہ پیش میں جہلت قرۃ عینی فی الصلوۃ قرار کیے پائیگی اور شہرانی ہوئی ہو قرار و رخصت کی سیری آنکھ  
 کی نماز میں مسبب محنوں کے و نیز شاہدہ کے سیری جان کا ایک روزان نہایت صفا کے ساتھ کھلا ہوا  
 کہ اُس سے بڑا سطر نامہ خدا کا مجھ کو پہنچتا ہونا نہ اور باران نور و دونوں اُس روزان سے میرے گھر میں  
 پڑتے ہیں نامہ سے مراد حکم اور وہ نور بھی میرے ہی سعدن کا ہو کہ اصل کھانا میرا ہو ہی ہو اور روزان اس  
 سبب سے ہو کہ جس گھر میں روزان ہو وہ روزان ہو اور یہی روزان کہنا اور ہندو چلن کی ہر شے لیے بن کا شتا  
 و رفتوں کے پائوں پر مارتا پھرتا ہو یہ مت کر فیہ دار اس روزان کھودنے میں جہاں تک ہو سکے تیشہ چلا  
 یا تو یہ نہیں جانتا کہ نور اس قصاب کا عکس اس خورشید ظاہر کا ہو کہ حجاب سے اس پر تیرا ہی نور شدہ طاہر عبارت  
 اسی آفتاب سے اور آفتاب ل نور آگے کے کہ دونوں جہانیں ظاہر ہو ہوا ہو تو نور ہو جاتا ہو جسکو حیوان نے بھی  
 دیکھ لیا ہو تو نے بھی دیکھ لیا چہر جب یہ حال ہو تو آدم پر چھکو بڑگی کیا ہوگی جب حیوان سے بنائی میں باہر  
 ہو تین مثل خورشید کے نور میں ڈوبا ہوا ہوں اور نور سے ایسا وصل آپ میں اور نور میں فرق نہیں کر جاتا  
 اب اس حالت میں جو نماز و خلوت گاہ کو جاتا ہوں یہ مخلوق کو تعلیم ایک راہ کی ہو صرف اس واسطے خلوت و نماز  
 ہو جو نہ مجھ کو کیا حاجت ہو میں جس منزل و مقام پر ہوں وہاں یہ نماز و خلوت سب کچھ و زشت ہیں لیکن میں  
 اس کچھ کو قائم کرتا ہوں تا جہاں سیدھا اور راست ہو جائے جس کی پہلوان وہ جو حدیث ہو الحرب خدع  
 لڑائی و جھوکا ہو وہ یہی بات ہو جو خوب جانتے ہیں کہ یہ امر کچھ ہو لیکن جہاں تو بغیر اسکے سیدھا نہیں ہوتا  
 کیا کروں اجازت نہیں ہو ورنہ ویکھے کیسے راز بکھیرتا اور کیسی و حول دریا سے راز کی اثباتا بس وادو



ہی قسم کی باتیں کہہ رہے تھے کہ مخلوق کی عقل نے چاہا کہ عرق ہو جاؤں بیٹے لوگ سچو دہوش ہو گئے  
 قریب ہو گئے جو چہچہے گئے کسی نے گریبان دکھا کھینچا اور کہا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا سب سچ ہو چھکوان  
 سب باتوں سے ایک بات میں بھی شک نہیں ہے

چاہا داؤد کا خلوت میں اور ان اسرار کو یاد کرنا

قولہ بخود آمد گفت را کہ تو تادہ کرد لب بلبست و غم غلو نگاہ کرد و در فرو بست و برفت آنگہ شباب  
 سوی محراب و دعای ستیاب حق نمودش انچہ نموش تمام بگشت واقف بر سزا و انتقام و ویدا حوالہ  
 کہ کس واقف نبود بر از پنهانی کہ ویزی فرو و روز دیگر جلدی قلعان آمد بر پیش او و پیہ صفت نو عمر و پچنین  
 این ماجرا ہا با ز رفت و زود و دان معنی تشیع زفت و زود کاوم را بدہامی تابکارہ از خدای خوشتر شری  
 بداد پچنین ظلم صرا سزا و میر و در عہد پیہ گاہا و کشتہ خوردہ بی ترسی و بیم در جوابا زودہ تزویران  
 یسیم کہ چہ چندین سال ہودم و در دعا میں طلب کردم ز حق و او او مرا اسی رسول حق چہین باشد روا  
 ملک من نہکا و چون داوش خدا یعنی حضرت داؤد اس گریبان کپڑے سے حالت بیخودی و دود سے  
 آپ میں آئے اور باتیں کہ کین لب بند کر لیے اور غلو نگاہ کا قصد کیا و رواہ بنا کر لیا اور جلدی سے  
 طرف محراب و دعای ستیاب کے گئے حق تعالیٰ نے پورا پورا کچھ انکو دکھایا و دکھایا بس یہ اس معاملہ کا  
 کے سزا و انتقام پر واقف ہو گئے اور ردہ احوال دیکھے جن سے کوئی واقف نہ تھا اور ایسا از پنهانی کہ جس سے  
 یہ حیران ہوئے تو سراوان ہوا مخلوق حاضر ہوئے اور داؤد کے سامنے صفت مار کے بیٹھے پھر ویسے ہی  
 اس ماجرے کا ذکر شروع کیا اور مدعی نے بڑی موٹی تشیع کے ساتھ کہا کہ اتنا بکار جلدی میری گاہے  
 دیدے اور اپنے خدا سے سزا ایسے ظلم صرا نالافت و خسوس کہ پیہر کے وقت میں ہوں کہ گاہے  
 میری مار کے کھایا نہ کسی کا خوف نہ کسی کا ڈر اور کہا تو جواب میں کہ و فریب اس یسیم نے ملائے کہ میں تو  
 کتنے برسوں سے دعا میں خدا سے مانگتا تھا اُس نے مجھ کو دی جھلا احوال رسول حق یہ بات روا ہوگی  
 کہ گاہے تو میری ملک تھی خدا نے ہکو کیسے ویسے اختلاف شرح میں گاہے کو کشتہ بکان عربی لکھا  
 حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا گاہے والے کو کہ تو خیال گاہے کا چھوڑوے اور تشیع  
 کرنا اسکا حضرت داؤد کو

قولہ گفت داؤد دش خوش کن رہیبل و این سلمان را زکات کن بجل و چون خدا پوشیدہ بتوایحوان و نموش  
 کن حق ستاری بدان گفت و او پلا چہ حکمت این چہ دادہ از پی من شرع تو خواہی نہاد و زفتہ است  
 آوازہ عدلت چنان کہ معطر شد زمین و آسمان و برگان کو این اتم زفتہ زمین تعدی ملک کہ شہادت را



بھینس تشنیع میزور ہا، کمالا جھکا، مٹلت لہلا، آٹھن ظلم و جبار بن کن + یا ہی اللہ لوز بنسان سخن  
 المعنی جب آئے اپنے مدعی نے پشمنی اس دعا گو کی تشروع کی حضرت داؤد سے کہا چپ رہ جاگا  
 اسکو چھڑو سے یہ سلمان آدمی ہو گئے ۱۶ چلال کر دی جو کہ خدا نے تیری پردہ پوشی کی جو صاحب  
 تو اس پردہ پوشی کا حق سچہ کے چھڑو سے اور چپ ہو رہ آئے نکلے کہا داؤد یا: کیسا حکم ہوا اور کسی  
 داؤد سی ہوتے شریعہ میرے واسطے قائم ہوا تھا رے تو عدل کی شہرت ایسی جہاں میں پہلی ہو چکی  
 ہو سے آسمان و زمین معط ہو رہے ہیں یہ ظلم تو کبھی اندھے کتوں پر بھی نہیں ہوا اس تقدی سے تو  
 سنگ کہ یہ بھی یہاں تک پہنچے کہ کیسے ہی سخت و مضبوط ہیں اسی قسم کی تشنیع بر ملا وہ کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ  
 اسی ظلمت کجگو صلا ہوئے سے جلی آتیرا وقت ہو نہ کہ آتیرا برا کیا ظلمت مسکی ہندی اندھیر ہو اسی جفا و تکی  
 تو چھپریت کر و آخر نبی اللہ تم ہی بات مت کہہ بالکھلاف شرح میں نو کی جگہ تو لکھا ہوا

حکم دنیا حضرت داؤد کا گامے والے کو کہ سارا مال اپنا اسکو دیدے

قولہ ہوا ان داؤد گفتش اسی صندو، چلال خوش اور بخش زرد و ورنہ کارت سخت گرد گفت +  
 تا نگرد و ظاہر او وی آنت خاک بر سر کرو و جامہ برورید کہ ہر دم مکنی ظلمے مزید + یکدی دیگر بدین تشنیع  
 را ند باز داؤد و پیش خویش خواند گفت چون بخت بنوادی بخت کو یہ ظلمت کا مذکور کہ اندک دظہور +  
 ویدہ از کار صدر و پیشگا + اسی دین از چو تو خورشاک راہ + رو کہ فرزند ان تو با جنت تو بدنگان او شدند  
 افزون گو، شک بر سینہ ہی زو با و دست + مید ویدان چل خود بالا و بیت خلق ہم اندر ملامت آمدند  
 کہ نہ میر کار او غافل بدند ظالم از مظلوم کی و اند کسی کہ بود سخر ہو ایمون خست + ظالم از مظلوم کست  
 بی برد کہ سر نفس ظلم خود برد + ورنہ آن ظالم کہ نفس ست اندرون خصم بر مظلوم باشد از خون و شک  
 حارہ حکم پر سکین کند تا تواند زخم پر سکین زہد شرم شیران رست فی سگ را بدان + کو نگید و صید از  
 ہمایجان + از کین سگ سان سوی داؤد جنت + حاتم مظلوم کشت ظالم رست + روی برداؤد  
 کرد آن فریق بکامی نبی مجتبیٰ بر شفیق + این نشاید از تو کین ظلمت فاش + قدر کردی بیگناہی  
 را بلاش + المعنی آتش تن مردہ حضرت داؤد نے اس سے کہا کہ اگر گاہ جگہ مال اپنا اسکو + یہ وقت  
 دیدے نہیں تو تجھ سے کتا ہوں کہ کجگو اپنے کام میں سخت مشکل ٹر جاگی اور تیرا تم جو اسپر ہو وہ اسکو  
 ظاہر ہو کہ آفت ہو جائیگی آئے خاک سر پڑوالی کپڑے پھاڑے اور کہا کہ تم ہر دم چھپر ایک ظلم بڑھاتے ہو  
 تھوڑی دیر آئے اسی تشنیع کی گفتگو کی چھراؤد نے اسکو اپنے سامنے بلایا کہا کہ یہاں میرا ہی بخت کو  
 میرا بخت و نصیب تھا آخر تار کی اس بخت کو کی تھوڑی تھوڑی نمود میں آئی اور تو نے اپنے کام سے

مرد و بیگاہ کو دیکھا پھر ہوا فوس تپ سے گدھے اور خاشاک راہ سے کہ تو نہ سمجھا کام سے صدر  
 و بیگاہ کو دیکھنا یہ کہ کام کے بننے بگڑنے سے دربار حاکم حقیقی کے حکم کو جانے رہے کہ وہاں سے  
 جاری ہوا جاتے رہے بال بچے اور تیری جو رو سب کے بندے ہوئے زیادہ مت بک پھر تو دونوں  
 ہاتھوں سے اپنے سینہ کو پتھر سے کوٹتا تھا اور جہالت سے کبھی آسمان پر جاتا کبھی زمین پر آتا  
 اور مخلوق بھی اس حال کو دیکھ کر ملامت کرنے لگی اس لیے کہ حضرت داؤد کے بھید سے غفل  
 تھی تو لانا فرماتے ہیں کہ ظالم مظلوم سے اس شخص کو کیسے معلوم ہو جو خود بیکاری و سخرہ حرص  
 ہوا کا مثل تنگ کے بنا ہوا ہو وہ کیا جانے ظالم کون ہو مظلوم کون ہو ہاں وہ شخص ظالم کا پتہ  
 مظلوم سے لگا سکتا ہو جسے اپنے نفس ظالم کا سر کاٹ ڈالا ہو تو کس قویہ ظالم جو نفس ہر تیرے درون  
 میں دشمن ہر مظلوم ہی کا ہوتا ہو اپنی دیوانگی و غضب سے یہ نفس ہر گاہ ہر لمحہ ہر لمحہ  
 دلا کر ہمیشہ حملہ مسکین ہی پر کرتا ہو اور جہالت ہو سکتا ہو مسکین کو کاٹتا ہو یہ تو شرم شیریں کو ہو  
 دگتوں کو تو خوب جان لے شیر ہا یہ کاشکار نہیں چھپتا ہو ایسے ہی یہ گاسے والا کتے کی طرح  
 ہر کہیں دیکھا پڑا ہوتا ہو اور حملہ کے لیے چھپتا ہو یہ بھی سگ کی طرح داؤد کی طرح چھپتا اس لیے کہ عام آدمی  
 مظلوم کو مار مار کے بڑا ظالم ہوتا ہو پھر اس فریق کے لوگوں سے سب سے داؤد کی طرح تنگ کر کے کہا  
 کہ ای نبی برگزیدہ تم ہمہ نہایت تحقیق ہو تے ایسی بات نہیں ہونا چاہیے یہ تو ظلم فاش ہو کہ تنگ  
 ٹیک نام کو ایک مردہ تن کے سب سے تہ کیا کہ وہ ایک شہر ایسٹش مضافہ تھا

### اراکوہ کے حضرت داؤد کا تعلق پر بھید آشکار کریں

قولہ کہ گفت اسی یاران زمان آن رسیدہ کان سر مکرم اور گرد و پدید جملہ بخیر تیا بیرون ویم تا ازا  
 سر نہان واقف شویم در ظان صحرا درختی بہت ثروت و شاخا ملیں انہد و بسیار بخت سخت راسخ  
 نیمہ گاہ میخ اوید بوی خون می آیدم از پنج اوہ خون شدست اندر تن آن خوش درخت و خواجہ بہشت  
 این منحوس سخت سال او پر و شہت این قلعہ بان دین غلام دوستای از اوگان و این جوان  
 مر خواجہ را با شہ سپر طفل بود و راوند از دین خبر نہا کنون حکم خدا پر شد آن آخرا نہا شکری این قلعہ بان  
 کہ عیال خواجہ از دوزی ندیدہ فی بہ نوروز و نہ موسمہای عیدہ پیشوا یا از ایک تہ نہ سخت و یاد او نہ  
 او نہ مقامی سخت نہا کنون از ہر یک گاہ و آن لعین ہمیزند فردند و راہ زمین داؤد بود بہشت  
 پرہ از گناہ و در نہ می پوشیدہ ہش را کہ کافرو غاسق دین وہ گزندہ پرہ خود را بخود پر میدہ نہ  
 ظلم مستورست در ہر جان ہی مند ظالم پیش مردان کہ ہمیدیم کہ دارم شاخا و گا و دوزخ را بہ میدانہ

الطبعی حضرت وادود کے کہا کہ ایسا رو اب وہ وقت آگیا کہ یہ مجید چھپا ہوا ظاہر ہو جائے حسب حق  
 تو باہر چلین اور اس راز نہان سے واقف ہوں قلآنے جنگل میں ایک بڑا موٹا درخت ہو شاخیں انہو  
 اور بہت ایک دوسری پریشی ہو میں نہایت مضبوط نیمہ گاہ کہ اس کے نیچے خیمہ کھڑا کر لے اور اسکی چین  
 گار لے کر اسکی جڑ سے جھکونچون کی کٹی ہو اس درخت خوش کے تن میں سچ سے خون ہو گیا ہو کہ اس  
 منوس سخت نے وہاں اپنے خواجہ کو مارا ہو اور مال اسکا سب اس ویش نے لیا ہو اور یہ اسکا خادم ہو  
 اور آزاد لوگو یہ کیفیت اسکی ہو اور سنیہ جوان جو یہ خاص اس خواجہ کا لڑکا ہو یہ اسوقت میں سچ تھا  
 اسکو اس بات سے کچھ خبر نہیں ہو اب تک خدا کے حکم نے اسکو چھپایا آخر اس ویش کی ناشکری سے  
 کہ عیال خواجہ کی روزی کبھی نہ کھی کہ اپنے مال سے انکو دے کہ آخر یہ مال انھیں کا ہو یہاں تک کہ  
 کبھی نوروز عید کو بھی نہ آیا جو اسکے پیشوا تھے انکو ایک لقمہ میں گل گیا اور حقوق سابق سے کوئی یاد  
 نہ لایا چنانچہ ایک یہ لعین ایک گاہے کیواسطے یہ کر رہا ہو کہ اس کے بیٹے کو زمین پر شک ددن و ذلیل  
 کروں اسنے پردہ اپنے کٹا ہ سے آپ اٹھایا نہیں تو اس کے جرم کو اللہ تعالیٰ چھپا ہی رہا تھا  
 کا و فاسق اس دور گزند میں اپنا پردہ خود آپ پھاڑ رہے ہیں ظلم ایک شرمستور ہو جیسے جان میں  
 اور اسرار رکھے ہیں یہ بھی ہو مگر ظالم اسکو لوگوں کے سامنے رکھ دینا ہو کہ دیکھو جھکوکہ میں ایسے  
 سینکے کھتا ہوں اور کھتا ہوں بلکہ ظاہر و بر ملا دونی کا بل

گو اہی دنیا دست و پا کا و زبان کا ظالم پرو دنیا میں بھی

تھو کہ پس میں جا دست و پا ت در گزند و بختیر تو گو اہی سید ہند چون موکل مشو و بہ تو منیر کہ گو تو  
 اعتقاوت و اگیو خاصہ در ہنگام شتم و گفتگو و می کند ظاہر سرت را موبو چون موکل مشو و ظلم و جفا  
 کہ موبو اکن مرا ای دست و پا چون ہر یکیر دگو و سرگام و خاصہ وقت جوش شتم و انتقام پس جان کس  
 کہ موکل می کند تا لوای را ز بر صحرا ز ند پس موکلہای دیگر روز مشر ہم تو امل آفرید از بہ شر ای بدو  
 آمد و ظلم و کین کہ ہر ت پید است حاجت نیست این و نیست حاجت شہر گشتن و در گزند و بختیر  
 آتشین و اقصند نفس تو ہر دم بر آرو صہ شرار کہ بہ بینید مہم صاحب نارہ جز زارم سوی کل  
 روح من ز غلام کہ سوی حضرت شوم و ہمنان کا میں ظالم حق ناشناس بہر گاہی کرد چندی انکس  
 واد و صد گاہ و برد و صد شہر و نفس نیست ای پر از دوی بہر تیر روزی با خدا زاری نکر و یار بے  
 نام و روزی ہر وہ گاہی خدا خصم را خشنو کن و گرنش کرد و مایان تو سو کن و کرد خطا شتم ویت  
 بہا قلست و عاقبا جازہ بدی در دست ہنگ میگرو بہ شفقار و آہ این بود و انصاف نفس میان شہ

المعنی بتائید صدر فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تو اعضا گواہی دیں گے یہ ثوابت دیکھیں ہی ہو گئی کمال  
اللہ عزوجل شہد علیہم صبر و ابصار ہم و جلود ہم باکالوایعوان و قائلوایجلودہم لما شہدتم قائلوایمطلقا اللہ الہی  
انطق کل شیء گواہی دیں گے اوپر ان کے کان اور آنکھیں اور جلد میں جو کچھ وہ کرتے ہیں اس پر اور اپنی جلد  
سے کہیں گے کہ تم نے ہم پر کیا گواہی دی وہ کہیں گے کہ ہوا اللہ نے گواہ کر دیا ایسا اللہ کہنے پر چیز گواہ کیا یہ تو  
جب ہوگا جب ہوگا تیرے تو ہاتھ پاؤں حالت گزند یعنی آفت و رنج میں جو تجھے ظہور میں آتا ہو تیرے دل سے  
یہیں گواہی دے سب پرین شہد میں بتا کر فرضی کہ ضمیر اور دامن شخص کو علامہ علیہ فرض کیا ہو فرمایا کہ  
جب دل تیرا تجھ کوکل و مسلط ہو تو کہتا ہو کہ تو اپنے اعتقاد کو حیرے دل نے جار کھا ہوا ظاہر کر کے ت  
خاصہ وقت ختم و گفتگو کے تو موبو تیرے راہ و پوشیدہ امور کو ظاہر کر دیتا ہو اور جب ظلم و جفا تجھ کوکل و مسلط  
تو ہاتھ اور پاؤں سے کہتا ہو کہ تم مجھ کو ظاہر کر دو اور جب سر کا گواہ لگام اپنی پکڑتا ہو تو وہ خاصہ وقت  
کہ جس وقت میں ہوش ختم و انتقام کا ہوتا ہو میں ہی شخص کہ انکو موکل کرتا ہو اسکا مطلب یہی ہو کہ تیرے بھیک کا جھنڈا مٹا  
کھا کر یعنی خوبیاں شرفیت کہے کہ تجھ میں یہ مادہ ہر چھو بھی شخص و دوسرے موکل مشر و نشر کے دن اس مشر و  
مشر کے واسطے پیدا کر سکتا ہو کہ یہ دل و سر اور ہاتھ پاؤں خاک ہو جائیں اسو فلان تو وہ ہو کہ دولوں  
ہاتھ سے ظلم و کین میں پلا ہوا کیا یہ بات تیرے دل و گوہر سے ظاہر ہو کچھ حاجت اسکی نہیں ہو کہ فوراً  
ظاہر ہو نہ اسکی حاجت کہ تو گزند و رنج میں شہرہ ہو قضا و قدر تیرے دل آتش میں کو غوب جانتے ہیں نفس  
تیرا ہر دم پیکڑوں چنگاریاں اور شعلے نکالتا ہو اور کہتا ہو کہ مجھ کو دیکھو کہ میں اصحاب نابھوں میں جزو خاک  
ہوں اپنے کل کی طرف جاتا ہوں میں نور میں ہوں جو طرف حضرت حق کے جاؤں ایسے ہی اس ظالم  
حق ناشناس نے ایک گائے کی واسطے کہنے اور کیسے کر بھپایا رکھے ہیں اور خود اس سے سو گائے اور  
دو سواوٹ لیکیاں و بسلیں ہر نفس یہ ہو تو اس سے الگ ہو جائے کہ جس خدا کے ساتھ زاری نہ کی کسی  
دن درو کے ساتھ آہ کی نہ یہ کہا کہ اسکا میرے دشمن کو فروش کر جو میں نے اسکا نقصان کیا ہو تو فائدہ کہ  
اگر میں نے خطا سے مار ڈالا تو اسکی دیت یعنی خوبیاں عاقل پر ہو اور عاقل میری جان کا کون تھا تو ہی  
روایت سے ہر چھپر استغفار سے کہ ہو جاتا ہو یعنی کیسا ہی دل سخت ہو سنگ بے نور ہو مگر استغفار سے  
وہ ہو جاتا ہو اسنے استغفار بھی نہ کی جیسا کہ فرمایا اولئک یدل اللہ علیہم سبلت یعنی استغفار تو جو

سیات منات ہو جاتے ہیں

جانا مخلوق کا اس درخت کی طرف

قولہ چون ہوں رفتند سوی آن درخت گفت و تش از پند یہی بخت تا گناہ و جرم ادبہ انکم

تا تو ای عدل بچو از غم گفت ای سگ جبراین را کشتی تو غلامی خواجہ زین رو گشتی خواجہ رکشتی و بروی  
مال اوہ کردی و ان کشتا را حال ادا مکان رفت اورا کینرک بودہ است و باہمین خواجہ دفنا نمودہ است  
ہر صبح او را نمیدہ مادہ یکہ بلک وارزش باشد کہنا سرسہ تو غلامی کب و کارت بلک ورت شرع  
جب شی شرع بتان روگوست خواجہ رکشتی باستم زار زار ہم مینا خواجہ گویان دنیا را کار دراز شتاب  
کردی در خاک از خیالے کہ بدیدی سہنا کہ بلک سرش باکارہ در زیر زمین باز کا وید این زمین ا  
ہچنین نام این سگ ہم نوشت کار و برد کرد با خواجہ چہین کردہ جزو چہین کردہ چون بیشکا قندہ  
در زمین آن کار و با سرف نکند و بد و خلق اقا و آستانہ بدی کی نہا میرزا از میان و دانگی سکو  
درخت آور و روہ گفت زمین حالت دیدنی بگیدہ در زمان از شاخ و برگ آن درخت آمد از صغ  
علا و از سخت کای رسول حق بگفتی نورست و صغ بالمعین گفت گواست خواجہ ان  
برینا چون بکشت از فولادک دشنا بودش بہت جلا از دلو گشتہ صغ خواہ و زانکہ درین گشتہ بود  
و شاہ و طعنی فلا و دو و سعوت پولاد کات تو چہ شہر سے بہر اس درخت کیطون گئے  
حضرت داؤد نے کہا کہ اسکی شکین باندہ ہوتا ہے درگناہ و جہم کیا ہو ظاہر کردین اور جب طر اعلی کا  
صو امین کھڑا کرین جو خوب ظاہر ہو جائے اور اس سے کہا کہ اسی رنگ تو نے اسکے دادا کو مار ڈالا  
تو غلام اسکا تھا اسکو مار کے خواجہ بنا ہو تو نے خواجہ کو مارا اور مال اسکا لیکیا اب خدا نے تیرا حال  
بہ کما اربیک چہا رہا اور تیرے ہی ہو اسکی کینرک ہو جو خواجہ پر تو نے ظلم کیا ہی جس جو کچھ آئے جانا  
لڑو پایا لو کی سب مذک وارث آئے ہرین جو غلام ہو نیز اسکے کار اسکی بلک تو شرع بہت ڈھونڈا تھا  
لے شرع یہ ہو جا چھی بات ہو تو نے خواجہ کو کیا ظلم سے زار و زار کر کے مارا اسی بگہر کہ وہ داری کرتا  
اور پندہ نام تھا جو چندا ہے چوئی زمین میں نہا اس خیال سے جو سہناک چھو مسکوم ہوا  
کہ جو سہناک چھو چھری کے زمین کے بلے و اپڑا ہو تیرے کہ گھو و جیسے آئے گھرو کے چھری اور سہ  
کھاہر کو کہہ دیا کہ اس چھری بگہر ہو اسکا سزے اب نے خواجہ سے کیا ہو اور ایسا ضر  
اسکو ہو پنا یا ہو گوگرا نہ ایسے نامیائین کہہ دیا تو امین سے وہ چھری اور سہ نکلا بس مخلوق میں  
شورہ کو لڑو گیا ہر دوک سہناک کا سہناک سہناک ہوے چھر دست و پاؤ نے درخت سے طبع  
پورے نہا کہ تو اس حالت سے جو کچھ واقع ہو بیان کر سوت شاخ و برگ اس درخت کے صغ الہی  
سے آوا زمین آئے اور از سخت سے کہا کہ اسی رسول حق جو کچھ تھے کہا سب ہی تھادی بات کا  
معنی عالم گواہ ہوا اس گئے نے جو اپنے خواجہ کو بیان مارا تو فولاد کے ذشنے اسکے ہاتھ میں تھے

علا



یہ حال دیکھ کے سب داؤد سے عذر خواہ ہوئے اس واسطے کہ انہیں بندگان ہوئے تھے اور گناہ تھے

## الخلافت شمع میں مرثیہ ملک شرف بادشاہین بنیہ کے لکھا ہے

### قصاص کرنا حضرت داؤد کا خون کو

قول بعد از ان گفتش بیانی داؤد خواہ داد نو دستان تو دین روی سیاہ، ہم بران گفتش بفرمودا  
 قصاص کی کند مکش ز علم حق خلاص، علم حق گر پیہموا سا با کند، چونکہ از حد بگذر رسوا کند، خون  
 نجسہ در فتد در ہر دلی بیل جنت وجود کشف شکل، مقتضای داوری ربین، سر پر آرد از ضمیر آن ابن  
 کان فلان خواہد چہ شد حالش چہ گشت، ہنچا نکو جوشد از گلزار گشت، جوشش خون باشد آن رہبنا  
 خارش دل و دلت و بخت با جہاں چہ نیکہ پیدائش تہ کارا، و سحر داؤد و شد فاش و دو قود خلق جلد سر پہنہ آند  
 مسجودہ ہر زمینہا میزدند، ما ہمہ کوران آلی بودہ ایم، و انچہ میفرمودہ بشنودہ ایم، ورتو ما حد گون بجا  
 دیدہ ایم، یک معذویم چون بی دیدہ ایم، سنگ با تو در سخن آمد شہید، کز برای غم و طاعت ہم گبر، توبہ  
 سنگ و فلان آدمی، صد ہزاران حصہ ابر ہم زدی، سنگہایت صد ہزاران پارہ شد، ہر کی فرخصہ را  
 خود بخوارہ شد تا چن اندر دست تو چون بوم شد، چون زہ سازی ترا معلوم شد، کوہا با تو ز سائل شد  
 با تو میخوانند چون اقوی ز نور، صد ہزاران چشم دل بکشا وہ شد، از دم تو غیب را آما وہ شد، وان تو خیر  
 از ہر مکان و ائمہ ست، و مدگی بخش کہ سر قائم ست، جان جلد سفیرات اینست خود کہ بنشد مردہ راجان  
 ابد گشتہ شد ظالم جہانی دہہ شد، ہر کی از اذرا بندہ شد، لہغی طاعت و نام ایک سرور بنی اسرئیل کا  
 کہ سقا تھا جالوت نام کا فرسے لڑا تھا داؤد نے کہ یہ جالوت کے سپاہیوں سے تھے جالوت کو مارا یہ جالوت  
 اپنے وعدوں سے پھر گیا او حضرت داؤد کا دشمن ہو گیا اسکے مرنے کے بعد داؤد حاکم ہو گئے فلان  
 ہندی گوہین پھر حضرت داؤد نے اسی دعا کو کہا کہ اے داؤد خواہ آ اور اس رو سیاہ کے اپنی داؤد  
 کہ تیرے بد کو اسنے مارا تو بس اسی ٹھہری سے اسکا صادم انتقام فرمایا ہر کی کہ علم حق کا تو بہت ثرا  
 جس سے اب تک بچا رہا مگر اسکا کر بوجہ برابر چلا جاتا تھا وہ کب خلاص ہونے دیتا اسکے لیے کہ علم حق کا  
 رعایت و مدد کر لگی کرتا ہی جلدی انتقام میں نہیں کرتا لیکن جب وہ حد سے گد ز جاتا ہو تو رسوا کرتا ہر  
 خون ایسی چیز ہے کہ یہ ہرگز نہ ستوا، اوچین نہیں لیتا خود بخود ہلکی جتو اور جو میں شکل ہوا اسکے کشف کی بہت  
 راز و ہر دل میں ضرور پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جو مفتضائے داوری، رب دین یعنی روز قیامت کی  
 کہ اس دن وہ ہر شے کی داد دیکھا ہر قریب و بعید کے دل سے بے اختیار ظاہر ہوتا ہے اور رب ہی  
 داد ہو جاتے ہیں اور ہر کوئی ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کہ فلان خواہ کیا ہوا اور اسکا کیا

حال پر جیسے گلاؤں تکلف نہ ہونے سے اسکی کشت ویر کا جویش پیدا ہوتا ہو اور جو عارض و لون میں اور  
 بحث و کوریہ ماجرا کی پیدا ہوتی ہو خوب جان لو کہ یہی جویشش خون کی ہو جیسے اسوقت میں بھید اس  
 کام کا کھانے والا ہی تھا سوچو داؤد نے اسکو غاش اور ڈھرا کر دیا ساری مخلوق ننگے سر و درتی آئی اور  
 سب سر دین پر رکھ رکھ کے سجدے کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو سب کو رحلی ہیں ہیکو کچھ نہیں  
 سوچتا جان جو کچھ تم فرماتے رہے ہو اسکو مٹنے سنا ہو اور تھے ہم نے لیکڑون رنگ کے محاسب  
 دیکھے ہیں لیکن ہم معذور ہیں کہ بے دیدہ ہیں پتھر نے تھے باقین کیوں کہ مشور ہو پتھر نے خود کہا کہ اسکو  
 طاہر کی لڑائی کیو اسطے لو تم تین پتھر اور فلاخن لیکڑے اور پھین مین پتھروں سے لاکھوں شہنشاہوں  
 لوٹ پوٹ کر دیا چنانچہ وہ ہر ایک پتھر کو اسکیڈون ٹکڑے ہو کے دشمن کا غوغا رہا تو ہاتھارے  
 ہاتھ میں موم ہو جسوقت کہ درہ سانی ٹکڑے معلوم ہوئی اور تھنے کی پہاڑ تھا رے رسائل و شکوہ ہوئے  
 رسائل یعنی ہزبان اور ایسے شکر گزار جیسے اندھا مادر زاد نو پائے سے شکر گزار ہو لاکھوں چشم دل کی  
 پچی ہوئی تھنے کھول دین اور تھا رے دم کی برکت سے عالم غیب و معرفت کے جانے کو لائق و آمادہ  
 ہوئیں اور یہ قوت انکی ہر مخلوق سے قوی تر اسلئے کہ وہ دالم جو اور زندگی بخش اور لون کی کہ سو اسطے  
 کہ سر ہو اور سر قدیم جس اور پھرے تو ہیں ہی پیچھے سب معجزوں کی جان ہو کہ مردوں کو حیات اپنی  
 بخشتے درہ مراد دم دنیا دار سے وہ ظالم تھا مار گیا لیکن یہ کیسا اچھا ہوا کہ ہر ایک ہمسے ندا کا بندہ ہو  
 کفر و ظلمات سے چھوٹا ایمان سے بہرہ ور ہو اختلاف شمس میں غزو کو غلبہ  
 تشبیہ نفس کی غنی سے جو مدعی گارے کا تھا اور وہ کشتہ عقل و ردا وود حق پایش کہ  
 مناسب حق ہو اور اسکی یاری و قوت ظالم کو مار سکنا اور تو نگر مونا و رومی کی سبب سے  
 قولہ نفس خود را کش جہانی زندہ کن و خواہد کششت اور ابندہ کن مدعی گار و نفس تست ہیں +  
 خوشی تن را خواہد کرد و میں آں کشتہ کا عقل تست رو بہر کشتہ گار و تن شکر شد و عقل بہت  
 و ہی خواہد رفت و رومی پیرنج و نعمت بر طبق و رومی پیرنج او موقوفون صیت + آنکہ کشتہ گار و حاصل  
 بدست + نفس گوید چون کشتی گار و سن + آنکہ گار و نفس با ش نقش تن و خواہد زادہ عقل ماندہ بیوہ نفس  
 حونی خواہد کششت و پیشوا و رومی بی سرچ میدانی کہ حییت + قوت ارواح است از ذاق سنیت + لیک  
 موقوف دست بر قرمان لگا و کینچ اندر گار و وان اسی کینچ گار و + دوش چیز خورده ام و دست تمام و دار  
 و دست نہ تو زمام + دوش چیز خورده ام افسانہ است + ہر چی آید ز پنهان خانه است و چشم بر آسا  
 از یہ و وقتہ کہ از خوش چنان کرشم آموختم صبت + اسباب ہبانی و کر + در سبب مگر و ان ہنگن نظر

انبیاء و قطع اسباب آمدند معجزات خویش بر گویان زدند و فی سبب مکرر الہنگام فتند و بی زحمت چنان  
گندم یافتند و رنگہا ہم آرد و شد از سعی شان بدست بر بارشیم آمد کر کشان ، جلد قرنت و قطع سبب  
مزدور ویش و ہلاک بولہب ، لمضی چاش خرمگاہ سے صاف کیا ہوا فراتے ہیں جیسے حضرت  
داؤد نے ایک نفس مردہ کو لائے ایک جہان کو زندہ کیا میں نے کفر سے خلاص دین سے مشرف ہوئے  
تو بھی اپنے نفس کو مارتا تجھے بھی رشد و ارشاد پا کر ایک جہان زندہ ہوا اور اس نے تیرے خواجہ کو  
جو روح ہے مارتا تو اسکو زندہ کر نفس تیرا ایسا ہے جیسے وہ خون و عود یا رنگے کا تھا خبردار ہوا اسنے خواجہ کو  
مار کے آپ کو خواجہ اور بزرگ بنایا ہوا اور وہ جسے گائے اری ہو وہ تیری عقل ہی جو کشندہ گائے تن  
کی جو اسکا انکسارت کر عقل ایک سیر ہو اور خدا سے روزی فی رنج و نعمت پہنچ مانگتی ہو اب روزی  
بیرنج ہلکی کس بات پر موقوف ہو اس بات پر کہ کاوتن کو جو اصل ہی کی ہی ہمارے نفس کے کہ  
نہو نے میری گائے کو کیوں مارا اس سبب سے کہ کاؤ نفس بھی نقش تن کا جو افسوس کی بات ہو خواجہ عقل  
تو مفلسی و فاقہ کشی میں ہے اور نفس خنی خواجہ او پیشوا ہو جائے یہ بھی جانتا ہو کہ روزی بیرنج کیا ہو  
ایسی چیز ہو کہ فوت احوال کی ہو اور ایک رزق روشن و بزرگ ہو لیکن یہ رزق سنی موقوف اسی پر ہو کہ  
سکائے تن کو قربان کرے اور جان لے کہ اسکے اندر گنج ہو بلکہ گنج کیا گنج کا دیکھو اور گنج کا و بجلد گنجون  
جسید سے تھا کہ ہر ام گور کے وقت میں ایک کیفیت میں تنہا کے اندر عمارت وسیع مکی جہین سیل ہے  
گالین اور ہر قسم کے چرنڈ پر مذموع باقسام ابر غرض سید و سیماب زندہ تھا انکو اس گائے میں سمجھ کے ضروری  
مارے ووش سے مراد و زادل ہو فراتے ہیں کہ میں نے روز و زادل میں کچھ نعمت عشق کی کھائی ہو اور  
ہلذت اس نعمت سے پائی ہو اس سبب سے کہ کچھ نہیں سکتا مجھ کو تھرا راز ناغفتنی کا منظور ہو ورنہ  
تیرے فہم کے ماتھ میں پوری لگام دیدیتا چہر اسی کے ٹالنے کو فرمایا کہ یہ جو میں نے کہا کہ ووش چیز ہے  
خودہ ام انہ اس سبب نہیں کہ سکتا اور اس بات کو سبب پر موقوف کر کے مذہب بیان کا کیا فراتے ہیں  
یہ تو ایک افسانہ ہو جو کچھ ظہور میں آتا ہو سب پنہان خانہ میں غیب ہی سے ظہور کرتا ہو میں نے جو  
آنکھ اسباب پر لگائی وجہ یہ ہو کہ خوش مشیون سے کرشمے سیکھ لیے ہیں دیکھو وہ کیسے جیلے حواسے  
کاموں میں کرتے ہیں تو بھلا ہر جنکو اسباب سمجھتا ہو فقط سی نہیں ہیں انہ اور اسباب ہیں تو انکو  
اس طے ہر نظر مت کر انبیاء بھی جو مسحوت ہوئے اور بیان آئے انھیں اسباب کی قطع برید کو آئے  
نا تو جید ہو جائے اور معجزے کیوں پئے نہک ہفتہ تک پہونچائے جسے سب کے دریا کو پھاڑ دینے  
اس سبب سے جو بی ہری ہو الگ ہوا اور بے زراعت صاف صاف گندم پائے انھیں کی سعی سے

شک کے قورے آگاہ ہو گئے اور بڑ کی پشیم پشیم بنے۔ خبر پہنچی ہوئی اور واسے انہی کے سارے آفران قطع سبب میں ہر جسمین غرور و پیش کی اور ہلاک ہو گئے کی ہو تو کسب سے مراد کفار جنگی پشیم سبب پر جو

### مثال

قولہ مرغِ پاپلی دوسرے سنگ انگندہ لشکر زفت جہش را بشکندہ پیل را سورخ سورخ انگندہ سنگ مر  
کو سیا لا بر زمرہ دم گما کشتہ بر مقتولان تا شہ و زمرہ جانم کہین حلق بریدہ ہمدان جانی خویش  
خون خود جویدر خون پالامی خویش ہمچنین ذرا لفظِ قرآن تا تمام بر نفس اسباب ست و علت والسلام  
کشتن این نزع عقل کا افراسو و بندگی کن مائے امید اشود بند معقولات آمد فلسفی ہشوار عقل عقل  
آمد صنفی عقل غفلت نزع عقل تست پوست بعد حیوان ہیش پوست جوست ہنفر حوازی پوست ارد  
سد لال ہنفر نزع لال مدحلال چو کاشتہ عقل بعد بر بان و ہر عقل کل کی کام بی ابقان  
عقل نزع کرد یکسر سیاہ عقل عقل آفاق دار و پڑا ہ از سیاہی و ز سپیدی فارغست نورناش ہر  
جان باز غت اسحق جانی صدر فرماتے ہیں کہ تو بخیر کر! بیل جیسے مرغ خرو و کو چاک و دین تھیران  
اور ایسے بڑے لشکر ہشہ کو شکست دے کہتے ہیں جب لشکر اہل بیل کا لشکر ہشہ پر آیا جسمین ہاتھی بہت تھے  
تو دور و کنکریاں انکے خچوں میں قہین اور ایک ایک منتظر میں انکے ڈالنے سے یہ حال ہوا کہ ہاتھوں  
کے جسم سورخ سورخ ہو کے چلنی ہو گئے پھر آدمی کی کیا حقیقت اب بھلا بتاؤ تو ایسے پھر کسی مرغ کے  
کسان ہوتے ہیں جو ایسی بندی و زیارتی پائین سوائے قدرت حق کے ایسے ہی حضرت موسیٰ کے وقت  
میں عیسیٰ نے ایک بنی اسرائیل مارا گیا تھا اسکا قاتل معلوم نہیں ہوتا تھا حکم ہوا کہ سامری کی گائے بیج  
کو بکے اسکی دم مقتول کی لاش پر اور وہ قاتل کو تبا و گجا او اس وقت کہن میں زندہ ہو جائیگا چنانچہ  
ایسا ہی ہوا کہ وہ مومن بریدہ آٹھ کھڑا ہوا و دین اپنا اسنے اپنے خون پالا سے طلب کیا اور یہی بنا  
ابن ایسے ہی تمام قرآن میں اول سے آخر تک بالکل نفس اسباب و علت سے مذکور ہو کر ان ردیوں  
سے دور جاکتا رہے اسکا دن میں انکو فضل مدے یہی سلامت کی بات ہو خوب جان لے ان  
ہا تو ان کا کشف و علم عقل کا انوکھا جو اور ضد بن ڈالنے والی ہو کام نہیں ہو اگر تو اسکا کشف چاہتا  
تو نہ کی کرتے پھر سب کھل جائیگا ایسے کہ معقولات یعنی عقلی باتیں فلسفی کیوں اسے سمجھ نہ سکتے اور قید  
ہیں وہ نہیں کہہ رہے یا او طرٹ اجائیں اور جو صنفی و ہرگز یہ ہیں وہ اس عقل کی عقل ہو ایسی مفود  
تخلیص ایک شہسوار ہیں یہ عقل کی جو عقل ہو وہ مغرور و او تیری جو عقل ہو پوست ہر جیسے اس عقل پو  
کہا طالب جو حیوان ہو کیونکہ اکثر حیوان ہی طالب پوست بھوسی بھوسہ چھلکے کھل ہی کا ہوتا ہو اسکا مسودہ

اسی کا خواہاں ہو اور جو مندرجہ میں اس پست سے سیکڑوں بیزار یاں اور نارا ضیاں رکھتے ہیں ان کے لیے  
 صدر پیر نے مغر حلال ہو کر انہیں برسا لفظ تاکید عقل جو قشرینے مجوسی شکل اس عقل کی ہر سیکڑوں محبت برہان  
 میں چھوڑا الٹی ہو جاتا تو سے شک شکوک کے ہیں اور وہ جو عقل پر اسکا کوئی قدم بے اقیان و یقین کے نہیں  
 جو قدم رکھتی ہو اقیان پر کھتی ہو قہر ہی عقل و قہر کے دفتر باطل سیاہ کرتی ہو اور جو عقل کی عقل ہو حسان کو  
 ماہ سے بہرہ رکھتی ہو ہر ادا شدت نور سے ہر عقل سیاہی و سفیدی سے سخت ہو اور کاغذ و درشتائی سے  
 اور نور اس کے ماہ کا دل و جان تر یا بان و فروزان تو کہ این سیاہ و کان سپید از قدر یافت و دان شب  
 قدرت کا خروار تازانفت و حیات ہمایان و کیسہ از درت ، بی زری ہمایان و کیسہ از برت و ہمایان کہ  
 قدرتن از جان ہو و قدر جان از پرتو جان ہو و اگر گری جان زندہ بی پر جو کون و ہر گشتی کا دران ا  
 سینون ، میں گو کہ ناطقہ جو سینکد ، بقرنی بعدا آبی رسد و گرچہ ہر قری من آری بود ایک گفت  
 سابقان یاری بود ، فی کہ ہم نوریت و انجیل و زبور شد کہ او صدق قرآن اسی شگور و زری بے رخ  
 جو فی بی حسیب و کو بہشتت اکو و میریل سیب ، بلکہ زرقی از حدادہ بہشت ، بی صداع غبار ہر گشت  
 درانکہ نفع مان دران مان دادا دوست ، بہریت آن نفع بی توسیط پوست و ذوق پنهان نفس نان  
 چون اسفر بہت مانان بی سفر و ملی را بہرہ است ، و رزق جانی کی بری با سے حیت و جزو بدل شیخ  
 کو وادوست نفس چون شیخ بیہ کام تو و ازین وندان شود و رام تو و صاحب این کا ورام آگاہ شد  
 کرد ہم و او واد آگاہ شد و عقل کا اسی غالب است و در شکار و پر سنگ نکست کہ باش شیخ یا نفس از دست  
 با صد زور و فن و روی شیخ اور از تر و دیدہ کن مگر تو خواہی اپنی از اثر و ہد و ستش از دوان کن یکدم رہا  
 خاک شود پیش شیخ با صفا و تاز خاک تو بر دید کیسیا ، گر تو صاحب کا و را خواہی زبون ، چون نہران  
 سینخش کن آن مجوسی حرون ، چون بزویک ولی اللہ شود ، آن زبان صدر گزش کو تہ شود صد زبان  
 اور ہر زبانش صد لغت ، و رزق و دستانش نیاید و صفت و مدعی کا و نفس آہ فصیح ، صدر ہزاران محبت آو  
 تا صبح ، و المعنی اور یہ رنگ سیاہ و سپید کی صفتیں جو دونوں میں ہیں دونوں نے تقدیر سے پائی ہیں  
 کہ ایک کو سیاہ ملا دوسرے کو سفید اور وہ دونوں عقلمین مذکور ہیں مغر و قشر اور اسی شب قدر کے  
 نور سے ہر کہتہ کہ قطع و دونوں میں چمکا بس جو عقل اس رنگ سے خالی ہو ایسی ہو جیسے ہمایان کیسہ  
 بے زور کہ ، دونوں کی قدر زری سے ہو چاہے کیسہ ہو چاہے ہمایان ایسے ہی قدرتن کی جان سے ہو  
 اور جان کی قدر پر تو جانان سے بس اگر تو جان ہو اور زندہ ہو اور بھی تک پر تو جانان کا تیری جانین  
 نہیں بصورت میں جو تو نے کافرون کو میٹھون کہا تو بڑی ہیچ بات کہی تو تو خود مردہ ہو اور ان کا فروغ



جبکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے وہ تمہارے لئے ہے اور جو زمین پر تو اس کو کھدینا ہے والا اس کو جو  
 جیتے جی مردہ درگور ہو آب جو کافرین کو میتوں کہنے سے منع فرمایا اسی کی نسبت فرماتے ہیں کہ زمین  
 خردار ہو کے جاتی تری قوت نہ ملے ایک نہ کھو رہی جو اس میں ہے ایک قرن بعد پانی آجیگا یعنی اس کا دم  
 ہمارے جاری زندگی میں نور و نوری ہوگی نہیں جیسے اکثر شعرا نے یہ مضمون ادا کیا ہوا البتہ بعد سے جب  
 ایک قرن گزرا جیگا اور قرن چاہے سو برس چاہے اتنی برس چاہے چالیس برس اور چاہے تیس برس  
 اور اس عرصہ میں اگرچہ اور سن آریاں بھی ہونگی مگر لوگ اپنا اپنا سخن ٹھہریں لائینگے لیکن کیا ہو گا  
 کلام سابقہ میں اس کے بارہو جائینگے اور اس سے طے جائینگے کیا زمین خاتا تو اس کو شکور کہ توریث و انجیل  
 زبور قرآن سے پہلے ہیں آفریدہ سب گواہ صدق قرآن ہی کی ہیں جیسا مصدق الامم آیا ہو آب  
 کہتے ہیں وہ روزی و حوثہ جو میریج و حجاب ہو یعنی ایسی کہ کوئی شیخ اس کے ساتھ گاہو نہ حساب ہوں  
 ایسی کہ گویا جبریل نے تجھ کو بہشت سے سب لادیا بلکہ بہشت کیا خداوند بہشت سے وہ نذوق مانگ جو  
 بے صداغ باغبان اور کھیتی کے ہو کسوا سٹے کہ روٹی میں جو نفع ہو وہ اس کا عطا کیا ہوا ہو اور اسی کی  
 داد ہو اسی کا مطالب ہو کہ ان سے جو نفع قوت جان کا ہو وہ حاصل ہو جائے اور بے تو سب پرست  
 وہ تجھ کو دے کہ خود ان بھی ایک پرست ہو اس کا واسطہ بھی نہ رہے ذوق نامان کا جو پنہان ہو یہ نفس  
 ہو کہ وہ بھی پنہان ہو اور روٹی ایسی جیسے سفرہ کہ دونوں ظاہر ہیں لیکن وہ باطنی ہے سفرہ ہو وہ حاصل ہوا  
 کا ہو تو کسی سنی جیت اور کوشش تمام کر گیارہ ذوق جانی اپنی سنی سے نہیں پا جیگا البتہ شیخ کے عدل سے  
 جو داؤد تیرے وقت کا ہو جیسے داؤد نے عدلی کر کے اس دعا کو روزی پر ہو چایا اور اس کے ساتھ یہ بھی  
 کہ جب نفس تجھ کو شیخ کے ساتھ دیکھیا اور تیرے کام کے موافق تو یہ بھی بن و ددان یعنی نہایت دانت  
 اگرچہ اس کے تیرا مطیع ہو چایا دیکھ لے صاحب گاہے کا جو بدن تھا اُسے بھی تو اس وقت تک چین نہیں  
 لیا جب تک دم داؤد سے آگاہ نہ ہوا عقل بھی تیری جی سگ نفس پر غالب ہوگی اور اس کا شکار کر لگی جب  
 شینہ تیرا بار و دودھار ہوگا نفس تیرا ایک اثر دہا ہو چکر و من اور شیخ اُس کے حق میں زمر و آنکھ پھوڑنے والا کہتے  
 ہیں شام کے ملک میں ایک سانپ چڑھا ہو جسکے دیکھنے سے آدمی مر جاتا ہو مگر زمر دے اندھا ہو جاتا  
 ایسا سٹے اس ملک کے لوگ زمر دے اپنے پاس رکھتے ہیں اب اگر اس اثر دہا سے خجنتی اور ناروغ البالی  
 چاہتا ہو تو دم بھر دامن شیخ کا مت چھوڑا اور اُس شیخ باعصفا کے سامنے خاک ہو جاتا تیری خاک سے کبر  
 پیدا ہوئے اگرچہ چاہتا ہو کہ میں صاحب گاہ کو جو نفس ہو اور گاو تن و باکون اور زمر کہوں تو گوکہ ہوں کھچ  
 اسکو اور ہوں خرب سنجی و شقت میں رکھ کہ حقیقت کسی دلی اثر کے پاس جاے تو وہ زبان اکی

سوزنی ہو رہی ہو گواہ ہو جائے اب فرماتے ہیں ایک دبان کون نہیں سیکھوں دبا میں اور پھر دبا میں  
 سیکھوں لغت پٹنے بولیاں پھر اسکے کہ دھیلوں کی کوئی کیا صفت کر سکے مدھی گا دجن کا نفس ہو گئی کسی  
 جنتیں اس گا د کے معاملہ میں لانا ہو اور کیسی فصاحت سے انکو ادا کرتا ہو حالانکہ وہ جنتیں سب صحیح و ثابت  
 ہیں فرض یہ ہو کہ تن پروری کے لیے کیا کیا باتیں بتاتا ہو قولہ شہر ابغیرہ الا شاہ ما رہ تانہ زوشہ  
 گا دراد نفس را تیج صحت دیمین و خبر و شیر اندر شہین مصحف سالوس او باور کن و خوش با او سر  
 ہر مکن و سوی جو صفت آور ہو بہر و ہنود و اندر انداز ترا و قروج عقل نورانی و نیکو طالبت نفس  
 ظلمانی بروچون غالب ست و رانکاد و در خانہ عقل تو غریب و بر و خود سگ بود شیر مہیب و باش شیران  
 سوی بیشہ روز و دین سگان کور انجا نگر و نہد کر نفس تن نہ اندام شہرہ او گر دو جز بوجی اقلب قہر  
 ہر جنل دست یار و شود و جز گرد او د کہ سخت بود و کہ مہل گشت جس تن نامد ہر کر احتی در  
 مقام خود کشانہ مطلق جملہ علی انداز کہیں و یار علت میشود علت یقین و ہر نفس و دعوی داؤدی کنند  
 ہر کہ بی کینہ کف دروی زندہ از صیادی بشنود آواز طیر مرغ اہلہ میکند ان سوی سیر نقدہ از قلب  
 شتار غوریت ہرین از و بگزیرا اگر چہ منسوب و رستہ و بر بہتہ پیشا و یکیت و گر یقین دعوی  
 او و شکیت و یخینیں ہر کہ کی مطلق ست و چو نش این تفسیر ہو و جہت ست و ہیں از و بگزیر چون  
 آہو شیر سوی اوشتاب می داند و لہ و لہ منی تبا سید صدر فرمایا کہ نفس گورہ از فریبی ہو ایسا کہ  
 تمام شہر کو فریب دے و ہو کے میں لائے مگر چو شاہ شہر کا ہو اسکو غریب نہیں دے سکتا اسلئے  
 کہ وہ آگاہ ہو آکی راہ کیسے آسکتا ہو نفس وہ مسکا ہو کہ مطلق ہو تو تیج ہو اور ہاتھ میں مصحف مجید  
 لیکن سہلین میں خبر و شیر نہان اسکا قرآن بالکل کر کا ہو ہرگز اسپر یقین مت کر اور نہ اسکا ہر  
 آپکو بنانہ اسکا اپنا ہر ہر ہر دے ہر کے معنی برابر والا اور ان سکو و نفس پر اطلاق تائیت کا بھی ہو  
 یہ وہ ہو کہ و حق و کادیکہ تجھ کو حوض کے پاس لائے اور نہ قعر جوین و الدے سینے ادنیٰ کی کے قعر  
 سے بہت بڑے کنادہ میں تجھ کو ہوئے ہو چتے ہیں یہ تو بتاؤ عقل تو ایک نورانی شوط لب خدا کی  
 نورانی پو کیسے اسپر غالب غفلت تو نور کے سامنے نہیں ٹھہرتی اسکی وہ یہ ہو کہ نفس تو گھر میں کیا  
 مالک بنا بیٹھا ہو عقل ایسی ہو رہی ہو جیسے مسافر کو ٹھہرا پھر کیسے دل نہوا سلیے کہ اپنے گھر پر گنا شیر  
 ہوتا ہو در آٹھارہ کہ شیر اپنے بیٹوں کی طرف متوجہ ہوں کہ وہ مراد و ج سے ہو پھر یہ کہے کہ نہیں ٹھیک  
 سیکھنے مگر نفس و تن کے عام لوگ شہر کے نہیں جانتے اسواسطے کہ یہ سوائے وحی قلب کے جو خدا تعالیٰ سے  
 اسپر نادل ہو کسی سے مقولہ و زبون نہیں ہوتا بس جو اسکی جس سے ہو وہ اسکا یار ہو جاتا ہو سب

اودھو کے کہ وہ تیرا شیخ ہو کسواسے کہ وہ بدل گیا اور جس من سے مراد جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے مقام پر بٹھایا اور یہ ساری مخلوق ایک بڑی علت ہو کہ گھات میں اپنا کام کر رہی ہو اور سب ایک دوسرے کی طرف رجوع ہیں اور کیوں نہ ہوں اسواسے کہ علت کی طرف علت ہی جاتی ہو اور اسکی بارہوتی اور ہر شے ناچیز و عہدی کرتا ہو کہ میں دانو ہوں جیسے منے منہ ظاہر میں آیا کہ جو تیرا شیخ ہو اسکو پکڑتا ہو اور بیعت کرتا ہو جیسے مرغ احم صیاد سے آواز مرغ کی سنتا ہو اور آدھ کو دھرتا ہو جسکو بیعت شاخت و تیرنہ کو نقد کون پر قلب کون وہ گراہ ہو خبردار تو اس سے بھاگ اگر یہ معنوی ہی کیوں نہو اسکے سامنے سیر و آزاد سب ایک ہیں اور ہر چند دعویٰ یقین کا کرے ہرگز ت حابن وہ بیشک شک میں ہو تیرا سیا شخص چاہے نہ کی مطلق کیوں نہ موجب اسکو یہ تیر نہیں ہو تو احم ہو خبردار ایسے شخص سے تو ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن بھاگتا ہو تو اسودنا بیدھڑک و لیر ہو کے آدھرت جانا اختلاف شرح بجز بعد مین کو ہمال کو گو بھاگ غبی اور جس کو جس لکھا ہے

بھاگنا عینی علیہ السلام کا پہاڑ اور ایک شخص کا پیچھے آنکے جانا اور ہول کرنا

قولہ جیسی مریم کیو ہی میگہ سخت شیر کوئی خون او میخاست رحمت مد آن کی در پی و دید و گفت خیر در پست کس نیست چہ گزنی چہ طیر و بشتاب و آتچنان امتیانت جفت و گزشتاب بود جواب او گفت ایک وہ میدان دینی جیسے برآمد پس سجدہ و حمد عسیٰ ا بکوانا و گزنی و مضات حق یک خطہ بایست کہ مراد بکر گزشت شکایت مد آن کہ این موسیٰ گزنی ای کریم نہ سپت شیر و نہ خصم و غوف ہم گفت از احم گزنی ہم بر و میرا تم خویش را بندم مشو و گفت آخر ان سچا نہ توئی کہ شود کور و کور از تو مستوی و گفت آری گفت آن شغیبتی کہ فہم خیب اما یوتی و چون بخوانی آن منون بر مردہ و بر ہند چون شیر صید آور دہ گفت آری آن تم گفتا کہ تو مئی زہل مرغان کنی ای خوب و بد بروی بروی سبک تا جان شود و و رہوا اندر زمان پران شود یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم کو دیکر ایک پہاڑ کی طرف بھاگتے جاتے تھے ایسے جیسے کہ کسیکے پیچھے مار ڈالنے کو شیر ڈاڑھو ایک شخص انکے پیچھے دوڑا اور کہا فیرو تمھارے پیچھے تو کوئی نہیں جو پھر پند کی طرح کیوں بھاگے جاتے ہو مگر یہ ایسی تناسبی سے جفت شدہ ہوے جاتے تھے کہ تناسبی کے نام سے اسکو جواب بھی نہ دیا و شخص ہوا ایک میدان تو انکے پیچھے دوڑا پھر شری گوش سے اُنے انکو بلایا کہ واسطے مضیات خدا کے ایک خطہ ٹھہرو کہ جسکو تمھارے بھاگنے میں ایک بہت بڑی مشکل و تم آکر مریم کس سے اس طرف کو بھاگتے ہو یہ تمھارے پیچھے شیر ہوتا ہو نہ دشمن نہ خوف ڈر کی کوئی بات کہا احم سے بھاگتا ہوں لے بس جا اسواسے کہ میں کو کون سے آپ کو چھڑانا چوں تو سیرا

پہلے اور بندت بنے کہا آخر وہ مسیحا کیا تم نہیں ہو جسے اندھے بہرے لپٹے ہوئے ہیں کہا جان  
 میں ہی ہوں پھر اسنے کہا کیا وہ شاہ تم نہیں ہو جو انفسون عینکے ماوا و موطن ہو کہ حقیقت میں پراسون  
 پڑھتے ہو تو خوشی کے مارے شیر شکار اور وہ کی طرح کلہاڑی مارنے لگا ہو کہا جان میں ہی ہوں کیا تم وہ  
 نہیں ہو کہ تنے مٹی سے مرغ خوبصورت بنائے اور اسپر دم بھیجے نکلنے سے فو آنہ جان پڑ گئی اور وہ  
 نہ اڑ گیا قولہ گفت آرمی اغت پس یامی و یامی پاک + ہرچہ خواہی می کنی از کیت باک + باچنین برہان  
 کہا شد و جهان کہ نباشد مرزا از دنگان + گفت عیسی کہ بذات پاک حق + مبدع تن خالق جان در حق  
 و صفت ذات و صفات پاک + کہ بود گردون گریبان پاک + اور کان منون و امم اعظم سا کہ من + بر کرد  
 بر کور خواندم شد حسن + بر کہ سنگین بخواندم شد شگاف + خرق را برید بر خود تا بناف + بدین مردہ بخواند  
 گشت جی + بر سر لاشی بخواندم گشت شی + خواندم آنرا بول + حق بود و عدد ہزاران باؤ درانی و شد  
 شاگ خاما گشت و دان خوب گشت + ریگ شد کردی ز روی چ گشت + گفت حکمت حیت کا بنجا اسم حق  
 سود کرد و اینچا بنیواد + حق + آن جهان رنبت و این رنجی چاہا + دانشد اورا و این را شد و اورا لغنی  
 چہ آننے حضرت عیسی سے کہا کہ اسی روح پاک تم تو جو چاہتے ہو سو کرتے ہو پھر تمکو کسا ڈھڑا ہوا اسی برہان  
 قومی بد تمکو حاصل ہوا اسکے ساتھ کون ایسا ہو جو تمہارے ہندون سے نہو حضرت عیسی نے کہا کہ شمر  
 ہوزات پاک حق کی جو بنائے والا تن اور پیدا کرنے والا جان کا ہو سابق یعنی روز ازل میں اور قسم ہو  
 اسکی ذات صفات پاک کی حرمت کی جسکے شوق میں گردون گریبان پاک ہو اور وہ ہر روز چرخ کا چوٹی  
 چاکہ گریبان ہو وہ انسون اور امم اعظم جو میں نے کور کر پڑھا اچھے خاصے ہو گئے اور کوہ سنگین پر  
 پڑھا تو اسنے صفات ہو کے اپنے فرقہ کو ان تک بچھا ڈالا مردہ کے تن پر پڑھا زندہ ہو گیا اور لاشی  
 کے سر پر پڑھا شو ہو گیا اور ایکو میں نے الحق کے دل پر دوستی کے ساتھ لاکھوں + پڑھا اور کچھ علاج  
 نہوا و بالضم و تشدید و دستی سنگ خارا تو اس سے بل گیا اور حق کی خود بدلی گویا ریگ ہو گئی  
 کہ جس سے کچھ کہتا ہی نہیں اس شخص نے پوچھا کہ میں حکمت کیا ہو کہ وہاں تو اسم حق بیجا رہ گیا اور  
 یہاں اُسے سبق پڑھایا یہ ترجیح حق اور کورنا کر می سب ایک ہی ہیں جیسا کہ ویسا وہ پیکر کیا سبب  
 اسکی دوا ہوا اسکی سنوا اختلاف شرح میں بیت کو نیت اور بخواندم کہ بخواند لکھا ہو قولہ گفت رنج  
 احمق قمر خداست + رنج کوری نیت قمران + ابلاست + ابلا رنجیت کان رحم اور وہ احمق رنجیت  
 کان زخم آور و اوچد اغ دوست مراد کرد + است + پارہ ہر وہ نیا روز بروز + از امتحان بگریز چون  
 عیسی کر نیت + محبت احمق ہے خود نہا برنجیت + بر سر آرد زخم رنج احمق + ہم بود چارہ جوئی کان رنجیت





و با ہو گئی اور وہ سیام شاہ ایک بڑے شہر کلان کے تھا کہ لڑکے بھی اس کا قصہ پڑھتے ہیں ایسا مشہور  
 تو چاہے تو اُن سے اسکو سن لے کہ لڑکے اُسکے قصے لاتے ہیں کہ اُنکے قصوں میں نہایت ہی سر و نصیحت  
 دیا جاتا ہے اب فرماتے ہیں کہ اُنکے افسانے بڑے ہی لیکن چوشتیا کو چاہیے کہ بڑے سے جدا حاصل کرے  
 اسلئے کہ ہر چند جلد ویرانوں میں گنج نہیں پتہ یا گلاب گنج کو چاہیے کہ کبھی ویرانوں میں ٹوہو ٹوہے کا آخر  
 گنج کا ٹھکانا ہو تو ویرانہ چنانچہ فرمایا کہ سب تھا تو ایک شہر عظیم بزرگ لیکن قدیم میں ایسا جیسے ایک چوٹا  
 سیالہ مٹی کا اس سے زیادہ نہیں دیکھی چوڑائی لمبائی و بزرگی نہایت ہی نہایت مگر آبادی میں زلفت پینے  
 گچھ چھ کھا کھس تو بوتلے اوپر شل پایز کے جس سے پرت اور بونے نافوش دونوں مقصود ہیں آدمی جتنے  
 دس شہر میں ہوں اس ایک اکیلے میں جمع تھے لیکن سب سے تنہا ناپاک کہ چٹو بھرائی تھو پرنیس ٹپٹے  
 تھے مخلوق زمین بشتیا جمع تھی لیکن وہ سب تین قسم کے کہ سب عام اور پختہ خوار یعنی گراخان و گدا  
 انکی جانوں کے کبھی جانان کیطون ایک دھڑ بھی کی یعنی کبھی توجہ جدا انوے بس اگر ایسے ہزاروں ہوں  
 تو ایک تن کیا نیم تن بھی نہیں جس ایک قسم تو وہ کہ دور بین تو بڑے گراٹھوں کے اندھے اور اندھے کیسے  
 کیسیاں کو تو دیکھیں نہیں اور بزرگے پانوں دیکھیں اور دوسری قسم تیز گوش مگر سخت بہرے حسین نام کو  
 گنج نہیں اور زر کے بجائے پتھر پنے اچھی باتوں سے بے بہرہ اور بُرائیوں سے بچے ہوئے اور تیسری  
 قسم ننگے برہنہ لاشہ تازا مرد و انوار لیکن دامن جامہ کے نہایت لنبے قول کہ گفت کو را ایک گر وہی میشت  
 من بھی نیم کہ چہ قویمند و چند گفت کر آری شنیدم باگ شان و کہ چہ یگونیہ پدا و نہان و آن برہنہ  
 گفت ترسان دان منم کہ بر بندازد رانی و دامنم کہ گفت ایک بنزدیک دہدہ و نیز بگزیرم پیش از رخ و بند  
 کر میگاہ کہ آری شعلہ میشو و نزدیکتر یا ان ہلہ و آن برہنہ گفت آوہ دامنم از طمع بر بندن اما ایستم و شکر را  
 ہشتاد بیرون آمدند و نہ ہر میت و در ہی اندر شدند اندرمان دہ مرغ فریاد فتنہ و لیک ذرہ گوشت بر  
 وی فی شرم و کورید و آن کر آواز شنید و عجز بگرفت و بہمن و کشید و مرغ مردہ خشک و زخم کلاخ و آتشی نہا  
 زار گشتہ چون بناغ و پس طلب کردند و یگی یافتند بی سرو بی بن سبک شتا فتنہ بہر آتش نہا و نہا آن ستن  
 مرغ فترہ ابد گیل مار و زن آتش کرد و چندان ای سپر کا ستوان شد پختہ کوش پنہ دران ہمچو نہا چون  
 از صید شیر ہر کی از خوردنش چون پل سیر ہر سرہ دان نور دندیس فریاد شدند چون سہ پل بس بزرگ و مسہ  
 شد و آتشیان کرد فرسہ ہر یک جوان و در گنجیدی ز زرقی در جہان و باہنیں کبری و ہفت اندام رفت  
 از شگاف در بون جہنم و رفت و راہ مرگ خلق ناپید ابرہیت و در نظر ناپاک کہ آن ہوا بہرست و نیک پیانی  
 کار و انہا تفسہ و زین شگاف در کہ ہست گنج مفتی مدبر درار چوئی نیابی آن شگاف و سخت ناپیدا و و چندین یافت

اسی دنیا والی حسام الدین عیان دانا بایہ گفت شرح این بیان : اسی سپر حضرت شریعہ شریفہ نے دنیا و دنیا داروں کو جو بے  
روی و بیگانہ نیت والی معنی کہ کلمہ تنبیہ یعنی خبردار باش آوہ آوہ تیرے بکسر و بفتح پست و خواہ بنا کے بفتح چوب  
خشب و تار عنکبوت بہت اندام سرسینہ پست ہر دو دست چہرہ پا بجم غلاب و حسب باطن و داغ دل و گل  
تلی پتھر پتھر پتھر پتھر بعض نے چشم گوش زبان بطن فوج دست و پا کو کہا ہے و قاف بھیجا عروس کا شوہر کے  
گھر اور ہم بستر کرنا اب فرماتے ہیں کہ بخدا انھیں تین ہفت روزہ کے گھر کے کما کما میں گیا دیکھ رہا ہوں کہ  
کوئی دم میں ایک گروہ جنگی قوم کو میں جانتا ہوں اور یہ بھی کہ وہ میں کتنے آ رہے ہیں ہر سے لے کہا کہ  
ہاں میٹھا آتے ہیں میں نے املی آوا دہنی اور جو طائر خوں نے کسا وہ بھی مٹھا اور جو چھپا کے کسا وہ  
بھی مٹھا جس ننگے نے کسا کہ درتا میں بھی ہوں اس بات سے کہ میرے دہن لینے دیکھ کے نہ کہ لیں تین  
اندھے نے کہا وہ نزدیک گئے اٹھو جسے وار ہو رخصتی ہونے پر طے جانے سے پہلے بھاگ چلیں  
بہرے نے کہا ہاں خبردار ہر جا شوہر غل تو ہے بہت نزدیک ہو گیا ہو گئے نے کہا اے دہن میرا لاج  
سے کاٹ لینے میں ضرور نیت نہیں ہوں غرض اس اندیشہ سے شہر کو چھوڑ دیا اور شہر سے بھاگ کے  
ایک گاؤں میں گھر پڑے اُس گاؤں میں انھوں نے ایک مرغ فرو پایا اور ایسا مرغ جیسے زرد بھگوت  
نہیں نہایت لاغر و ضعیف آندھے نے اسکو دیکھا بہرے نے آواز سنی انھوں نے اپنے دہن میں دیا لیا  
اور وہ مرغ مردہ اور خشک کہ قون کا لویا گریا ایسا جنگی طیران دار مثل عنکبوت کے پتھر انھوں نے  
تلاش کی اس مرغ کے پکانے کو تو ایک دیگ ایسی پائی جسکا نہ سر نہ بن جلدی اسکی طرف دوڑے بس  
ان تینوں نے اس مرغ کو دو گیندیں کر کے من و ہر سے اگل پر رکھ دیا اور اسکے نیچے اوپر اتنی اگل  
جلانی کہ طیران تو اسکی بچتہ ہو گئیں لیکن گوشت کچھ نہیں ہوا پھر وہ تینوں اس دیگ میں سے کھانے  
لگے جیسے شیر شکار کھاتا ہو پڑے پڑے چٹے اور ہر ایک اسکو کھا کھانے لگے باقی کے مانند سیر ہوا یہ تینوں  
اسکو کھا کے خوب موٹے ہوئے ایسے جیسے تین ہفتی بزرگ و کلان آہ رہا تھا موٹے ہوئے کہ ہر ایک  
جوان مڑائی کے مارے جہان میں نہیں سانا تھا لیکن باوجود اسی بزرگی و کلانی اور زنتی و ٹوٹے  
کے شکاف دروازہ سے نکل کے چلے گئے آہ فرماتے ہیں کہ راہ مرگ خلق کی بڑی ایک راہ نامیدہ کہ  
کہ نظر نہیں آتی اور بڑی بے شکاف دیکھ لے اسی راہ میں سے پڑ پڑ قافلے قدم بقدم ایک دوسرے  
کے رکھتے چلے آتے ہیں اور اسی شکاف در سے کہ وہ جتنی ہو اور جو دروازہ پر تلاش کر گیا اس شکاف کو  
تو ہرگز نہیں پائیگا سزا نامیدہ جو اسی میں یہ سب زفات یعنی شباب و جوانی ابھیرا رانی  
کیون متوجہ ہو کے کہتے ہیں : اسی دنیا والی شریعہ شریفہ اسکی پھر بھی خوب ظاہر بیان کرنا چاہیے اسی پھر پھر

امنا نہ مت جان اس لیے کہ آشنا بیکانہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے

شرح کور دوبرہن اور گرتیر شتوا اور برہنہ دہن اولی

خو کہ کرا مل ادا ان کہ مرگ ماسٹینہ مرگ خود نشیند و نقل خود نرید و حرص نامینا ست بینہ موبو عجیب  
 خلقان و بگوید فاش او عجیب خود یک ذرہ چشم کور او اہمی نہ بیند گرچہ بت او عیب جو بد و بد  
 کہ دالانش بر بند و اس مرد برہنہ کی درندہ مرد دنیا مفلس ست و ترسناک بیسج اور نہایت از دوزخ  
 پاک و او برہنہ آمد و عریان رود و زخم دزدش جگر خون می شود و وقت مرگش کہ بود صد فوجہ پیش  
 خندہ آید جانیش ازین ترس خویش و آثر مان و اند غنی کش نیست نہ ہم ذکی و اند کہ بود او بی ہنر  
 چون کنار کو دکی پراز سفال بد کو بران لرزان شود چون بال بد گرتانی یادہ گریان شود و پارہ گراں  
 دہی خندان شود چون باشد طفل را دالانش دمار گرہ و خندش دمار و اعتبار بد مختتم چون عاریت ملک بد  
 پس بران مال دروغین می طپید و خواب می بیند کہ او نہت مال بد ترسد از دزدی کہ بر باید جوابی بد چون ز  
 خواہش برکت بد گوش کش پس از ترس خویش لشکر آیدش بد همچنین ترسائی امین عالمان بد کہ بودشان  
 عقل علم اینجہاں معنی قرأتے ہن کہ تو قوا مل کو جان کہ ہر چند ہمارا دمانا کہ ہم مر جائیگے مگر اپنا نہ نہیں  
 حالانکہ ہمارے ساتھ ہی بھی مر جائیگے ایسے ہی ہمارا نقل ہونا عالم باقی کو عالم فانی سے دیکھا اپنا نہیں  
 دیکھا اور کور کون ہر حرص ہو کہ مخلوق کے تو بال بال کا عیب دیکھتی اور فاش کرتی ہو اپنا ذرہ بھر عیب  
 نہیں سو جھٹا اور یہ بھی نہیں کہ عیب جو نہو عیب جو حد و جواب رہا عورینے نگاہ بدرتا ہو کہ میرا دامن  
 کتر لینگے بھلا تلنگے کا دامن کب کوئی کتر لنگا بس یہ عور مرد دنیا کا ہو کہ مفلس ہو اور ترسناک اسکے پاس یا اسکے  
 واسطے کچھ نہیں مگر چورون کا ڈر اسکو چوتا ہو یہ نہیں جانتا کہ لنگا کیا تھا عریان جانیکا اسکا ہو ہی کیا  
 لیکن چورون کے غم سے جگر خون ہوا جاتا ہو جیسا کہ فرمایا و لقا و جھٹو نافرا دی کا خلقنا کہ اول مرتہ ضرور لگا  
 تم ہمارے پاس تنہا مال و ماسٹیا سے جیسا کہ ٹکڑے بننے پیدا کیا تھا پہلی دفعہ اسکی مرگ کے وقت سیکڑوں  
 نوے تو ہونگے مگر اسکی جان اسکے خون پر نیکی کہ دیکھو تیرا تھا ہی کیا جسکے لیے دوتا تھا تب غنی جانیکا  
 کہ میرے پاس کچھ نہ نہیں ہو محض بے زر ہوں اور ہنر و کوسو جھیکا کہ مجھ میں مطلق ہنر نہیں بلکہ بے ہنر  
 ہوں جیسے لڑکے کہ گٹیوں سے جھولی بھر لیتے ہن اور اسپر کیسے لرزان و ترسان کہ کوئی لے نہ لے  
 جیسے خاص مال کا مالک کہ اگر ان گٹیوں سے تھوڑی تو لے لے تو روئے لگیں اور اگر اور تھوڑی دیک  
 تو نہیں خوش ہوں اب جو لو کون کو دالانش سے دمار نہیں ہوتا اٹھا کر یہ اور خندہ بھی بے اعتبار ہو  
 لیکن عجب تو مختتم سے ہو یہ کیسے مال عاریت کی ملک دیکھ کے اس مال دروغ پر ٹپتا رہتا ہے

جہن جاتا کہ خواب دیکھ رہا ہو کہ میں مالدار ہوں اور اسی مال خوابی کے خوف سے کہ کوئی چال میری  
 نہ کرے یا میرے طور پر میری جہت کا کھینچنے والا کان کھینچے گا تو خواب نہ چوکیگا اور اپنا سحر آپ  
 کرے گا کہ کیوں غیر مال کے چوری جانے سے ڈرتا تھا ایسا ہی خون ان عساکروں کا ہو جو عقل و  
 علم کا واسطہ موصول جاہ وال دنیا کے ہوا کھلاف شرح میں زمین ترس کو داندرین کشا نہ کو کشاید  
 قولہ از پی این عاتلان خود خون و گفت از دوشی ایلمون نہ ہر کسی ترسان نہ دزدی کسی نہ خوشین  
 حکم نہ از دوشی کہ گمید او کہ روزگار ہم می برند خود داندر و زگار سودمندہ گوید او کارم بر آورد خلق و غن  
 بیکار بیت جانش تا بخلق و خود ترسان کہ غم دامن کشان چون رہا غم دامن او چنگال مشان  
 صابر از ان فضل انداز علوم و جان خود را می زند انداز علوم و دانما و خاصیت ہر جوہری و دویان  
 جوہر خود چون غری کہ سید انم سید لایچہ زند خود را فی تو بچو بی یا عجوزہ این روا دان نار و ادانی و لیکن  
 خود را و یا نار وانی بین تو یک نہایت ہر کار سیدانی کہ صیت قیمت خود را اندانی حقیقت نہ سید باد  
 محسوسہ دشتہ منگری سیدی تو یا شستہ و جان جملہ علمہ انیت این کہ بدانی من کم در دیم دینہ آن  
 اصول دین بدستی و یک نہ بنگار در اصل خود کو بہیت نیک و از صولت ہول خویش نہ کہ کہ ہونے  
 اصل خود اسی ضرورہ یعنی انھیں عاتلان خود خون کے حق میں از و پاک نے قرآن شریف میں لایعلی  
 و یا ہو الا انہم ہم لفسفا و لیکن لایلمون آگاہ بہ تحقیق و منافق ہو قوت بہن لیکن آپ کو نہیں جانتے  
 ہر کوئی را و کی چوری سے غرتا ہو یعنی مال تو اور کا ہو یہ عابری مالک بناؤ گداؤرتا ہو اور تاشاید کہ  
 آپ کا عالم کیا خوب علم ہی جانتا ہو اکثر کتا ہو کہ لوگ میری اوقات ضائع کرتے بہن اور حال اسکا یہ کہ  
 مطلق نہیں جاتا کہ اوقات سودمندہ کون بہن کبھی کتا ہو مخلوق نے مجھ کو میرے کام سے بیکار کر دیا  
 اور ہو یہ کہ جان اسکی خلق ناک بیکاری میں ڈھری ہوئی ہو تنگ کتا ہو میں اپنا دامن اسکے چنگل سے  
 کیسے چھڑاؤن مشکل یہ کہ میں دامن کشان ہوں بس لاکھوں طرح کے فضل اور انداز علوم سے وقف  
 اور جان جیسی تاریکیوں میں ٹہری ہو انکو اصلا نہیں جانتا ایسے ہی ہر جوہر کی خاصیت تو جانتے بہن  
 اور اپنے جوہر کے جاننے میں مثل گدھے کے بہن و دعوی یہ کہ میں بچو نہ لایچہ نہ کہ جانتا ہوں تو اسے  
 عجز ضعیف بچو نہ کہ جانتا ہی نہیں بہ روا و نار تو تو ہر شے کا جانتا ہو لیکن خود کر کے اپنے بھیمین دیکھ  
 نار و نار و انجھ کو معلوم ہو کیسے بڑے حق کی بات ہو تو ہر شے کی قیمت جانے اور اپنی قیمت نہ جانے  
 ساروں کے سعد و غن تو خوب جانتا ہو آپ کو نہیں دیکھتا کہ سعد ہو یا رے ناشتہ او غن سارے  
 علموں کی جان و ملا صدہی بات ہو کہ قیامت کے دن تو آپ کو جان لے کہ میں کون ہوں ہول

جو دین کے ہیں وہ باخود علم اصول توفیقے جان لیے مگر جو تیری اہل ہو جو جان چکو۔ بیکو کہ وہ ایک کہ وہ بلند ہو  
خوب جان کے کہ تیرے ہوئی ہونے سے تیرے حق میں اپنے ہول کا جانا بہت بہتر ہوتا تو  
اپنی اہل کو اسے مرد بزرگ جانے پہچانے

قصہ اہل سبا کی خرمی و ناشکری میں

قول اہل شان بدبودان اہل سبا سیر میدی در اصحاب نقاد وادشان چندین ضیاع وبلغ رانغ +  
اویس وازدست از بہر فراغ + بسکمی اقتاد از تپسی شمار تنگ پیشہ معبرہ بر بگزار + آن ہنشا میوہ  
رہ را میگرفت + انہری میوہ رہرود رنگت + سہ بر سرور دشتان شان + پر شدی ناخست + وہو نشان  
باد آن میوہ فشانہی بیکے + پر شدی دان میوہ وامنہاسی + خوشہ ہای رفت تا دیر آئندہ + بر سرور دے  
روندہ میوہ + مرد گلخن تاب از تپسی زندہ بستہ ہوئی بر میان زمین کر + سگ کلیہ کو فنی در دیر + تخمہ بودی گرگ  
صحرانوا گشتہ این شہر وہ از دزدو گرگ + برتر سیدی ہم ادگرگ شرگ + جامہ ایشان اگر چہ کیشی  
آتش سوزندہ شان صابون شدی + دور تورا نہ خشنیدی جامہ را + بعد یک ساعت شدی خوش با صفاء  
گرگویم شمع منہندے قوم + کہ زیادت میشد آن پویا فیوم + مانع آمد از خونہای ہم + اہل بازندہ مرا فاسقم  
الغنی قلیع بکرا گائون در زمین مزدوہ رانغ جنگل معبرہ + الشخ جایی عبور سکا بالفتح + تشدید لام پاره کلیمہ  
مان میدہ خمیری اہل سبا جوار بابا نقاسے بھاگتے تھے یہ سب نقا کہ انکی اہل بد تھی + اللہ تعالیٰ نے  
انکو کئے گائون اور زمینیں مزدوہ اور رانغ جنگل + اپنے اور بائین دونوں طرف سے دیے تھے  
تا بفرانغ خاطر زندگی کرین از ہیکہ کثرت سے میوے کرتے تھے + استون پر کل جانے کی جگہ راہرو کہ  
منیں ملتی تھی + درخت ایسا میوہ شمار کرتے تھے کہ راہ روک لیتے تھے اور راہرو کثرت میوہ سے  
متعجب ہوتے تھے اگر کوئی پارہ سر پر رکھ کے ذرا دیر کو درخت کے نیچے جاتا ایسا میوہ خود بخود  
گرتا تھا کہ دم بھر میں پارہ اسکا بکھ جاتا + جیوا ہش اسکے ہوا بدون توڑنے جھاٹنے کسی کے ایسا میوہ  
بٹوئی تھی کہ دامن بھر جاتے تھے پیچھے خرمکے چلے لے لے اوپر سے نیچے گرتے تھے سرور و درخت  
پر زور سے لگتے تھے در کایہ حال کہ بھاڑ جھونکنے والا بھی تو کھر زین باندھے ہوتا ہو ایسی کثرت در کی  
کتی کئے میدہ کی روٹی خمیری پائون کے تلے کھل ڈالنے تھے بھیڑیوں کو اسقدر جنگل میں شکار و  
توشہ لٹا کہ ہمیشہ تھمیں ہوتے تھے + ای بیضی انیت ایسی کہ شہر گائون دزدو گرگ سے سخت  
تھے بڑے بھیڑیے سے ادنی بھیڑیہین ڈرتی تھی کپڑے انکے اگر میلے ہو جاتے تھے تو آتش  
سوزندہ اسکی صابون ہو جاتی تھی اس طرح سے کہ کپڑے اپنے مغور میں ڈال دیتے تھے



ایک ساعت کے بعد اپنے صاف و پیر صفا کمال لیتے تھے اب اگر انکی نعمتوں کی چونکا کر انکو محض کی تحسین شرح کروں اور انہیں کہہ دوں یا فیہ ما فیہ روز بروز زیادہ تو ان باتوں سے جو میری قصود ہیں مانع ہو جائیگی اسکو چھڑکے لکھتا ہوں کہ انبیاء انکے پاس حکم فاسق لے گئے یعنی فاسق کما ائمتہ اور امر حق پرستقیم رہ

### آنا تیرہ پینیر و ن کا واسطے نصیحت اہل سب کے

قولہ سیزہ پیغیر استجا آمدہ کہ مان را جگر ہر پیشہ بندہ کہ ہا نعمت فزون شد شکر گوید مرکب شکر از بخیر و کرا شکر منعم واجباً در در خود و درنہ بکشاید و ختم ابد ہین کرم ہینید و این نوکس کند کہ جنین نعمت بشکرے بس کند سرخشت شکر خواہ سجدہ را یا پاشید شکر خواہ رقعہ را بشکر نعمت فزون کند صد ہزار سال کمال نہ خاری سرزندہ یعنی فراتے ہین تیرہ پیغیر اہل سب ہین ہوے اور گمراہ ہون کے را ہر بے کہ خبر دار ہو جاوے تمھاری نعمت نے بہت افزونی پائی ہو تم شکر خدا کا کرو اور اگر کب شکر کا نہ بے تو تم اسکو ہلا کو خیال تو کہ عقل کے نزدیک بھی تو شکر منعم کا واجب ہو اور جو شکر نہیں کرتا آپس دروازہ غصہ کا کھولا جاتا ہو اور خبردار کرم کو دیکھو اس کے موافق شکر کرو یہ کس نے مانا ہو کہ اسی تو الفارون نعمت اور اکیفہ شکر کہا اور بس کر کے بیٹھ رہے سخت ہوا اس کے شکر میں سجدہ چاہتا ہو یا ہون سخت ہوا اس کے شکر میں جو عبارت مام قیام نہان سے ہو اگر شکر نعمت کا اگر کیا تو تیری ہی نعمت بڑھ گئی الا کھوں گل اکیفار سے بچھینے کما جارفی القرآن لمن شکرتم لازیدنکم اگر شکر و گے نعمت بڑھے گی اختلاف شرح میں

مر کو اگوینہ کو لکھا ہو

### جواب قوم کا انبیاء کو علیہم السلام

قولہ قوم گفتہ شکر را بروہ غول دماشیم از شکر و نعمت ملول ہا معنی چہ سیر شدہ جان با ازین شکر کہ گوئیم برگوئید ہین پیش ما این نعمت آمد معنی بشکر محنت کس گفتہ بہت امو قے ما چنان شرمزدہ است از عطیہ کہ نہ طاعت مانوش آید نہ خطا مانیند و ہم نعمت باغ دماشی ہوا ہم اسباب فراہم المعنی قوم نے انبیاء کی نصیحت سنے کہ کہا کہ شکر ہو کہا ان شکر تو ہمارا شیطان لیگیا ہم شکر و نعمت و شکر مانوش این نعمت کیسی ہمارے توجان اس سے سیر ہو گئی اب ہم شکر کس بات کا کریں تم ہی بتاؤ ہمارے نزدیک تو یہ نعمت ایک بڑی محنت ہو پھر امر نئی محنت کا شکر بھی کسی نے کیا ہو ہم تو اس عطیہ سے شرمزدہ و محروم خاطر ہوں کہ نہ ہکو طاعت خوش آتی ہو نہ خطا ہم دونوں سے بیزار ہین ہم یہ باغ و بہشت کچھ نہیں چاہتے یہ سامان و اسباب فراغ کا اختلاف شرح میں نعمت کو نعمت محنتی کو محنتی لکھا ہو



دوست را خود انفع و دستی بطل و با عاقل بگیرد از سموم نفس خون باطنی و هر چه گیری تو من را آگستہ  
 گر گیری گوہری سنگی شود و گر گیری مہر دل جنگی شود و ور گیری نکتہ بکر لطیف و بعد در کت گشت  
 سید و ق و کشیف و نکتہ این اسب شنیدم کہ نہ شد و چیز دیگر کہ بجز آن ای خصم و چیز دیگر تازہ نو گفتہ  
 باز فردا زوشوی زار و نصیر و دفع علت کن چہ علت خود شود و ہر حدیث کہ نہ پیشیت نوشو و تا کہ از کہ نہ  
 بر آرد شاخ نو و شکند صاف خوشہ کہ نہ ز نو و طبیبان ہم شاگردان حق و بحر طائر و دیدار انا نطق و آن  
 طبیبان طبیعت دیگر کہ بدل از راہی بنزد آمد مابدل ہو اسطہ خوش بگیریم کہ نہ فرست ما با علی  
 منظریم لہنی تبتے اگر چاہتا ہو کہ کل کو دوست سے نصیر و شکایت نہ کروں تو دوستی عقل و عاقل کی  
 اختیار کر بہ بکلفت ہو اسکے کہ جب تو ہو از ہر ناک نفس سے علتی ہو رہا ہو جو چیز اختیار کر گیا خود اگر من  
 کا ہے گا اگر گوہر تہ میں لیا تھر ہو با جیگا اور اگر محبت دلی وہ جنگ با جیگی اگر کوئی نکتہ بکر و لطیف  
 یا لیا جب اسکے دریافت کر لیا ہو اور کشیف ہو جائیگا ایسے ہی یہ جو تو کہ رہا ہو میں نے اسکو بہت  
 سنا یہ سب پرانا ہو گیا اب اور کوئی چیز اسکے سوا اسو خصم میرے سامنے بیان کر کرتا ہے ہیں کہ ایسے  
 تازہ نو کا اگر تو طالب ہو تو یہ لے ہرے کہا ہوا جان مگر تو کل کو اس سے بھی بیزار و متنفر ہو جائیگا اس  
 کیا فائدہ تو علت جبکا فساد ہو اسکو دفع کر جب یہ تجھے جدا ہو جائیگی تو ہر بات پرانی تیرے آگے نہی  
 ہو جائیگی تو بالفتح گیاہ خود روا اور کاٹنا دور کرنا بس یہ تو تو کہ نہ میں سے نہی شاخ کھا لیا اور سیکرانا  
 خوشے پرانے سے تیرے حق میں شکستہ ہونگے ہم طبیب شاگرد حق کے ہیں کہ بحر قارم نے جو  
 ہمکو دیکھا پھٹ گیا اور ہمارے لیے راہ کردی چنانچہ رودیل حضرت موسیٰ کے حکم سے پھٹ گیا تھا  
 یہ قول انبیاء ہو اور آئندہ نیز اور دنیا کے طبیب کشیف طبیعت کے ہیں کہ دل کو نصیف کی راہ سے  
 دیکھتے ہیں اور ہم دل کو بہ اسطہ دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ ہم فراست میں ان طبیبوں سے اعلیٰ  
 منظر پر بیٹھے ہیں نظر بالفتح کوئی صورت آنکھ اختلاف شرح میں گوہر بچاوت فارسی کی جگہ کہ اور  
 جو علت کو چہ علت قولہ ان طبیبان غذا اندہ ثمارہ جان حیوانی بدایشان استوار و طبیبان فعالیم  
 مقالہ علم پر تو نور جنال مد کا تخمینہ فعلی ترافع بود و بچنان فعلی ذمہ قاطع شود و اینچنین قولے ترا  
 پیش آورد و اینچنان کہ فی زراعتش آورد و اینچنان و اینچنین از نیک و بد پیش تو بہنیم و بنا ہم کہ نہ تو خود ہی  
 حق گرین و خواہی آن نہ ہو و شکر سنگ و گوہر شد عیان و آن طبیبان را بود و بوبے دلیل این دلیل ما  
 بود و میں دست مزدی می بخورم از کسی بدست مردار سداز حق ہے ہمیں صلا بیاری ماسور اور وار  
 از یک باب بخور از کسی تو طبیب تو غذا دو بیویوں کے ہیں انکے فساد کی اصلاح کرتے ہیں اور

روح جو امی کو قوت پہنچاتے ہیں جسم سیاق و افعال کے ہیں ہم قول بفضل کی درستی کرتے ہیں اور جلال کے پر تو سے بکوا لہام متوہا ہو کہ یہ فضل اس قسم کا ہے جو نافع ہوگا اور وہ فعل اس طرح کا ہے کہ تیرا وہاں ہوگا اس قسم کی بات شجرہ مالک کے مضمون میں پہنچائی گئی اور اسی بات تیرے لیے ٹونک یعنی عذاب پیدا کر گئی جس پر آنچنان اور آئینہ دو طرفہ کی باتیں نیک و بد تمہارے سامنے رکھ دیں گے اور سجدہ تمام دکھا دیں گے اس وقت میں یہ اور وہ دونوں تمہارے سامنے ہونگے چاہے جسکو اختیار کرو دہر و شکر اور رنگ و کہ ہر رب عیان ہوگا آن طلبیوں کے لیے بول دلیل ہو یعنی راہِ بظرف مرض کے اس سے حال مرض کا دریافت کرتے ہیں اسی واسطے بول کو دلیل کہتے ہیں ہمارے لیے جی خدا جلیل کی دلیل ہو وہ اپنی اس منت کی دست مزد چاہتے ہیں ہم کسی سے نہیں چاہتے ہماری کو تو خدا سے ہر جو بہت بہت ہو ملتی رہتی ہو جیسا کہ قرآن میں ہے قل یا اسلام علیہ اور ان اجری الا علی واللہ نہیں چاہتے ہیں ہم سے اسکی مزدوری ہماری مزدوری سوا اللہ کے کسی پر نہیں ہو تو اب ہماری دار و کی طرف سے اکیس ایک خبر اور اسکو جو بیماری سے ناسور رکھتا ہو صلا ہو آئے اور شفا پائے

### معجزہ چاہنا قوم کلہ مغیرون سے

قولہ قوم گفتند ای گروہ دعویٰ کو گواہ علم طب لافعی چون شائبہ ہمیں خواب و غوریدہ بھو با شیدہ درویدہ بھو چون شمار دامین آب و گلیہ بکلی شامہ صیا و مرغ ولیدہ حب جاہ و سروری دارہ بدان کہ شمار و خویش از میزبان ماخواہیم اینہ لاف و دروغ و درون اندر گوش و افتاد و بدوغ و انشا گفتند کاین دان علتست مائیہ کوری حجاب و دست + دعویٰ مارا شنیدید و شامہ می نہ بینید این گروہ دست + اما متحانت این گروہ خلق را ماش گردانیم گرد چشمہا ہر کہ گویہ کو گوا گفتش گواست + کوئی بینہ گروہش عمارت + آفتابی و سخن آہ کہ خیر کہ برآمد روز و برجہ کم ستیزہ تو گویا آفتاب کو گوا گویہ دست ای کو را ز حق ویدہ خواہ + روز روشن ہر کہ او بجا میراغ + عین جہت کوریش و ارد بلاغ + المعنی قوم نے انہ سے کہا کہ ای گروہ دعویٰ تو کرتے ہو لیکن تمہارے علم طب کے نافع ہوگا کوئی گواہ بھی ہو ہم کو دیکھتے ہیں جیسے ہم مقید خواب و غور کے ہیں ویسے ہی تم ہو جیسے ہم ان لوگوں میں چہ تے کھاتے ہیں ویسے ہی تم ہو گناہی القرآن یا حل مائا کلون ویشرب مما یشربون کھاتا ہو جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہو جو تم پیتے ہو دوسری جگہ مالک الدار رسول یا کل الطعام ویشرب فی الاسواق کیا ہو اس رسول کو کہ کھانے کھاتا ہو اور بازار و دین پیتا ہو پھر جب تم اس آبِ جہاں کے دام میں پھنسے ہوئے ہو تو سیرغ دل کے صیاد کیسے ہو تم میں اڑان ہی کہاں ہو اصل یہ ہو کہ لالچی اور محب جاہ و سروری کے ہو

یہ لاج تنکو غیبیہ تھا کہ کوک غوت کہیگے اور اپنا سر وار بنا بیٹھے بس یہ تھارالوات دور و قریع ہمارے دیکار بکار  
 نہیں تھی پھل پھول تو کالون میں موجود اور اسکی تلاش میں ٹھکے میں پڑنا آتیا لے کہا کہ یہ بھی اسی علت کا  
 فساد ہو کہ باہر کی اور حجاب رویت کی پر دعویٰ تو ہمارا تھے سنا لیکن یہ گہر نہایت کا جو ہمارے ہاتھ  
 میں ہوا سو تم نہیں دیکھتے سو یہ استی ان خلق کا ہو کہ دیکھیں کون اس کہ کو مانتا ہو کون نہیں مانتا ہم  
 اسکو کہ کون کی انگلیوں کے سامنے پھراتے ہیں جس جو کوئی گواہ چاہتا ہو اسکی یہ بات بیٹھے کہ اسی  
 چاہتا اسپ کہ اسی دیتی ہو کہ وہ گہر نہیں دیکھتا گرفتار کو رہی کا ہوا اسی اثنا میں ایک ایک قصاب جو مرد کسی  
 شخص پر ہاتھ ڈرائی سے ہو بول ٹھاکا کہ آٹھ مہدی کروں نکل آیا جھپٹ لڑائی حضیہ بہت کر تو تو  
 اس بھی کہتا ہو کہ اگر قصاب اسکا گواہ کہان ہو تو وہ تجھے کہتا ہو کہ اے اندھے تو خدا سے انگلیں مانگ  
 وقت تو کھلا ہوا ہوا اور تیری انگلیں اندھ کی حالت سے بھی ہیں لہذا تو چراغ ڈھونڈھتا ہو بس یہ  
 یہی ہیں جو کہہ رہی اور ہر ایک پر مطلب نہایت ہی کی مشعل در روشن گئے ہوا اور گواہ ڈھونڈھنا  
 جو چراغ سے مراد ہو کہ رہی و بزل ہی ہو قولہ در غی بنی گمانی بر وہ کہ خطیا بہت و تو اندر پردہ +  
 کو رہی نذر اکمن زمین گہنہت داسش داسش دور انتظار فضل مابیش فضل سعادت مگر درایت زمین  
 تنہاوت روی دل پر تہادت دور بمانی در چین کوری ابد آمینہ پیمان شاد تو در مدد در میان و  
 گہنہت روز کوہ غور پر سو اگر دست اسی تندہ صبر و خاموشی جذوب حمتست و دین نشان جہان نشان  
 اندھت بہ اندھت ایہ پیر تاج بان تو آید از جانان جہاں انصاف کہ گرتو اسی کشن پیش این طیب  
 ہر زمین نہت و در را ای طیب گفت افقون را تو غیوش و خبر بدل جان و بدل باہ و بدل ہر  
 نشان و اگر جو فضل ہو کہ حسد از و خاک بر جاہ توب چون طیبان انکدر اید دل و خود ہر سپید و شہر  
 در خود بخل و غیابین کہ رہی ہر سبقت نہت لایک اگر ام طیبیان از بہت و این طیبیان را  
 بجان ہندہ سوزیدہ اشاک و غنہت زندہ شویدہ یعنی جس کو ظام صحن کا تینہ اگر تو دیکھتا نہیں اور کہان  
 جھکوہ شہنشاہ کہ کہ میں ہی اس سے پردہ میں ہوں تو خاموش رہ اور اپنے منہ سے کچھ کہے اندھ  
 کوئی بہت کر اور خدا کے فضل کا متظر رہ شاید وہ فضل بے علت تیری غیر لیلے اور اس شقاوت سے  
 تیرے دل کے منہ کو پیردے دور گرا بیسی ہی کہ رہی میں ہمیشہ را تو جان سے تیرا آئینہ منہ چھپ گیا  
 پھر تو لہر کیسے پائے آرا انصاف کہہ کر دن تو کھلا ہوا ہوا درای تندہ خواہیے ظاہر حال میں پوچھتا ہو  
 کہ دن کہان ہو کیسا آپ کو فیضیت کرتا ہو جس صبر و خاموشی کہ باذ بے کھینچنے والی رحمت کی  
 بین اختیار کرو نشان کہ دن کہان ہو اسکی جہت مست کر کہ یہی علت ہو دیکھ تو خدا سے قسائے نے



اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے اور اتری الکوان فاقسموالہ ولہ تعجب پڑھا جائے قرآن کو یہ کہ سنا  
جپ ہو جاو تو اس جانان سے جسکا تو نے حکم مانا تجھ کو بدلانے اگر چاہتا ہو کہ کس سے بچا رہوں مجھے  
لوٹنے کے یہ سپارہ نہو باؤن تو جلدی اسو ونا طبع کے سامنے سرزمین پر رکھے راہ اطاعت سے غافل  
رت ہوا اور گفتگو فضول و بیہودہ کو چھوڑا اور بدل جان و بدل جاہ و بدل سرین دینغ مت کر سیکو  
اختیار کرتا فضل خدا تعالیٰ کا ایسی شایہ منت تیری کرے جسکو شکے فلک کو بھی تیرے جاہ چاند  
جب تم طبعیوں کے دل کی نگہداشت کرو گے کہ ناخوش نہونے پائین تو خود اپنا حال دیکھو گے اور  
شرمندہ ہو گے کہو گے کہ اس کو رمی کا وقع کرنا مخلوق کے قابو میں نہیں ہو لیکن سختش طبعیوں کی  
ہر ہر رمی ہایت کے سبب سے ہو جس طبعیوں کے بیان و دل بدے بنو تو مشاک و غریب لبت پت  
ہو جاو جو اعمال صالحہ میں اختلاف شرح میں صنیا کو صبا اور ربانی کو مائی سیز کو بند جاہ تو کو جاہ و گھانا

### قسم سوم کا انبیاء کو علیہم السلام

قولہ قوم گفتند اینہم ز رقت و کرامت کہ خدا نالک کند از زید و کبریا ہر رسول شاہ بایہ جنس او آب گل  
خالق افلاک کو چھوڑ فرخو ویتما چون شام پیشہ ترا دایم ہزار ہا کو ہا کو پیشہ کو گل کو خدام از آفتاب چرخ  
چہ بود و در ادب اینچہ نسبت و اینچہ پیوندی بود و تا کہ در عقل و دماغی در و دتا کی این گنت ہیود کب  
ایچہ ز رقت و پریشدست و عشاء خود کیا کہ آسان کو لیسان ہی نگیر و مغزا این داستان مدعا لبا ما  
عقل دایم اینقدر مد گندنا نامی شناسم اگر نہ لکھی مخفی نہ ہے کہ شجہ میں اس حکایت کو گندنا و گزر پر تمام  
کر کے ما بعد حکایت کو این بدان باندے مصدر کیا ہو سیری دہشت میں این بدان الخ اور کز ما الخ اور  
جیلہ کرو نہ یہ تینوں شعر تہہ اور ہی کی داستان کے اور قصہ پر داستان بعد کی اضر کہ الخ سے مناسب ہو و  
معانی ہتھار میں اختلاف و پریشانی صنف و غیرہ کی نظر ہو گی جیسے کہ متذہن پریشی نہیں ہو قوم نے پھر  
یہی جواب دیا کہ یہ سب تمھارا کمر و فریب ہو گیا ضرور ہو کہ خدا تعالیٰ اپنے بڑوں سے نکل پیدا ہو کر کیا اپنا  
نام بکریے تم قاصد خدا کے ہو اور قاصد ہر شاہ کا اسکی جنس سے ہوتا ہو پھر تم آب و گل اور در خالق افلاک  
تم انکی جنس کب ہو گیا ہمنے منفر گدھے کا کھایا ہو جو تمھاری طرح ہم ہی مجھ کو ہزار ہا کا بانی بن کیسا ہما  
یسا پیشہ کیسی گل اور کمان خدا بھلا زہ کے پاس سامان آفتاب چرخ سے کچھ ہوتا ہو تمھاری اکی کیسی  
نسبت اور کیا ہو چو کچھ کا کو ملا وہی نہیں تا عقل و دماغ میں ہمارے یہ بات تمھاری گھنٹے تم کمان تک یہ  
گفتگو ہیود و ہسے کرو گے یہ کیسا تمھارا کمر و فریب ہو اور کیسی دغا سوچو تو خود کیا چیز اور سی کیا اور کمان کی  
جسکو بانہنا چاہتے ہو ایسی مجال و ہیود داستان ہمارا مغز قبول نہیں کرتا اور کچھ نہ سی اتنی فضل تو ہو

جب بھی ہو کہ گننا اور سب کے پیمان لین

## حکایت خرگوشوں کی قوم کی طرف سے بطور مثال

قولہ این بدان مالد کہ خرگوشی گفت دین رسول ماہم با ماہ جفت کہ زمرہ سیلان بران چشمہ لال بہ سہ  
 شجران بدنامد ردال دجلو محروم وزخوف از چشمہ دور دجلو کردند چون کم بود دورہ از سرکہ باگ دو  
 خرگوش زال ہوسوی سیلان در شب غرہ ہلال کہ بیا رابع عشری شاہیل تا درون چشمہ یابی این دلیل  
 شاہ سیلان من رسولم پیش نیت دبر رسولان خشم و زجر پیش نیت دماہ میگویہ کہ اسی سیلان دودیدہ چشمہ انشا  
 وان کیسہ رویدہ ورنہ من تان کور کردہ ام ستم کہ ختم از گردن بردن انا ختم ترک ان چشمہ گویند ورویدہ  
 ناز و خم تیغ من امین شودید یک نشان نہت کا ندر چشمہ ماہ مضطرب گرد و در پیل جوادہ اسی فلان شب  
 حاضر اکلی شاہیل تا درون چشمہ یابی این دلیل دیکہ ہفت ہفت از ماہ گذرید شاہیل اندر چشمہ  
 یہ سجدید چونکہ زعفرطہ مسل آن شب در آب مضطرب شد آب دہ کہ مضطرب پیل باور کردہ از وی  
 این خطاب چون درون چشمہ کہ مضطرب دترس ترسان باز گشتند آن رہہ بعد از انان نامہ کے  
 وانشان ہمہ ماہ از ان سیلان گویم اسی گروہ کا مضطرب ماہ آردہ ان شکوہ الحنی گول بکاف فارسی  
 کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہ نسل ہوئی جو خرگوش نے کہا کہ میں رسول ہوں اور ماہ کا جفت کہ فلان چشمہ  
 لال پر ہاتھیوں کے گلہ سے سارے نچو جگل کے دیال میں ہیں سب اس بے لال کے محروم و مگر کے مارے  
 پاس نہیں جاتے تھے دور دور رہتے تھے سب کمزور ہاتھیوں کے مقابل کب لہذا یہ جیکہ کیا کہ ایک بڑھے  
 خرگوش نے سرکہ سے بزور ہاتھیوں کی طرف شب غرہ ہلال میں آواز کی کہ اربع عشر شاہیل اور اندر چشمہ کے  
 تہ تکبیل دلیل میرے جوئے کی معلوم ہو اربع عشرہ درجہ زندہ ہاتھی کی اونچی کاہو اور کیا عجب چودہ ہاتھ سے مزاد  
 ہوا تیا ہلوں کے میں ہوں زیادہ کچھ نہیں دبر رسولوں خشم و زجر و بشتیں نہیں ہو جو چاہیں کہیں سن ماہ کتا کہ  
 اویسیلو بھاگو یہ چشمہ میری ملک ہو اس کے کنارہ کرو ورنہ میں نکلو اندھا کر دینگا تمھارے ظلم کے سبب لہذا  
 میرے زخم کا جتا دینا تھا جتا دیا اور گردن اپنی اس بار سہلی کر لی تم اس چشمہ کو ترک کرو اور چلے جاؤ تا میری تیغ کے  
 زخم سے بچو ایک نشان یہ کہ چشمہ میں پا پیل کے پانی لینے سے کیسا مضطرب ہوتا رہتا ہو تو فلان شب میں بستر  
 اندر چشمہ کے دلیل دیکہ لینا جب ہفتہ ہفتہ چاند کا تیر ہو گیا شاہیل آیا اور چشمہ کی گھاٹ غرہ سے چرنے لگا جب پیل  
 اس رات میں کہ ماہ کی روشنی برحق ہوئی تھی سو بڑا اپنی پانی میں ڈالی پانی کی جنبش سے ماہ بھی لٹنے لگا  
 اور صورت مضطرب کی نمود ہوئی پس نے دیکھا کہ خطاب خرگوش کا یقین کیا کہ چشمہ میں ماہ کا مضطرب  
 دیکھا اور ایسی ہی اُس نے آواز دی تھی جس وہ رہہ کا نپٹا دڑتا سب ہاتھیوں کا کچھ لوٹ گیا اور پھر

انہیں سے کوئی ایک وہاں نہیں آیا بساں ذکر وہ ہم ان حق باقیوں سے نہیں کہیں ماہ کا خطرہ کا کوئی

### جواب انبیا کا انکی طعن پر اور مثل لانا انبیا کا

قولہ انبیا گفتند راہ پند جان بدست ترک و ای سفیدان بدتان دای درینا کہ دوا از سچ تان بدگشت ہر  
 قہ جان آتج تان بخلت افروزدین چنانچہ آن چشم را چون خدا بگشت بر بول خشم را چہ می جی بشت ہم  
 از شما کہ ریاست نافروست از شما چہ شرف یا بشتی مجرورہ خاصہ کشتی زرگر گشتی چہ دای درینا آن دیدہ  
 کور و کبود آفتابی اندر روزہ نمودہ کا دمی کو بوشیل و ندیدہ دیدہ اہلس خطنے ندیدہ چشم دیوانہ بہا شرفی  
 نمودہ دران طرف جنبید کورا خانہ بودہ ای بسا دولت کہ آید گاہ گاہ پیش بد دولت گرد و از راہ مای بسا  
 معشوق کا بد ناشافت پیش بختی نما ند عشق باخت و احمقان را انچنین حرام جہت و مے نسانہ  
 گر طران را راہ رست و این فطردہ دیدہ را حوان است و دین نقاب قلب اسوار القضاست  
 چون بت سنگین شمار اقبلہ شد بدست و کوری شمار اطلہ شد چون بشاید سنگ تان انبار حق چون شاید  
 عقل و جان ہر از حق و پشہ کمرہ ہمارا شریک و چون نشاید نہ ہر از مالیک و یا کمرہ تراشیدہ  
 شاست و پشہ زندہ تراشیدہ خدایت و عاشق خوشید و منتظر خورشید و دم باران را سر راست کیش و  
 فی و را دم دولتی و نمستی و فی دران سر راستی و لذتی و معنی انبیا نے آنکے جواب میں کہا کہ اگر ای سفیدو  
 تنہا اہ نصیحت کی اپنی جان پر بہت ہی سخت کر کے بند کر دی جس میں مطلق گز رہنہیں آئے ہوس تھارا  
 وہ رنج ہو جس سے وہ از ہر و قہ ہو کے تھاری جان اٹھ ہو جاے یعنی جان کی لیا و امنے جو پداغ  
 نصیحت کا جلایا انکی آنکھ کی آنسے اندھیری بڑھائی اس سبب کہ مذانے تو اپنا انکے دل غصہ  
 نعین کر دیا ہو تم کہتے ہو کہ بہ خیال سرداری کے یہ ایسا کرتے ہیں اور ہماری بیسی ڈھونڈتے ہیں  
 تم بچارے کیا چیز ہو جو ہم سے بیسی چاہینگے ہماری ریاست تو تھاری ریاست سے بہت زیادہ ہو  
 جو دیا کہ مجرورہ کو ایک کشتی در سے کیا شرف اور خاصہ کشتی بھی ایسی کہ گوہر کی بھری ہاے اسوس  
 ان آنکھوں کو روکے جو ہمیں ایسا ڈر آفتاب ذرہ معلوم ہوا جیسے حضرت آدم شرف و جمال میں  
 بیشل و کینا تھے مگر اہلس کی آنکھوں نے آنکوشی ہی دیکھا یا جیسے دیوانہ کہ اسکی آنکھ کو بہا حنہ ان  
 معلوم ہوے اسواسطے کہ اپنی اصل خانہ سے جنبش کرتی ہو اکثر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ دولت  
 بد دولت کے پاس آنا چاہتی ہو اور اسکی بدولتی کے باعث راہ سے لوٹ جاتی ہو اور اکثر کوئی  
 معشوق ناشافت انجان میں کسی بدبخت کے پاس آ جاتا ہو اور وہ اپنی بدبختی سے اُسکے ساتھ  
 عشق بازی نہیں کر سکتا جس احمق کو ایسی ہی محرومیان بلالہیں اسواسطے کہ راہ رست گمراہوں سے

مواظقت نہیں کرتی ہیں، زمان ہمارا ہماری آنکھ کو غلطی میں ڈالتا ہے کہ کچھ سوچتا ہے اور یہی ہمارا  
 قلب کو چل کے سوراخنا کی طرف لیجاتا ہے جسے ست سنگین کو اپنا قبلہ بنا یا کوری و لعنت تمہاری  
 زیب و زینت ہوئی اس لیے کہ سوچتا نہیں ہے کہ قبلہ کیا ہے آب حیا ل کرو جب پتھر تمہارے نزدیک  
 شریک خدا کا ٹھہرا تو جب کچھ منوا اور عقل جان اگر ہر از حق کی ہوتی تو بڑا غضب ہوا کیا دے  
 پستہ مردہ تو شریک ہا کا ہوا اور جو زندہ ہر از بادشاہ عظیم کا ہو تو تعجب ہر یا شاید بدینو جب کہ پستہ مردہ  
 تراشا ہوا تھا ماری اور زندہ تراشا ہوا خدا کا لہذا اپنے تراشے کی عزت کرتے ہو تم اپنے عاشق ہو  
 کہ ذرا ایذا پاس ہلین آنے دیتے اور عاشق اپنی صفت گئی کے حتی کہ پتے ہو خوب دم مارا اور طرہ  
 میل ملا ہر کہ ایک مذہب کے ہیں اس سب سے کہ اسکی دم سر کشتی رہتی ہے جیسے ایک مذہب والے  
 متحد ہوتے ہیں اور کیا خوب کیفیت ہے کہ دم میں اسکی نہ کوئی دولت و نعمت نہ اس کے سر میں کوئی راحت  
 ولذت و اختلاف شرح میں آہ پند کی جگہ آوہ بر دل کو پردہ جزا ست کو چراست اور قبلہ کو قید لکھا ہے  
 قولہ کہ دگر گردان ہو دان دم مار با لائق اندو در خورد آن ہر دو بار استچنان کو چکیم غرنوی در  
 اکسی نامہ گر خوش بنوی کہ کم فضولی کن تو در حکم قدر در غور آید شخص زبا گوش خرد شد مناسبت سبب عضو  
 وادانہا شد مناسب و صفا با جاننا و صفت ہر جانی مناسب بشدش و بیگان جانی کہ حق ترا شد  
 چون صفت با جان قرن کر دست او پس مناسب دانش ہون چشم و رو شد مناسب صفا در خوب  
 زشت و شد مناسب صفا کہ حق لذت و دیدہ و دل بہت میں آلا صبعین چون فکر درست کا تب  
 اسی میں ہر صفت و قدر اندر میان و کلاک دل بہت سولہ زین بتان ہا می قلم نگار کرا جلا  
 کہ میان صبعان کہیتی و جملہ قصد و جنبشت زین صبعیت و فرق تویر چار راہ جمع ست و این حروف  
 حالات از رخ اوست و عظم و سخت ہم زخم و فتح اوست و جز نیاز و جز تضرع راہ نیت و این قلب  
 ہر قلم آگاہ نیت و این قلم دانہ ولی بر قدر خود و قدر خود یک اندازہ یک پند اپنے در خوش و پیل و نیت  
 نا ازل را جہل میخندید کے رسد ان این شد اس صفت رسوی آید گاہ پاک لہذا حق و این مثل کہ در  
 آن حضرت کہ بعلم سر و چرا و آیت ست و امنی بخصیق صدر فرمایا و کھو دم مار کی بھگم گھام کے  
 سر کی طرف جاتی ہے اس سبب سے کہ وہ دونوں یا زمین یا ہم لائق و سزاوار مناسب یک دیگر شریعین  
 اشارہ ہو طرف قول صمیم الہی غرنوی کے چنانچہ فرمایا کہ حکیم غرنوی نے بھی الہی نامہ میں کہا ہے میں مجھے  
 کہوں اگر تو خوش ہو کے منے اور وہ یہ کہ تو حکم قدر میں فضولی جو اپنی طرف سے زیادتی کرتا ہے  
 کہتے کہ اس واسطے کہ تقدیر الہی نے جیسا جبکہ مناسب سمجھا ہے ویسا اسکو پیدا کیا ہو مثلاً گوش خرد کے

مناسب تھیں جسم کے ہیں پس جس خرمین مادہ تیری نصیحت سننے کا نہیں ہی کیسے جسے گا پھر تو بہت سے  
 مفقود مت بنے جیسے اعضا مناسب اجسام کے بنا کے ہیں ویسے ہی مناسب جانوں کے جانوں میں  
 وصف پیدا کیے ہیں اس میں کچھ گمان نہ ہو کہ جس موقع پر خدا تعالیٰ نے جان کو تراشا درست  
 کیا ہو اس وقت مناسب اس کے اس کے وصف بھی اس میں رکھ دیے ہیں پھر غلام اس کے کیسے ہو سکتا ہو جس  
 ہر گاہ اس نے صفت کو جان کا فرین اور صاحب کر دیا ہو تو بھی اس صفت کو جیسی کچھ ہو اس کے مناسب  
 جان لے جیسے چشم و رو کہ موقع چشم رو ہی پر تھا ایسے ہی خوب درشت میں جو وصف ہیں وہ ان کے مناسب  
 ہیں خوب میں خوب نیست میں درشت کہ یہ حرف سب ان کے لکھے ہوئے ہیں اور ان کے مناسب یہ کہ دل  
 ہر کسی کا اپنی انگلیوں میں ہو جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم ہر اس کو اختیار ہو جیسا چاہا دیا ان حرفوں کو  
 بنایا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہو قلب المؤمن بین الاصلعین من صاحب الرحمن یقلبها کیف یشاء  
 قلب مومن کا درمیان دو انگلیوں کے انگلیوں جن سے ہر جس پھرتا ہو وہ قلب کو جیسا چاہتا ہو اور  
 ان دو انگلیوں سے ایک لطف کی ہر ایک قدر کی اور ان کے ج میں قلم دل کے چاہے اسے اس قلم کو  
 قبض کیطرت پھیرا چاہے بسط کیطرت جو کہ قلم دل کو کہا ہو لہذا فرمایا کہ اس قلم آپ کو دیکھا اور غور کر  
 اگر تو اجالی ہو کہ کسی انگلیوں میں تو ہی تیرے جملہ قصد اور چہریش انھیں انگلیوں سے ہو خواہ  
 سماعت خواہ شقاوت اور تیرا سر جو راہ مجمع پر رکھا ہو مجمع سے مراد حشر کہ نیک دیکھا حال کے لکھا  
 یا چار راہ سے مراد شریعت طریقت حقیقت معرفت کہ ان چاروں باتوں میں تیرا سر رکھ دیا ہو ان کو اختیار کر  
 تیرے جملہ حال کے حرفوں اسی کے طالع کے لکھے ہوئے ہیں اور تمامی غرم و فسخ تیرے ہی نے ہی غرم کرنا  
 وہی فسخ کرنا ہی جیسا کہ فرمایا و ما تشاؤون الا ان یشاء اللہ نہیں چاہتے ہو تم کرو ہی جو اللہ چاہے پس جب  
 حال یہ ہو تو سوائے نیاز و تضرع کے کوئی راہ نہیں ہو نہ ہر قلم کہ وہی دل پر اس گردش سے آگاہ کہ ان  
 اتنا ہو جتنا کہ اندازہ اس قلم کا ہو اور اس کی گردش سے ہر نیک و بد کا اندازہ پیدا کرے زیادہ غیر ممکن ہے  
 خطاب انبیاء کا قوم سے ہو کہ یہ جو تم ملی و خرگوش کی مثل میں ہے کہ حکم ازل کو حیلہ سے ملایا یعنی ازل سے  
 پانی اس حیلہ کا پلویں کی قسمت میں نہ تھا نہ خرگوش کے حیلہ سے نہ کوئی شہلین بنانا اور اس سے گاہ پاک  
 کیطرت ڈالنا یہ کب دنیا ہو اور کب تمھارا حق ہو مثل لانے کی مالک تو وہی درگاہ ہو جو علم ظاہر و باطن کی  
 آیت ہو کہ وہ ہر خرگوش کے حال سے بخوبی واقف ہو جیسا کہ فرمایا و لدہ مثل الاعلیٰ اور واسطی اللہ ہی کے  
 مخصوص ہو مثل علی الخلف شرح میں آؤ پختہ اور پختہ تصنیع غائب لکھا ہو مری دانست میں ناظر ہونا  
 چاہیے کہ بعد میں بھی خطاب ہو نہ غیب بہت



بیان اسکا کہ ہر کسی کا حق مثل لائے کا نہیں ہوا اور خاص کار خاں اسی میں کہ بے انتہائی  
 قولہ توجہ دانی سرزمینی ہنس کل تا بزلع ویا برخ آرمی مثل موسیٰ آثر کہ عصا دید و نبودہ اثر دہا ہر اسرا  
 لب بر کشودہ چون چنان شاہی ندانہ سر حوب + توجہ دانی سرابین دام و محبوب + چون غلط شد چشم موسیٰ  
 در مثل + چون شود موسیٰ فضولی مدخل + آن مشالت را چو اثر در با کند تا پیاخ جزو جزوت بر کند تا پیاخ  
 آورد پس لعین دنا کہ شد و دود حق تا یوم دین + این مثال آورد قارون از الجاح + تا فرود شد در زمین سخت  
 و تاج + این مثال آورد و مرد و حبول + دنا کہ پشہ منفر سر خوردش عجل + این مثال بدیش گشتہ قوم عاد + کا تھو  
 شان خورد و ہر و آذر باد + این مثال آورد شداد لیکم + دنا کہ شد محروم او ہر و نعیم + این مثال آورد و فرعون  
 از غلط + دنا کہ اندر آب سیاشد سقط + این مثال آورد ہر بد بخت دون + دنا کہ شد در قعر و نرغ سرگون + این  
 مشالت را چو از غ و بوم دان + دنا کہ لایشان است شد صد خاندان + لغنی کل ترک میں گنجی عربی میں  
 گو گھا سقہ بختیں مردن اسپ و حمر و غلط و خطا عجل + دنا کہ شد تو کسی جز کا بھید کیا جانے بس بہتر یہ ہر  
 کہ گھوٹا ہمارہ نہ یہ کہ زلف یا رخ کے ساتھ کوئی مثل اسکی لائے موسیٰ نے جسکو کہ عصا دیکھا وہ عصا نہ تھا  
 اثر دہا تھا جب اسکے بھید نے خود ہی لب کھولے تو جانا کہ اثر دہا ہو آب خیال تو کر جب ایسے بادشاہ  
 بھید ایک لکڑی کا نہ جانیں تو تو اس دام و دانا کا بھید کیا جانے دام و دانا نہ مخلوق یعنی یہ دنیا  
 اور یہ مخلوق کیسے کیسے اسرار مخفی رکھتے ہیں اور جبکہ چشم حضرت موسیٰ کی بیان و صفت عصا میں غلط ہوئی  
 تو بیان موسیٰ میں فضول مدخل کیسے ہو سکتا ہو یعنی کیسے ہو سکتا ہو منقول ہو کہ عالم ارواح میں حضرت  
 موسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے یہ کیسے فرمایا ہو علما رمتی کا نبیا ربی ہر اہل عالم  
 سیری امت کے ایسے ہیں جیسے انبیاء بنی اسرائیل کے بھلا کیسے ہو سکتا ہو کہ عالم ہر رتبہ نبی کا ہو آپ نے  
 اسوقت روح پر فتوح امام غزالی رحمہ کو سامنے کیا حضرت موسیٰ نے اپہر سلام کہا اسخون نے جواب سلام  
 میں در حمتہ اللہ و بکاتہ زیادہ کیا حضرت موسیٰ نے کہا تم نے یہ منقول کیوں کیا علیک السلام کافی تھا امام صاحب  
 نے کہا کہ تھے مالک حبیبک یا موسیٰ یعنی کیا ہو تیرے ہاتھ میں یا موسیٰ اسکے جواب میں انوکھا علیہا  
 و ایش علی غنی ولی فیہا ماربا قرئی ٹیکتا ہوں میں اسکو کٹرے ہونے کے اور چلنے کے وقت اور اپنی  
 بکریوں کے واسطے تپے جھاڑتا ہوں اور اور بہت میرے مقاصد اس عصا میں ہیں کیوں فضول کیا  
 جواب تو صرف یہی تھا ہی عصا لہذا فرماتے ہیں کہ اور وصف عصا کے بیان کیے اثر دہا ہونے کا  
 بیان کیا اسکے بیان سے چشم انکی غلط ہوئی اسواسطے کہ اثر دہا بھی ہو جانا اسکا انکو معلوم نہ تھا جب  
 معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا انصبا یا موسیٰ وال دے اسکو اسی موسیٰ فالتھا فاذا ہی حیت سے

پھر مال دیا اسکو سنا گمان وہ ایک اثر ہوا ہو گیا رہ گیا ہوا حضرت موسیٰؑ سے خطاب ہوا اذہم مطہرہ ۲  
 سیرتہ الاولیٰ اٹھائے اسکو ابھی ہم اسکو پہلی عادت پر لٹا رہے ہیں حاصل یہ کہ جب راز اشیا کے چھپے ہوئے  
 ہیں ہم کیا دیکھتے ہیں اور وہ ہو گیا لہذا رب الفلک کی مثل میں ہر شے کو ہمیں لانا چاہیے اور نیز عذر  
 و قرار من فضولی حضرت موسیٰؑ کا ہو جو مثال کہ تو اسکی شان میں لانا ہو اگر وہ چاہے تو اسی مثال کو اثر ہا بجا  
 اور وہ اثر ہوا اس طور پر جبکہ جواب دے کہ ترے جز جز کو اکٹھے ڈالے دیکھ تو یہی مثال تو ابلیس لعین لایا تھا کہ  
 آدمؑ پر اپنی فوقیت جہائی تھی پھر کیسا قیامت تک مروہ ہوا اور ایسا ہی لجاج قارونؑ نے کیا کہ مع  
 تحت و نایع زمین میں دھس گیا اور یہی مثال تھی کہ فرد نے جو سخت جاہل تھا اپنے پیہر سے کی کہ ہم تم  
 ایک سے ہیں جسکے سب سے پیشہ نے کیسا جھٹ پٹا کے سر کا منہ کھالیا قوم عاد نے بھی یہی مثال سوچی  
 کیے طوفان باد نے انکی ہڈیاں غور جو کین لکھے ہی شدا و لکیم بھی یہی مثال لایا جسکے باعث دونوں  
 نعیم سے محروم رہا نہ اپنی بنائی بہشت سے بہرہ و یاب ہوا نہ خدا کی بنائی بہشت سے من بعد فرعونؑ نے  
 اپنی غلط فہمی سے موبئی کے ساتھ دعویٰ مساوات کا پیدا کیا پھر دیکھو کیسا آب دریا میں سقط ہوا اپنے  
 گدھے کی طرح مر گیا اچھا کل جو بہت ناپزیر یہ مثال لایا قرد و زنجین اور خدا سر کے بل ڈھکیلا گیا جس تو  
 ان مثالوں کو ایسا جان جیسے زاغ و بوم کہ دونوں نخرع شوم ہیں ان ہی آوازوں کی بدولت سیکڑوں  
 اونچے اونچے خاندانوں نے نیچا دیکھا ہوا اختلاف شرح میں عصا وید کہ وہ یہ لکھا ہوا اور شروع داستان  
 پہلے مصر میں با توکل لکھا ہے میں نے تو اسکو بائش کل بنا دیا ہو آگے نا طرین نعیم انصاف مند جو سمجھیں  
 یا کہیں سے اسکی دوسری صورت پر صحت ہو

مثال لانا قوم نوح کا استنار طیار ہی لشتی میں اور بنانا اسکا

قولہ نوح اندر باو کیشتی بسافت ، و صندل گوار پی شخربانت ، و دبیا بانی کہ چاہ و آب نیت ، و یکنہ شتی چ  
 نادان ابلیت ، و آن کی میگفت ای شتی تبار ، و وان کی میگفت یرش ہم ببار ، و آن کی میگفت و نبالش  
 کثرت ، و وان کی میگفت پشیش کثرت ، و آن کی میگفت پالاش کجاست ، و وان کی میگفت پایش کثر  
 چراست ، و آن کی میگفت کین مشک ہتی ست ، و وان کی میگفت کین خربہ کیت ، و آن کی میگفت جو چون  
 میخورد ، و در بارت کی بنزل می برد ، و آن کی میگفت بیکاری نگریا شد می فروت عقالت شذر سر ، و  
 ہیگفت این بغوان خداست ، و این بچہ کہا سخن اگشت کاست ، بمعنی کثر و کثر مبدل کج و ثرای کثر و کثر  
 ظفر و خر و دروغ و خوشاد حضرت نوحؑ نے جنگل میں کشتی بنائی سیکڑوں شل گودا سٹے استنار جنس کے ڈھرنے  
 جیسا کہ قرآن مجید میں و یصنع الفلک و کلما مر علیہ ملا من قومہ سخن دامنہ اور بنانا تھا وہ کشتی اور جبوقت کہ

کہہ رہے کوئی کردہ اہل قوم سے جو ہستے اور تسخ کرنے تھے اور کہتے کہ ایسے بیابان میں چنانہ کنواں پانی  
کشتی بناتا ہو کیسا بھان ہر او کیسی ہو قوفی ہو ایک کہتا تھا اس کشتی و ڈور ایک کہتا تھا کہ اسکے ذرا پر بھی پانی ہو  
کوئی کہتا تھا دن بالہ اسکا کچ ہو کوئی کہتا تھا کہ پشت اسکی کڑھ ہو کوئی کہتا تھا پالان اسکا کمان ہو کوئی  
کہتا تھا کہ اسکے پانوں کیوں ٹپڑے ہن گویا اسکو گدھا ٹھہراتا تھا ایک کہتا تھا یہ تو ایک غالی لشک ہو  
کوئی کہتا کہ یہ گدھا کیسے واسطے ہو ایک کہتا کہ یہ گدھا دانہ کیسے کھاتا اور اگر دانہ نہیں کھاتا تو تیرا جو  
نزل پر کیسے لیجا ہو ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیگاری ہو یا شدت بڑھائیے سے عقل تیری سر سے جاتی رہی  
حضرت فوج کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہو تمہارے تسخ سے ہر گز کم نہو گی نہ گھٹے گی جیسا کہ قرآن میں در باب  
تسخ مائل ہو قال ان تسخروا منا فانا منكم کما تسخرون سوف تلونن یا تہ غدا بخیرہ وکیل علیہ عذاب مقیم  
لہما فوج مے اگر تسخ کرنے جو ہے سو بیشک ہم بھی تسخ کریں گے تھے جیسے تم تسخ کرتے ہو پس قریب جان لو گے  
تم اسکو کہ آتا ہو وہ انقضیت کر گیا وہ اسکو اذلال ہو گا اسپر عذاب ہمیشہ کا الخلاف شرح میں بجائے  
اس کشتی کے اس کشتی لکھا ہو

فکر اسکا کہ گڑھا کھودتا تھا اور کہتا تھا وھول بچا ہا ہون

قوله این مثل بشنو کہ شب دندنی حنیدہ و درین دیوار حفرہ می برید نیم بیداری کہ اور بخور بود و طفق استہ اس  
می شود و رفت برہم و فرو و آوینت سر و گفت اور در چہ کاری اسی پیرد خیرا شد نیم شب پسکینی و تو کوئی  
نفتا و ہلن ای سنی اور چہ کاری گفت میگویم دہل گفت کو با بگ و ہل ای بوسل گفت فردا بشنوی  
این بانگ ادھر و یا حتر و اویتا ہن چو قلم بشنوی بانگ دہل و آفرمان واقف شوی بر جزو کل آن  
بر وقت و گزیرہ ساختہ و سران کی را تو ہم نشا ختہ و در غلط افتادہ اسی نیم خام بختہ شود آتش اور اسلام  
معنی قرآن میں کہ موافق ذکر صدر کے ایک مثل مجھے اور میں لے کہ ایک چور سرکش نے ایک دیوار کی  
بڑھین نقب لگایا ایک نیم بیدار کہ بخوری سے کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا اُسے اسکی کھٹ کھٹ جو آہستہ آہستہ  
کر رہا تھا سنی اور نصیحت پر گیا نیچے کہ سر لشکا کے اس سے کہا کہ او پر کس کام میں تو ہو کیا کر رہا ہو خیر تو  
اس نیم شب میں کنواں کھودتا ہو تو کون ہو کہا دہلن ہون ای رفعت و بلندی والے پوچھا کیا کام  
کرتا ہو کہا وھول بچا ہا ہون کہا ای بوسل وھول کی آواز کمان ہو جو بوسل بیٹے ای باب را ہون کے کہ  
نئی نئی راہیں نکالتا ہو کہا کل سس آواز سن لینا کہ غریب یا حتر و اویتا کا پلندہ ہو گا آب قول خنیں اشیا کا  
ہر وہم تو پہلے اب تو جب آواز دہل کی سنیکا اسوقت واقف ہو گا جو کچھ جزو کل ہو کہ وہ دروغ و کرا اور  
بناد ہو ورنہ تو نے اس کج بجا بھیج دیں نہ جانا غلطی میں پر گیا میں او ادھر کمرے پختہ ہوئی اسکی آگ میں اور سارا اسلام

جواب اس مثل کا جو شکروں نے کہی تھی رسالتِ خُرد گوش اور پیغامِ صلح جانبِ ماہِ آسمان سے  
 قولہ سرانِ خُرد گوش دان دیو فضول کہ پیشِ نفس تو آمد رسول تاکہ نفسِ کول را محروم کر دے ز آبِ حیوانے  
 کہ از وی خطر خورد و باز گو نہ کر و ہمیشہ را کفر گشتی مستعدِ شونیش را اضطرابِ ماہِ گفتی و زلال کہ تیرسانہ  
 پیلان را شغال قصہ خُرد گوش چل گری و آبِ خشیت پیلان زمرہ و اضطراب + این چہ باشد آخرای کو کفر  
 بامی کہ شد ز بونش خاص و عام + چہ و چہ آفتاب و چہ فلک + چہ عقول و چہ نفوس و چہ ملک + چہ وحوش و چہ طیور  
 چہ جا و چہ ملک و چہ گداز و چہ کتب و چہ بلا و چہ جبال و چہ بحار + چہ و چہ سال و چہ لیل و نہار + چہ ترابِ آب و چہ  
 و چہ نار + چہ حریت و صیغہ و چہ وی چہ بہار + جلا اندر حکم و در فرمانِ اوست + ہچ کوئے در خمِ چکانِ اوست +  
 آفتابِ آفتاب + اینچہ میگویی مگر ہستم خواب + صد ہزاران شہر ختمِ شہان + ہرنگون کردستای بہ گونہ  
 کوہ بر خود می شکافد صد شکاف + گردایشان ماہ و خوار اندر طواف + ہستم مردانِ شک گردانند سحاب + ہستم  
 مردانِ کرد عالم را خراب + ہنگر دایمی مردگانِ بی منوط + در سیا شگاہ شہرستانِ لوط پیل خود چہ بود کہ تہ  
 مرغِ پیران + کہ نقتد آن پلکانِ را آستوان + اضعف مرغانِ ابا بلیت و اوبیل + ابریزبِ زیر و زنج  
 المعنی خنوطِ خوشبوین جو مردہ کیو اسطے باین نفوسِ جانین اور + وحین فرماتے ہیں تو نے جو خُرد گوش  
 پیل کی مثل کہی اسکا بھیہش کہ اُس خُرد گوش کو ایک دیو فضول جان کہ اُسے تیرے نفس کے سامنے  
 آکر کہا کہ میں رسول ہوں تا تیرے نفس کول و احمق کو اُس حیوان سے جسکا یا فی خضر نے پیا اور یہی  
 عمر پانی محروم رکھے تو نے اس کے معنی ہی لوٹ دیے یعنی اس کے کہاں ہیں جو تو کہتا ہو تو کو کفر کہتا ہو  
 اور کفر کا نتیجہ آخرت میں عذابِ عقاب ہے اٹھانے پر مستعد ہو تو نے کہ آواز کا اضطراب جو آب  
 زلال میں پیدا ہوا اُس سے شغال نے پیلون کو ڈرایا کہ وہ بھاگ گئے اور خُرد گوش ماہ اور کجا  
 لایا اور اُس سے خوف ہاتھیوں کا ماہ کے اضطراب سے بیان کیا اتو تمام زور امد ہو گیا خیر ہوش  
 ماہ کے مقابلہ میں جس سے سارے خاص عام عاجز اور دبے ہوئے ہیں کیا ماہ اور کیا آفتاب اور کیا  
 فلک اور کیا عقول عشرہ اور کیا ارواح اور کیا ملک اور کیا حشر اور کیا علیہ ہو کیا جادو اور کیا بادشاہ اور کیا  
 گد اور کیا کتب و اور کیا شہر اور کیا پہاڑ اور کیا دریاہ اور کیا شہر کیا زمین کیا فانی کیا با  
 کیا آتش کیا گرمی کیا جاڑا کیا خزان کیا ہمار چہ اسکے حکم و فرمان میں ہیں اور گنبد کی طرح سب اسکے  
 خم چوکان میں چاہے جدھر اٹھو چہاں آفتاب ساری مخلوق میں از سرِ اعظم و اشرف ہو اور وہ ایسا  
 آفتاب ہو کہ اس آفتاب کے آفتاب ہر قسم کے آفتاب اول مراد است اسی سے انسانی نور آفتاب  
 اور ثالث ذاتِ آفتاب چہ کہتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوں جو اسکو آفتاب سے تشبیہ کرتا ہوں کیا میں



سوئے میں برآنا ہوں ہوشیار نہیں ہوں جو ایسی سوراو بی کرتا ہوں کہاں وہ کہاں آفتاب کہ اُس کے  
مقابل ایک ذرہ بھی نہیں آوے بدگوہر ولا کھوں شہروں کو اس بادشاہ کے خشم غلبے سے گلوں کر دیا  
جیسا کہ فرمایا و کم من نور تیرا بلکنا بہت قرین کہ بنے انکو ہلاک کیا شہان میں الف نون دائرہ ہو کہ وہ راہ  
آسمان سے بیٹے آسمان اُسکے حکم کی ہیبت سے سیکڑوں شگاف اپنے پیچ میں پیدا کرتا ہو کہ انھیں کے  
اگر آفتاب و ماہتاب طواف کرتے ہیں اور پھرتے ہیں اُسکے خشم کا تو کچھ کہنا ہی نہیں جو مرداکی  
راہ کے ہیں لکھنا این خشم ہے کہ بدل کے جگر کا پانی خشک ہو جائے اور اُنکے خشم نے ہی عالم کو فراب  
ویران کیا جو تمام مردوبے خطوط غور کرو اور دیکھو شہرستان لوط کو کہ وہ سیا سنگاہ ہو کیسے لوط پوٹ  
کر دیے گئے تمام پیل کر رہے ہو پیل ہو کیا چیز دیکھو تین پرندوں نے کیسے بڑے بڑے ہاتھیوں کی  
پڑیاں کوٹیں جو ابرہہ کے ساتھ تھے تفرغ سے مراد قتل ہو نہ عروہ میں سو جو تو کیسے ضعف مرغ اہل اور  
جنے ہاتھیوں کو ایسا پھاڑا چر اجمار و محال الخلاف شرح میں دو شعر جو پہلے اس حکایت کے  
آخر میں حکایت سابق کے بھی لکھے ہیں یعنی مکر میں تو کہ کیت کو نشید آں طوفان نوح و یہاں انگور و  
روح و موج شان شکست و اندر آب ریختہ ذرہ ذرہ آب شان بر می گیت کیت کو نشید احوال شود  
و انکہ صبر عبادان رامی ربود چشم باری در چنان پلایان کشا کہ بد نہی پل کش اندر و غنا و آسپناں پلایان  
و شایان ظلم و زیر خشم دل ہمیشہ در جرم تا ابدار ظلمتے در ظلمتے میروند و نیت غوث و جنتے و نام نیک  
بد مگر نشیدہ ایہ جلد ویند و شانا ویدہ ایہ دیدہ رانا دیدہ می آرید لیک چشم تا زوا کشاید مرگ نیک  
اگر دو عالم پر بود خورشید و نور و چون رومی در خلعتی مانند کورد بی نصیب کی ازان نور عظیم و بستر روزن  
باشی از اہ کرم و تودرون چاہ فرستی ز کاخ و چہ گندہ دار و جہا نہای فراخ و المعنی نمود نام ایک شخص کا  
نسل نوح علیہ السلام سے انکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ سبب نافرمانی کے آگ کے عذاب سے جلے عاد  
بھی نام ہی ایک شخص کا نسل حضرت نوح سے انکے ہو پیغمبر تھے کہ طوفان باد سے ہلاک ہوئے غوث بالفتح فرما  
و فرماید پس یہ بھی قول نہیں انبیا کا ہو کہتے ہیں کون ایسا ہو جنے ذکر طوفان نوح کا نہیں نیا لڑائی  
انہوں کے لشکر و روح کی نہیں پس روح سے مراد حضرت موسیٰ باعتبار پاک جلالی کے کیسا موج نے انکو  
تیر پھوٹ کے پاؤں کے کیا اور بیانی نے اُنکے ذرہ ذرہ کو توڑا اور کون ہو جنے احوال خود کا نہیں  
کہ آگ سے انکو جلا دیا کیسے باوجود ان کو اٹھا اٹھا لیا تھی اور زمین پر شکست تھی ایک بار تو انھیں کل  
اور ان ہاتھیوں کو دیکھ جو لڑائی میں تھے کہ انکا کشندہ کون تھا کیسے پیل تھے اور کیسے اُنکے کشندے  
تھے یہ ایک نیر خشم دل اور رجم ہیں اور اب تک ایک ظلمت سے دوسری ظلمت میں پہنچا



نہ کوئی فرمایا پس نہ مطلق رحمت آنگے حال پر اب بطور ظفر کے کہتے ہیں کہ تم بھی اسے کیا جانو تھے تو  
 نیک و بد کا نام بھی نہیں سنا چاہے اور سچے دیکھا ہو مگر تھے کچھ نہیں دیکھا تھا لاکھ بچہ دیکھا لیکن ناویہ  
 بنتہ بوٹھر و تھاری اکھیں مرگ غوب کھول دیگی اگر دونوں جہان نور شیدہ نور سے بھر جائیں جو مراد ہریت  
 سے ہوا تو اندھے کی طرح ظلمت میں چلے جو عبارت ضلالت سے ہر توتو اس نور عظیم سے بے نصیب ہو  
 اور اس کو کریم سے اور بن بستہ اس کے کہ تو خود کلخ چھوڑ کے چاد میں گھسا ہو جہان فلخ کا کیا گناہ وہ تو  
 نیک نہیں قولہ جانکہ اندر وصف گرگی مانا و چون بہ سیز روی یوسف را کو بکن داودی سنگ کہ سیٹ  
 گوش آن سنگین و لانش کم شیدہ آفرین بر عقل و بر انصاف با و ہر زمان و اللہ اعلم بالارشاد و صدقوا  
 رسلا کرانیا سب باد صدقوا و حاسبا ہا من سب باد صدقوا ہم ہم شمس طالعہ یمنو کم من مخالفی و القاعہ  
 صدقوا ہم ہم بدو نہ را ہر قیل ان یقو کو با لساہ و صدقوا ہم ہم مصلیح الدبی ما کر و اہم ہم مفتاح الرجبہ  
 صدقوا من لیس یہو اخیر کم بلا تعلقہ لا تصد و غیر کم پارسی گویم ہین تازی بیل سہ وی آن ترک باش  
 از جان دول یعنی یہ مثالیں بھی کلام سابق پر ہیں کہ جو جان کہ ہمیشہ وصف گرگی ہین رہی ہو وہ  
 یوسف کی صورت کو کیسے خوبصورت کیچکی دیکھو بکن داودی سنگ و کو و تک پہونچا اور آن سنگین و کو  
 کانون نے نہیں سنا یعنی تھرا شہزادہ ہوا اگر یہ منوے جس ہر دم تھاری عقل و انصاف پر آفرین ہو کیسا  
 بڑا کام کیا کہ انبیا کی بات دُستی اور اللہ رشد و ہدایت کا خوب جانتے والا ہوا اب مولانا مر فرماتے ہیں  
 کہ او اہل سبا ان رسولون کرام کی تصدیق کرو اور تصدیق کرو ان روحوں کی جنکو اُس نے اپنی قید میں کیا کہ  
 اس عالم سے اور تصدیق کرو انکی کہ وہ آفتاب و شمس ہیں کہ امن و یگے وہ تمکو زبان و رسوائی کے  
 موقوفوں سے قیامت کے دن اور تصدیق کرو کہ وہ بدر روشن ہین قبل اس سے کہ وہ ملاقی ہوں گے  
 زمین جشرین اور تصدیق کرو انکی کہ روشن چراغ اندھیرے کے ہین اور بزرگی کرو انکی کہ وہ کہبیاں  
 امید کی ہین اور تصدیق کرو انکی کہ امید وارتھاری خیر کے نہیں ہین اور گراہمت ہوا و تغیر کو منع  
 کہ وہ اب فرماتے ہیں کہ ہم تو پارسی گوہین پارسی کہتے کہتے عربی کہنے لگے اب عربی کو چھوڑیں اور  
 اپنے ترک کے جان دول سے ہندو غلام نہیں

### بیان معنی حزم و مثال مرد حازم

قولہ ہین گواہیہا می شاہان بشویدہ بکر ویدہ نکساہا بکر ویدہ یا بجال اولیناں بکر ویدہ یا سہم گنج  
 بحر مخی پر پریدہ حزم چہ بود و دوتہیرا احتیاطہ اندو وان گیری کہ درست از خبا طہ آن کی گوید و نہ  
 ہفت روزہ نیست آب و سہت گیگی پی سوزہ وان گر گوید دروغت این زبان کہ بہ شب چہرہ رسانی روا ہے

حرم آگن باشند کہ برگیری تو آب آتار ہی از تنس و باشی و صواب ، اگر بدو در راہ آسین را بریزد و بر باد  
وای بر مرد متین ، ای خلیفہ زادو گمان وادی کنید ، حرم بہ روز میعاد کی کنید ، آگن عدوی گرد پرتان کہ گشت  
سوی زدنش رعیتیں کشید ، آگن شہ شطرنج دل رما ت کرو ، از بہشت ہنجر آفات کرد ، چند جا ہندش  
ا گرفت اندر برود تا بکشتی درنگدیش روی زرد ، و یخنین کردت با آگن پہلوان بہست سستش منگرید  
ای دیگران ، ما درو بابا ہی مارا آج سودہ تاج و پیرایہ بچا لاکی رہو ، کردشان آنجا برہنہ خوار و زار ،  
سالمہا بکرسیت آدم دار زار ، یعنی خجروار ہو جاوگو ایساں شاہون کی جو پیغمبر ہیں سنو ایسے گواہ کہان  
ملنگے اور سابقہ آگن ہر ایمان لانے ہیں تم بھی ایمان لاؤ یا آد لین کے حال پر غور کرو کہ آگن کے  
کیا حال ہوے یا آخرین کی طرف حرم و ہوشیاری کے ساتھ اڑو حرم جانتے ہو کیا پیغمبر و تدبیر ہیں  
احتیاط کرنا اور دونوں سے اسکو اختیار کرنا جو خط سے دور ہو شکار ایک شخص کو تا ہو کہ اس آدین  
سات دن تک پانی نہیں ملتا اسلیے کہ پانی وہاں مطلق نہیں جو ریت پانوں جلائے والا ہو اور  
دوسرے کہ تا ہو کہ یہ جموٹ ہو تو بہان رات کو ٹھہر گیا چشمہ روان دیکھ گیا آب حرم یہ ہو کہ تو پانی اپنے  
ساتھ لپی تو غوف سے چھوٹے اور صواب سے قرین رہے جس گراہ میں پانی ملے تو اسکو بھیچے  
اور جو نہ تو واسے مرد متین پر ایسا سازگار پر جو حق حرم سے ہو آد خلیفہ زادو میٹھا ہوئی آدم کو سوا  
بوجب اتنی جاعل فی الارض خلیفہ کے آدم کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا ہو خوب داد کرو اور عدل سے  
مشقا و زہد اور درویشیا دیکھو اسطے حرم ہی لاؤ وہ دشمن جسے تمھارے باپ سے اپنا کینہ لیا کہ وہ شیطان  
ہو اور باپ آدم اور علیہین ۔ یہ اس پر انداز کہ طیف کھینچا زندان دنیا موافق الدنیا سجن المؤمنین دنیا  
زندان المؤمنون کا ہوا و نسبت دشمنی کے خود خداے تعالیٰ نے فرمایا ان ہذا عدو لک لزد جبکہ آدم  
یہ ابلیس ترا اور نیری زوجہ کا دشمن ہو اسی نے انکو جو بادشاہ شطرنج ول کے تھے مات کیا اور بہشت  
سے نکال کے بیکاری اس آفات کا بنایا انکی لڑائی میں کتنی جگہ اسنے دانو چلائے یہاں تک کہ ایک  
کہیت میں دے زرد انکو کچھا رہی ڈالا یہ کہیکے یا آدم مل دلاک علی شجرۃ الخلد و ملاک لایلی ای آدم  
راہ تباون تنگو درخت نخل پر جس سے ہوشیار ہیں رہو اور وہ ملاک پوچھ پڑانا ہی ہو اب جانا تنے لے  
ایسا کام آگن پہلوان کے ساتھ جو دشمن ہیں کیا ہو پس درون کہ ہم جتانے دیتے ہیں کہ ہکو سست  
رست دیکھو یہ دوسرا ہر چیز میں چھوٹے مان باپ دونوں کا تاج و لباس چھین لیا اور چالاک سے  
بنگیا جیسا کہ قرآن میں ہے جو فرعون لہا الشیطان لعیب ہی لہا دوری عنہا من سواہما سو سو سے میں الا  
آگن وہ زمانہ کو شیطان نے غرور سے جو کچھ چھپایا گیا ہو انکی عورات سے یعنی ننگے ہو جائیں

اتنے انکو وہاں پر پہنکا اور نوار و ناز کہ آدم برسوں اس علم سے زار زار روئے رہے منقول ہو جب گندھ  
 انھوں نے کھایا کھلے بشتی انکے جسم سے چھٹ پڑے ننگے ہو گئے بھاگتے پھرتے تھے اور درختوں کے  
 پتوں سے آپ کو ڈھانپتے تھے اختلاف شرح میں پائے سوز کو شہزاد لکھا ہوا اور ددی کو وادی ۔  
 قول کہ زرا شک خیم اور دیکھ نہت ۔ کہ پرا اندر بیدہ لاس تبت ، توقیاسی گیر طریش ۔ کہ چنان سر  
 در کند زویش ۔ اندر کو کل پرستان از شرش ، تنخ لافنی دنیا اندر سرش ۔ کہ ہی بیدہ شمارا رکیں مکہ شہا  
 اور انی پیندین ، دوا نما صیادریز و داناہا ، دوا نپیدا بشہ و پناہ ، دغا دہر کجا و اندہ دیدی الحہ ذرا  
 تا بہ بند و دام بر قوبال و پر دچو نکہ دانہ دیدی بگریزای حمامہ و رہ چون خودی در افتادی بلام و شاہ  
 کو تبرک دانہ گشت ، وزیریا من قدس بہر گل شکفت ، ہمہ بیان قانع شد وادام بست پیچ دہے  
 پرویش ، انبت ، المعنی او پر جو فرمایا ہو کہ برسوں روئے اب اس روئے کا بیان ہو کہ انکے روئے  
 سے گھاس جہم اٹھی اور جو ہر صورت سے زاری کرتے تھے قبول نہیں ہوتی تھی لہذا کہتے تھے کہ انکی ہر  
 دقتر میں کیسی لاسبت ہوئی ہو آخر کار جب کچھ کلمات رب العزت ہی سے انکے قاب پر آقا ہوئے انکے  
 موافق کر یہ وزاری کی تب توبہ قبول ہوئی چنانچہ قرآن مجید میں منقول ہے کہ رب کلمات قنابل  
 انہ ہوا التوا بآلہم پس کچھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں سوئوہ کہ ٹیپر بیشک وہی جو معاف  
 کرنے والا اور مہربان اب توقیاسی کر اسکا طاری کو لایا یہ بطن جگہ انہا کے بحال ہوا جو اس سے  
 اندر کرتے ہیں چو احوال پرستو پیستہ تن پر و داسکے شہت او تہی احوال کے سر پر رتے ہو کہ یہ  
 شکو گشت ، نہ تاک رہا ہو اور تم اسکو نہیں دیکھتے ہو موافق خواں ہدایت کے کہ نہ یہاں ہم قبیلہ  
 من حیث لا تر و نمہ بیشک دیکھتا ہو وہ شکو اور اس کے کہ وہ اس نہایت سے کہ تم اسکو نہیں دیکھتے  
 ہمیشہ صیادوانے کچھ تار تہا ہو لیکن دانے ظاہر ہونے میں اور پوشیدہ و خامس تو جہان دانہ و شہا  
 اس سبب چتا تیرے بال و پر کو دام نہ اندھا ، لہذا احوال جامہ جہت خود دیکھنے کے وہاں سے بھاگ  
 اور اگر تو نے کھالیا تو جان لے کہ جال میں پھنس گیا کیسا خوش و مرغ ہو جسے ترک دانہ کا کیا اور پنا  
 قدس سے اس کے واسطے گل کھلا اور وہ اسی گل کی جو سو گھ سو گھ کے رہا اور اسی پر قانع ہو کر وادام  
 چٹکیا پھر کسی دام نہا اسکے بال و پر نہا نہتہ اختلاف پہلے شعر کے معنی شرح بحر العلوم میں بھی لکھے  
 اور میں نے بھی نظر میں انکو بھی غور فرمایا انکو بھی میں انکے معنی کما شاک لگوئی وہاں دل ناپے شرح میں کچھ لکھے

و خاصت حال اس مرغ کی کہ خرم کو خرم ہو اسے ترک کیا

قبولہ باہر غے فوق دیداری شہت + دیدہ سوی دانہ و دامی بہت یک نظر او سوی محرامی شہت

ایک نظر حرصش بدادہ می کشیدہ این نظر با آن نظر چالیش کردہ ناگمانی از فرد خالیش کردہ رفت و روانہ  
خود و داندہ دام ماندہ صائمہ شگشت و بخورد و کام راندہ با مرغی کان نزد در گذشتہ و دان نظر کند  
و بر صحران گماشت و شاہ پر وبال اوخت آنہ تا امام جلد آزادان شدہ و ہر کہ اورا مقتدا سازد و برست  
در مقام امن و آزاد می نشست و از آنکہ شاہ مازنان آمد و لیش ہتا گلستان و چمن شد و نیش و حزم ازہ  
راہنی و اورا ہنی و حزم و اینچنین کن گریختی تدبیر و عزم و بار بار در دام حرص و قنادہ و حلق خود را در بریدن او  
بازت آن تو آب لطف آزاد کردہ و توبہ پذیرفت و شاہ را شاہ کردہ و گفتان عدتم کہ اعدا نکند و نخن و وجہ  
الافعال با ہر ازہ المعنی چالیش خرامیدن تو آب تشدید و او توبہ پذیرندہ نیستہ ایک مرغ کسی دیوار پر مٹیھا  
اور نگہتین طرف دانہ مع دام کے لگائین یعنی اس دانہ کے ساتھ دام بھی تھا و او حسین معیت کی ہوا  
ایک نظر تو اسکی صحران کی طرف تھی کہ اڑ جاؤں اور ایک نظر حرص کی تھی وہ دانہ کی طرف مچھنتی تھی کہ  
اسپر گزرن آخر اس نظر نے جو اس نظر کے ساتھ فراموش کیا تو یکا یک اسکو خورد سے خالی کردیا کہ یہ دانہ  
پہ گیا اور دانہ کھایا اور جال میں رہ گیا شکاری نے اسکو مارا کھایا اوکا مران ہوا اور وہ مرغ بنے  
اس تردد کو چھوڑا اُسے دانہ سے نظر اٹھا کے صحران کی طرف متعین کی وہ شکار و ہوا پر وبال اس کے  
اُس کے واسطے نجات اسی سبب سے وہ جلد آزاد و دن کا امام ہوا جو کوئی اسکو اپنا امام بنائے وہ بھی  
چھوٹ جائے اور مقام امن و آزادی میں مٹیھے اس سبب سے کہ جو لوگ حزم والے ہین دل اسکا اُن  
سب کا بادشاہ ہوا سب وجہ سے گلستان اوچین اسکا گھر و اس سے حزم راہنی وہ حزم سے راہنی بس اگر  
تو کوئی عزم و تدبیر کرتا تو ایسا ہی کرتو بھی بار بار دام حرص میں پھنسا ہوا رہا اپنا حلق بیدین کے حوالہ کر دیا  
پھر بھی بھکھو اسکے لطف توبہ پذیر نے آزاد کر دیا توبہ تیری مان لی اور بھکھو شاہ کیا اور اسی سبب سے  
کہا ہوا کہ جیسے تم لوٹو گے ویسے ہی ہم لوٹینگے یعنی جو گناہ سے توبہ کی طرف لوٹو گے ہم قبول کرینگے اور بخش  
دیگے اور اگر توبہ کے بعد گناہ کی طرف لوٹو گے ہم اسکا بدلہ لاکرینگے اور سزا دیگے ہننے اٹھاؤں کو معرفت جزا  
کیا ہوا جیسا کہ فرمایا ہے کہ ان یہ حکم و ان عدتم عدنا قریب ہو کہ رب تمہارا تپہ رحم کرے اور جو پھر لوٹو گے  
تم بعد رحمت کے توبہ لوٹینگے بدلہ میں انخلا و شرح بحر العلوم میں صحران می کند یہاں سے یک نشید لکھا ہوا  
قولہ چونکہ جفتے را بر خود آورم آید آن جفتش روانہ لاجرم و جفت کریم این عمل را با اثر چون رسد جفتے  
رسد جفتے و گرد چون باید غارتی از جفت شوی و جنت می آید پی او شوی جوی و بار دیگر سوی این ام آید  
خاک اندر مہ توبہ را دیدہ بازت آن تو آب کی شود آن گرہ و گفت ہن بگریز این سو پامنہ باز چون پو  
فسیان بریدہ جان تازا چاہتا تش کشید کہ کن کن این پروانہ نسیان و شکہ در پر سوزیدہ ہن گرتو کی

چون رہیدی شکر آن باشد گنج + سوی آن دانہ نداری پیچ و تا ترا چون شکر کوئی بخشد او را و زیست  
 بی دام و بخت و عدد و شکر آن نعمت که تان آزا د کرد و بخت حق را بایدا کرد و چند اندر رنجا دور بلا  
 گفت از دوا هم پاکس ای خدا تا چنین خلعت کفر احسان کنم خاک اندر بیدار شیطان رزم + چون صفت  
 واد حق از امتی آن رہی نستی کہ بودی همچنان + چون بر کاروت فراموش کردیش + جان خود در دست  
 و پیش کردیش + معنی یعنی بموجب و جانا الفعالت الخ کے فعل چہا کا زوج ہو اور جزا فعل کی مجرب  
 ایک بخت کو ہم اپنے پاس بلا نیلگے یعنی کوئی فعل ماضی میں لائینگے تو دوسرا بخت اسکا ضرور نکلے  
 جو جزا ہی مناسب عمل کے سبب اس عمل با اثر کہ ہم بخت ہوے اس سبب سے کہ سبب ایک بخت آتا ہی  
 تو دوسرا ضرور آتا ہو جب نے غارت اس بخت کے چھین لی تو وہ بخت شوی ہو جو اسکے پہچھے آئے  
 اسکے سبب سے چوترا اس دام کی طرف رجوع ہوے اور تو بہ کی آنکھوں میں تنے خاک ڈالی پھر اس  
 تو بہ پذیر نے وہ گرہ تیری کھول دی اور شکل آسان کر دی اور کہدیا کہ خبر دار یہاں سے بھاگ جا  
 اب کبھی قدم ادھر مت رکھنا بعد اس فمائش کے نسیان کا پروانہ تمھارے پاس آیا اور اسنے تمھاری  
 جان کو آتش کی طرف کھینچا تو فمائش تو اب کی مت بھلا اور اس پروانہ نسیان و شک ہی کو کھوے  
 اور اپنے بلے ہوے پروں کو جو ایک دفعہ بل چکے ہیں دیکھے رہ اور شکر گزار ہو کہ تجھ کو اس دام سے  
 چھڑایا پس شکر ہی ہو کہ پھر اس دام کی طرف ہرگز رغبت نہ کر او پیچ پیچ میں نہ ڈر جب تو اسکا شکر گزار ہو گا  
 وہ بھگور وری بے دام و بخت و دشمن کے بخشے گا شکر اس نعمت کا کہ اسنے تمکو آزا د کیا سی ہو کہ نعمت  
 حق کو یاد کرو بھولونیں جسے رنج و بلا میں دل سے کہتے تھے کہ ایذا ہو اس رنج و بلا کے دلم سے  
 چھڑا اگر پھر ادگیا تو تیری بندگی کرینگے اور تیرے واسطے احسان کرینگے جیسے کہ نذر وغیرہ مانتے ہیں  
 اور شیطان کی آنکھوں میں خاک جھونکینگے جب نے تمکو اس امتحان و بلا سے خلاصی بخشی تو ویسے ہی  
 ہو گئے جیسے تھے اب جو اسنے چھڑوایا تو اسکو بھول گئے اور اپنی جان کو مست و مہوش بنا لیا کہ کچھ  
 مانتے ہی نہیں الخلاف شرح جو العلوم میں اس پر وانیہ کو اور پروانہ لکھا ہو

حکایت نذر کرنا کمون کا ہر جاٹے میں کہ جب گرمی آئی تو جاڑوں کیلئے گھر بنائینگے  
 تو کہ ایک درستان چچ کر دہ استخوانش + ہر جم سرا غر دکر واند چانش + کو گوید کا منقدر تن کہ منم خانہ از سنگ  
 اید کرد نم + چونکہ تابستان بیا پس سچنگ + بہر سرا خانہ سازم ز سنگ + چونکہ تابستان بیا دلا ز کشاڈ  
 استخوانا پس کرد و پست شاد + ز رفت گرد و پاک شد در سایہ + کما ہلی سیر می غری خورایہ + گوید او چوں  
 زفت بہند خویش را + در کدای خانہ گنج ہی کیا + گویش ل خانہ سا + ای عمو + گوید و در زمانہ گنج گوید





نعمت خیرون کو بخشہ گا اور سیرہ کے طعام و قفل حق سے لوش کر گیا تو مجھ سے یہ حکم نواری و گمانی اہل باقی برکی  
 تم اپنے بخشہ کی نعمت کا شکر کرو تو اپنے منہ پر ش کے سر کو نہ توڑو یعنی جسٹہ تمہارا بندہ ہے کرنے نہ پائے منہ پر  
 بہل منجوق ماہو علم شکر کی کشش والا ہو کہ نعمت وافر تو کو اپنی طرف کیسے چتا ہو اور کفر نعمت کا آدمی کو  
 کا تو کرتا ہو جیسا کہ فرمایا کہ شکر تو لازماً کم و بیش کفر نعم ان عذابا لشدیداً اگر شکر کرو گے ہم نعمت تمہاری بڑھائیں  
 اور اگر کفر کرو گے تو ہمارا عذاب بھی سخت ہو گا فرہین فتحہ کا بھی جائز ہو الخلاف شرح پیر العلوم  
 شکر بارہ بار مودہ لکھا ہو بارہ یعنی ایسا بارہ کے معنی تو چھ کو خوش نہیں پرچیم کو برچیم خوش کو خوش لکھا ہو  
 منع کرنا منکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت اور حجت لانا موافق طریق جبریل کے  
 قول کہ قوم گفتند ای نضوحان بس ہوا۔ اپنی گفتیدار ورین وہ کس بود و قفل بردہا می ابنا و حق  
 کس نہ اندر و بر خالق سبق و نقش این کرد ان تصویر گرہ این خواہ شد بگفت و دود گرہ سنگ اصل  
 گوئی عمل شود کہ نہ راحد بار گوئی باش نوہ خاک را گوئی صفات آب گیر آب را گوئی غسل شویا کہ شیر  
 نار را گوئی کہ نور محض شو، پشہ را گوئی کہ سوی ماہور و قاب را گوئی کہ در پاک شو، یا کہ اکیر سے شو  
 چا لاک شویا چ از ان اوصاف و دیگرگون شوند آب کی گرد عمل می از جنہ، خالق افلاک و ہسم  
 افلاکیان، خالق آب و تراب خاکیان، آسمان را واد ووران و صفا، آب و گل اترہ روئی  
 نام کی تواند آسمان در وی گزیدہ کی تواند آب و گل صفوت خریدہ مستی کر دست ہر یکے ار ہے، کئی  
 کئے کرد و یکدست چون کئے، المعنی نضوح بسیار نصیحت کنندہ پھر رجوع ہو طرف و کراہل سہا کے کہ قوم  
 نے کہا اے نضوح تو ہم بڑے ناصح ہو جو کچھ تنے کہا اگر اس گا توں میں کس سے یعنی اس مذہب مشرب کا  
 تو اسکو یہ نصیحت کافی و بس ہو لیکن ہم کیا کریں ہمارے ولوں پر تو اللہ نے قفل لگا دیا پھر تم ہی  
 بتاؤ کہ خالق پر کبھی کوئی بھی سبقت لیگیا ہمارا تو نقش ہی اُس تصور نے ایسا بنا دیا یہ تمہاری گفتگو سے  
 کیسے بدل جائیگا تم پھر سے سیکڑوں برس کہتے ہو کہ لعل ہو جا اور پانے سے سود فوہ کہو نیا ہوا  
 تو کیا وہ لعل اور یہ نیا ہو جائیگا خاک سے کہو کہ پانی کی صفت اختیار کر لیا آپ سے کہو کہ شہدہ ہو جا  
 یا شیر ہو جا تو کیا وہ ہو جا نا ہو نا کہ نور محض نہیں ہو کیسے نور ہو جاے مجھ کو کہ ہوا سے بھاگتا ہو کیسے  
 انکی طرف جا کے در قلب زر خالص یا اکسیر بن سکتا ہو غرض جو اوصاف جسکے ہیں اُن سے بدل  
 نہیں سکتا پانی شہدہ نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ جسے افلاک اور افلاک کی مخلوق پیدا کی ہو اور آب  
 و خاک و خاک اُن سے آسمان کو نور و صفا و گردش دی اور آب و خاک کہ تیرہ روئی و بالیدگی آگ لے  
 اس میں دوسری بات کیسے اختیار کر سکتا ہو اور آب و گل صفوت و صفا کیسے پاسکتے ہیں گزہ ہوا

گزینیان سے پہلے کرنا اختیار کرنا غرض خالق نے ہر کسی کے حصہ میں ایک راہ کی ہو پھر تیری کو خوش سے  
کاہ مثل کوہ کے کب ہو جانیگی

جواب انبیاء علیہم السلام کا جبریل بن کو

قول انبیاء گفتند کاری آفرید و صفہای کہ شان زان کشیدہ و افزید و صفہای عارضی و دائمی ہوں  
سیگر و دھنی و سنگ اکوئی کہ زرشوہیدت پس راگوئی کہ زرشوراہ بہت و ریگ اکوئی کہ گل شو عا جز  
خاک اکوئی کہ گل شو جا ز دست و رنجہ واد دست کا ترا چارہ نیت و آن مثل گنگی فطرس عہدیت و رنجہ  
وادست کا ترا چارہ بہت و آن مثل لقوہ و در و سرست و این دو اہاسانت بہر ایتیان نیت  
این در و دو واد اگر زان نہ بلکہ اعلیٰ پنجہارا چارہ بہت و چون بعد جوئی بیایان بہت و معنی  
یعنی نوشو فطرس بین مٹی ہوا عقی اما کما کوری انبیاء نے کہا کہ ان ایسے وصف آئے پیدا کیے ہیں کہ  
انے تم سرچین بکالی سکتے ہو لاکھ نین ہو سکتے اور آئے ایسے وصف عارضی پیدا کیے ہیں کہ جسے  
کبھی تم بغوص ہوتے ہو یا ہونا خوش اور کبھی نوشو و اگر رنگ سے تو کہے کہ زربو جابوہ ہوں یا اگر  
مس سے کہے کہ زربو جابوہ کی بات ہو کہ ایسا ہوتا ہو اور جوہریت سے کہے کہ گل ہو جاوہ اس سے مانج  
ہو گا کہ اس میں گل ہونے کا اصلا مادہ نہیں پھر کیسے ہو اور اگر خاک سے کہے کہ گل ہو جا تو جا نہ ہو  
رہج آئے ایسے ویسے میں جنگی علاج نہیں مشا کو بچایا یا بچایا چوڑی تاک دالا ہونا اور بہت رنج ایسے  
ہیں جنکا علاج ہو جیسے لقوہ یا در و سرس یہ دو اٹنے انھیں کے ایتلاف کیواسطے بنائی ہو لاجہرہ  
ور و در و دہیو و نہیں ہیں بلکہ اکثر بخون کے علاج ہیں اگر تو فوٹے ہو کہ گوش کے ساتھ دھوٹے تو بہت سکتے

دو بارہ حجت ان سکرون کی جبریا نہ

قولہ قوم گفتند ای گروہ پنج ما نیت زان رنجیکہ پذیر و دوا سالما گفتند زین فہون و پند و سخت و سخت  
زان بر خطہ بند کردہ و ارا میں مرض قابل ہوی و کفر از وی ذرہ زائل شدی و سدہ چون شد کتابیہ  
در جگہ گر خورد و دیا و وجای دگر و لاجرم کما س گیر و دست و پا تشکی رنشدن آن تھا و المعنی قوم نے  
کہا اس گروہ پنج ہمارا ایسا نہیں جو دوا پذیر ہو بر سین جو گنیں لوگوں نے ہم پر افسون بھونکے نصحتیں  
کیں فائدہ کیا مٹے سرورہ نہ جاری اور مضبوط ہوئی بس اگر مرض ہمارا قابل دوا کے ہوتا تو کوئی ذرہ  
انہوں سے کہہ دیتا یا ایسا ہی جیسے سدہ پڑ جاتا ہو تو پانی جاکیں نہیں پہنچتا اگر ویا پی لیکھا معام  
وہ کہاں پلا جالیکھا اسی سبب سے ہاتھ پاؤں سوچ جاتے ہیں مگر وہ پانی پینا اس تشکی کو  
نہیں پہنچاتا

پچھر جواب انبیاء کا جبر لیون کو

قول انبیاء گفتے نو میدی بدست بفضل و جنتی باری بیست + از چند کس می نشاید نا امید دوست و قزاق  
 این رحمت زبید ای بسا کاری که اول صعب گشت + بعد از آن بکشد و شد سختی گذشت + بعد نو میدی  
 بے امید هست + از پس ظلمت ہی نور شد + است + خود که رقم که شمشکین شدید و تفلیک بر گوش و بزل  
 برزید و بیچ ما را با قہ فی کار نیست + کار تسلیم و فرمانبرداریست + او بفرمودست ما این بندگی نیست  
 ما را از خود این گویندگی + جان برای امر او داریم ما را گر بر کی گوید او کارم + او حق را با کر و بے ریا +  
 میرسانیم این رسالت با شما + شیر حق جان منی را یا ز غیبت + با قبول و در تعلقش کا غیبت + در تعلقش  
 رسالتش از دست در زشت و دشمن و شدیم از بہر دوست + ما برین در کہ ملولان مستقیم + تا ز نور راہ  
 ہر جا ہستیم + دل فرو بستہ نول انگس بود کہ فراق یار و مجلس بود + ولیہ مطلوب با جا حاضرست + و در  
 شکار جنتش جان شاکرست + در دل مالا لہ و گشتے ست پیروی و پڑم و گی را را غایت + بمعنی قزاق  
 ہا لکسر کار ہند لہ پتہ کہ کہ از لوگو کہ نا امید می جری چیز ہا + امید است ہو خدا کی رحمت بی حد + اب ہر جہا  
 ایسے حسن سے کہ جسکے احسان برابر دیکھتے چلے آئے ہوتا امید ہونا چاہیے نہیں اسی کی رحمت کے قزاق  
 کو پکڑو بہت ایسے کام ہوتے ہیں کہ اول میں سخت معلوم ہوتے ہیں اور جب کشو دہن پیدا ہوتی ہو تو  
 سختی نہیں رہتی تم اس نا امیدی سے نا امیدت ہو اس کے پیچھے بڑی بڑی امیدیں ہیں اور اس ظلمت کے  
 پیچھے بہت سے آفتاب ہم خود اسکو مانتے ہیں کہ تم سخت دل ہو گئے اور گوش و دل پر قفل لگ گئے  
 تم کیا کہتے ہو کہ ہو تو کیے قبول سے کام نہیں ہو جا رہا کام تو تسلیم ہو بیٹے اس کے حکم پر کون نہاد ہونا اور  
 حکم کو کون کے پاس لیجنا جیسا کہ فرمایا اعلیٰ الرسول والاہل باغ انہیں ہو رسول کے نور کا بیچو چا ونا  
 اسی نے ہو کو اس خدمت کا حکم دیا ہو خود یہ لفظ کو نہیں کرتے ہماری جان اسی کے حکم کی واسطے ہو  
 اگر کہے کہ یہیت میں ہو ہو ہم ایسین ہو میں چاہے جے چاہے نہ جے جو حکم خدا کا ہو ہا ہر اسکی رسات  
 ہم لوگ یہ راہ رستہ ہیں تھا رے پاس سی ہو ہو ہا ہنی جان کا خون کسی سے عین ہو ہم ہی ہیں  
 ہماری جان کا مددگار سوا خدا کے کوئی نہیں ہو نہ ہو کسی کے رو و قبول سے مطالب ہم کسی سے  
 مزدوری اس تبلیغ رسالت کی انگلیتین یہ مزد بھی ہماری اسی سے ہو جیسا کہ ما ہو او جبر لا علی ہا  
 نہیں ہو ہو مزدوری ہماری + اشد پر ہم اسی اپنے دوست کے پیچھے زشت و دشمن رو شہرے ہیں کہ کوئی  
 ہو کو زشت جانتا ہو + چہاں ہماری صورت دیکھی جانا کہ دشمن آتا ہو ہم اسلی + اہ میں ملو ان سے  
 نہیں ہیں جیسے نول آدمی بغداد سے جگہ جگہ ہو ہو رہا ہو اسواسطے کہ ملول اور بستہ دل و شخص ہو ہو

کہ فراق یار کے دستان میں چرا ہوا پانا تو دل اور مطلوب دونوں حاضر ہیں اور یہی رحمت جو ہمیشہ شاکر کر رہی ہو  
 ہماری جان کی شاکر ہے ہمارے دل میں تو ایک گلشن اور ایک لالہ زار شکفتہ ہو پیری و پشیمانی کو  
 انہیں دخل ہی کمان ہر اختلاف شرح بحر العلوم میں پہلے دونوں شعر اخیر داستان صدر میں کھے  
 ہیں میں نے مناسب جان کے اس حکایت کو اپنے مصدر کیا اور ماگروہ کو باگروہ اور دل و دل و دل  
 طول میں واو عطف جو محل و دن و بی ضرورت ہر روز دل کو در و دل لکھا ہے قولہ و انما تروج انعم و لطیف  
 تازہ و شیرین و خندان و طریق پیش ماہ سال ایک ساعت یکیت مکر دراز کو تہ از ما تنگست  
 ان دراز کو تہی و چہ بہاست + خود دراز کو تہ اندر جان کجاست + یہ صد و بیست سال ان اصحاب کہف  
 پیش شان یکت و ربی اندوہ لہفت و دو انگلی نمود و شان یکت و زہم + کہ بتن باز آمد روح از عدم چون  
 نیا شد روز و شب با او سال + کی بود پیری و پیری و طلال + در گستان عدم چون پیوست یکت  
 از سقراط لطف از دیت + لہذیق لم یدر کس کو بخور و کی جو ہم آرد و جعل انفاس و رویت ہو ہم  
 از پیری ہو ہم آن + پہچو ہو جو ان شدی معدوم آن + و وزخ اندر وہم چون آرو بہشت + یہ ۳۰ سال  
 خوب از نوکی زشت + ہین گلوئی خود بہرید ای جان + انہیں لقمہ سیدہ کا بان + ہر اہمای صعب پایا  
 ہر وہ ایم + ہر اہل خویش آسان کردہ ایم + ہین جو نید از نجوم سعد راہ + و از انکہ در ظلمت درید و قوجا  
 ہر کہ مارا کشت پیر و ہرست ملاز عذاب نار و در جنت نشست + و انکہ نشین از شقاوت پند + و در عذاب  
 جاودان شد مبتلا + انہی طریقہ ما و رو نوزادہ لہفت و پنج کھانا اور اندوہ گہین ہونا سفر اقی با ہم قبح  
 بزرگ و کوثرہ لولہ دارومی و پیالہ می و ہی انبیا فرماتے ہیں کہ ہم ہمیشہ تروتازہ اور جوان و لطیف  
 اور تازہ و شیرین اور خندان اور طریق ہیں اور نوزاد ہمارے نزدیک سو برس و ایک ساعت  
 برابر ہو اس واسطے کہ ہمے دراز کو تہ جو عوارض ہیں + جو ہر سب مدد ہو گئے اسلئے کہ دراز کو تہ  
 یہ صفات جسموں کے ہیں اور ہم روح مجبور گئے پھر روح میں دراز کو تہ کہان ہیں + اصحاب کہف  
 جنکو تین سو نو برس گزری تھیں اور انکے سامنے ایک دن تھا جس میں نہ کوئی اندوہ تھا و طلال  
 جیسا کہ قرآن مجید میں ہو و بشوائی کہف ثلث مائت سنین و از داوود تھا اور رہے وہ اپنے غار میں  
 تین سو نو برس پھر جب عدم سے انکے تن میں روح آئی اور پوچھا کہ تنکو کتنا درنگ ہوا یعنی کم ہنتر  
 تو کہا لبنا یوا و بعض یوم رہے ہم ایک دن یا بعض ایک دن سے اب بتاؤ وہاں روز و شب یا  
 سال و ماہ ہو وہاں پیری بٹنے کتنی اور پیری و طلال کیسے ہو گا اور گستان عدم میں جو پیوستی  
 یستی سفر اقی لطف از دیت ہو کہ انکے لطف نے ایک بڑا سایا لہ شراب لطف کا بھر کے پلا دیا ہر







از روئے گمان کے آگاہ کرتے ہیں اور ہم خود غلامی کا شکار ہو کر اس کے آگاہ سے دیکھتے ہیں کہ منکر و نکر کی طرف سے ہر حال میں ہوتا ہے تو یہ بھی کہ جس کی مثال بہ زبان ماست قال شہر قال ایک فصیح ناصحان لڑکھوئی، مثال بہ باتست ہر جا میردی، ایشی برشت تو ہر میرود، اور باجی بہیت آگاہ کہ گوتیش خاموش ٹیکم کن، گویا خوش باش خود رفت این سخن، چون زندانی وہاں بر گشت تلخ گرد و جلد شادی کر و نت، پس بد و گویا چہن بودای فلان، چون نہ بریدی گریبان و فغان باز بالا یم تو شکستہ میزدی، تا مرا از جد نمودی کان بدی، او گویا کہ می آزد وہ، تو گویا کہ فی کر شام کرد و گفت من کروم جو انروی و پندتا رہا نم تر این جنگ بند، از لیم می حق آن شناختی مایا نذا وطنیان ساختی، این بود خوی طغیان دنی، بد کند با تو چو نیکی کنی، نفس ازین جبر میکنی بخش، کہ لیم ست و نسا دو نیکی کش، با کریمی گری احسان سنو، ہر کی را او عوض ہفصد ہر ہا لیم چوں کنی مترو جفا بہندہ گرد و ترا بس باو نا کا فزان کار و در نعمت جفا، باز در دوزخ نماشان رہنا، کہ لیمان در جفا صافی مشو، بد چون دغا بیند خود جانی شوندا، یعنی پھر آبیا فرات ہیں تو کہتا ہو اس گفتگو سے خاموش ہو کہ یہ قال بہ مثال تھا را چارے حق میں دیان ہو تو او فلان ہم تجھے یہ کہتے ہیں کہ جب تو نصیحت ناصحوں کی نہیں سنیگا تو یہ قال بہ ہر حکم تیرے ساتھ ہر ایک ہو جگا لیے پھر گھایا ایک ایشی ضحک کا ساتیری پشت پر سوار ہو ناصح جو کسی بام سے تھکا اس حال میں دیکھ گا آگاہ کہ گھیا بام سے مراد علورنگی اور تو ناصح سے کہیگا خاموش ہو مجھ کو ٹیکم کن مت کر ناصح بھی کہہ گھیا با خوش رہ اس مانگا جانے دے لیکن جب وہ ایشی تیری گردن پر منہ مار گھیا تب سارا خوشیاں کرنا تیرا جو جگھا تب اس ناصح سے کہیگا کہ او فلان وہ ایشی یہی تھا اس وقت میں تو نے ملکر گریبان شور و فریاد میں کہیں نہ بچھا ڈالا یا بام پر سے ایک پتھر نہ مار دیا تا مجھ کو بخوبی وہ بدی معلوم ہو باقی ناصح کہیگا میں کیا کیسے کرتا تو تو مجھ سے آزد وہ ہوتا تھا تو کہیگا کہ اب تو نے مجھ کو بت شاد کیا وہ کہیگا میں نے تو بڑی جو انروی کی اور نصیحت تجھ کو سنائی تا اس جنگ بند سے تھکا پتھر اوٹن تو نے اپنی لیم سے حق کا نہ سچا نا اور مجھ کو مایا نذا وطنیان کا بنایا اور کیوں نہ تو لیموں دنی کا خدا ہے یہ جو کہ تو جو اس ایلی کرے تو وہ تجھے بدی کرے اب مقولات مولانا رحم کے ملام ہوتے ہیں کہ تیرا نفس بھی لیم ہو اس پر میر کر کے کہو مخنی بنا جبر کے معنی بزدلی سے کام لینا نیکی اسے موافق نہیں آئیگی اگر کسی کو یہ کام ساتھ احسان کرے تو لائن ہو کہ ایک ایک احسان کا عوض وہ سات سات سر دیکھا لیم کی چھیت ہو کہ تو جفا سے بندہ مطیع و با وفا بنتا ہو کا فر نعمت پار ہے ہیں جفا کر رہے ہیں پھر جب دوزخ میں پڑینگے

تو چلائی گئے رہنما رہا جیسا کہ فرمایا رہنا آخر جتنا منہا خان عدا خانہ طالمون اور بھارے کمال تو ہم کو  
دو رخ سے پس اگر عود کریں ہم کفر کی طرف تو ہم طالمون سے ہیں کہو اسطے کہ لیم جفا ہی میں صافی ہوئے ہیں  
اور جو وفا دیکھتے ہیں جانی ہوئے ہیں ای جفا کنندہ اختلاف شرح میں جنک بند کو مشک بند اور حیرتیں کو جھک کر لگاؤ  
مکتبہ روح اس جہان میں اور زندان اس جہان میں تا معبد منکرون کا ہو  
کہ انبیاء طوبیہ اور کربا یعنی آؤ ہمارے پاس خوشی و ناخوشی سے

قولہ مسیطاعات تان خود و درخت و پانی بندہ یگانہ محنت بہت زندان صومعہ و زو لیم کا گاہ  
 ذاکر شود حق بر مقیم چون عبادت بود مقصود از بشر و شایع و نگاہ گردکش سقر آدمی را بہت دہر  
 کار درست و لیک "و مقصود این خدمت بہت بہت مہا خلقت الرحمن الانس و الجن و ان  
 غیت مقصود از جہان اگر چہ مقصود از کتاب ان فن بود اگر تو اش ہش کنی ہم میشود و لیک از مقصود  
 این ہش نبود و علم بود و دانش و ارشاد و سود اگر تو یحییٰ ساختی شمشیر را و برگزیدی بر ظفر او پیرا اگر چہ مقصود  
 از بشر علم و ہدیت و اگر ہر یک آدمی را معبدیت و معبد مرد کریم اگر متہ و معبد مرد ولیم ہفتتہ و ہر لیمان  
 بزنی تا سر ہندہ کریمان را بدو مار و ہندہ لاجرم حق ہر دو مسجد آفریدہ و دوزخ آنہارا و اینہارا فریدہ  
 المعنی فی السع و ام صومعہ بافتخ عبادت خانہ ترسیان و عبادت خانہ اہل سلام نیز مجازا او پرچہ کما ہو  
 کہ کار و دوزخ میں رہنا رہنا پکاریگہ ہیواسطہ فرمایا کہ مسی انکے طاعات کی دوزخ ہو جب دوزخ میں  
 پڑیئے ایت ہی لایکے ہو رہا رہی گمانہ کے لیے جال ہو حسین انکلی ناگ بندہ یگی ہفتتہ ہرمان  
 عبادت و زو لیم کے لیے دوزخ ہو یعنی جو خدا کا چہرہ عبادت خانہ کو زندان جانتا ہو وہ ایسا کب ہو کہ  
 اسیدہ پشیمو کے جینہ نہ ذکر حق کا کرے اور مقصود خلقت بشر سے عبادت لہذا اس گردکش کیواسطہ سقر  
 عبادت ہی نہ ہو کہ یہاں نہیں ہو تو وہاں اس جبر سے کہ خدا تعالیٰ نے آدمی کو ہر کام میں قوت و قدرت  
 دی ہو لیکن مقصود سب سے ہی قدرت ہو تو مہا خلقت الرحمن والانس والایعہدوں کو پھر جو کہ سوائے عبادت  
 کے خلقت جہان سے کوئی مقصود نہیں یعنی آیت کے نہیں پیدا کیا میں جن و انس کو کہ وہ اسطہ  
 عبادت کے جیسے کتاب سے اصل مقصود و سوال اس فن کا ہوتا ہو اور اگر تو اسکو کیسے وقت میں تکبیر بجا  
 نہ بھی کن ہو یعنی اصل قدرت بھلو عبادت کیواسطہ دی گئی اگر تو بعد عبادت کے اور کچھ میں صرف کیے  
 تو وہ بھی جائز نہ ہو کہ کتاب سے مقصود تکبہ ہی نہیں ہو بلکہ علم و دانش و ارشاد و سود اور اگر  
 تو اپنی شمشیر کو یحییٰ بنا یا کہ وضع شو خبر عمل ہو تو بیشک تو نے اوہار کو ظفر پر پند و اختیار کیا اگر چہ مقصود بشر  
 سے علم و ہدایت ہو لیکن ہر آدمی کا معبد جدا جدا ہے جو وہ کریم ہو اسکا معبد اگر ہندہ یعنی بزرگی و

میں نے اسکو اور جو کچھ میرے ساتھ تھا سب کچھ لے کر چلا گیا میں نے اسکو پس لینے کو دو دھڑکے کر کے دیا اور طاعت کرین اور کرکین پر عطا کرنا اسے پھل حاصل ہو لاجرم حق نے اگر متہ و آفتہ دونوں پر پیدائشیں لیں کہ وہ درخ اور کرکین کو افرونی اور فری

بیان اسکا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا واذ تملکوا دلو هذه القرۃ فکلموها حیث شئتم خدا واد الہاب سجد و قولوا خطۃ نفوسکم خطایا کم و سنہریدین اور جب کہا ہم نے کہ داخل ہو جس قریم اور کھاؤ اس سے جو کچھ چاہو بغیر اور گھوڑو وازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو یعنی بخش گناہ ہمارے کہ بخشین ہم خطائیں تمہاری اور قریم ہو کہ بڑھائیں ہم واسطہ اسکا کہ میوالون کے

قولہ ساخت موسیٰ قدس در باب غیر متا فرود آمد سر قوم دیر زانکہ جیاران جہد و سر فراز و درخ آن باب صغیرت و نیاز آنچنانکہ حق زخم و آتخوان از نشان باب غیر ساخت شان مابل دنیا سجدہ ایشان کنند چنانکہ سجدہ کبریا و دشمنی ساخت سرکین و انگلی محراب شان منام آن محراب میر پلوان ملائق این حضرت پاک نیند نیشکر فی لیک در صورت نیند این سگان این حرن خاضع شونہ و شہرہ اعادست کھو اکر دند گناشد شخنہ ہر موش خود موش کہ بود نامہ شیران تیر سدا خوف ایشان از کلاب حق بود و خون شان کی آفتاب حق بود و بی الاعلی ست درو آن دنا ربانی در خور این اہلوان المعنی حضرت موسیٰ نے بیت المقدس میں جو مراقدس سے ایک دروازہ صغیر یعنی چھوٹا سا بنایا قوم دیر کہ آپ کو سجدہ سے باز رکھتے تھے سر چھپکائیں جو صورت سجدہ کی جو اس سبب سے کہ وہ قوم دیر بیا لوگ تھے بڑے گردنکش اور سر فراز وہ دروازہ صغیر انکے واسطے اور وہ نیاز دینے سر چھپکائے اسمین گھنا و درخ و قیاس ہی حق تعالیٰ نے تم و آتخوان بادشاہوں سے ایک باب صغیر بنایا کہ اہل دنیا انکو سجدہ کریں اس واسطے کہ یہ لوگ سجدہ خدا میں لے کے دشمن میں اور اسکو سجدہ نہیں کرتے اسنے ایک تپڑ سرکین داکو انکی محراب بنایا کہ اس محراب کا نام میر و پلوان ہو سرکین مان بنظر تحقیر فرمایا جو جیسے ہندی میں کہتے ہیں گناہ تہا ہا یہ اس نظر سے کہ جب ملائق سجدہ اس درگاہ پاک کے نہیں ہیں گو بصورت نو کے ہیں نیشکر تو بہتر یہی ہو کہ یہ کہتے ان کہ عھون کے سامنے عجز و نیاز کریں اس واسطے پھر کھائے عجز و نیاز سے ننگ و عا ہو جو موش خود ہیں انکی شخنہ گریہ ہو کہ اس سے ڈرتے رہیں نہ موش اس ملائق ہو کہ وہ شیر سے ڈرتے یہ لگ خدا کے کتوں سے ڈرنے واسطے ہیں پھر خوف انکا آفتاب حق سے مناسب کہ ہو اور جہاں آفتاب



حق سے ڈرنے ہیں ان کے حصہ میں یہ غوث ہوا ان سرداروں کا دور بری الامالی ہو رہا اولی لائق انھیں  
 وحقین کے ہر اختلاف شرح میں سرگین دان کے بکاف تفسیر کو بکاف غازی اور گریہ بات کہو گریہ بات  
 لکھی ہو تو کہ میری کی تیرہ و شیران مصافحہ بلکہ آن آہو بکاف شکاف و رو بہ پیش و یک لیس اسے  
 کما لیس بکاف خد او دودلی نعمت قویس بدس کن اور شری بگویم دور دست ختم گیر و میر و ہم داند کہ بہت  
 حال آن آمد کہ بکاف ای کہ ہم بالیمان تانہ گر و ن لیم بالیم نفس چون احسان کند چون لیم آن نفس  
 کفران کند بدین سبب بکاف اہل نعمت ثنا کر بکاف اہل نعمت طاعنی اندوہ کر بہت طاعنی بکاف بدین سبب  
 بہت ثنا کر فہ صاحب جابہ شکر کی روید از املاک و علم شکر و دید بلو او سقم و المعنی جگر و رون خستہ  
 بکاف غازی ما میر و بزرگ ترکی ہو بلو بلا و زحمت بتا یہ صلا فرماتے ہیں کہ موش جلیگی شیرون سے کب ڈرتا ہو  
 شیرون سے قوی ہو آہو بکاف ڈرتے ہیں جو شکاف ہاں ہیں جس قوا سی یا لکھا جٹنے والے کو لکھی جٹنے کا  
 کے پاس جابہ جیسا تو ہو ویسا ہی وہی اور ایکو خداوندہ ولی نعمت لکھا کر میا کر اعراض امر میں  
 لکھتے ہیں طلب یہ ایکو خداوندہ ولی نعمت جابہ کر اب مولانا اپنے دل سے کہتے ہیں کہ بس کر اگر ایسی  
 شرح کرتا ہوں جسکو ہاتھ نہ پہنچ سکے تو میرے حصہ ہو گا اور یہ بھی جائیگا کہ گاہ ہوا کو کم قدر میرے سے مراد مولانا  
 کی ہوا ان کے ذہن میں حاصل کلام یہ ہو کہ اسو کریم لیمون کے ساتھ بدی کرتا لیم گرون شاہ و طبع خوان ہو  
 اور بکاف لیم نفس ہو جو کوئی اس سے احسان کر گیا یہ لیمون کی طرح اسکا کفران ہی کر گیا ایسا بد ہو اور  
 اسی سبب سے یہ ہو کہ اہل نعمت ثنا کر بہن یا علیہ کہ نفس پرور نہیں ہیں اور اہل نعمت نئی یعنی نئے  
 گذرے ہوئے اور مکار کہ نفس پرور ہیں طاعنی ایسا ہو جیسے ایک سردار بدین با اور شاہ کر و لیش  
 صاحب جابہ ایلیہ کہ شکر املاک نفس سے کب پیدا ہوتا ہو بلکہ اس سے طحان و کر پیدا جوتا ہو شکر پیدا ہوتا ہو  
 بلو او سقم سے سینے بلا و زحمت و بکاف اور جاری سے اختلاف شرح میں کش کو کش کی صورت اور  
 اور شری بکاف اور کفران کا اہل نعمت کو نعمت بلو او کو بصورت بلو کے لکھا ہو جس سے برا طحان ہوتا ہو

قصہ عشق صوفی کا سفرہ خالی از ہر شایہ

قولہ صوفی بر صبح روزی سفر دید چرخ میزد با ہمار امید دید بانگ میزد کپ نوا میوز قحط او  
 در و پار انک دوا چو نکہ در و سوزاد بسیار شد ہر کہ صوفی بود با او یار شد و معنی وہاں جوے میوز  
 تاکہ چہ بین مت و بچہ و میزد بد بو لفظو کے گفت صوفی را کہ چیت سفر او سختہ از نان تہیت  
 گفت روز و نقش معنیست و پیجز از خویش و عاشق معنی عشق نان فی نان غذا می عاشق است بہنہ  
 ہستی نیت ہر کو صافقت و عاشق را کا بود با وجود عاشقا زابست ہی سراہ سود مال فی و گر د عالم ہے پر مد

دست فی وگو زمینان می بر تہد آن فقیری کو زمین ہی یا دست دوست میری وہی زمین بافت و عاشقان  
 اندر عدم خیر و نہ چوں عدم یک رنگ و نفس و اندر اعنی بیج مبدل میز کر سی طعام جیسے رو کر کا مبدل  
 روج ہو کر بیج سر و کاف آواز نفرت و خندہ و سرخہ ایک صوفی نے ایک دن کسی بیج پر دستار خوان  
 و یکھا و یکھتے ہی و جہ سے ناخن اور کپڑے پھاٹنے لگا اور چلا تا تھا کہ یہ بے قہ شے کا لوشہ ہو اور قوطون  
 اور رو و دن کی دو جگہ دو سو سوڑ جو گیا جو کوئی صوفی تھا وہ بھی اس کا یار و شریک ہو گیا بیج کی آواز  
 ہا ہی چو چائی یہاں تک کہ اور کتنے مست و بخود ہو گئے بس ایک ہو افضل نے کہا صوفی سے کہ  
 گیا ہو ایک دستار خوان خالی از زمان لکھا ہوا ہو صوفی نے کہا پلا جا تو نقش ہمیں ہو اور کپڑے  
 بیج کر میں کون چوں نہ عاشق ہو مجھ کو عشق نان کا ہو اور نان غذا عاشق کی بس جو عشق میں ہی اوق نہ  
 وہ مقید ہستی و وجود شکر کا نہیں ہو عاشقوں کو وجود سے کام نہیں ہوتا انکو بے سرمایہ کے سود ہر  
 بار وہ ان کے نہیں ہوتے اور گرد و عالم کے اڑتے ہیں بے ہاتھ کے گیند میدان سے لیجاتے ہیں  
 وہ فقیر جگہ ذکر اوپر مذکور ہوا کہ اس کے بومنی سے پائی تھی کیسے زمین کے ہاتھوں سے بہتا تھا  
 عاشقوں نے اپنا خیمہ عدم میں کھڑا کیا بس شل عدم کے یک رنگ و نفس و اندر میں جیسے عدم آپ  
 آپ بر نہ ہمیں کوئی رنگ ہو نہ کوئی شکر انخلا و شرح میں پہلی ہم اندر بیج کو بیج لکھا ہو قولہ شریعہ  
 کی شناس و فوق لوت ۱۰ مر رہی را ہوئی باشد لوت پوت آدمی کی بوبر و از بوی او و چونکہ خوی است  
 ضد خوی را پیش قبی خون بر دآن آب نیل و آب باشد پیش سطلی جیل و جادہ باشد بجز اسرا سیلیاٹ  
 غرق کہ با تہر ز نر خون و با و تہر عادیان گرز و تہر و لیک و تہر قوش ظفر و گلستان باشد  
 برابر اہیم نار دایک بر فرو و باشد و ہر مار و ہر سمندر باشد آتش خاندان و لیک باشد و گر مرغانی یا  
 نزد عاشق در دو غم حلوا بود و لیک حلوا بر شان بلوا بود و اعنی لوت پوت اقام طعام سے لذت  
 ایسے لوت طعام لذت قبی قوم فرعون سطلی ایک شخص سہا کا سے کہ وہ بارہ مرتبہ بنی اسرائیل کے تھے  
 شیر خوار و مزہ طعام لذت کا کب پچھا تھا ہو اور پری کو صرف ہو ہی طعام کی لوت پوت ہوتی ہو وہ کھائی  
 نہیں پری تو آدمی کے طعام سے ہو پاتی ہو آدمی کی پری کی بو نہیں پاتی ایسے کہ اس کی خور آدمی کی خور  
 کے صندھ کی غل کا پانی قبی کے ملنے خون تھا اور سطلی کے لیے وہی پانی کا پانی اسرائیلیوں کی ہوسٹے  
 نیل راہ بن گیا اور فرعون طعام کو غر گھاہ ہو گیا ہوا عادیوں پر گرز و تہر ہو گئی لیکن ہوا و ان کی قوم پر  
 با و ظفر تھی آگ ابراہیم پر گلستان ہوئی مگر فرود کے حق میں نہر مار و بنی سمندر پر آگ ایسی ہو گویا اس کا  
 خاندان اوپر ندوں کے حق میں سراسر زیاں ایسے ہی عاشق کے نزدیک در دو غم حلوا ہو کر

یہ علاء خان دنیا پر رحمت دیا

مخصوص ہوئے یعقوب علیہ السلام کا روی یوسف علیہ السلام سے بجا مہبت حق تعالیٰ کے اور کھینچنا ہوئی حق کا بوی یوسف سے اور محروم رہنا بجا یوسف کا ان دونوں سے

قولہ انچہ یعقوب از رخ یوسف پریدہ و انچہ او از بوی او اندر کشیدہ و انچہ دروی بود و اندر وی ہدیہ حاصل و بدان باخوان کی رسیدہ این در عشقش خویش در پیہ میکند و ان کہین از ہر او پیہ میکند سفر او پیش این از انان تہیت و پیش یعقوب تہیت پر کو شہتی است در دمی ہاشمہ نہ بند روی حور و لا صلوة گفت والا با کھنہ و عشق باشد لوت پوت چاہنا و جوع زین رویت توت چاہنا و جوع یوسف بود و یعقوب ابوی نانش پریدہ از دو چاہہ انکہ بت پیر ہن را می شنافت مہوی پیرا بان یوسف می یافت و انکہ صبا و رنگ رہ ز انسو بہا و چونکہ بہ یعقوب می بویہ ہوا معنی جو کہ یعقوب نے صورت یوسف سے دیکھا اور جو کہ انھوں نے انکی بو سے جذب کیا اور جو کہ انہیں تھا یعنی ہوا انکی انھوں نے اسیکو دیکھا یہ خاص انھیں کیا اسلئے تھا اخوان ہر چند اخوان تھے مگر یہ حصہ انکو کب پہونچا یعقوب انکے عشق میں آپ کو گنوئین میں گراتے ہیں اخوان بقتضاے کینہ انکے واسطے کہہ ان کھود تے ہیں انکے کس کا دستار خوان انکے سامنے روٹی سے خالی تھا یعقوب کے سامنے نعمت سے بھرا ہوا اسواسطے کہ یہ انکے بھوکے تھے جھلاروے ہاشمہ کی ہندی دلہری ہوشہ حور کا کب دیکھے اسواسطے حضرت نے فرمایا ہوا لا صلوة الا بحضور القلب نہیں ہونا نہ حضور قایم کے ساتھ کہ یہ حضور کہیں کو میر نہیں عشق جانوں کیواسطے لوت پوت ہوا و اقسام طعام لہذہ جوع نے اسی سبب سے گھڑی توت جانوں کی ہاندھی ہو کہ اسلئے کہ اچھی چیز کو ہر کوئی سبب تا بٹو تھا و دیکھو یعقوب یوسف کے بھوکے تھے کتنی دور جگہ سے انکی روٹی کی بو انکو پہونچتی تھی وہ شخص جو چاہتا تھا کہ میں پیرا ہن لیلوں اور اسی گناہوں میں تھا وہ پیرا ہن یوسف کی بوجہ اس میں تھی نہیں پاتا تھا اور وہ جو سو فرسنگ راہ سے بھی آدھر تھے چونکہ یعقوب تھے اور عاشق ہو انکی سو گھٹے تھے قولہ اسی بسا عالم ز دانش بی نصیب و حافظہ علمت انکھں بی نصیب ہستہ از وی جی یا بدشام و گرچہ باشد مستع از جنہ عام و گرچہ پیرا ہن پیش عاریت و چون ہست آن نخاسی جاریت و جار پیش نخاسی سرسٹیت و در کف او از ہر اسے شتریت و قسمت حق ستہ از وی خواہ فی ہر کسی اسوی دیگر راہ فی یک خیالی نیک بلغ آن شدہ و یک خیالی زشت راہ این زدہ و این خیالی الاثر باغی شدہ و ان خیالی عالمی بر ہم زدہ آن خدائی کہ خیالی بلغ ساخت و وز خیالی دوزخ و جائے گداخت و پس کہ دامن راہ گاشتمای آقا

پس کہ دانہ حامی گھنٹہ ہی او + دیکھو بان دل میں درمجال مکرکہ میں مکر کہ جان آپ خیال + خبر مکر آن بل  
کہ وار و خون حق مکر کہ اور نہایت کرد و کون حق + مکر یہ یہی مخلص راز اھیال + بند کردی راہ ہر نا خوش خیال +  
المعنی فرماتے ہیں سو مخاطب بہت عالم ایسے ہیں کہ دانش جو ایک شہر اس سے بے نصیب ہیں اور  
وہیے حافظ علم حجاب کے مہیا کہ حدیث کثرین میں ہر رب عامل فقہ فقیر فقہ بہت اٹھانے والے  
فقہ کے فقہ نہیں ہیں نا خوش مندا اور دانش سے مراد معنی اور اگر کثرت سے ایسے جوان بید نشون سے مشام  
پاتے ہیں جس سے بومعنی کی سو گئے ہیں اگرچہ دوستی میں عام سے کیوں خواہ سبب سے یہ پیر میں علم کا  
اُس کے قبضہ میں عاریت ہو جیسے شخاسی کے قبضہ میں چھو کر ہی کہ شخاسی کے سامنے وہ بار یہ سرسری ہو  
ایسے کہ اسکا تو یہی کام ہو لانا اور پہنچانا آخر شخاسی تو ہو جس یہ چھو کر ہی اُس کے پاس شری کے واسطے ہو  
کہ وہی متع صاحب شام ہو نہ اپنے واسطے اور یہ بات قیمت تمام ازل کی ہو جیسا جکا اُسے حصہ کیا  
رودی خواہ نے اپنے واسطے نہیں کر لیا ہر ایک کو سوا اسکے دوسری طرف راہ ایک تو ایسا ہو کہ اُسکا  
خیال نیک اُس کے واسطے باغ و جنت ہو گیا اور ایک ایسا ہو کہ اُس کے خیال بد نے اُسکی راہ ماری چہ  
خیال تو اپنے اثر سے باغ ہو گیا اور اس خیال نے ایک عالم کو خراب کیا بس وہ خدا جسے ایک خیال  
سے باغ بنایا اور ایک خیال سے دوزخ اور جگہ گلنے پھلنے کی اُسکے گلشنوں کی راہ کون جانے  
اور اُس کے گلشنوں کی جگہ کون جانے دل جو بڑا دیدہ بان و جاسوس ہو اُسکی مجال بھی نہیں جو اُسکو  
دیکھ پائے کہ یہ خیال کون سے رکن سے جان کے آتا ہو مگر وہ دل چکوعون و امداد حق سے ہو  
اور اُس کے کون کو کون حق نے نیت کر دیا ہے فنا فی اللہ ہو کے بقا باللہ ہو گیا اگر دل ان خیالات  
کے مطالعون کو کسی حیل سے دیکھ پاتا تو راہ خیال ناخوش کی ضرور بند کر دیتا قولہ کہ رسد جاسوس را  
آہنجا قدم + کہ بود مرصا و در بند قدم + دامن غفلت کعبت کن کو روار + قبض احمی این بود ای شہر یار + دکن  
اوامر و فرمان و سیت + نیکیجہ کہ تعقی جان و سیت + آن کی در مغرار جوئی آب + وان کی پہلوی او  
اندر غلاب + او عجب ماندہ کہ فوق آن ز چہیت + دین عجب ماندہ کہ این در مہکیت + دین چرخکی  
کہ اینچا چشمہ است + ہیں چرا دردی کہ اینچا صد دوست + ہیں بیا اسی ہنشین در گہن + گوید ایمان من  
نیارم آمدن + ہیں بیا جانان کہ پات بستہ نیت + گویدش فی فی تمام تو با سیت + یک مشکل آہ  
وہیجہی بگفت + ہو کہ یابی زمین بیان سر غفلت + اندرین معنی بگویم قصہ + گوش بکشا تا برنی ان حصہ  
المعنی مرصا و دروزن مراب راہ فراخ قبض کر فکلی تقابض پر پیر نگاری اگر کبہ دل بڑا جاسوس ہو  
لیکن اس جاسوس کا قدم وہاں کیسے پہنچے جہاں کی راہ فراخ بند قدم میں ہو قدم ہریشگی جو



اوقات حضرت رب العزت کی جو توائف کی طرح اس کے فضل کا پڑا کس واسطے اور شہر مایہ گرفت از سے  
 کی ہی برآورد و اس کیا ہو اسکا اور فرمان بس کیا وہ نیکیت ہو سکی جان پر ہیز گاری ہو چنانچہ ایک تہ وہ  
 کہ مرغزار وجہ آہ میں ہو جو شریعت ہو کس واسطے کہ شریعت کے معنی لغوی جو ہے بزرگ کے ہیں اور ایک  
 وہ کہ ایک پہلو میں غذا میں ہیں یا جو بے شرع اور نادان اور دونوں ایک دوسرے سے متعجب  
 تو اس بات سے کہ اسکو ایسا فوق و درہ کس سبب سے ہو اور یہ اس سبب سے کہ یہ کسے جس قبضہ میں  
 جو اوپر جمع نہیں ہوتا یہ کہتا ہو فہرہ ہو ایسا ملک لب کیوں ہو بیان کہ یہاں چٹھے کے چٹھے ہیں  
 اور کیوں زد ہو رہا ہو بیان سیکڑوں و دانین ہیں خبردار ہو و ہشیں اس زمین میں آوہ کہتا ہو  
 ایسا بیان میں نہیں آسکتا یہ کہتا ہو ایسا بیان تیرے پاؤں تو کیسے نہیں ہاندہ دیے ہیں پھر کیوں نہیں  
 آہ یہ کہتا ہو نہیں نہیں میں نہیں آسکتا تو ہی امیں کفرارہ اور شہر آب کہتے ہیں اس میں ہیں پیش رفت  
 میں کافی شاید اس سے راز نفی کو تو معلوم کر لے چنانچہ ایک قصہ بیان کروں تو کان کھول کے سن  
 تو اس سے قصہ پاسنہ اور ہر باب ہو

حکایت ایک امیر اور اس کے غلام کی و اس غلام کا ناز و مناجات میں

قبول و زمانی بود امیری از کرام بود سنقر نام اور ایک غلام پیر شد محتاج گرا بہ سحر و با نیک و سنقر  
 ہمارہ و اس طاس و ایزار و گل از التون بگرفتہ گرا بہ رویم ای ناگزیر سنقر آہ طاس و ایزار کو بہر گرفت  
 رفت با او و بدو مسجدی در رہہ بدو با نیک صلا آہ و ناگوش سنقر ہمارہ بود سنقر سخت موقع در  
 نہار گشتن ہی میر من ای بندہ نوازہ تو دین و کان زمانی سیر کن ہتا گرا ہم فرض خوانم لم کن ہفت  
 سنقر میر ہر دو کان شست و سنقر از بادہ پنداشت یہ از بہر دل آن زندہ جان ہر دو یک ساعت  
 توفیق بر دوکان چون امام قوم ہرون آمدندہ از ناز و رود ہا لایخ شدہ سنقر آخیا ماندہ ناز و یک  
 چاشت میر سنقر از زمانی چشت آشت ہر گفت ای سنقر حیرانی ہرون ہر گفت می نگذا روم ای ذوق و نون  
 مبر کن نک آدم ای روشنی ہرستم غافل کہ در گوش منی ہر المعنی التون بالفتح و واد معروف کہند  
 نام حرم طغشاہ ایک وقت میں ایک امیر تھا بزرگوں سے اور سنقر نام اسکا ایک غلام تھا  
 شہج کو امیر محتاج حمام کا ہوا سنقر کو پکارا خبر دا ہوسر اٹھا حاس و ازار اور منی التون سے لے حمام  
 چلنے کے کہ ضرورت ہو سنقر نے حاس و ازار لیا اور اسکے ساتھ چلا راہ میں ایک مسجد تھی اُس سے  
 آواز با نیک صلا کی کان میں سنقر کے آئی صلا آواز امام و طعام بیان تمینا فرمایا ہو سنقر نہایت  
 حریص نماز کا تھا کسا ای میرے امیر ای بندہ نواز تو اس مکان میں تھوڑی دیر صبر کر تو میں فرض



ادا کر لیں اور کم کم پڑھ لیں شاہد اسکا درو ہوگا جس منقر مسجد کو گیا اور میری کان پر بیٹھا منقر اس وقت  
 کرنے والا نماز سے اور شراب غرور و گمان سے سر تھکے پاس خاطر اس زندہ جان کے ایک منقہ  
 تو قوت کیا جب نام قوم نماز و درو سے خارج ہو کر باہر نکلے منقر نہیں نکلا چاشت تک وہیں رہا اسیر  
 منقری دیر منقر کی توقع لگائے رہا آخر کچھ را کہ اس منقر سب چلے گئے تو کیوں نہیں نکلتا ہو گیا ابھی مجھ کو  
 جھوڑا نہیں ہر کیسے آؤں تو آؤں دفنوں اور ایرونی ذرا صبر کریں اب آتا ہوں میں تجھ سے غافل  
 نہیں تو تو گمان میں میرے خود ہی موجود ہو پھر پکارا کیا ہو اختلاف شرح میں غوام کم کم کی نسبت  
 لکھا ہو کہ دیر نکر ونگا قرأت قصیر کم کم کے ساتھ پڑھ کے آتا ہوں یا کم کم سے یہ مراد کہ آپ کو فنا  
 کروں انتہی مولانا نے فرمایا ہوتا کہ اگر مرخص و غوام کم کم اپنے فرض ادا کر لیں اور کم کم  
 پڑھ لیں اور جب بانگ صلوٰۃ سکے یہ مسجد میں گیا ہو تو ضرور نماز بجا عت ادا کرے جسکی قرأت کا اختیار  
 امام کو ہو نہ اسکو کم کم پڑھنے کا ہاں درو اسکا بعد نماز کے کم کم ہو تو بعد میں اور فنا سے مراد تو یہاں  
 جیسی ہو جیسی ہی ہوں کیا کہوں قولہ ہفت فوبت صبر کردہ بانگ ازوتنا کہ عاجز گشت از تیشا مشرود  
 پاشش این بودی نگار و دم تبار و ن آیم ہونو زای محترم و گفت آخر مسجد اندر کس نماز کیست امیدار  
 اسکا گشت نہ گفت آنکہ بہت است از برون بہت است ادہم مرا از اندرون و آنکہ نگار و درو کا فی  
 می نگار و درو کا کم کم برون و آنکہ نگار و درو کا کم کم پاشی و اوین سو بہت پاشی ایہ ہی و با بیان را بحر نگار و  
 برون و خاکیان را بحر نگار و درو و اصل ہا ہی ناب و دیوان از گشت و حیلہ و تہیہ را بخا ہلاکت  
 نقل ز فقت و کشایدہ و دما و است و تسلیم زان و اندر رضا و قورہ و درہ گرسٹو و منقا و ہما و این شیش  
 نیت جزا و کبریا و چون و ابدیت شود و تہیہ خویش و بیابی از بخت جوان از پیر خویش و چون و ابدیت  
 خودی یا و ت کنند و بند گشتی آنکہ از ادت کنند و گرتہ خواہی خری و دل زندگی و بندگی کن بندگی کن بندگی  
 از خودی بگذر کہ تا با بی خدا و ذاتی حق شکہ تا با بی بقا و گرتہ با بی وصال رہتین و نحو شود و اندا علم  
 با یقین و المعنی یعنی اس طرح اس میرے سات دفعہ اسکو پکارا اور صبر کیا یہاں تک کہ اسکی تہا سے  
 عاجز ہو گیا تہا بکسر دفع کرنا اور انتظار و عشوہ اسکا جواب یہی ہوتا تھا کہ ای محترم مجھ کو ابھی چھوڑنا  
 نہیں ہو جو میں محکوم اسیر نہ کہا کیسی بات ہو مسجد میں اب تو کوئی رہا نہیں و د کون ہو جو مجھ کو وہیں  
 رکھا ہو اور مجھ کو وہاں جا دیا ہو کسا وہ ہو جسے مجھ کو باہر بازو رکھا ہو اندر نہیں آنے ویتا اسی نے  
 مجھ کو اندر بازو رکھا ہو باہر نہیں نکلتے ویتا وہ جو مجھ کو نہیں چھوڑتا کہ اندر آئے مجھ کو نہیں چھوڑتا  
 کہ باہر محکوم وہ کہ مجھ کو اور ہر قدم رکھنے کو نہیں چھوڑتا اسی نے پاؤں اس غلام کا اندر بازو رکھا

اب مقولے مولانا کے ہیں کچھ کیوں کو تو دیا باہر مٹنے کو نہیں چھوڑنا اور خدا کیوں کو اندر نہیں لے دیتا  
 و سوا سیکے کہ اصل ماہی کی آب سے ہوا اور حیوانات کی گل سے یہاں چلے اور تیر سب بیہودہ اور  
 باطل ہیں پڑا مضبوط و مستحکم قفل اس بات پر لگا ہوا ہے کہ سوا خدا کے کوئی اسکا کھولنے والا ہی نہیں  
 جس اس صورت میں سواے قلیلم و رضا کے کیا چارہ ہو اسکو اختیار کرنا چاہیے ذرہ ذرہ دنیا کا اگر  
 گنجیان ہو جائے تب بھی اسکی کشائش سوا جناب کبریا کے ممکن نہیں البتہ ایک مابت ہو کہ تو اپنی  
 تیر پرین بھول جائے اور میٹ دے تو کچھ کو یہ سخت جوان اپنے پر سے ضرور حاصل ہوا سیکے کہ جب  
 تو آنکھوں و گوش کرگیا تو قضا و قدر کچھ لیا و کر گئے اور جب بندہ بنے گا تب ہی تو کچھ کو آزاد کرے گی اسلئے  
 تو آزادی و دل بندگی چاہتا ہے تو بندگی گراؤ تاکہ اس بندگی کی بنظر مدد تا کید خدا کو تو جب ہی پا گیا جو خود  
 کو چھوڑ گیا اور بقا جب ہی ملیگی جب خدا میں آپ کو فنا کر گیا لا جرم اگر تو طالع وصال راہین  
 یعنی ٹھیک ٹھیک کا ہو تو محو ہو جائے اللہ شہرا جاننے والا ہی یقین الخلاف شرح میں عاجز کو  
 عاجز مقتضا جا کر مقتضا چھا لکھا ہے

### نوسید ہونا انبیاء کا قبول منکروں سے قولہ تعالیٰ حتی اذا اتیہا السرسل

قولہ انبیاء گفتند باخاطر کہ چندہ میہیم این ادا آزا و غطا وین بد چندہ کویم آہن سروی زنی، در میدان  
 در قفس ہیں تا یکی جنبش خلق از قضا و وعدہ است و تیزی دندان رسوز معدہ است و عقل اول نہ  
 بر عقل دوم ماہی از سر گذہ گرونی ز دم، لیک ہم میدان و خبر بیان چو تیر و چونکہ بلع گفت حق  
 شد ناگزیر و تونیدانی کہ آخر گیتی و چند کن چندا نگہ دانی چستی و چون منی پرشت گشتی بار بار بر تو کل  
 میکنی کھار را، تونیدانی کرین ہر دو کئی و غرقہ اندر سقر یا ناجی و گویائی تا ذانم من کیم و در خواہم  
 یافت در گشتی ویم و من درین رہ نامیم یا غرقہ ام و کشف گردان کر کہ دانی فرقہ ام و من سخا ہم رفت  
 این رہ با گمان و بر امید شکست و گمان و دیکر ان و هیچ باز رگانی ناید ز تو، دانکہ در غیبت است سر این  
 دور و دتا جبر تر بندہ طبع نشیہ جان و در طلب فی سوز دار و فی زبان و بل زبانی دار و کہ محروم است  
 و خوار و فرادیا، کہ باشد شعلہ خوار و چونکہ بر پوست جملہ کار و کار وین اولی کران یابی رہا و  
 نیست دستور و درینجا قریع باب و جز امید اللہ اعلم بالصواب، المعنی آنہا نے اپنے دل سے  
 کہا کہ کب تک ہم این و ان کو و غطا ویند کرین یہ کھٹکٹا لوہا جبین کہ مطلق گرمی ہدایت کی  
 نہیں کب تک کو طین اسکو درو ہی جانے رہ خوار ہو اس پنجرہ میں کیوں پھنسیں آہن سرو کو فتن  
 بیخاندہ کام کرنا ساری جنبش مخلوق کی حکم و وعدہ الہی سے جو جیسا جسکو ہو جیسے تیزی دندان کران کی



واسے اس بات پر کہ ہر پیشہ میں امید کہ یقینی شے نہیں اور ہر جگہ پر شاید ہمارے جو کہ یہ بھی طبعی ہیں  
اگل ہوئی جو اگرچہ گردن پوشہ دانے کی منت و شقت سے مثل تھک کے کیون نہو جائے مگر ہوگا وہی جو  
تقریباً جو جو چو کوئی ماہی و کان کی طرف جاتا ہو امید ہو کہ روزی پر ورتا ہو کیون شاید وہ روزی  
تیری نہو تو کیون اُسکے پیچھے جاتا ہو اس واسطے کہ خوف حرمان تو اس میں لگا ہوا ہو پھر تو کیسے اس پر مضبوط  
تو ہی ہو رہا ہو اور جب ازل سے خوف حرمان کا تیرے کسب میں ہو تو کیا سبب اسکی جستجو میں سست  
تھیں ہوتا اور دین کے کام میں سست ہوتا ہو یا تو نے اہل اس بازار کے نہ دیکھے یعنی انبیاء اولیاء کہ وہ  
فائدے میں ہیں یا تو فائدے کے کمون کو نہیں جانتا کہ وہ جھکو اپنی طرف ہلاتے ہیں کہ ادھر آجئے انبیاء  
اولیاء کا پانا اُسکے کمون کا پانا ہو جب اس دکان سے گئے کیسے کان شوبات اخروی اُنکے سنے  
آئے اور جب تک اس بازار میں رہے کیسے کٹھے فائدے کے باز رہے چنانچہ ایک وہ تھے کہ اگل  
اچھی مضیع ہوئی اور پائون کی غلطی بنی اور یہ وزیر کہ وہ حضرت ابراہیم میں ایک وہ جھکا فرمانبردار  
و حمال دیا بنا کہ اُنکے بار اٹھا کے کنارہ پر رکھ دیے اور صحیح سالم پار کرویا وہ حضرت موسیٰ میں ایک  
وہ جنکے دم سے مردہ زندہ ہوا یعنی حضرت عیسیٰ ایک وہ جھکا ابراہیم میں ایک یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم میں ایک وہ جھکا تابع آہن ہوا کہ اُنکے ہاتھ میں مثل موم کے ہو گیا یہ حضرت داؤد میں ایک  
وہ جنکی اسوا بندہ اور محکوم ہوئی یعنی حضرت ہود جنکی امت پر طوفان باد کا آیا تھا ایک وہ جنکے دفع دشمن  
ابین لائٹھی سانپ لگئی کہ یہ حضرت موسیٰ میں ایک وہ جنکی مکرری پردہ دار بنی کہ آنحضرت میں کہ مکرری  
غار کے تھم پر چلا پورا دیا تھا جس غار میں شورش کفار سے آپ پیچھے تھے اسلئے کہ مکرری تھے جال سے  
گرفتار تھا دفع ہوا اور نہیں جانتا کہ اس میں نہیں ہیں سلام اللہ علیہم جن الخلاف شرح میں یا منیالی  
انہی شعوبان بعد میں بعد اس شہر نام شہر ان کے لکھا ہوا اور چاہیے تھا داستان صدر میں بعد از ندیری  
کابل ان کے جھکو دھوکا ہو اکسین نے بیان بد کو نہ دیکھا جو یہ حاشیہ جھکو لکھنا پڑا شرح میں جو کچھ اسکی نسبت  
لکھا اور بیان بعد میں محض بے ربط ہو

بیان حدیث نبوی کا جو فرمایا ہوا ان اللہ تعالیٰ اولیاء اخفاء ربیک واسطے اللہ تعالیٰ  
کے اولیاء پوشیدہ ہیں

قولہ قوم دیگر سخت پیمان میروند شہر خلتان و دیگر کی شوند + ایند و اردو چشم ہیکس + بر تفتہ بر کیا  
یک نفس ہم کرامت عثمان ہم ایشان و حرم ہام شان البشوند اہل ہم پیشش جہت عالم ہم  
اگر ارامت + ہر طرف کہ بگری اعلام اوست مگر کرمی گویت آتش در آہ اندر از دود و گو سوز و مرا +

کو ز آتش نرگس و نسرن کند و زمیانش غنچہ با سر بر زندہ در حقیقت آتش از ہیبت چو است بگاز ز سوزان  
 اُمیاست + المعنی یعنی سدا انبیا و اولیا کے ایک قوم اور ہیں کہ نہایت ہی چھپے پھرنے ہیں اور وہ  
 سوائے علم خدا کے اور مخلوق میں مشہور نہیں ہوتے یہ لوگ سب کچھ رکھتے ہیں بزرگی و عزت لیکن  
 وہ سمجھ کو بھی انکی بزرگی پر آنکھ کیسی نہیں پڑتی سبنا چڑھاتے ہیں خدا نے انکو کرامت بھی دی اور  
 اور حرم ایروسی کے رہنے والے لیکن ہیں ایسے پوشیدہ کہ ابدال نے بھی جو بڑے مقرب ہیں  
 اور نظام عالم اپر منصف نام آنکا نہیں سنا شش جہت عالم کی سب اُنکے اکرام سے قائم ہو جسطرح  
 کہ تودیکھے انھیں کے نشان برپا ہیں اب اگر کوئی کریم تجھے کہے کہ آگ میں گھس چڑھو تو فوراً گھس  
 میت کہہ کہ مجھکو جلا دے گی اس واسطے کہ وہ آگ سے نرگس و نسرن بنا سکتا ہو اور ہمیں سے غنچہ  
 پیدا کر سکتا ہو وہ آگ آگ نہیں ہوا انکی ہیبت سے پانی ہو اور انبیا کے دستار خوان کی وجہ

### حکایت ڈالنا اس بن مالک کا مندیل تو زمین اور نہ جلانا اسکا

قولہ از انس فرزند مالک آمدہ است کہ بہائی و دینے شہ است ما و حکایت کرد کہ بعد طعام دید  
 انس دستار خوان را در وفام دچر کن و آلودہ گفت اسی خادمہ ما اندرا فگن در تنورش یک دہ  
 و تنور یہ زالش در فگندہ آتریان دستار خوان را ہوشمند جلد ہمان دران حیران شدند + انتظار  
 و دو کند وری بزند بعد یک ساعت بر آوڑ از تنور بپاک و سپید و از ان او ساخ دور ہو گشتند  
 اسی صحابی عزیز چون نسوزید و تنقی گشت نیز گفت زانکہ مصطفیٰ وست و دہان میں بانیہ  
 اندرین دستار خوان و اسی دل ترسندہ از نار و عذاب + با چنان دست و لبی کن اقتراب + چون  
 جاوی را چنین تشریف داد + جان عاشق را چھا خواہ کشا و در کلخ کعبہ را چون قبلہ کرد خاک  
 مردان باش ایمان و روبرو المعنی کند وری بالفتح دستار خوان و سجہ ہفت تین چرک و ریم بندی  
 او ساخ جمع انس بن مالک کی پھل جو کہ ایک شخص انکی معافی میں گیا تھا اس شخص نے رایت  
 کی کہ بعد تناول طعام کے انس نے دستار خوان کو زرد رنگ و کھیا میلا اور آلودہ خادمہ سے کہا  
 کہ اسکو تنویری دیر تو زمین ڈال دے اسنے تنور پر آتش میں اُپھو قت اس دستار خوان کو ڈال دیا  
 اسکو دیکھ کر سب معان حیران ہوئے اور اس انتظار میں کہ اب دھوان + دستار خوان سے  
 اُٹھتا ہو ایک ساعت کے بعد اسنے تنور سے نکال لیا صاف و سپید تھا + بیلیون سے دور  
 قوم نے پوچھا اسی صحابی عزیز کیا وجہ کہ یہ جلا بھی نہیں اور صاف بھی ہو گیا کہا حضرت مصطفیٰ  
 نے اس سے ہاتھ بہت پوچھے ہیں اور منو بھی پوچھا ہو آپ مقولات مولانا رحمہ کے ہیں کہ



اسی حال کر تو ناروغ اب سے فوراً ہوتا ہے دست و پا سے قریب حاصل کر جب جہادی بیٹے کپڑے کو  
 اُنکے دست و پا سے لے لیا مملکت بختا تو جان عاشق کو کیسے کشو دین نہ بخشینگے اور جنہوں نے کعبہ  
 کے پتھر وں کو قبلہ بنا دیا ایسے ہی مردوں کی خاک بن اسلئے کہ جو ایسوں کی خاک بنتا ہو وہی لڑائی  
 میں فقیہ پ ہوتا ہو اختلاف شرح کی سرخی میں منہدیل کا ڈالنا اُنکے میں لکھا ہو جو ہمینی و شمار و چارہ  
 کے ہو اور حکایت سے ڈالنا و شمار خوان کا ظاہر قول بعد از ان گفتند با آن خادمہ + تو گویا حال خود باہشت  
 چون نگہندی زود این از گفت وی + گیرم او بر دست و پا سر لپی + اینہیں و شمار خوان مہمتی + چون  
 نگہندی اندر آتش ایستی + گفت دارم از کربان عتقید + از عباد اللہ دارم میں امید + میزری پر  
 اگر او گویدم + در و اندر عین آتش بے دم + اندر اقم از کمال عتقید + نیم از کرام ایشان نامہ  
 سرور اندازم نہ این و شمار خوان ہذا اعتماد ہر کریم + از دوان دانی برادر خود برین کیسز + کم بنا بد صدق  
 مرد از صدق زن + آن دل بروی کہ از زن کم بود + آندی باشد کہ کم دشکم بود + المعنی بعد اس سے  
 تو گویا نے اُس خادمہ سے کہا تو ان سب سے حال اپنا نہیں کہتی تو نے جلدی اُنکے کہنے سے کیسے  
 اُنکے میں ڈال دیا ہے نامہ کہ وہ اس کے بھید سے واقف تھے ایسا و شمار خوان قدر و قیمت والا تو نے  
 اور نیکذات کیوں اُنکے میں ڈال دیا تو توجہ سے واقف نہ تھی مگر ظاہر حال تو اسکا دیکھتی تھی کہا ٹھیکو  
 کر یوں پر اعتماد ہو میں اللہ کے بندوں سے یہ کیا بات ہو بڑی بڑی امیدیں رکھتی ہوں یہ سیز کیا  
 چیز ہو اگر وہ مجھ سے کہیں کہ ذات اُنکے میں بے پچتا و سے کہ گھس جا تو کمال اعتقاد سے فوراً گھس جائیں  
 اور فوراً بچتا ڈال کہ یہ کام کیوں کیا اس واسطے کہ میں اُنکے اکرام سے نا امید نہیں ہوں خوب جانتی ہوں  
 جیسے یہ کرم ہیں میں تو یہ و شمار خوان کیا ہو کریم + از دوان کے اعتماد پر اپنا سر جھونک دون اب  
 مولانا فرماتے ہیں + ای برادر تو بھی آپ کو اسی کیس پر لگا اسلئے کہ مرد کا صدق عورت کے صدق سے کم  
 نہیں ہونا چاہیے وہ دل اس مرد کا کہ عورت سے کم ہو وہ دل ہو جو شک سے بھی کم ہو جو عمل بول و براہی  
 قدمہ فرمادہ سی کرنا رسول علیہ السلام کا کاروان عرب کی کہ تشنگی و بے آبی سے  
 و رمانہ اور دل بر ہلاک نہادہ تھے اور بارکش بھی اُنکے قریب بہلاکت تھے

قولہ اندران وادی گردی از عرب + تشنگ شد + خط باران شان قرب + و میان آن بیابان ہذا  
 کاروانی مرگ بر خود خواندہ + ناگہانی آن مغیث ہر دو کون + مصطفیٰ پیدا شد از رہ بہر خون + وید کا کجا  
 کاروانی بس بزرگ + بر تفت ریگ + درہ صعب شرگ + اشتراں شان رازبان + کو خیتہ + خلق اند  
 ریگ ہر سو ریختہ + جوش آمد گفت ہیں + و تردد + چند باری سوئی کن کتبان + دید کہ سیاہی بر شتر مشک + و رد

دو میر خود بخود میر و دو اک شتر بان سید اباشتر سوئی من آرید یا فرمان مر سوئی کشتان آمدن ان طالبان  
بعد یک ساعت بدیدند انچنان بدینہ می شد سید اباشترے + راویہ چر آب چون بدیدے پس بدو گفتند  
میخا آمد ترا این طرف فخر اباشتر فی الفور بی + گفت من نشناسم اورا گیت او گفت او آن ماہ روئے  
قند خود سید و سرور محمد نور جان + مہتر و بہتر شفیع مجران + نوعلما تعریف کردندش کہ بہت + گفت مانا  
او مگر آن ساحت بلکہ گریہی راز بون کرد او بسو من نیام جانب او فیم شہر + المعنی قرب بکہ اول فتح  
ثانی شکستہ آب جمع قرب کشتان بلغم خاک تو دہ بدن اور ریگ تو دے بلند جمع کتب راویہ + راویہ شتر  
آبکش و ظون آب از چرم شہر + لکسر ہندی بالشت قرآتے ہیں ایک جنگل کا ذکر ہو کہ اس میں ایک گرہ عرب  
تھے پانی کا وہاں قوط تھا میر نے تھا اس سبب سے مشکین انکی خشاک ہو گئی تھیں اس میں یہ جانب  
پڑے تھے اور قافلہ کا قافلہ تھا سب کہتے تھے کہ اب ہم مرے اتفاقا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کہ فریاد رس و دونوں عالم کے ہیں انکی مدد کو پیدا ہو گئے دیکھا کہ ایک بہت بڑا قافلہ ریت گرم پڑ  
پڑا ہوا اور راہ انکی سخت دور دور از ہوا وٹ زبان منھ سے نکلے ہوئے ہیں اور مخلوق ریت پر ہیں  
کے مارے پڑی ہوئی ہو آپ کو رحم کیا فرمایا جلدی دوڑو اور چند آدمی متفق ہو کے اس ریگ تو دہ کے  
پاس جاؤ ایک جھٹی اونٹ پر مشاک لیے آتا ہو اور جلدی اپنے امیر کے پاس لیے جاتا ہو اسکو مع اونٹ  
موافق اس حکم تلخ کے ہمارے پاس لے آؤ وہ طالب آب کے موجب حکم اس ریگ تو دہ کی طرف گئے  
بعد ایک ساعت کے ویسا ہی دیکھا جیسا آنحضرت نے فرمایا تھا کہ ایک غلام حبشی مع اونٹ لدے  
ہوے پانی کے جاتا ہو اور ایسا جیسے کوئی تحفہ لیے جاتا ہو اس اس حبشی سے کہا کہ تجھ کو خیر اورے  
فخر اباشتر اپنی طرف بلاتے ہیں گناہین نہیں جانتا وہ کون ہیں کہا وہ ماہر و قند و سید و سردار ہیں  
محمد بن جو نور جان ہیں اور مہتر و بہتر اور شفیع مجرمون کے ہیں اور سوا کے اسکے ہر قسم کی تعریف کی  
جیسی کہ انکی ہو کہا شاید یہ وہی ساحر ہو جسکے سحر میں ایک گرہ دبے ہوئے ہیں میں اسکی طرف  
آؤ ہے بالشت بھر بھی نہیں جانا چاہتا ہوں قہولہ کشتان + اور بداند اطراف + اوفغان ہواشت  
باتشیع وقت + چون کشیدہ نش پیش ان غریزہ گفت نوشید آب و بردارید نیز + جلد ران شک او  
سیراب کرد + اشتران و کہس لان آب خورد + راویہ چر کر و مشک از شک او + ہر گردون خیر و مانہ از  
ریشک او + این کسی دیدست کہ نیک راویہ + سر و گرد و سوز چہ دین + راویہ + این کسی دیدست کہ نیک  
مشک آب + کشت چندین مشک پڑے اضطراب + مشک خود و پوش بود از موج فضل + میر سیدانامہ  
از بحر صل + آب از جوشش ہیکہ و ہوا + دان + اگر دوز سر وی کہہا + بلکہ بی سہاب برین زمین حکم +

آب رویا نیا تکوین از عدم + تیز طغلی چون سبھا دیکہ + در سبب بھل چھپیہ + با سبھا از سبب غافل +  
 سوی این روپوش از رویانی + چون سبھا رفت بر سر میزنی + ربا و ربا با میسنی + رب میگویی بر و سوی سبب  
 چون رصنع یا و کروی ای عجب + المعنی آفت با لضم آب و من انداختن و بالفتح گرمی با وینام طبقہ کوونخ  
 غرض وہ جلی تواتر نہیں چاہتا تھا لوگ اسکو کھینچنا کے لئے اُسے بدگوئی و غصہ پر شور اٹھایا  
 جب اسکو آنفریز یعنی حضرت کے سامنے لینگے کہا لو یہ پانی پیو بھی اور بھر بھی تو سب کو اسی مشک سے  
 سیراب کیا اونٹوں نے اور ہر کسبے اُس پانی سے پیا اپنے اونٹ با رکش کو اسکی مشک سے اور او  
 مشکوں کو پھر لیا یہ معاملہ دیکھ کے امیر گروہ بھی رشک سے حیران رہ گیا کہ ایسی آب رسانی میں بھی  
 کرسکتا آب مقولے مولانا رح کے ہیں کہتے ہیں ایسا کسبے دیکھا ہو کہ ایک شتر آبکش سے سوز کتنے  
 پاویوں کے سرد ہو جائیں یعنی ان لوگوں کو ایسا سوز شکی کا تھا کہ کتنے پاویے جمع ہوں تو کہیں ایسا  
 سوز ہو جائے ایک پاویہ کی کیا اصل ہو پھر کہتے ہیں ایسا کسبے دیکھا ہو کہ ایک مشک آب سے آتی  
 مشکیں بے اضطراب بھر گئی ہوں بے اضطراب سے یہ مراد کہ پکویہ گھرا ہٹ نہتی کہ پانی کم ہوا جائے  
 یہ مشک کا بیکوئی ایک موج فضل کی تھی ظاہر روپوشی لینگئی مشک بگئی کہ سبب کے حکم کے بحر سے یہ  
 اصل اسکو پونچتی تھی پانی پیدا ہونے کی از روئے حکمت یہ صورت ہو کہ پانی جوش کھانے سے ہوا  
 ہو جاتا ہو اور وہی ہوا سردی سے پانی ہو جاتی ہو وہ پانی ایسا تھا بلکہ بے اسباب و خالی اس حکمت سے  
 کہ اس پانی کو تکوین نے عدم سے پیدا کیا یعنی وہ تکوین جس سے ہر شے عدم سے عالم کون میں آئی  
 اور ہٹ ہوئی کہ وہ آفریدہ خدا کی ہو غرض یہ پانی خاص خدا کی طرف سے تھا تو نے لوہا کائین سے  
 سبب کئے ہیں لہذا سببوں پر چپکا ہوا ہو اپنی جہالت سے اور ایسا سببوں سے مشغول کہ سبب سے  
 محض غافل اور اس روپوش کی طرف مائل جب یہ سبب جو ناپایدار شے ہیں جاتے رہتے ہیں تو سرشتیا ہو  
 اور بہت ہی ہٹ رہنا بنا کرتا ہو پھر سبب یا ہوتا ہو اسوقت میں رب کہتا ہو جائے کیا غرض سبب  
 کی طرف رجوع ہو اب قبضے صنعت کو چھوڑ کے کیسے مجھکو یاد کیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہوا الحلاف  
 شرح میں شیک خود روپوش و دو موج بجائے خود روپوش اور دو موج کے لکھا ہو اور بجائے زان رو مانگی کے  
 زان مانگی قولہ آفت زین پس من برا یدم ہمہ + نگریم سوی سبب ان دمدہ + گویدش ردو العاد و اکار  
 تست + ای تو امدت + ہمیشہ سست + لیک من آن نگریم رحمت کمر + رحمت پرست بر رحمت تنم +  
 نگریم نمد بت ہم عطا + از کرم ایدم چہ خواہی مرا + از من آید جملہ حسان و فاع + وز تو بد عہد ہی نسیان  
 و خطا + حاصل آنکہ در سبب چھپیہ + لیک معذوری ہمیں را دیدہ + قافلہ میراں شدہ انداز کاراڈہ

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ روپوش مشک فروراء غرقہ کردی ہم عرب ہم کردار۔ المعنی لینے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تو تو سب کا گرفتار تھا اب میری طرف کیسے رجوع ہوا تو کہتا ہوں کہ میں نے اس سبب فریب سب کو دور فرمایا اب میں کیسے طرف آنکھ اٹھا کے بھی نہ دیکھوں گا اللہ تعالیٰ کہتا ہو کہ یہ بات تیری جھجک نہیں ہے تو توبہ و عہد میں نہایت شست ہے کچھ اسکا اعتبار نہیں تیرا کام تو رد و العاودا ہر پانچ فرماؤ لو رد و العاودا لہذا منوا عنہ وانہم لکان فبوان اور اگر ٹھائے جاویں طرف دنیا کے قوہ و ریچہ گناہوں کی طرف لوٹیں بیشک وہ اپنے قول میں جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم عمل صالح کریں گے لیکن تیری ان باتوں کو ہم نہیں دیکھتے ہم رحمت ہی کریں گے اس واسطے کہ رحمت ہماری بہتر ہے ہم اسی پر عمل کریں گے ہم تیری بد عہدی پر لجا کر نہیں کرتے ہم اپنے کرم سے تجھ پر عطا ہی کریں گے سو بتا تو اس وقت مجھے کیا چاہتا ہو کہ تجھ سے جملہ وقا و احسان ہی ہونگے اور تجھ سے بد عہدی اور خطا و نسیان ہی ہوگا اب مولانا رہ فرماتے ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ تو سبب میں لپٹا ہوا ہو و جب یہ ہو کہ تو نے سبب ہی کو دیکھا ہو اگر اس میں پچیدہ ہو تو کیا عجب معذوبہ ہے کچھ رجوع طرف اصل حکایت کے ہو کہ قافلہ کے لوگ کیفیت مذکورہ دیکھ کے حیران ہوئے اور پوچھا اے محمد یہ کیا ہے یعنی مجھ کو کہ ایک چھوٹی سی مشک کو تنے روپوش بنایا اور اس سے عرب و گروہ سب کو ڈوبو دیا کر دیا بغیر ایک قوم صحرائی ہیں ایسے ہی عرب سے قوم عرب مراد ہے اہل خلافت شیعہ میں پرانیدم کی جگہ پرانیم اور عہد بدت کی جگہ عہد بدت بدیم جو موزون نہیں لکھا ہو بھر جانا مشک اس غلام کا غیب سے بوسیلہ معجزہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور سپید ہو جانا غلام سیاہ کا

قولہ اے غلام اکھنڈ تو چھ مین مشک خود تانا گونی در حکایت نیک و بد۔ آن سید حیران شداد برہان اوہ سپید اور لا مکان ایمان اوہ چشمہ دیدار ہو اریزان شاہ و مشک اور روپوش فیض آن شدہ۔ آن نظریہ پوشش ہم برورید۔ تا معین چشمہ غیبی رسید چشمہ پر آب کرد آمد غلام شد فراموشش ز خواجہ در مقام دوست و پائش ماند ز رفتن براہ و ز لزلہ افگند در جانش آگہ باز بہر مصلحت باز کشید کہ بخوش آبار و امی مستفید۔ وقت حیرت نیت حیرت بیشترت۔ این زمان درہ در آچالاک و چیت۔ دستہ می مصطفیٰ بر و نہاد۔ بوسہ بامی عاشقانہ پس ہر اوہ دست مبارک بر رخسار آن زمان مالید و کرد و فرخش۔ شد سپید آن رنگی زادہ حبش۔ ہچو ہر و روز روشن شد شبش۔ المعنی بعد سیرابی قافلہ کے حضرت نے کہا کہ اے غلام اب تو اپنی مشک بھری ہوئی دیکھ لے تا حکایت میں جھکنا دیکھ نہ کہے وہ سیاہ انگلی یہ برہان تو ہی نبوت کی

دیکھ کے حیران ہوا اور غنچہ اسکے ایمان کا لامکان سے کھانے لگا یعنی ہدایت ہوئے لگی دیکھا اُسے  
 کہ ایک چٹمہ ہوا اور عالم بالاسے تو ریزان ہوا اور میری مشک اسکے فیض کی روپوش ہوئی اور  
 میلہ غا ہری بنی من بعد اُس نظر نے ان روپوشوں کو بھی بھاڑ دیا تو ارمین چٹمہ غیبی کو پہنچایا  
 یعنی اصل مبدار کی طرف رجوع ہو گیا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا خواجہ اور مقام دونوں کو بھول گیا  
 ہاتھ پاؤں اسکے سچیں حرکت ہو گئے خدایتعالیٰ نے ایک زلزلہ اسی جان میں ڈال دیا آپ نے  
 اُسکو پیچڑی سے پھر خودی کی طرف کھینچا اور کہا کہ اوس عقیدہ پھر اپنی طرف متوجہ ہو کہ تو بہت غائدہ پانیوالا  
 پیچڑیوں ہوا جاتا ہو یہ وقت حیرت کا نہیں ہو حیرت تو تیرے سامنے گھڑی ہو کہ ایک وقت میں حیرت  
 جھکھو ہو جائیگی اور حیرت سے مقصود حیرت محمودہ جو عین معرفت ہو اسوقت تو ہوش کے ساتھ اس راہ میں  
 حیرت و چالاک نہ کہ داخل ہوا اُسے ہاتھ مصطفیٰ کے اپنے منہ پر رکھ لے اور عاشقوں کی طرح  
 چرتا تھا بس آپ نے دست مبارک اپنا اُسکے منہ پر رکھا اُسکے منہ کو مبارک و فوج کر دیا یعنی وہ نکی زادہ  
 حبش کا سپید ہو گیا اور رات اُسکی ایسیا رنگی و سیاہی بدراور و زروشن ہو گئی قولہ یوسفے شد در  
 جمال و در دلالہ گفت بروا کنون بدہ و اگوی حال او ہمیشہ بی سرو بی پاست و پای می شناخت  
 و رفتن ز دست و پس بیا بد و مشک پر روانی و سومی خواجہ از نواحی کاروان و خواجہ برادر منتظر  
 بنشستہ بود و کان غلامش دیر می آمد نہ زودہ خواجہ از دورش بدید و خیر و مانہ از شیر ابلان نہ رہا بخواند  
 و ادبہ ما شتر با دست این پس کجا شاد نہ زنگی جہیں اعلیٰ و لال بک و بفتح ناد و کرشمہ کہنے وہ غلام حبشی با تو  
 سیاہ رنگ تھا یا آپ کے ہاتھ پھرانے سے یوسف حال غنچ و دلال والا ہو گیا پھر آپ نے کہا اب  
 اپنے کانوں کو جا اور سے یہ حال کہ بس وہ کانوں کی طرف چلا اور اس حال سے کہ نہیں جانتا تھا  
 کہ میرا پاؤں کہاں پڑتا ہو اور ہاتھ کہاں ہو ایسا بے سرو پا بہت چلا جاتا تھا بس دوشکین بھری  
 لیکے قافلہ سے اپنے خواجہ کی طرف روان ہوا خواجہ راہ میں منتظر بیٹھا تھا کہ غلام جلدی نہیں آیا دیر  
 لگائی جب دور سے اُسکو دیکھا تو حیران ہوا اور حیرت سے کانٹوں والوں کو بلایا اور کہا کہ شتر کش  
 تو جا رہی شتر ہو لیکن غلام نہ لگی صورت چار کہاں گیا وہ نہیں و الخلاف شرح میں جہیں کو نہیں لکھا ہو  
 میری رہت میں جہیں ہو ایسی رنگی صورت موافق ذکر جزو راہ و کل کے

دیکھنا خواجہ کا غلام کو سفید و اور بھیانا اسکا اور غلام سے کہنا کہ تو نے میرے  
 غلام کو مار ڈالا اور اُسکے خون نے مجھ کو کیڑا مارا

قولہ کہ ان کی ہر ریت می باید دور و دیر نہ ہونہ و زار و زور و زور کو غلام ہاگر گشتہ شد یا بد و گرگی ریب و گشتہ



یا اگر آدمی بکشت این بگردد و اگر شترش در داسی از قدر بد چون سیاه پیش کش کیستی و از زمین داوی و  
 یا ترکیستی و کو غلام را چه کردی رشت گو بگر کشی و انا حلیت مجو گفت کر کشتم بتو چون آدم چون  
 سپای خود برین خون آدم گفت فی لی درگیر دامت و رشت باید گفت سر این فتن و کو غلام من  
 گفت ایک منم کرد دست فضل بزدان و ششم و دیده ام صدری و دبر بری گشته ام و صاحب غنلی و قدح  
 گشته ام و بی چسبگونی غلام من بکاست و این سخاوی رست از من خبر بہت گفت اسرار تر آبان  
 غلام جلد و اگو م بیک من تمام بزدان درانی کہ خریدی تو را بذا بکنون باز گویم اجراتا بدانی کہ  
 ہام در وجود بگر کہ از شد نیز من صبحی کشود بگر شک و لیکن جان پاک و فارغ از رنگت و زار کا فلان  
 تن شناسان زو و را گم کنند و آب نوشان ترک شک و خم کنند و منی ہی بالفخ کلہ زجر و تنہیہ  
 خواہ کوتاہی میرا غلام تو زنگی صورت تھا یہ تو ایک بدر ہو جو دوسرے جلا آتا ہو جسکی صورت کا نور  
 نور روز پر غلبہ کر رہا ہو میرا غلام کہاں ہو مگر وہ گم گیا یا گرگ نے اسکو بایا جو مارا گیا یا اسی بد گہر نے  
 اسکو مار ڈالا خدا کی قدرت سے اسکا لوٹ لیکر آیا ہو غرض جب وہ سائے آیا اس سے کہا تو کون ہو  
 آیا کوئی میں را وہو یا ترک ہو بتا میرے غلام کو کیا کیا سچ سچ کہ اگر مار ڈالا ہو تو ہر کردے حیدت  
 و حوث سے کہا اگر میں نے مار ڈالا تو تیرے پاس کیسے آیا کوئی بھی اپنے پاؤں آپ سے اپنے  
 خون میں آتا ہو کہا نہیں نہیں اس بات سے مامن بھگو نہیں بجا گیا تھکو سچ سچ بھید اس  
 فن کا کشا چاہیے بتا میرا غلام کہاں ہو کہاں ہی ہو جو میں ہوں خدا کے فضل نے مجھکو اس  
 تاریکی سے روشن کر دیا میں نے ایک صدر کو دیکھا ہو اور بدر ہو گیا ہوں اور صاحب فضل  
 و قدر ہو گیا ہوں پھر خواجہ نے جھک کے کہا کیا بکنا ہو میرے غلام کو بتا کہاں ہو خبر دار ہو سکا  
 سچ کے بھ سے خلاص دیا گیا غلام نے کہا تیرے بھید جو وہ غلام جانتا تھا لے ایک ایک  
 پورے پورے بھکو بتاتا ہوں جسوقت سے کہ مجھکو تو نے فرید اب تک کی ساری سرگزشتیں  
 تو تو جان لے کہ میں اپنی ذات و وجود میں وہی ہوں اگر چہ میرے رنگ سیاہ نے جوشل  
 شہدیز کے تھا صبح کھلائی ہوا ہے سپیدی رنگ تو میرا بدل کے ضرور اور ہو گیا لیکن جان پاک  
 میری سب رنگوں اور ارکان خاک سے فارغ ہو گئی اب مفید حق کی نہیں ہو مگر جو تنہا اس  
 ہیں وہ مجھکو ملدی یخول جاتے ہیں اور جو آب نوش ہیں یعنی معنے کے طالب ہ ہ مشک  
 خم کو ترک کرتے ہیں اُدھر نہیں جوع ہوتے قولہ جان شناسان اذ عدد ہا فارغند و غرقہ ویرا  
 بچوند و چند جان شود از راہ جان باز شناس + نارتیش شود فرزند قیاس چون ملک بھقل یک شتر آ

ہر حکمت پر دو صورت لکھتے اند، آں ملک عقل ایک گوہر نہاد پر پی ہم بحر و ہمال و سر نہاد آن ملک چون مرغ  
 بال و پر گرفت۔ این مرد بگذاشت پر و فرزت۔ لاجرم بر دو مناصرا آوند و پر دو خوش رو پشت ہم دیگر شدند  
 ہم ملک ہم عقل حق باو اجری و پر و آدم، امین و ساعدی نفس و شیطان نیز اول واحدی و بودہ  
 آدم را عدد و حاسدی و آنکہ آدم را بدن دید اور مید۔ و آنکہ نور موئن دید اور خمیدہ آن دو دیدہ روشن  
 بودہ این و بین دو دیدہ ندیدہ غیر طین، این بیان اکنون چو خورشید بماند۔ چون نشاید بر جہود و تحمل  
 خواندہ کی توان شہید گفتن از عہد کی توان بر باد دین و پیش کردہ یک گرد و ہوشہ یک کس است۔ ہای و  
 ہوئی کہ بر آدم پس است مستحق شرح را سنگ و کلنج و ہاقلی گرد و شرح بار سوغ و ہنی یعنی تن شناسون کا  
 توحش شاداب جان شناسون کا شن کہ وہ عدوئے خارج ہیں انہیں توحید ہی اور در باب چون و چندین  
 و ثوبے ہوئے جیسا کہ حدیث میں ہے من عرف نفسه فقد عرف ربه جسے اپنے نفس کو پہچانا اسنے اپنے  
 رب کو پہچانا تو بھی اس تن سے جہین تعدد ہو الگ ہو کے جان جو با اور جان کی راہ سے جان کو پہچان  
 تو ناظرین دل ریت جان کا بن غور نہ قیاس کا جو ملک و عقل دونوں ایک رشتہ کے سر ہیں اور یہ حکمت خدا  
 تعالیٰ کی ہو کہ دونوں کو دو صورت پر پیدا کیا ہو اصل و نژاد دونوں کی ایک ہی ہو اور دونوں ایک دوسرے  
 کے پیچھے ایسے جیسے دم اور سر تن اتنا فرق ہو کہ ملک نے تو مرغ کی طرح بال و پر اختیار کیے عقل نے بال  
 پر چھوڑ کے فرائض کی پس جب کہ یہ حال ہو تو دونوں محل نفرت ایک دوسرے کے ہوئے اور دونوں  
 خوش رو پشت و ددگار ایک دوسرے کے ملک بھی اور عقل بھی دونوں خدا کے پائے والے ہیں اور دونوں  
 آدم کے مد نگار اور سجدہ کرنے والے ایسے ہی نفس و شیطان بھی پہلے سے ایک تھے مگر آدم کے ثوبے  
 دشمن و مصلحتاً اور وجہ یہ کہ جسے انکو بدن اور جسم خاکی دیکھا وہ تو بھگا اور جسے انکو نور موئن دیکھا کہ ہمیں  
 نور امانت ہو مجھکا اور سجدہ کیا وہ دونوں نے ملک و عقل اس نور سے آنکھیں روشن دیکھتے تھے  
 اور ان دونوں کی آنکھ سوائے طین اور مٹی کے نہ تھی آب زمینی ہیں کہ یہ بیان تو ہمارا یہاں کا  
 یہیں ایسا رہ گیا جیسے خچر میں گدھا رہتا ہو اس واسطے کہ یہود پر انجیل پڑھنا کہ منکر انجیل کا ہوا لائق  
 نہیں ہو جیسے شیعہ کے سامنے حضرت عمر کا ذکر کرنا کہ انکے دشمن ہیں یا ہرے کے آگے ربط بجا نا  
 لغو نہیں چاہیے۔ مزایہ کہ شمع کو جب لیاقت اُسکے شمع کی نہیں ہو تو کیسے کہا جائے بس یہ دونوں  
 شمع کلام سابق میں ہیں لیکن اگر کائنات کے کسی گوشت و ہڈی کو کوئی کس باطنی پڑا پڑا یا ہوا اسکے لیے  
 اتنی ہلے ہو جو ہنسی کی یہ بھی کافی ہو اس واسطے کہ جو شمع کا ہو کہ اُسکے سامنے شرح کیجاے  
 اسکو تو پھر ڈھیلے بھی ناطق و گویا ہیں جیسی مضبوطی کے ساتھ وہ انہیں سے عبرت پذیر ہو سکتا ہو

اختلاف شرح میں الزعم ہوا کہ عدوا و حکمت را بجای بر توفیق و حسن کو کوثر کن اور الزین کو این اور  
شرح کو شرح لکھا ہو

اس بیان میں کہ حق تعالیٰ نے جو کچھ دیا اور پیدا کیا سب واسطے امتد عارضہ  
کے پیدا کیا کہ آپ کو محتاج دوسری چیز کا کرنا چاہیے تا وہ وہی جیسا کہ فرمایا  
اسن یحب المضطرا و افاواہ و یکشف السور کون ہر کہ قبول کرے و مضطر کی  
جسوقت کہ وہ دعا کرے اور کون ہر کہ اس کے رنج کو کھوے

قولہ ان نیاز مری بود دست دروہ کہ چنان طفلی سخن آغا ذکر وہ جزو ادبی اور برای او بگفت و جزو  
جزوت گفت وارود زلفت بدست و پاشا بد شونت ای رہی ہنکری را چند دست و پاشی  
و رہا شتی متحنی شرح و گفت ہا طلق ترا دید و بخت ہر چہ روید از پی محتاج رفت تا یا یا  
چیزیکہ حبت و حق تعالیٰ کہین سموات آردید از برای رفع حاجات آفرید ہر کہ جو یا شد یا بدعت  
یا کہ در دست اہل رحمت ہر کہ در دی دوا آخار رود ہر کہ فقری فوا آخار رود ہر کہ مشکل جواب  
آخار رود ہر کہ پستی ست آب آخار رود ہر کہ خوشگی آرد بدست متا بچو شد آب از بالا و پست  
تا از اید طہلک نازک گلو کی روان گرد و زیشان شیر او رویدین بالا و پستیا بدو تا شوی تشنہ  
حرارت را گرد و بعد از ان از بانگ زبورہ ہوا ہا نگ آب جو نوشی ای کیا حاجت تو کم نباشد  
از شیش ہر کہ را گیری سوا و می کشیش ہر کہ گوش گیری آب را و می کشی ہر کہ سوی نزع خشک یا بد خوشی  
نزع جانز کش جو ہر حضرت ہر کہ رحمت پر ز آب کوثر نت ہر کہ سقاہم بہم آید خطاب ہر کہ تشنہ  
باش اللہ اعلم بالصواب ہر کہ معنی یعنی وہ نیاز ہی مریم کا تھا جو درد سے پیدا ہوا اور کیا یا یعنی مت  
قبل ہوا و کنت نیسا نیسا یعنی اس کا کش میں اس سے پہلے مر جاتی اور بھولی ہنری جو باقی جس  
ایسے بچے نے سخن شروع کیا اور وہ طفل عیسیٰ علیہ السلام تھے انھوں نے گو اہی اپنی ما کی پاکی پر دی  
اور کہا انی عبد اللہ اتانی الکتاب و جہلنی نبیا و جہلنی مبارک الدینا کنت میں بندہ اللہ کا ہوں دی اپنے  
مجھ کو کتاب اور کیا مجھ کو نبی اور کیا مجھ کو برکت والا جہان میں ہو ہوں آپ تو خیال کر کہ مریم کے  
جننے بے کلام مریم کے مریم کی واسطے گواہی دی ایسے ہی تیرا جزو جزو بھی پوشیدہ کلام رکھتا ہو  
تجھ کو اہی و یگا تیرے ہاتھ پاؤں بھی تیرے شاہرہ ہونگے پھر تو نے منکری کو کیوں ایسے ہاتھ  
پاؤں دے رکھے ہیں جیسا کہ فرمایا تھلکنا اید ہم و شہدا رہیم ہا کوا کیسوں باتین کرانیکے ہم  
انکے ہاتھوں سے اور گواہی دلائیکے انکے پاؤں سے اسکی جو کچھ کہنے میں وہ آور جو

تو مستحق شہر و گفت کا نہیں ہو تو تیرا لطف خدا طاق خود خاموش و بند ہو جائیگا میں نے اس شعور میں دھوکا  
 کھایا شیخ میں یہاں لکھا ہوا مستحق اسکا ہو کہ بعد مستحق شیخ را سنگ و کلونج کے ہو یہاں محض پر بطور جسکو  
 ربط سے ربط ہو وہ اس خط کا تب کو ملا خط فرامین عز کرین آئیدہ شعور سب محل کے ہیں فرماتے ہیں  
 اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہو بندہ محتاج کیواسطے کیا ہوتا طالب اسکا جو کچھ طلب کرے پاسے اعظم  
 مخلوقات سے آسان ہو یہ بھی رفع حاجات ہی کیواسطے ہو دیکھو کسی حاجت میں اس سے رفع ہوتی ہیں  
 جو کوئی جو بندہ بننا ہو آخر کار یا بندہ ہوتا ہو اور اہل رحمت سے مایہ پانا ہو غور کرو دوا و غذا دونوں  
 سعدہ میں جاتی ہیں لیکن درد کی جگہ دوا جاتی ہو اور بھوک کی جگہ غذا ایسے ہی جہاں مشکل ہوتی ہو وہیں  
 جواب جاتا ہو اور جہاں نیچا ہوتا ہو وہیں آب جاتا ہو تو پانی متادھو ٹھوٹھوٹگی کا طالب ہو جو عشق ہو  
 ماتحت و فوق سے پیچہ آب جوش کرے یعنی رادد اسرار تعلیم کی ہر وجہ تک بچہ نازک گلو نہیں پیدا ہوتا  
 شیر لپٹان سے کب جاری ہوتا ہو اور اسی شہر کی طفیل ہندو یون اور ہستیوں میں پھر یعنی آسمان زمین  
 میں تو ایسا تشنہ ہو جائے کہ گویا حرارت میں گرمی ہو گیا بعد اسکے زبورہ ہوا سے جو نام سا لکھا ہو  
 بانگ ابھو کی اسکی کیا سنیگا آج خود گھجکھلا نیگا بجھلا تیری حاجت گھاس سے تو کم نہو کہ جب و تشنہ  
 ہوتی ہو تو ہی خوابانی لیتا ہو اور اسکے واسطے اسکی طرف کھینچتا ہو اور پانی کا کان پکڑے اپنی  
 زامت خشک کی طرف لپیٹا ہوتا وہ سبز و تازہ ہو جائے آب فرماتے ہیں کہ تیری جان کا کھیت  
 جبین جواہر چھپے ہیں اسی کے لیے تو ابر رحمت آب کوثر سے بھرا ہوا ہو پھر کیوں نہیں تشنہ بنتا تو  
 شطابم رہم شرابا طور کا خطاب آئے لندا تشنہ ہی بنا رہ آگے اندر خوب جاننے والا ہو ساتھ  
 صواب کے انخلا و شیخ میں آب او کی کشتی کو آب را وے کشتی لکھا ہو

آنا ایک عورت کا فر کا مع طفل شیر خوار یا س آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے اور گویا ہونا بچہ کا آپ کے معجزہ سے

قولہ ہم ازان وہ یکن فی اذکار ان + سوی پیغمبر و ان شد در امتحان پیش پیغمبر در آمد با خار و کوہ کے  
 و دما ہزن را در کنار + گفت کوہ سلم اللہ علیک + یا رسول اللہ قد جننا الیک + اور شہر زخم گفتش  
 بین نموش + کیت افگند این شہادت را بگوش + این کیت آموخت طفل صغیر کہ زیادت کرد  
 و طفل جبرید گفت حق آموخت و انگہ جبریل در بیان با جبریل سن سئل + گفت کو گفتا کہ ابلا ی شہ  
 می نہ مین کن بالا غنطرت + ایستادہ بر سر توجہ جبریل + مر مرا گشت بعد گوہ دلیل + یعنی خوار کبر اور جہنی  
 جبر نام شاعر با شان جبریل ہمراہ و فرستادہ فرماتے ہیں اسی گاٹوں کی ایک عورت کا فر جان کا



غلام تھا حضرت کی طرف بطور امتحان آئی خود اور غنی اور طے تھی اور گود میں دو حصے کا بچہ تھا بچہ لے  
 لیا اور رسول خدا سلام تپڑ نازل ہو میں تمہارے پاس آیا تو انہوں نے اُنکی غصہ سے کہا خبردار بچہ ہو  
 لے کر تجھ کو یہ شہادت سکھائی ہو اور کہنے تیرے کان میں ڈالی اور طفل صغیرہ تجھ کو کہنے سکھایا کہ تیری زبان  
 طفلی ہی میں جبریل کا حق نے سکھایا اور پھر جبریل نے میں اپنے بیان میں جبریل کا سبیل ہو  
 یعنی ساتھی عورت نے پوچھا جبریل کہاں ہیں کہا تیرے سر پر تو نہیں دیکھتی ذرا آنکھ تو اوپر اٹھا کر  
 تیرے سر پر کھڑے ہیں اور مجھ کو سیکڑوں راہیں بتا رہے ہیں قولہ گفت می بینی تو گفتا کہ بلے و بر سر  
 نامان چو بد رکاشے و می بیا بود مرا و صف رسول مدبر عاظم میرا مذہب قبول ہیں سولش گفت  
 طفل رضیع بحسبیت نامت بازگو دشو مطیع گفت نامم شبی حق عبد الغزیزہ عبد غنی بنی ابرہہ  
 حیزہ بن مرغی پاک و بیزار و بری و حق آن کہ رادت این پیغمبری کہو یک دو ماہ نہ چھون ماہ بدر  
 درس بالغ گفتہ چون اصحاب صدر پس حنوط آذم ز جنت در رسیدہ تا دماغ طفل مادر بود کہ شدہ  
 پرو می گھنڈہ کز خوف سقوط و جان سپردن بہ برین بوی حنوط و آنکہ توفیق شہادتہ خود کند و جامد و  
 نامیش صدم و مروق و زندہ آنکسی را کہ معرفت حق بود و جامعہ نامیش ضد صدق زندہ آنکسی را کہ خدا  
 حافظ بود و مرغ و ماہی مرد و احار س شوق و معنی رضیع شیر خوار حنوط خوشبو جو مردہ کیوا سطلہ طیار کرین  
 سقوط مرنہ چار پایہ کا اور حمل گر جان مروق بالکسر و فتح ولد تعجب بین لانا و خوشحال کرنا لڑکے نے کہا  
 تو جبریل کو دیکھتی ہو کہا ہاں دیکھتی ہوں کہ تیرے سر پر چودھویں رات کے چاند کی طرح کھڑے ہیں  
 اور مجھ کو وصف رسول کے سکھاتے ہیں اور پستون سے منہ کو ہونچا تے ہیں پھر رسول مقبول نے  
 اس سے کہا کہ اے طفل شیر خوار تیرا نام کیا ہے بتا اور چار اطیع ہو گئے اللہ تعالیٰ کے سامنے تو میرا نام  
 عبد الغزیزہ اور یہ لوگ جو ایک شہت حیزہ بن انکے آگے عبد غزی بن غزی سے پاک و بیزار و بری ہوں قسم  
 ہو اُنکی جسے تنکو پیغمبری دی ہو غرض وہ لڑکا دو منے کا کہ مثل بدر کے تھا ایسا درس بالغ کہہ رہا تھا  
 جیسے اصحاب صدر کہتے ہیں من بعد ایک خوشبو جنت سے پہونچی جب دماغ طفل و مادر نے اس سے  
 بو پائی دونوں کہتے تھے کہ فون سقوط سے تو یہی اچھا تھا کہ اسی خوشبو پر جان دیدتے خون منو ذہن  
 مرنے کا جو ہر یک کو لگا ہو کس وہ شخص جسکی تعریف خدا تعالیٰ خود کرے حجر و شجر تو سیکر ہوں قسم کہ  
 خوشحالیاں کرین اور جبکہ موعود خود حق ہو شجر و حجر اسکی صدمہ تصدیقین کر گئے صدق سے مراد  
 تصدیق اور جبکہ حافظ خدا تعالیٰ ہو مرغ و ماہی اور جملہ مخلوق اسکے عار و گلبان بن الخلاف  
 شرح میں حق آگے کجاف غمی لکھا ہے میری سمجھ میں کجاف عربی ہو



لیجنا موزہ رسول مقبول کو ایک عقاب کا اور ہوا پر لپکا کے نگوں کرنا اور ایک ماریاہ کا اس سے کرنا

قولہ اندرین بودند کا و از صلا مصطفیٰ بشیہ از سوی علاء خواست آبی و وضو را تازہ کر دہ دست دروا شست اوزان آب سرد و ہر دو پشت و موزہ کر دہ راسی + موزہ را بہ چو یک موزہ رباعی بہت سبوی موزہ ہر دو ان خوش خطاب + موزہ را بہر دو از دستش عقاب + موزہ را اندر ہوا پر دوا چو باد پس نگوں کر دوا اوزان ماری قناد + در قناد از موزہ یک ماری سیاہ و اوزان عنایت شد عقابش نیکخواہ پس عقاب آن موزہ را آورد باز کہ گفت میں بتان ورو سوی نماز + از ضرورت کہ دم این گستاخی + من را وہ دارم شکستہ شایخی + وای کو گستاخی می منہ بیجہ ضرورت کش ہوا فتوی دہد + پس رسولش شکر کرد و گفت ماہ این جفا دیدیم و خود ہر دو ان و قناد موزہ بر بودی و من دہم شدم + تو غم بردی و من از غم شدم + اگرچہ ہر غمی خدا را نمود بدل و در ان لحظہ بخوشنول بود کہ گفت دروازہ کہ غفلت از توست + وید غم آن عیب را ہم عکس است + مار و موزہ بہ نیم دہوا بہ پیش از من عکس است اسی مصطفیٰ عکس نورانی ہر دو شن بود عکس غلانی بہ کلین بود عکس عبدالمندہم نوری بود عکس بیگانہ ہمہ کوری بود عکس ہر اس را بیان اچان بہرین بہ پادی جہنی کہ سخا ہی نشین + لغوی تفسیر آنحضرت اسی حال میں تھے ناگہان آواز صلا و شیش کی آنکے کان میں عالم بالاسے پہنچی جس پانی منگایا اور وضو تازہ کیا اور ہاتھ منہ اس آب سرد سے دھوچا پھر پائین دھو کے موزہ کی طرف اسے ہوئی ناگہان موزہ ایک موزہ رہا لگیانی یعنی وہ خوش خطاب جب ہی موزہ کی طرف ہاتھ لگے موزہ کو آنکے ہاتھ سے عقاب لگییا اور ہوا کی طرح اس میں جہرہ کو ہوا جو اوندھا کیا تو اس میں سے ایکٹا سیاہ گرٹا اس اہتمام و رنج سے عقاب نکالا نیکخواہ ہوا پھر عقاب موزہ کو لوٹ کے لایا اور کہا لو اور نماز کی واسطے جاؤ میں نے بضرورت یہ گستاخی کی جو کہ ادب سے شرمندہ ہوا ہوں اس واسطے شکستہ شایخی شرمندہ ہونے کے معنی میں کہ شاخ شکستہ سر جھکانے ہوتی ہوا شرمندہ بھی سر جھکاتا ہوا آب فقہ المولانا مہ کاو کہ پرند تو با وصف نیک خواہی کے ادنی بات کو بھی گستاخی سمجھیں غرض کہ یہ دے اس پر جو گستاخ ہو کے وہ ان قدم رکھے اور بی ضرورت موافق حکم اپنی ہوا و خواہش نفسانی کے جس صورت نے اسکا شکر کیا اور فرمایا کہ ہم اسکو جفا سمجھے تھے وہ بحقیقت حق و حق تو موزہ لگییا میں اس کے درہم ہوا تو بحقیقت میرا غم لگییا تھا میں اٹھا غم میں پڑا اگرچہ پر غیب خدا سے تقابلے نے ہر ظاہر کر دیا ہو مگر اس وقت میرا دل ذرا دیر کو جمال خود مشغول غافل ہو گیا تھا عقاب نے کہا خدا نے کرے آپکو غفلت ہو غفلت تو آپ سے دور و مجھ ہی ہو گئی ہو میں نے جو اس غیب کر دیکھا یا یہ بھی عکس کی

یہاں پہنچے جو مارا کورہ میں ہوا پر دیکھ لیا پیش میری اور مصطفیٰ آپ ہی کا عکس جو عکس کے عکس خدائی  
سب روشن ہوتے ہیں اور عکس ظہانی سیاہ و تاریک مثل گلشن کے جو عبد اللہ کا ہوا اس کا عکس دہری ہوتا ہوا  
بیگا ہوا کورہ میں بس تو ہر ایک کے عکس کو دیکھو اور سمجھو جہاں اپنی مرضی موافق پائے اسی کے پہلو میں بیٹھ جا

وہ عورت پکڑنے کی اس حکایت سے اور معنی ان مع العسر یسر کے

قولہ عورت است این قصا یجان مترادف تاشی رہی تو وہ حکم خلافت کا کہ دیکھ باقی و نیکی گمان چون  
یہ مینی واقعہ ہذا گمان و دیگران گرد زرد و ابریم آن و تو چو گل خندان کہ سود و دیان ہذا انکہ گل گرگ  
برگش میکشی خندہ گزار و نگویشی گوید ازخاری چو اقم نغم خندہ راسن خود ذخا آورده ام و ہر  
از تو یادہ کرد و از قصا و تولیقین دان کہ خیریت از بلا و العصفون قال و جہاں العرف و فی الخوا  
عندائیان الترح و آن عفا بش سوغابی دان کہ اوہ در یو دان مودہ رازان نیکو تار باند پاش راز  
رخ مار ای خاک عکسے کہ باشندی عشارہ گفت لاہا سوا علی انا کم و ان اتی السرحان اردی شاکم یک  
ہرچہ آن فیت شہر عکسین شود زانکہ گردش کہ نہ آید باندو ہر بلا آید ترا ندہ ہر و زنیان مینی علم اید ہر  
کان بلا دفع بلا ہای بزرگ و لان زیان مینہ زیانہای بزرگ و راحت جان کہ ایجان فوت مال  
مال چون صحیح آمد ایجان شد و بال و معنی ششانی باضم سرنگون و دو تا فراتے ہیں ایجان یہ قصہ  
تیرے واسطے عورت ہو تو تو رہی حکم میں ہو جو کچھ مسکی بارگاہ جلال سے صدور پائے اور دانا نیک  
گمان ہو جائے اور وہ یہ ہو کہ اگر ناگمان کوئی واقعہ دیکھے تو گو اور لوگ اس کے خوف سے زرو  
ہو جائیں تو مثل گل کے خندان رہ چاہے موقع سود کا ہو چاہے زیان کا اس واسطے کہ گل کو غور کر  
کہ اگر تو اسکی چٹھری پکھڑی الگ کر دے وہ اپنے خندہ کو نہیں چھوڑے گا اور دوتا و ہر گونہ بین  
ہوگا کہ نکلے مارے کر لپا سے یا سرنگون ہو جائے و یا ہر خندان رہیگا اور یہ کیگا کہ کسی جا  
میں غم میں کیوں پڑوں میں تو خندہ کو خارجی سے لایا ہوں خارجی میں تھا جو شگفتہ ہوا ہوں تو  
چیز تجھے جاتی رہے اور کم جاسے تو بیعتیں اس بات کو جان لے کہ وہ کم نہیں ہوئی بلکہ اسنے  
تجھ کو بلا سے چھڑایا اسکا صدقہ مینی کو کسی نے پوچھا کہ تصوف کیا ہو کہا فرحت پانا اپنے دل میں  
وقت آنے بج کے پھر تمثیلاً فرمایا کہ تو نے یہ تو شا کہ مونہ لیجائے سے عقاب مایہ عقاب ای ریخ و غم  
آنحضرت کا ہوا جیسا کہ اوپر کہا ہے تو غم بودی و من و غم شدم ہیں اس غم کے تھا بدین جو مودہ  
لیجانے سے ہوا تھا وہ غم بس عظیم تھا کہ پائے مبارک نغم مارے ریخ پاتا حاصل یہ کہ ادنی نقصان  
بڑا نفع حاصل ہوتا ہو لہذا کیسی خوش و عقل ہو جو بے شمار ہو کہ ذرا میں سر کے بل نہیں گرتی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو لکھنا سو اعلیٰ مافکلم ولا تقر جاہا انکم یابوس مت ہو اس چیز پر جو جسے جانی ہی ہو  
 خوش مت ہو اس پر جو تمکو ملگئی ہو دوسرے مصرعے کے معنی اگر بھڑپا آئے اور تمھاری بکریاں ہلاک  
 کر ڈالے لیکن جو فوت ہو جائے اس پر غم نہ ہو اس سبب سے جو جاتا رہا وہ پرانا تھا اسکی عوض نیا بھگلو  
 مل جائیگا میں بھی شکر گو یا جزا مصرعہ ثانی عربیہ کی ہو اگر بلا تیرے سامنے آئے غم مت کرا اور جو زبان نکسے  
 اسکے بھی غم نہ من مت پڑا سو اسطے کہ وہ دفع بڑی بڑی بلا دیکھا ہو اور وہ زبان منع بھاری بھاری زبان کا  
 اور جان میں تو کس خیال میں ہر مال کا جاتا رہنا خاص راحت جان کی بھی ہو اور ایمان وال کا جمع ہونا بھی  
 سنت و بال ہر مال جمع ہوا اور و بال میں پڑا

استدعا کرنا ایک شخص کا حضرت موسیٰ سے واسطے زبان بہانہ کے

قوله گفت موسیٰ را یکی مرد جوان کہ بیا موزم زبان جانوران پتا ہو دگر با ناک حیوانات و دود و دھڑے  
 حاصل کم دروین خود چون دہانہای بنی آدم ہمہ و در پی اکبت دمان و دود و دگر کہ حیوانات اور دگر  
 ہاٹا زبیر ہنگام گزر گفت موسیٰ و گداز کن زمین ہوس کا میں خطر دار و بسی در پیش و پس و عبرت  
 بسیار ی از زبان طلب ہذا کہ کتابت ز مقال و حرف و لب و گرم تر شد مردان منعش کہ گروہ گرم تر گردد  
 ہی از منع مرد گفت ای موسیٰ چون تو تباہ ہر کہ چیزی یافت از تو چیز یافت و مرد محروم کردن  
 زین مراد ہذا کہ لطف نہا شد ای جو و دین زبان قائم مقام حق قوی و یاس باشہ گرم را مانع شوی  
 گفت موسیٰ یا ربین مردیلم سخرہ کر پیش گردیو یجم و گریا بیزم زبان کارش بود و ورنیا موزم خوش  
 ہمیشہ رہا یعنی حضرت موسیٰ سے ایک مرد جوان نے درخواست کی کہ مجھکو زبان جانوروں کی سکھاؤ  
 تا شاید آواز حیوانات و چار پائیوں سے کچھ عبرت اپنے دین میں مجھکو حاصل ہو میں جو دیکھتا ہوں تو بنی آدم  
 کی زبان کو دے اب و دان و مکرو فریب کے پاتا ہوں شاید حیوانات کا دوسرا درد ہو جو میں تدبیر و  
 عاقبت میں ہنگام گزر یعنی مرے بقوت کی ہو حضرت موسیٰ نے کہا جا اس ہوس سے باز آ کہ اس میں پیش  
 و پس دونوں طرف سے بہت خطر ہے میں تو عبرت و بیداری چاہتا ہوں تو خدا سے مانگ یہ اسلے  
 عطا سے ہو نہ کتاب اور قال و حرف و لب سے اس کہنے سے یہ شخص اور بھی گرم تر ہوا سو اسطے  
 کہ ہر شخص اس بات میں جکومت کرو منع کرنے سے گرم تر ہو جاتا ہو چنانچہ حدیث ہوا انسان حرص  
 فیما منع کما ای موسیٰ جب سے نور تھا را چمکا ہو نیچے تھا را ہوا تو جس کسی نے کچھ پایا ہو وہ تم ہی  
 سے کچھ پایا ہو مجھکو تم اس مراد سے میری محروم کرتے ہو یہ بات ای جو ادھارے لطف کے لائق  
 نہیں ہوا سو وقت میں تمھیں قائم مقام حق کے ہوا اگر منع کرو گے تو مجھکو یاس ہو جائیگی اور یاس



جا اور جو کچھ وہ کہتا ہو اپنے لطف سے اس کو سن لے اور حکم دیا کہ جو کچھ چاہتا ہو اس کو دے اور اس کے اختیار  
 میں اس کا ہاتھ کھول دے اب مولانا راجہ کے مقولے ہیں فرماتے ہیں کہ اختیار عجیب چیز ہو عبادت کا  
 نمک بھی اختیار رہی ہو کہ جو عبادت و عمل کرے اپنی خوشی رضا سے بلا اکراہ و اجبار خاص واسطے  
 خوشنودی و مرضی خدا کے کرے اور یوں تو آسمان بدون اپنی خواہش کے ایسا ملت دن پھرنا ہو اسی  
 سبب سے انکی گردش سے نہ اس کو اجر ہو نہ عذاب کس واسطے کہ وہ بہتر سے جو اختیار ہو خالی ہو اور پھر  
 حساب میں آتا ہو تمام اہل جہان جو سچ ہیں کہ اختیار کو آسمین و خل نہیں لہذا اس نتیجہ سے مثل انسان کے  
 سود مند بھی نہیں ہیں اگر کوئی کہے کہ میرے پاس تیغ نہیں جو جہاد کروں عاجز ہوں تو اس عجز میں کسکو  
 مت چھوڑ تیغ اس کے ہاتھ میں دیوے پھر دیکھ کہ غرا کر کے غازی بنتا ہو یا راہزنی سے راہزن ہوتا ہو  
 بنی آدم کی نسبت جو کہا ہو و لھکرنا بنی آدم یہ محض اختیار کے سبب سے ہو کہ انھیں بنی آدم میں  
 آدھے تو ذنب و عسل ہیں اور آدھے زہر مار ہیں مومن تو کان عسل کی ہیں و ذنب و کبیڑ اور کان کھان  
 مثل مار کے کس واسطے کہ مومن نے تو ایک ثبات گزیہ کھائی تو یہ ایک ذنب و عسل کے مثل ہوا جبکہ آٹ بن  
 مایہ حیات ہو جیسا کہ شمد کی صفت میں فیہ تفرقا للناس فرمایا ہو پھر کافر نے شر سے پیا اور جہنم  
 زرد آب زخم اسکی قوت سے آسمین زہر ظاہر و پید ہوا جیسا کہ فرمایا یسقی من ما و صدیقہ تجرعه پلانے جہنم  
 کافریم زخم سے گھونٹ گھونٹ قولہ اہل الہام خدا عین الحیات و اہل تسویل و ہوا اسم المہیات و در جہان  
 این مدح و شایاش و زہری و ز اختیار و رضا طو آگسی و جملہ زندان چونکہ در زندان روند و تفتی و زاید  
 حق خوان شوند و چونکہ قدرت رفت کا سر شد عمل و ہین کہ تا سرمایہ نسا ندر اصل و قدرت سرمایہ سویت  
 ہین و وقت قدرت را نگہدار و بین و آدمی بر خشک کرنا سوار و در کشت و کیش عنان اختیار  
 باز موسی و او پندار ابھر کہ مراد زود خواہد کرد چہ ترک این سودا گوید و خود تیرس و دیو دوست  
 برای مکروست و ہین برود و سر خود کم طلب و کاین مراد اتکند و در مدق و گفت باری نطق  
 کو بردست و نطق مرغ خانگی کاہل پرست و المعنی الہام بالکسر فی غیب جو خدا دل میں کسیکے ڈال دے  
 غیر و شر سے تسویل سوال کرنا اور کراستہ کرنا و عافا عار و حیت اور معاذ طبت کرنا جن لوگوں کو  
 خدا سے الہام ہوتا ہو اور خبرین غیب کی انکے دل میں پڑتی ہیں و چشمہ حیات کی ہین کہ خود بھی  
 حیات والی اور ارووں کی بھی حیات بخش اور جو اہل تسویل ہین بیہودہ بائین بنانے والے  
 اور اہل حرص وہ زہر موت کے ہین کہ خود بھی مردہ اور ارووں کے لیے بھی موت دیکھو لو اس  
 جہان میں جو کچھ کسی تعریف و شایاش و واہ واہ ہو وہ بھی اختیار اور ہوشیاری اور ہمیشہ ایک



کما کر کرنے سے ہر قدر دن کو جو وقت ہانک کے زندان میں ایسا بیگنے یعنی دو نرخ میں تودہ سبقتی و زائد  
اور حق خزان ہو گئے لیکن کیا ہوتا ہو کہ اسے کہ وہ اپنی قدرت سے خارج ہوگا جس جگہ اپنی قدرت او  
اپنا اختیار اس میں نہیں بلکہ بجز لہذا وہ عمل اٹھا کا سہ ہوگا جس خبردار ہو چاہتا سرایہ پیرا اجل نہ چھینے کہ وہ  
سرایہ ہی قدرت ہو جس خبردار اس وقت قدرت کی خوب نگہداشت رکھ اور تکررہ ضائع نہ ہونے پائے اسکی  
سو دیا بیگنا غور کر آدمی کو خنک کر من پر سوار کر کے باگ اختیار کی اس کے ورک و دریافت کے ہاتھ میں  
ہو پری ہو جس ایک شمسو اس خنک کا ہونا چاہیے اب طرف اہل ذکر کے رجوع ہو کے فرمایا کہ حضرت  
موسیٰ نے بتقدضاے حق و محبت پھر اسکو نصیحت کی کہ مراد تو تیری جلدی تیرے سامنے آجائے گی مگر تو اس  
خبر کو ترک کر اور اپنے اوپر ترس کھایا شیطان نے اپنے بکر کھیا اسے تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہو اور ادا  
کھینچ لایا ہو یہ پیرا اور دوسرے خبردار ہو حکومت دھوٹا ہے کہ اسے کہ یہ مراد تیری تجھکو سیکڑن پنجین  
ڈالے گی تمہا بھلا اور نہیں تو نطق کہتی کی جو میرے دروازہ پر رہتا ہو اور نطق مرغ خانگی کی جو پر والا  
جانور ہو نہ بھلا جا رہا ہوں اور پر رہے ان دو کی تباہی و انکلاوت شرج میں نہ داہد کہ وہ کھس ہو  
قانع ہونا اس شخص کا تعلیم زبان سگ و مرغ خانگی پر اور قبول کرنا موسیٰ علیہ السلام کا

قول کہ گفت موسیٰ میں تودانی در سیدہ نطق این ہر دو شود بر تو پدید باہد ادا ان آن بر اسی امتحان +  
استاد او منتظر آستان + خامہ سفرہ بنفشہ مذوقتا و پارہ نامان بیات آثار زادہ در بود آزار خود  
چین گرد گفت سگ کردی تو بر ناظم و داندہ گندم تودانی خورد وین + عاجزم در داندہ خورد وین وین  
گندم و خورد و باقی خوب + تو تودانی خورد وین فی امی طروب + این لبتانیکہ قسم ماست آن ہیرا  
انقدر از سگان + لہذا بیات نامان شبینہ حضرت موسیٰ نے کہ مائے خوار تو جان حکم اکتی ہو بخوان  
وونون جانورون کی نطق تجھ ظاہر ہو جائیگی صحیح کو یہ شخص بنظر امتحان آستانہ پر منتظر کھڑا ہو کہ دونوں کچھ  
گوین اس میں خامہ لے دستار خوان جھاڑا ایک شکار و فی کرات کی کچی رہی سے گرا کہ یہی ہم  
نفلگو کے آثار پیدا ہوے مگر غاس کڑے کو جھپٹ لیا جیسے کوئی جیتی ہوئی شرط لیجاتا ہو کتے نے  
کھا خیر جالیجا تو نے مجھ پر ظلم کیا تو تو گویوں کے دانے بھی کھا جانتا ہو میں تو اپنے وطن میں دانہ کھانے  
سے عاجز ہوں تو تو گندم و خورد و باقی خوب یعنی دانے کھا سکتا ہو اور میں امی طروب نہیں  
کھا سکتا طروب بفتح اول شادمان یہ لب نان کہ ہمارا حصہ ہو ولفتنے سے کو بھی ہم سے چھینتا ہو

جواب خروس کا سگ کو

قولہ پس خروش گفت تن زن عم مخور کہ عرض بہر خدا زین بہر گرا سپلین خواجہ سقطا خواہد شد

[illegible]

بڑے شکر کرتا تھا اور بڑی خوشی مناتا تھا کہ میں دنا زمین میں اقامتوں سے بھی کیا جب سے میں نے  
 زبان کٹے مرنے کی گھنٹی ہو سو افسانہ کی انگلیں ہی دین ہیں کوئی علم نہ مجھ کو یا نہیں سکتا جو ضرور ہو چکا

شرمندہ ہونا فروس کا سامنے کسے کے سبب جھوٹ ہونے میں عدول

قولہ روزگار ان ملک محروم گفت مکانی فروس ژانہا کو طاق جفت دیندینا آخر دروغ و مکر تو خود  
 پیرو چہ دروغی اور ذکر تو گفت ماشا ازین وادیں من کہ بکریم از دروغی متحن + ما فروسان چون دن  
 رہت گویم رقیب کا قاتل وقت جوہر پاسبان آفتابیم از دن اگر کنی بالائی مٹتی نگون + پاسبان  
 آفتاب بندا ولیا + نہ بشر و وقت زاسرار خدا + اہل مارا حق پی باہگ غار + وادہ + آدمی + مادہ + ہزار + گن + ہنگام  
 سہوا + ہزار + واد + از ان آفتاب مٹا یا میشود گفت ناہنگام حی علی اصلاح + خون مارا میکند خوار و مباح +  
 آنکہ معصوم آدم پاک از غلط + از فروس و حی جان آند فقط آن غلامش مرد پیش مشتری + بشرین  
 مشتری آن کیسری + او گریز + اید + مالش + اولیک + خون خود را بخت آن وریا + یک + یک + یان + وضع  
 تیا نہا میشدی جسم و مال است جا نہا را ہدی + پیش شاہان در سیاست گسری + مہدی + تو مال + سرا  
 میخری + مہدی + چون گشتہ اند قضا + میگیزانی + رد + اور مال + را + انہی + دوسرے + دن + کئے + محروم + نے  
 کہا کہ اگر فروس ہیودہ بکنے والے وہ طاق جفت تیرا جویرے ساتھ کھیلا تھا اور دھوکا بازی کی کشتی  
 کہاں ہو کہ ظہور میں نہ آیا اس کو دروغ کا تیرے آخر کچھ اعوانہ و مقدار بھی ہو یا اندازہ سے باہر ہو تو نے  
 جو کچھ ذکر و بیان کیا تھا اس سے تو اونٹ گھوڑا کسکا سواے جھوٹ کے ایک چڑیا بھی نہ اڑی فروس  
 نے کہا ماشا جھٹھے اور میری منس سے نہایت بعید ہو کہ ہم کسی دروغ سے متحن ہوے ہوں یعنی جھوٹ  
 کے امتحان کہہ شدہ ہم جتنے فروس ہیں سب ہونڈی کی طرح رہت گوہن اور رکھو لے آفتاب کے بھی  
 اور وقت جو بھی یعنی جب آفتاب اس زمین کے افق پر آتا ہو ہم باہگ بلند جتا دیتے ہیں اور وقت  
 کو بھی ڈھونڈتے ہیں کہ صبح صادق ہوئی یا نہیں ہم پاسبان آفتاب کے ہیں اور روے درون و  
 باطن کے اگرچہ تو بظاہر ہمارے اوپر ایک طشت او نہ ہا کے بدل کر دے اور چھپا دے ایسے ہی  
 پاسبان آفتاب بھیتی کے اولیا ہیں کہ وہ بشر ہی میں سے ہیں اسرار خدا سے واقف دیکھ تو ہارنگ  
 اصل سے حق تو نے آدمی کو باہگ نما دیکھو اسطے بطور تحفہ کے دیا کہ حضرت نوح کے جہاز میں  
 لوگ ہر وقت جاری باہگ پر نہ پڑتے تھے اسوا سوا کہ آفتاب تو طوفان کے ابر میں چھپا  
 ہوا تھا اور اگر اذان دینے میں ہمسے سو ہو اور بیوقت بول اٹھتین تو وہ سو ہی ہمارا قاتل  
 ہوتا ہو کہ سہو کے ساتھ ہی مارے جاتے ہیں یہ گفت بے ہنگام جاری جو ہم سے صادر ہو

کہ حی علی الفلاح یہی گفت بسبب بیوقت ہونے کے چارافون مباح کر دیجی ہو آب مقولہ مولانا رحم کا ہر  
کہ خروس نے تو اتنی دلیکین اپنی راستی کی بیان کین لیکن ہو یہ کہ وہ جو معصوم اور پاک غلط سے ہو  
وہ خروس وحی جان سے ہی بیٹھے جان سے جو وحی ہوتی ہو وہ اسکا خروس ہی ہے پھر منع کہتا ہو کہ وہ  
غلام اسکا جو اسے پچا تو مشتری کے سامنے ہی مر گیا جس سے بالکل زبان مشتری کا ہوا کہ اسے تو  
اپنے مال کو بھگایا پچا لیکن خوب اچھی طرح جان لے کنون اپنا ہایا بعض وقت ایک زبان  
ایسا ہوتا ہو کہ بہت سے دیا فون کو مالتا ہو ایسا واسطے اکثر لوگ عاقل جسم و مال کو جان پر خدا کرتے  
کیسا پاوشا ہون کے سامنے جب وہ سیاست گسری کرتے ہیں تو تو مال دیکتا ہو اور سچا تا ہو پھر  
کیون حکم قضائین عجیب بنا ہی بیٹھے ناوان اور حاکم حقیقی سے اپنا مال بھگاتا بچانا ہوا اول تو بچ نہیں  
سکتا اور کیا معلوم کہ اس نقصان مال میں تیرا فتنع ہوا بخلاف شرح میں محروم و گفت بعطف لکھا  
میری دانت میں عطف بیکار ہو اور گرنا ہنگام کو گو

### خبر و تیا خروس کا مرگ خواجہ سے

خبر لیک فروا خوا ہوا مردن یقین + گا و خوا پر کشت وارث و حنین + صاحب خانہ بخوا ہر دو وقت  
روز و فراوانک رسیدہ فوت رفت ہمارو ہای نان و لانگ و طعام + در میان کوی یا بدخاص و عام  
گا و قربانی و نا نہای تنک + برسگان و ساٹلان ریز و سبک + مرگ سپ و مشتری و مرگ غلام + بدقضا  
گردان این مغر و خام + از زبان مال و درو آن گر سخت + مال افزون کرد و خون خویش ریخت +  
ایمن ریا ضمتا سے درویشان چراست + مکان بلا برتن بقای جانہاست + تا بقای خودیا بد  
ساکے + چون کند تن را تقیم و بالکی بدست کی جبند با تیار و عمل + تانہ مید وادہ را جانش بدل +  
آنکہ برہی امید سو ہا + آن اخلاصیت استخلاصیت آن خدا + آن ولی حق کہ فوی حق گرفت + نور  
گشت و تابش مطلق گرفت + او غنی بہت و جزاجملہ فقیر + کی غیری بی عوض گوید کہ گیر دتا + بینہ  
کودکی کہ سیب بہت + او پایا گزہ را نہ ہر دست + لمعنی لانگ بفتح لام ثانی و کاف فارسی  
زلہ و پس خوردہ یعنی خواجہ نے مال تو اپنا قضایا بھگایا پچا لیکن یقینا کل وہ مر گیا وارث کے  
اسکے موتہ میں گاسے و بچ کرینگے صاحب خانہ تو مر گیا اور چلا جائیگا کل کار و زراب آیا اور  
موٹی موٹی نعمتیں آئین روٹیوں کے کڑے اور بچے ہوئے کھانے سب خاص عام کلی میں پانچ  
قربانی کی گاسے کا گوشت اور چپاتیان پٹی پٹی کتوں اور ساٹلون کو خوب دینگے وہ گھوڑے کا  
اونٹ اور غلام کا مرنا اس مغر و خام کی قضا کا ٹانے والا تھا سونان مال اور اس کے



درد سے تو یہ بھاگا اور مال بڑھایا لیکن خون اپنا بہایا آب مقولے مولانا مدد کے ہیں مثلاً اپنے فقر کو  
 محنتیں دیا سختیں جہاں کی کیوں کرتے ہیں سیدھے تو کہ بلائیں سے بقا جان کی حاصل ہو جیتا تک کہ کوئی مسک  
 راہ خدا کا بقا اپنی ند کیو لگا تو تن کو اپنے ستم و ہلاک میں کیوں ڈالیکا آدمی کا ہاتھ جو سخاوت و عمل کو  
 جنبش کرتا ہے اسی امید پر ہوتا ہے کہ جان انکی بدل اسکا دیکھ لیتی ہے کہ جو میں دیکھا بدل اسکا دیکھا اور جو  
 بے امید فائدوں کے دینے والا ہو وہ خاص خدا تعالیٰ ہی خدا تعالیٰ ہی مگر بشر تاکید کے ہو اور جو ولی حق کا ہر سنے  
 عادت حق کی اختیار کی ہو اور نور ہو گیا اور تابش و روشنی مطلق و بے قید پائی وہ بھی غنی ہو  
 جیسے اللہ غنی ہو اور جہلہ جزا بے بدل اور اور سب فقیر پھر فقیر بے عوض کب کہتا ہے کہ آہ سے  
 جسے لڑکا جب سب دیکھ لیتا ہے کہ ہاں ہر تب یا زگندہ ہاتھ سے چھوڑتا ہے ورنہ نہیں چھوڑتا  
 اختلاف شرح میں خون خویش کی جگہ خویش لکھا ہے لفظ خون نہیں ہے جانش کو جانش اور جزا و  
 جہلہ میں داد عطف کا کہ موزوں نہیں ہوتا قولہ ایندہ بازار بہرین غرض برود کا نہاشت بہرین خون  
 صد شاع خوب عرضہ میکنند و ندر و دل عوضہ می کنند یک سلامی نشوئی ای مرد دین کہ نگاہ و آخرت  
 آن آستین بی طمع نشنیدہ ام از خاص و عام من سلامی ای برادر و سلام دہ جز سلام حق تو ہیں آزار بجا  
 خانہ خانہ جابجا و کو بکو داز و بان آدمی خوش شام ہم پیام حق شنیدم ہم سلام دین سلام باقیان بر جو  
 آن من ہی بوم بدل خوشتر جان دزان سلام او سلام حق شدہ است کاش اندر دو دمان دہد و  
 مردہ است از خود شدہ زندہ برب دزان شدہ اسرار خوش دل و دل و لب مروتن دریا منت مرشد  
 رنج این تن روح را پاید گیت و گوش بہنادرہ بر آن مرصیث جمی شنودا و از خوشش این حدیث  
 المعنی بتائید صدر فرماتے ہیں کہ یہ سارا بازار یعنی دنیا اسی غرض سے ہے اور سب اپنی اپنی  
 دکانوں پر عرص کیواسطے بیٹھے ہیں سیکڑوں شاع خوب و نصیب پیش کرتے ہیں مگر دل میں مانا  
 عوض کا یہور رہے ہیں یہاں تک کہ آدمی مرد دین اگر ایک سلام بھی کسی سے سینگا تو آخر کو تیری آستین  
 وہ عوض کے لیے ضرور پکڑ لینگا ممکن نہیں کہ خرابان عوض کا نہو میں نے تو خاص ہوں یا عام کسی  
 سلام اے برادر بے طمع کے نہیں سنا بس سلام ہی ہی تو اے سلام حق کے معنی اس کے کہ جب سلام حق  
 طمع سے خالی بس خبردار ہو تو اسکو ڈھونڈ کر کھڑ جا بجا گلی گلی البتہ جو آدمی کہ خوش شام ہیں کہ  
 خوش خلق کہ خلق کو خوشبو سے تغیر کرتے ہیں اُسے تو پیام حق بھی سنا اور سلام حق بھی سنا اب جو  
 باقی سے خوش شام لوگوں سے انکا سلام بھی اسی سلام کی بو پر سوگفتا ہوں دل و جان سے  
 خوش ہو کے اور جو چمکنے اور پکھا ہو سلام حق وہ سلام حق اس سبب ہوا ہے کہ اسنے اپنے خانہ لکھا



ہاں بھونک دیا اور خفا فی اللہ ہو گیا اور وہ اپنی ذات کے ساتھ تو مردہ ہو اور رب کے ساتھ زندہ اس لیے  
اسرار حق کے اس کے لبوں میں ہیں اگر یہ تن زہد و ریاضت میں مرجاے تو میں زندگی ہو اور بیخ اس  
تن کا موجب پابندی روح کا ہو آئندہ شوق اس خواجہ برگ و غروس والے کے بیان میں ہر کہ یہ موشی  
خوب کان لگائے اپنے مرغ سے یہ باتیں سن رہا تھا اختلاف شرح میں من ہی نوشم لکھا میں اسکو  
بیم جا سا ہوں اس واسطے کہ نوش کی کوئی رعایت شومین نہیں مگر یوم کی لفظ ہوگا

دوڑنا اس شخص کا پاس حضرت موسیٰ کے واسطے پناہ کے خبر اپنے مرگ کی سنکر  
تھو کہ چون شنید اینہاروان شد تیر وقت بہرہر موسیٰ کلیم اللہ رفت بہرہی مالید بر خاک افریم  
کہ مرا فرما دین این ای کلیم گفت رو بطروش خود را و برہ + چونکات گشتہ بر جہزہ + برسلما نان  
زمان انداز تو بیکسہ و ہمایا نہار کن دو تو بہن درون خشت دیدم این قضا کہ دراکینہ عیان شد  
مرزا + عاقل اول میندا خرابا بدل + اندرا فرمید از دوش مقل + باز داری کرد کای نیک و فصال  
مرد اور سرخون درو حال + از من آن آمد کہ بودم نامزا + نامزا ایم را تو وہ سن الجزا + گفت تیرے  
جست ارشت ای سپر + نیت سنت کا یاد او پس و گر + لیک در خواہم نیکو اداری + تا کہ ایمان آں تر  
با خود ہری + چونکہ ایمان بر وہ پاشی زندہ + چونکہ با ایمان روی پایندہ + مسجد مکر دوش مروکین بارے کن  
من بریدم فویش را ازین وہن + گفت موسیٰ کہین و عا از حق کم + چنگ در و امان فضل و زرم + ہمدانہم حال  
بر خواہ بگشت + متادلش شورید و کاور دندطشت + شورش مگشت فی ہریضہ طعام + فی چہ سودت وارد ہے  
بہ بخت خام + چار کس بردن تا سوی و ثاق + ساق میا لیدا و بر پشت ساق + بند موسیٰ نشوئی شوقی کنی +  
خویشتن بر تیغ فلاوی دنی + شرم نایب تیغ را از زبان توہ آن است این ای براور آن تو + المعنی نقل ہم  
میم و کسفات درویش و فقیر و اندک و ثاق لفتح و کسر خانہ حبیبیغ سے اس شخص نے یہ سب کیفیت اپنے  
مرنے کی سنی گھبرا اور جلدی تیر و تند حضرت موسیٰ کے دروازہ پر گیا اور خاک دروازہ پر اس کے موت کے  
خوف سے ٹھہر ملا تھا اور گستا تھا کہ کلیم اللہ میری فرما دے کہ اس سے بچاؤ حضرت موسیٰ نے  
کہا جیے اونٹ اور گھوڑا اور غلام مرا تو بیکے نقصان مال سے بچ گیا ہو اب آپ کو بیکے نقصان  
جان سے بچ جا اور چھوٹ جا ہر گاہ کہ تو خود اشنا ہو گیا تو اس کو ٹہن سے کیوں نہیں نکلتا سنا تو پھر  
نقصان ڈال اور اپنی تھیلی اور ہمایاں دونی کر لے جیسی کی ہیں جن نے تو تیرے بدن کی تعمیر نہیں  
ہوئی تھی خشت ہی تھی نیسے مٹی سے یہ حکم قضا کا تیری خشت میں دیکھ لیا تھا جواب آئندہ سے  
تجہیر عیان ہوا آئندہ وہی خبر مرغ کی عاقل ہر کام کا آخر پہلے ہی سے دیکھ لیتا تھا اور چہرہ شرم سے

فقیر و غفلت ہو اور بدیانتی وہ آخر میں جیسا پس پڑتی ہو تب دیکھتا ہو پھر اس نے داری کی اور کہا کہ اس کو  
 ٹیک نکال اب تم میرے سرور پر پڑنا چھو مت مارو مجھ سے جو کچھ خطا ہوئی چھوٹی کھواسطے کہ میں اندر  
 تھا تم میری ناسزا کو حسن جزا سے بدل دو حضرت موسیٰ نے کہا یہ تیر تو شست سے نکل گیا اسکی عادت  
 نہیں ہو کہ یہ پھر لوٹ کے آئے یہ توجو ہونا تھا ہو چکا مگر میں تیرے واسطے اچھے قصد دل کے ساتھ  
 دعا اس بات کی کروں گا کہ جب قومے تو یہاں سے ایمان کے ساتھ جائے اسواسطے کہ جب ایمان  
 کے ساتھ جائیگا تو گویا مہمانین زمرہ ہو اور پائیدہ ہو اور یہ حیات دنیا کی ناپائیدہ کہ اب تجھکو نہیں  
 مل سکتی اسکے بدل میں یہ فہم البدل پاسکتا ہو اس شخص نے سجدہ کر کے کہا کہ اچھا ایسا ہی کرو اور یہ تو  
 میں نے اپنی طرح دین سے آپ ہی کاٹی ہو حضرت موسیٰ نے کہا کہ البتہ دعا حق سے میں کرتا ہوں اور  
 اسکے فضل کا دہن پکڑتا ہوں پس ہیوقت حال خواجہ کا تغیر ہوا اور ول میں ایک شورش و کھولن  
 پیدا ہوئی اور تو کیواسطے طشت سامنے لائے مولانا فرماتے ہیں یہ تو شورش مرگ کی ہو نہ ہر بیضہ عام  
 کا پھرا دی بخت خام تو تجھکو کیا فائدہ کریگی غرض چار آدمی اٹھا کے اسکو گھر لیکئے یعنی سے ساق پر  
 ساق رگڑتا تھا پھر حقوئے مولانا رحم کے ہیں تو بھی نصیحت موسیٰ کی نہیں سنتا اور شوخی کرتا ہو اور خود کو  
 تیغ فولاد پر ڈالتا ہو پھر تیغ کو تیری جان سے کیا شرم ہوگی اور کیا پاس کریگی وہ حاصل ہو یا دیر تیری  
 آن و ملک ہوگی بار بار تجھکو بتائے دیتا ہوں اختلاف شرح میں نامہ انیم یا کی جگہ راہ اور شریعت  
 شخصت اور نام کو از تم لکھا ہو

دعا موسیٰ علیہ السلام کی واسطے سلواریاں اس شخص کے

قولہ بادشاہی کن برو بختیلا اور ہسور کو روغیرہ روفی و عکلو کفتمش این علم فی درخوردت دست چہ پراہ  
 تو لم را و دست دوست را بر اثر و با آگس زمرہ کہ عصا را دستش از درہ کند بد غریب آرد اسرو  
 اموختن بد کہ ز گفتن لب تو اندوختن و درخوردن یا نشد خبر مرغ اب بد فہم کن و شد علم بالعدو اب  
 او بد یا رفت و مرغابی نبود بد گشت غرقہ دست گیرش ای و دود دہنی حضرت موسیٰ نے اسکے حق  
 میں اسطرح دعا کی کہ اے بادشاہ تو اپنی بادشاہی کو اور اسپر رحم فرما اسے سہو کیا اور بیوقوفی اور غلو  
 کہ اپنی حد سے بڑھ کے ایک شیو کا طالب ہو این نے ہر چند کہا کہ یہ علم تیرے سچنے کے لائق نہیں ہو و  
 سمجھا کہ مجھکو مانتے ہیں اور یہ کچھ ایسی سست و ضعیف سی بات ہو جو مجھکو منع کرتے ہیں پھر جاننا  
 کہ اثر دے پر ہر تھوڑا سا اسی کا کام ہو چکا ہاتھ عصا کو اثر دے بنا سکے سمید غیب کا اس شخص کو کھینچنا  
 چاہیے جب اپنے گفتگو سے سی لے پس دیکھا کرے اور تھو سے کچھ نہ سکے یہ ایک دریا ہو اور دریا

لاحق فرع کئی ہے ہر فرع میں ایک کچھ لے آگے اللہ بڑا جاننے والا ہے تو نبی کے ساتھ اور یہ الحق دریا میں گھسا حالانکہ مرغابی نہ تھا آخر ڈوب گیا اب تو اسے دودھ کی دنگیری کر

قبول کرنا حق تعالیٰ کا موسیٰ کی دعا کو

تو کہ گفت نجشیدم با وایمان نہ عم + در تو غولہی این رخ مان زندہ اش کنم بلکہ جگہ مردگان فک را +  
 زندہ سازیم این زمان بہر تو ما گفت موسیٰ این جہان مردست + آنجا ان انگیز کا بنجار و شنت +  
 این فنا جا چون جہان بودیت + باز گشت عاریت پس سوویت + رحمتی افشان برایشان ہم کنون  
 در نہا شمانہ دنیا محض در تا بداند این زبان جسم و مال + سود جان باشد را نذا از وبال + میں فیتا  
 بجان شوشتی + چون سپردی تن بندست جانبری + و ریاضت آیت بی اختیار + سر پہ شکرانہ +  
 اسی کامیاب چون حق داد این ریاضت شکر کن + تو نگروی از ریاضت ز امر کن + این حکایت بشود  
 غلط شمر تا نگروی خست از نقص و ضرر + معنی آب فراتے ہیں یہ حکایت سن اور نعمت عظمیٰ جان تو نقص  
 و ضرر سے دلختہ نہوے بعد و عافیت موسیٰ کے حکم ہوا کہ ہم نے اسکو ایمان بخشا نہ غم دیا کہ غم دے یا مالوں  
 کے واسطے ہو اور اگر تو چاہے تو تیری خاطر سے ابھی اسکو زندہ کر دین اور وہ کیا ہو بلکہ جتنے مردے خاک  
 کے ہیں تیری خاطر سے ابھی سب کو زندہ کر دین حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ جہان تو مرنے کی جگہ ہے اسکی  
 زندگی کس کام کی اس جہان میں زندہ کر کہ وہ روشن جگہ ہو یہ فنا کی جگہ ہے جو مقام ہمیشہ بود باش نہیں  
 پھر اگر باز گشت عاریتی ہوئی تو کیا فائدہ آخر مرنا چڑھ گیا پس ان مردگان خاک پر رمت افشانی  
 جو ابھی نہا شمانہ دنیا محض ہیں ہیں مہیا کہ فرمایا و ان کل لما جمع لہ دنیا محض و ان بیشک سب  
 ہمارے پاس جمع کیے گئے ہیں تا یہ جانیں کہ ہمارے جسم و جان کا جو زبان ہوا وہ زبان نہ تھا سو  
 جان کا تھا اور ہم بڑے وبال و آفت سے بچ گئے یہ جسم و مال و وبال تھا اب مقولے مولانا رحمتی  
 جب یہ حال ہو تو تو بھی ایسی ریاضت کا خریدار ہو اسیلے کہ جب تن حوالہ خدمت کے کر دیکھا تو ضرور  
 جان بچا لیا اور جو کوئی ریاضت اسکی طرف سے تیرے سامنے آئے تو بے اختیار سجدہ شکرانہ میں رہ  
 رکھوے اور احوال جان لے کہ تو بڑا کامیاب ہو یعنی تیرا مقصود تیرا یار و مددگار اسیلے کہ جب حق نے  
 یہ ریاضت تجھ کو دی تو شکر کر کہ تو بچا لایا یہ بھی اسی کے امر کن سے ہو ورنہ بدون اسکی توفیق کے  
 تجھ سے کیا ہو سکتا ہر الخلاف شرح میں تا بدانی لکھا ہو نہ معلوم یہ خطاب کسی طرف ہو خدا تعالیٰ  
 کی طرف تو ہو نہیں سکتا سوائے مردگان خاک کے پس میری دہشت میں تا بہانہ ہو جو مردگان  
 خاک ہیں اور شکرانہ در کہ شکرانہ وقت کو حقیقت

حکایت اس عورت کی جسکا بچہ نہیں جیتا تھا کہ حق تعالیٰ کے سامنے زاری کی اور جواب آیا کہ یہ عورت تیری ریاضت کے اور بچے مجاہدہ کے ہیں

قولہ کہ آن زنی ہر سال زائیدی پس ہریش از شش مہ نمودی مردور یا سہ ہیا چارہ گشتی تب نہ ناکہ کرد آن زن کہ افغان امی اکہ نہ مہم بارت و سہ ماہم فرج و نعمت زوتر و از قوس فرج و پیش مردان خدا کردی فقیر میں حکایت آن زن از روزنیر بہست فرزندش چنین درگور رفت آتے اور جان ادا قدا لغت و ناشی نمود اور آفتے باغکے بنے خوشے بی منتے باغ کفتم نعمت بی کفہ حاصل نہ تھا سب جمع باغما وورد لا عین رات چہ جاسے باغ و گفت نورغیب ایزدان چراغ و شل نمود آن شال آن بود تا برو بویگہ او حیران بود و حال آن دن دید آنرا مست شد و از آن بجلی آن غمیدہ اور دست شد اپنی خدمت بالکسو تشہ میون بکل و بجلی ایک عورت ہر سال لڑکا جنتی تھی مگر چھ مہینے سے زیادہ کوئی عمو لا انوائتین جینے یا چار مہینے میں مرجا تا تھا اس عورت نے جناب باری میں ناکہ کیا کہ اے خدا میری فرادو جو تو مینے تو میں بار حل کا آٹھاؤن اور تین مہینے خوشی کروں میری خدمت قوس فرج سے بھی زیادہ جلد رو ہو کہ فرادو میں جاتی رہتی ہو اور سو جناب باری کے مردان خدا کے سامنے بھی فرادو کرتی تھی اور شکایت اس دروڈرمانے والے کی کہ جب حل ہوتا تھا اسکو دروڈرمانے ہونے اور مرجانے کا پیدا ہوتا تھا ایسے ہی پس لڑکے اُسکے قبر میں گئے اب تو ایک آگ گرم اگلے دل میں پڑ گئی تو ایک رات خواب میں اُسکو ایک جنت معلوم ہوئی اور کیسی جنت کہ ایک باغ عظیم نہایت سبز و خوش بے بکل پھر تردید آفرماتے ہیں میں نے اُسکو باغ کہا کیا باغ وہ ایک نعمت بچوں و چند جو اہل سب نعمتوں کی ہو اور جمع جملہ باغوں کی اور جو نعمت و باغ نہیں تو وہ لا عین ات ہو پھر باغ کا کیا ٹھکانا جیسے کہ حدیث قدسی ہو اعدوت یسادی و الصالحین مالا عین رات و لا اذن و لا نعمت و لا خطر علی قلب بشر میں نے طیار کی ہو اپنے بندوں صالح کی واسطے ایسی چیز کہ کسی لکھنے نہ دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی بشر کے دل میں گزری مگر یہ باغ و نعمت کہنا براے مثال تو چنانچہ خود اُس نے بھی نورغیب کو مثلاً چراغ کہا ہو جیسا کہ قرآن میں ہو مثل نورہ کشکافہ فیہا معراج مثل اُسکے نور کی ایسی ہو جیسے کوئی تشبیل اس میں چراغ اسکا مثل تو کوئی ہو نہیں البتہ اسے مثال ہو سو یہ اس واسطے کہ جو کوئی اُسکی ذات و صفات میں حیران ہو کہ وہ کیا ہو تو اس مثال سے اُسکی دوپالے اور میرانی رفع کرے آپ بطور مصرف فرماتے ہیں کہ الحاصل وہ عورت اُسکو دیکھ کر کہ مست ہو گئی اور اس بجلی سے وہ ضعیف کہ جس بجلی کی طور و موسیٰ تاب نہیں لائے تھے بخود ہو گئے

قولہ دیدور قصری غبتہ نام خویش + آن خود نوشتش آن محبوب کیش، بعد ازاں گفتند کین نعمت و برکت  
کوی بنیادی بجز صادق سخاست + خدمتی بسیار میبایست کرد + متر تا پرخوری زمین چاشت خورد +  
چون تو کابل بودی اندر التجاء آن مصیبتہا عوض و اوت خدا بگفت یا بستا بصد سال و فرزندان  
ایستیم وہ بیز از من تو خون، اندران باغ او چو پیش پیش، دید روی جملہ فرزندان خویش، بگفت ایمن  
کم شد از تو کم گشت دینی و دوشتم غیب کس مردم نشد + تو کردی قصد و از بینی دوید + خون افزون تا زینت  
رہید + منفرہ مسیوہ بہست از پوستش بدیوست تن را و ان و نغز آن دوستش + منفرہ قمری دارا آخر اوئی  
یک دمی آزار طلب کرد آدمی بپہنی فراتے ہیں اسی حال میں اس عورت نے ایک قصر میں ایسا نام  
لکھا دیکھا اور اسکو اس محبوب کیش نے اپنی ملک جانا تعبدا سکے اس سے کہا کہ یہ نعمت آتے سکے  
واسطے ہو جو بازی میں سپی نکلا اُسکے واسطے بہت ہی خدمت و بندگی محبکہ کرنا چاہیے تھی تب  
اس خورش چاشت سے پھل پاتی اور تیرا حال یہ کہ تو دعا و التجا میں از بس کابل لہذا ایستیم  
لہ کوں کے عوض میں خدا نے بھگودین عورت نے کہا اور ب میرے سو برس بلکہ زیادہ میرا خون بہا  
اور یہی چیز بھگودے آخرب وہ عورت باغ میں داخل ہوئی تو اُس نے آگے آگے صورت اپنے  
جملہ فرزندان کی دیکھی انکو دیکھ کے بولی کہ گو مجھ سے یہ کم ہوئے لیکن تجھ سے تو کم نہیں ہوئے ہر جسکو  
آنکھیں غیب سے نہیں ملی ہیں وہ مردم بھی نہیں ہو اسی پر آئندہ مقولے مولانا رام کے ہیں  
کہ دیکھ لے غیب کا یہ حال ہو کہ تیرے بدون قصد کے تیری ہاک سے بہت سا خون بچتا ہو  
کہ اس کے سبب سے تیری جان تپ سے بچ جاتی ہو ظاہر ہو کہ منفرہ مسیوہ کا اُسکے پوست سے بہر  
ہو ناہر پس تو تن کو پوست او نغز اسکا اُس دوست کو جان آدمی بھی عجیب منفرہ نغز لکھتا ہو  
اس میں بھرا ہو پس اگر تو آدمی ہو تو دم بھر تو اسکی طلب و تلاش میں مصروف ہو اختلاف شرح میں  
دیدور قصری غبتہ کو بہت نام سخاست کو سخاست آمد کو آید آدمی کو زان آدمی لکھا ہے

او گر بے زرہ کے جنگ میں آنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا

قولہ درجہ الی حمزہ عم مصطفیٰ + باز رہ می شد ادم اندر و غا + اندر آفر حمزہ چون در صف شدے +  
بے زرہ سرست در غر و آدمی + سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش + در غلندی در صف شمشیر خویش +  
خلقی پر سپید نکامی عم رسول + ای ہر بر صف شکن شاہ غول + فی کہ لا تعلقوا بایکم الی + ہتملکہ  
خواندنی پر پیغام خدا + پس چرا تو خویش را در تملکہ + می در امانی چنین و ہر کہ + چون جان  
ہوئی در رفت و سخت زرہ + تو میرفتی سوی صف بے زرہ + چون شدی پیر و ضعیف و ٹھنی +



پیرہ ہاں لاکھالی میزنی، لالہ بابلی وار پتیل و دھان دھن شانی رادھو پتیل زینت حیرت می  
 پیرا کی بود تیر تیر و تیرا کی رو پاشا کیشیرے مجھ تو کشنہ گشت و ست۔ عہدہ زینت  
 غنوار گان پیرہ پیرہ انداز اور از عہدہ زینت حضرت امیر حمزہ چچا مہاراجہ نے لاکھالی کے پیرہ  
 تو ہمیشہ وہ پیرہ لڑائی میں جاتے تھے اور آخر عمر میں پیری میں جو حد تک لاکھالی جاتے تھے  
 کے مستون کی طرح لڑائی میں کھس پڑتے تھے یہ کہہ کر ہم نے کھس کے آگے کے تلواریں لگائیں  
 آپ کو ڈال دیتے تھے لوگوں نے پوچھا کہ اگر عم رسول اور امیر شہر شکر بادشاہ مردوں کے کیا  
 لاتلفوا بایک الی التلک یعنی نہ لاکھالی اپنے طرف ہلاکت کسی پیغام دلا۔ یہ میں نے  
 اور گریختھا تو کچھ کیوں آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہو اور ایسے معرکوں میں کھسے ہو تے۔ میں تم  
 جوان اور سخت مضبوط و سخت زہ تھے تب تو بے ذرہ صفت جنگ میں جاتے نہیں تھے اور اب قویہ  
 وضعیف و مخفی ہو گئے ہو پھر یہ لاکھالی کا یہ نہیں پڑتا ہو نہیں اسکا کیوں جاتے ہو اور لاکھالی کے  
 تیغ و شان کی لڑائی لڑتے ہو اور آزمائش کرتے ہو تم خوب جانتے ہو کہ تیغ کسی کی غرت مرمت نہیں  
 جانتی کوئی ہو خواہ پیر ہو خواہ جوان برابر ہی ہو یہ تیر تیغ و تیر میں یک ہو جو تمہاری حیرت و ہمت  
 کریں ہم اسکو رو انہیں رکھتے کہ تم جیسا شیریں دھن کے ہاتھ سے مارا جائے اسکو سج جان تو غرض  
 غنوار پیرہ لاکھالی مافی الصیر سے واقف نہ تھے اسے عبرتوں سے لاکھالی نصیحت کرتے تھے اخلاص  
 شج میں ہنر کو سبق لکھا ہے

### جواب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مخلوق کو

قولہ گفت حمزہ چونکہ بود من جوان، مرگ میدیدم و دلغ ایخیاں، سووی مردن کس بر عبت کو  
 پیش از دربار برہنہ کی شود، لیک از نور محمد من کنون، نیمتم این شرفانی ساز بون، و از بون حسن  
 لشکر گاہ شاد و پریمی مجھ نور حق سپاہ، ہمہ در خیمہ طناب اندر طناب، لشکر آنکہ کردیدارم ز خواہ  
 آنکہ مردن پیش چشم شنگاہٹ، و امر لاتلفوا بیک واد بدست، آنکہ مردن پیش او شد فتیاب و رطل  
 آدم را و اور اور خطاب، و اندر ای مرگ بینان و ارعوا، و العجل از دھن زینت، سار عواد و الصلا  
 لطف بینان افرحوا، و البلاء ای قہر میان از خواہ، ہر کہ جو سہ و دید جان کر و شاد، و ادھر کہ  
 ویدر گشت از ہدی، مرگ ہر یک ای پیر ہر نگہ دوست، آئینہ مہاراجہ بینان ہر نگہ دوست  
 پیش ترک آئینہ را و خوش گشت، پیش رنگی آئینہ ہم زینت، یعنی حضرت امیر حمزہ نے کہ جب  
 میں جوان تھا تو مجھ کو اس جہان کا رخصت کرتا گریا ہوتا، کاسا مانتا تھا میں خیال کرو و رطل

برطیت کوئی کپ جاتہ و اور اذہ ہے کے سائے نکالے کہ ہر ملک میں اب نور محمدی سے میرا یہ حال ہو کہ میں اس  
 شرفانی کی محبت میں مغلوب ٹوبا ہوا نہیں ہوں بلکہ اسی کو بد اور زبون جاتا ہوں اب میں غایب ہوں  
 ظاہر کے ص باطن کے ساتھ ایک لشکر گاہ شاہ کا دیکھ رہا ہوں کہ غور حق کی سیاہ سے بھرا ہوا جو جہ  
 و خیر طیب و طیب اپنے گھناؤں شاہ شکر گرا اس بات کا ہوں کہ مجھ کو خواب ثقات سے بیدار  
 کر دیا وہ شخص جس کے سائے میں تامل ہے وہ اس حکم لا تقوا کو دتا ہے نہ اپنے بچاؤ کی بنا تا ہوا و شہ  
 کرتا ہوا اور جس کے نزدیک منزل قحالباب اور باعث کشود ہوس کے لیے سارے عالمی مفقود من بکرم و ہنہ  
 جھپٹو تم طرف مشرف اپنے آپ کے اذہ جنت کے آیا ہوا اور اسکے ساتھ خطاب فرمایا ہو میں و مرگ  
 دارو اکبر سے عاقل ہوا اور موت کو موت جلتے ہو موت سے ڈر دیکھو زہ پہنوا اور اوستی و شر کے جلدی کرو اور  
 موت کی طرف چھٹو خشک دل و حصول مطلوب کا ہو بارعوا امر ہو باپ مخالفت کا باعث سے جس کے  
 معنی میں عقل میں تامل جو اپنے اقراں پر اور بجائے دارعوا کے بارعوا بھی ہو مگر بارعوا سے دارعوا  
 بہتر و فینے زہ پہنوا سلمہ کہ اپنے سے ذکر زہ کا جو میں نے اسکو اختیار کیا اور اوستی و لطف ہینو جو  
 موت کو لطف جانتے ہو تمکو صلاہ و آؤ اور انعام کرام پر دو گار کا دیکھو اور اوستی و قہر ہو کہ تیرا قہر ہو  
 تمہارے واسطے بلا ہوا اسکا غم کرو جسے موت کی پوسٹ دیکھا اُسے اُسے جان فدا کی اور بنے اُسکو  
 بیٹریا سمجھا وہ ہدایت سے برگشتہ ہوا اوستی پر مرگ ہر ایک کا ہر گاہ اُسکا ہوا اچھے کا اچھا بُرے کا  
 بُرا گویا یقیناً ایک آئینہ صاف جیسی صورت ہوگی ویسی آئینہ میں جیسی مثلاً کوئی ترک صبح خوشتر نہ ہو  
 اُسکے سامنے آئینہ بھی خوشتر ہو جائیگا اور جو زندگی سیاہ بزرگ ہوا اُسکے مقابلہ میں آئینہ بھی زندگی و  
 بزرگ معلوم ہوگا اختلاف شرح میں این فسق این اس شعر کو اوپر کی حکایت کے آخر میں لکھا ہوا  
 اس حکایت کے صدر میں بھی ایسے ہی یہ شعرا محذرا و اوج کر رہے قحالباب کو قحالباب لکھا ہوا قولہ ایک  
 می ترسی نمرگ اندر فرار دامن ز خود ترسالی و بجان ہو شدار زشت روحی قت فی رشا مرگ  
 جان تو بچون درخت و مرگ برگ۔ از تو رستت از کویت در بدت دنا خوش و خوش ہم غیرت  
 از خود ست مگر بخارے خستہ خود کشیدہ۔ در حیر و قزوری خود رشت و لیک بنو دخل ہر گاہ خراج  
 خدمت نیست ہر گاہ عطا و مزد دوران نیما نہ بکار و کان عرض وین جو ہرست و پادار و آئینہ  
 سختی و زور و رت و عرق وین ہر بیست و تیر و پتی مگر ترا آید تجائی تبتے و کردہ مظلومت و عا و رختے  
 تو بیگانی کہ میں آؤا ہم ہر کسی من تہمتی نہادہ ہم نہ تو گناہی کردہ شکل و گرد و اندکشتی و اندکی  
 ہر اوڑنا کہ وہ خزانہ چہ بہ بود گویا دامن کی زوم کس را بعد و فی جزای آن زنا بود این بلا

چوب کی مانند مار اور خزانہ مار کی مانند عصارا ای حکیم دور و زنی مانند دانا ای حکیم قوی بی آن گھا آب منی  
چون بیگندی شد آن شخص سنی مایر شد یا رشتا آن آب توہ زمان مصا چوشت این اعجاب توہ بیچ ماند  
آب آن فرزند را بیچ ماند نیشکر مرقدہ ایلم منی فرماتے ہیں یہ جو تو مرگ سے ڈرتا ہو اور اس سے بھاگ  
سبا ہو یہ خوف تیرا ایجان اپنے ہی آپ سے ہو خوب ہوش کر لے جس سے تو ڈرتا ہو وہ تیری ہی  
بد صورتی ہو نہ رشتا مرگ کی اسلئے کہ جان تیری ایک درخت ہو اور مرگ برگ کہ تجھی سے پیدا ہوا چاہے  
تو نیک ہو چاہے بد جیسا تو ہو دیا ہی وہ ہوا اب اس سے خوش و ناخوش ہونا یہ بھی حیرے اپنے  
دل ہی کا معاملہ ہو اگر کسی کانٹے سے زخمی ہو تو آپ ہی سے ہو اور جو میر و قمرین ہو تو بھی آپ ہی سے ہو  
یہ بھی تیرا ہی کا تا ہو اور خار بھی تیرا ہی ہوا ہو اب فرماتے ہیں اگر چہ خار و قمر تیرا ہی ہوا اور کاتا ہو اور  
لیکن نہ فعل ہر نگ جزا کے ہوتا ہو نہ خدمت ہر نگ عطا کے فعل و خدمت اور ہین اور جزا و عطا اور شلا  
مزدوری مزدور کی شاہہ انکے کام کے نہیں ہوتی کس واسطے کہ مزدوری عمن ہو اور کام جو ہر اور  
پایا کہ اسی پر مزدوری مرتب ہوتی ہو کام تو بالکل سختی و دور اور غرق و محنت ہو اور مزدوری بالکل  
سیم و زر پر طبق اگر کوئی محنت سمجھ کسی طرف سے آجائے اور وہ کسی مظلوم کی دعا سے ہو جو کہ تو نے رنج و  
محنت میں ڈالا ہو تو تو اس محنت سے حیران ہو کے کتا ہو میں تو اس سے آزاد ہوں میں نے تو کسی پر  
محنت نہیں لگائی ہو پھر پھر یہ محنت کیوں ہو اور وہ جو کہ تو نے جو گناہ کیا تھا اسکی شکل اور بھتی اور  
جزا کی شکل اور ہوئی جیسے دانہ بونے سے جو جنگل میں کھیرتے ہیں وہ جنگل دانہ کی نہیں رہتی یا مثلاً  
اسی نے دن کیا اسکی جزا سو ڈٹے ہیں تو اب وہ کہے کہ میں نے تو ڈنڈہ سے کیوں نہیں مارا میرے  
ڈنڈے کیوں مارتے ہیں خود ہوا و معروف چوب مطلق یہ بلا تو جزا ناکا نہیں تھی زنا سے اور چوب سیات  
سے کیا مناسبت جو چوب زنی کرتے ہیں لے تو حکیم قوی بنا مار عصارے کیا مناسبت رکھتا ہو جو عصارے  
ہو گیا اور ای حکیم دوا و درد کی کیا مشابہت ہو جو درد کی دافع ہوتی ہو حضرت موسیٰ نے عصا زمین پر  
ڈالا مار ہو گیا تو نے جو آب منی ڈالا وہ ایک جسم روشن و تابان ہوا یعنی انسان آب وہ آب چاہے  
یار ہو چاہے مار ہو پھر اس گناہ سے سمجھو یہ تعجب کیوں ہوا جسکا ہلا چوب ہو بھلا وہ جو فرزند تیرے  
آب منی سے ہوا بتا تو اسکو کچھ بھی اس آب سے مشابہت ہو یا نیشکر سے قند بنتا ہو لیکن کچھ بھی نیشکر  
باہر نہ ہوتی ہو انکلاف شرح میں سمیت کو سمیت اور درجزا کو در خلا لکھا ہو قولہ چون سجودی یار کر گئی  
میر گشت ، مشدور ان عالم سجود و بہشت ، چونکہ پیدا اندامش محرق ، مرغ جنت ساختش بالخلق  
صورت بہت نامرغ را اگرچہ لطف مرغ باوست و ہوا چون دست رفت ایثار و ذکات ، گشت این بہت لطف

مخلی و نباتات آب صبر است آنچه می خورند جوئی شیر خلد مرستت و دود و دوق طاعت گشت جوی گشت  
مستی و شوق تو جوی فرین این سببها آن اثر بار انا ندکس داند چو نش جای آن نشاند این سببها  
چون بفرمان تو بود و چهار چوم مژگان و نور و بطرف خواهی روانش میکنی و این صفت چون  
چو چنان نش میکنی چون منی تو که در فرمان است مثل تو در امر تو آید چیت و مسدود در امر تو فرو نرفت  
که منم جزوت که در پیش کرد و امشی و با نعم و تشدید ال دوستی جب رکوع یا سجود کسی شخص نے اس عالم  
بین پویا اُس عالم بین و سجود و شست و شو گیا آدو جو یکے منہ سے صحت کی نگلی اسکو رب الفلق نے مرغ نبت  
بنایا خلق سپید صبح آب حد و تیج تیری کب مشایخ کے ہو اور ہو جاتی ہو مرغ اگر چه لطف مرغ کا بخی فتنو  
و باد و چوای و اور چو تیرے ہاتھ سے ایسا روز کوہ ہوتا ہو یہ دست تیرا اس طرف نخل و نبات چو تیرے  
آب تیرے صبر کا خلد ک نرا و جوے شیر خلد کی تیری محبت و دوستی ذوق طاعت کا شہد کی مرستی و  
شوق تیرا جو سے شراب بطور یہ سارے سبب اُن اثر و ن کے ہیں جو فیض پیدا ہو سے مشابہ نہ تھے اب  
کون جانتا ہو کہ اُن بیہون کی جگہ یہ اثر کیسے لگائے اور کیسے جائے اور جب یہ سبب اس جہان بین  
تیرے مطیع اور تیرے حکم میں تھے تو چار جو جنت نے بھی تبرا حکم مانا اور کہا کہ جدھر تو چاہتا ہو اوجہ  
روان کرتا ہو اور جیسی وہ صفت تھی ویسی ہی کرتا ہو اور چار جو بست کی کوثر تسنیم تسبیل و تجمل میں  
دیکھ تو منی تیری کہ تیرے حکم میں ہو اس سے جو نسل ہوتی ہو کیسی تیرے حکم میں چت و چالاک ہوتی  
دیکھ تیرا فرزند تیرے حکم میں کیسا دڑتا ہو کہ میں تیرا ہی جزو ہوں کہ تو نے مجھ کو دوسری جگہ پھانسی دیا  
کہ وہ وجود فرزند کا جو بغیر صورت اختلاف شرح میں مرگشت کو جو کاشتن سے ہو گشت لکھا ہو کہ  
کشتن سے ہو قولہ اُن صفت درام تو بود این جہان ہم در امرت آن جو باروان و اُن  
و رقصان مژگانہ نرند کان و رقصان انصافات بابرند چون بامرت اینجا این صفات ہیں بامر  
تست اینجا آن جزات و چون دوست زخم بر بطوم رست و آن درستی گشت اذان و قوم رست  
چون زخم آتش تو دور و لہ از دی دایہ نار جنم آمدی کشتہ اینجا چو آدم سوزید و اینجا زوے زاد  
مراد و قور بود آتش تو قصد مردم میکند نار کز وی زاد بر مردم زدند اُن سخندای چو مار و کز و سم آت  
مار و کز و سم کشت و میگردد و مت و اولیا را دشتی در انتظار و انتظار رتخیزت گشت نار و عدہ قواد  
ہر و دای تو انتہی رحمت آمد و ای تو بخت طرمانی و ان مدور و از و در حساب آفتاب با نگار  
ہما سار و اندر میندشتی و تو فروارہ مردم میکاشتی و خشم تو ختم سیر و دورخت و ہیں کبش این دورخت  
چون غمت کشتن این نار بود و فرور و نورک اظفار و سخن لشکر بگر تو بی نوری کنی خامی بہت



آتش زندہ ہوت اور خاکسترستان مان محکمت باشد و در پوش بین و نارا نکشد غیر فورین ۴ تا ۵ مینی  
 نور وین امین مہاش کا تش نہان شود کہ روز عاش و آتش نفع بفتح نوعی از دلمہ خان مینے  
 جب وہ صفت اس جہان میں تیری فرمانبردار تھی تو بس نہیں بھی تیرے ہی حکم میں روان بین اور وہ  
 درخت بھی تیرے ہی مطیع فرمان کہ تیری ہی صفات سے بار و زمین بس صفیتیں تیرے حکم میں جی مہاش  
 ویسی ہی وہاں انکی جزا تیری محکوم ہو آئندہ دوسری صورت کا بیان ہو کہ اگر تیرے ہاتھ سے کسی مظلوم  
 کے زخم پیدا ہوا جان لے وہ ایک درخت از قوم کا ہو کہ جم اٹھا اور اگر تو نے اپنے قصہ سے ولوں کو  
 جلایا تو ایہ نار جہنم کا ہو گیا یہاں تیرا بویا ہوا جو آدم سوز تھا لہذا جو کچھ اس سے پیدا ہوا وہ مرد و عورت  
 ہوا یعنی جلانے والا تیری اک خشم کو گن کا قصد کرتی ہو اس سے جو آگ پیدا ہوتی ہو وہ مرد و عورت  
 ہو اور باتیں پر خشت تیری جو شال مارو کر دم کے جاگزا ہیں وہی مارو کر دم ہیں جو تیرا دم گھوٹتے ہیں  
 دوستوں کو تو نے انتظار میں رکھا انکے حق مطلق ادا نہ کیے کہ وہ انتظار تیری رستخیز کیا سطر و درخ  
 ہو گیا آتے وعدے فدا و پس فدا کے کر بار بار کہ گویا وہ وعدے انتظار حشر کے تھے جیسے کہ حشر کا ظہور  
 فدا پر کرتے ہیں بس افسوس جو سمجھ کر ایسے ہی تو بھی اس روز صابین منتظر نجات کا ہو گا اور سدا  
 و صبا خندہ میں پڑیگا اس آفتاب جاگدازین کو واسطے کہ تو نے آسمان کو بہت منتظر رکھا ہو اور یہی  
 تیرا بار بار کہ آج تک جو ہو گیا وہ ہو گیا کل سے یہ جی راہ چلو گا اور راگراہ ہی خشم تیرا تم سیر و درخ  
 ہو اس سے درخ پیدا ہو گا خبر دار ہو اس درخ کو اپنی بچا کہ وہ جوش پہو مینے غصا اور درخ کی نار  
 سواے خورایمان کے نہیں کھتی جیسا کہ حدیث میں ہو کہ مراد میں خان ذک المظناری پنے مؤمن سے  
 درخ کیگی کہ تو میرے پاس سے جا بھیک تیرا نور میری آگ کو بجھائے دینا و آب اگر تو بے نور ہو اور  
 خامی کر رہا ہو تو وہ بد ہو اگر تیری زندہ ہو لیکن خاکستر میں چھپی ہوئی بے خورایمان کے کیسے بچے ان  
 حامیوں کو کہ جو سواے ایمان کے دوسری قسم کی طاعت ہو محکمت اور در پوش سمجھے رہ کہ اپنے روے  
 ارشت کو چھپائے ہوے ہوتا درخ کو بجھانے والا سواے نور دین کے کوئی نہیں ہو جس جیت تک  
 کہ آپ میں نور دین کا تودہ دیکھ لے نینت مت ہو کہ سوا سطر کہ وہ آگ جو دہی ہوئی ہو کسی دن عاش  
 و عا ہر ضرور ہو گی اختلاف شرح میں گشتہ اینجا کو گشت خشم تو کو چشم نو خامی پرست کو خامی پرست لکھا  
 قولہ نوآبی دان و ہم بر آب چس و چونکہ داری آب از آتش ترس بہ آب آتش راکش آتش بخود ہی بخود  
 نسل فرزندان او دسوی آن مرغ آبیان رو در و چند تا ترا در آجیوائی کشند مرغ خاکی مرغ آبی ہم نشند  
 لیک ضد آندہ آب و رو غنند ہر یکے براصل خود آندہ آندہ احتیاط کن ہم مانندہ آندہ



ہیچانگہ دوسوہ و وحی است۔ ہر دو معقولہ لیکن فرق بہت + ہر دوہ لالان بازار خیرہ رشتہ نامی شاعر  
ای امیر بگر قوصات و بی کثرت شناس و فرق کن ہر دو حکمت چون شناس بدور نہا فی این دو حکمت  
گمان دلا خلا بہ گوہ مشاب و مران ہر ناما در تکر جان توہ غبن نامہ بر توہ و ہر خان توہ المعنی  
چغین چغین چکنا کسی چیز سے توہ نور دین کو آب اس مار کا جان اور اسی آب سے چیک جا پھر جب  
آب تیرے پاس ہو تو آگ سے مت ڈر آب کا خاصہ آگ بجھانے کا ہوا اور آگ کی عادت یہ کہ آب مجھ کو  
بجھاتا ہو میں اسکی نسل کے فرزندوں کو جلاؤں کہ وہ بنی آدم ہیں جو آب مٹی سے مخلوق ہیں تو ان لوگوں  
کے پاس جو مرغ آبی ہیں میں نے اہل اللہ پندرہ ہزار حاضر ہوئے تھے کھینچ کے چشمہ خیران میں لیمائیں اگر یہ مرغ  
خاکی اور مرغ آبی بظاہر ایک ہی جسم و تن ہیں لیکن حقیقت خدا ایک دوسرے کی ہیں جیسے آب و روغن کہ ایک  
آگ کو بجھاتا ہو اور روغن آگ کو بڑھاتا ہو اگر ہر ایک یعنی خاکی و آبی اپنی اپنی منزل و منزل پر روان  
اب تو اختیار کر کے خاکی سے آبی کو چھانٹ لے کہ بظاہر دونوں شاہ اور مانند ہند ہیں جیسے  
دوسوہ شیطانی اور وحی الہی دو دونوں معقول ہیں یعنی عقل کے مانے ہوئے لیکن دونوں میں  
فرق بھی ہو یہ دونوں ایسے ہیں جیسے دلال بازار می سویہ تیرے بازار دلال کے دلال ہیں ہر قسم  
کے رفت ای امیر اس بازار سے لینے ہیں پس اگر تو پر کھنے والا اور فکر شناس نہیں ہو تو دونوں کے  
بھید میں مثل شناس یعنی بروہ فروش کے کہ خوب غلام و کینز کو دبا دبو کے ٹھول لیتا ہو فکر کر اور اگر  
ان دونوں فکر کن کا گمان نہیں رکھتا اور شک و یقین میں ترجیح نہیں کر سکتا تو لا خلا بہ کہ اور مشاب  
اس طرح کہ مت و ڈرا و رت جا خلا بہ بفتح ز فیض بیان حکایت بعد میں قریب لا خلا بہ کے تشریح معلوم  
ہو جائیگی تا جان تیری تفکر میں نہ رہے نہ تجھ زبان آوے نہ تیرے خوان یعنی عمل میں اختلاف  
شرح میں بازار خیرہ رشتہ نامی شاعر اور گروہ کو گروہ لکھا ہو

حیلہ و مخ مفر دان ہوئے کا خیرہ و فرخستہ

قولہ آن کی یار پیچرا کہ گفت کہ منہ دہیم یا غبن جفتہ مکر کس کو غرہ شیار خرد ہر چو سحرست و  
زرا ہم میر و دگفتہ و بیستہ کہ ترسی از غرارہ شرط کن سہ روز خود را اختیار کہ تانی بہت از زبان بھین  
بہت تعلیمات شیعان لیدین پیش گاہ چون لغویہ ناز و غنیمت بدہند و از اخذ و امتحانی ہر او بہی ہو  
کہ با غرہ ہم بتوش معقل و تقدہ تانی گشتہ ہو جوہر ہر ناما ہر شش روز این زمین وین چرخا و رت  
قادر بود او کہ کن گون ہصد زمین و چرخ آوردی ہر دن آو جی را اندک اندک اسی جام بتا چہل سالش  
کند و دم تمام مگر چہ قادر بود و کانہ کی نفس از دم پیکر کند چاہا کس بدو عیسی را دمی کند یک دعا

بی تو وقت برجہا ہدی مردہ را داخل عیسیٰ و بتھانکہ او بی تو وقت مردہ آرد تو بتو + المعنی غدا انقضاء حق  
 سرمایہ دار و سرمایہ دہندہ متفقہ روشن ہام سردار ایک صحابی نے پیغمبر سے کہا کہ میں خرید و فروخت فقیرانہ  
 کا جفت ہوتا ہوں ہر کسی کا کرچا ہے وہ کچھ مجھ سے بیچے پاس ہے کچھ خرید کرے میرے حق میں جادو ہو جاتا  
 اور مجھ کو ہبکا دیتا ہو فرمایا جس خرید و فروخت میں کہ نقصان سے ڈرے تو تین روز کی شرط اپنے واسطے  
 اختیار کر چنانچہ حدیث ہو کہ ابا بعت فقل لا خلاۃ ولی الخیار تکلمہ ایام جب وقت کہ خرید و فروخت کرے تو کہہ دے  
 کچھ فریب نہیں مجھ کو تین دن کا اختیار ہو یہ وہی بات ہو جکا اور یہ میں نے اشارہ کیا تھا کہ واسطے کوتاہی  
 اپنے کام میں تامل کرنا یقیناً خدا سے تعالیٰ سے ثابت ہو اور شاہی تیری شیطان سے ہو کہما جائز فی اللہ  
 اللہ فی من الرحمن والعبد من الشیطان آہنگی خدا سے ہو اور جلدی شیطان سے ویکہ تو گتے کے  
 آگے جو تو لقمہ آہری تو وہ بھی پہلے سو گتہ لیتا ہو پھر کھاتا ہو پس وہ ناک سے سو گتہ آہری ہم خرد سے  
 اُسکو سو گتہ لیتے ہیں کہ خرد روشن چیز ہو اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ چھ روز میں آسان و زمین پیدا  
 کیے جیسا کہ فرمایا ولقد خلقنا السموات والارض وما بینا فی ستہ ایام ورنہ وہ وقتا در تھا کہ صرف امر  
 کن فیکون سے ایسے ایسے سیکڑن آسان و زمین و مہر میں پیدا کر دیتا اور دیکھو آدمی کو اسی نام کیسا  
 تھوڑا تھوڑا کر کے چالیس برس میں تمام کو پہونچا یا تھا لاکہ ایک دم میں پچاس آدمی عدم سے چریوں کی طرح  
 اُڑا دینا چاس سے کثرت مراد ہو نہ مدد معین حضرت عیسیٰ کو ایک دم اُسیکا بنشا ہوا تھا کہ بے توقفت  
 انکی دعا سے مردہ اٹھ بیٹھتا تھا تو جو خالق عیسیٰ کا ہو بے توقفت مرے تو جو زندہ کر دے تو کیا نہیں  
 ہو سکتا تو بتو سے یہ مراد کہ ایک ایک قبر میں جانے کتنے کتنے دفن ہو چکے ہیں سب کو زندہ بہ نکالے  
 الخلاوت شرح میں اوکا لفظ بود و کرنے کے درمیان میں نہیں لکھا اور ٹکون کو فیکون اور ان ہام  
 میں بجائے آن کے آرا چھا جاتا ہوں اور آن میں سونا و بسمبھنا ہوں قولہ ایزد تانی از پے  
 تعلیم بہت اگر طلب بہت یا بلی شکست چوباب کو چاب کہ وائرم سرودہ فی خس گر وہ گندہ میشود  
 دین تانی را یا بلقبال و سرور این تانی بعیہ دولت چون طیرہ رہاں تا اعضا می تو چون بیض +  
 مر نماز اید اندرانتہا بیضہ ابرچہ مانہ رشبہ بیضہ کنخشک را و دوست رہ + وانی امی عاقل کہ ما نہ میں  
 پوشین + و رفہ شستن ایک اندر نقطہ میں + واد آبی بماند سب نیز اگرچہ ماند فرما دان اعرض بر گما  
 ہرنگ باشد و نظر می باہر یک بود و نوح دگر بر گما و جسمها مانده اند + یک ہر باکی بریں زندہ اند +  
 خلق در بازار کیسان سرودہ آن کی با ذوق و دیگر در دستہ ہمنان + برگ کیسان سرودیم نیم در دستہ  
 نمی خسرویم + این سخن پایان ندارد باز گوہ از بلال و از ہلال و کاراو + المعنی یعنی یہ تانی جو غم اٹھائے بنے گا وہ

ہیں کی سوا اور حکمتوں کے ایک حکمت یہ بھی ہو کہ جاری قیام منظر ہو تاملانی اختیار کریں اور جانیں کو طلب  
آہستہ بے شکست کے اپنی طلب کو پہنچتا ہو چھوٹی نہر جو ہمیشہ آہستہ آہستہ جاری رہتی ہو نہ بھی ہو  
ہوتی ہو نہ کسی پانی اس کا گندہ اور نہ ہو ہوتا ہو تاملانی وہ چیز جس سے اقبال و سرور پیدا ہوتا ہو اور  
تاملانی ایسی ہو جیسے لٹا اور دولت میں طیور تو مٹھارہ تو تیرے اعضا بھی مثل لٹھون کے انتہائیں  
درج ہیں جیسا کہ اوپر کہا ہو کہ جو حد تیرے منہ سے نکلتی ہو خدا سے تاملانی اس کو جنت کا مرغ بناتا ہو مگر یہ بھی  
لٹھون کا اور بیضہ کیجنگ کا اگرچہ دونوں ایک صورت ہوتے ہیں لیکن راہیں انکی دو ہیں ایک سے  
ارہوتا ہو اور ایک سے کیجنگ آدرا و عاقل اس بات کو بھی جانے رہ کہ صورت سین و شین کی  
کیساں ہو مگر فقط کافرق ضرور ہو ایسے ہی ای غریبی اور سب دونوں مشابہ ایک دوسرے کے  
ہیں لیکن انکے لطف و خواص میں جو فرق ہیں وہ بھی تو جانے نہ دیکھنے میں تو پتے و ونوں کے  
ہر رنگ ہیں مگر سب وہ دونوں کا اپنی اپنی قسم کا برگ جسم سب درختوں کے مشابہ یکہ یکہ ہیں لیکن ہر نوع  
اپنے اپنے محل میں زندہ ہیں ریح بالفتح محصلی زراعت آوردیکہ مخلوق بازار کو کیساں بتاتے ہیں  
یعنی جانے والے سب ایک سے ہوتے ہیں مگر کوئی با ذوق ہوتا ہو کوئی دروند ہوتا ہو ایسے ہی  
مرگ میں سب کیساں ہیں لیکن ہر یکہ آدھے انہیں کے غرائز والے اور دیا نکھار ہیں اور آدھے  
خروینے بادشاہ ہیں اب فرماتے ہیں اس بات کی قیود و نہایت نہیں تو قصہ بلال و بلال اور  
انکے معاملہ کا بیان کر اختلاف شجر میں بیضہ کا راجہ کو ارا چہ ریح کو بوع لکھا ہو

### وفات پانا بلال رضی اللہ عنہ کا خوشی سے

قولہ چون بلال از ضعف شہر چون بلال ہر رنگ مرگ اقامت و بر روی بلال، جفت او دیدش گشتا  
و اعراب پس بلاش گفت نی فی و اطرب تا کنون اندر حرب بودم ز زیست، و توجہ دانی مرگ چہ  
میشست و صیت، این ہمہ گفت و رخس در عین گفت، و نرگس بہ گلبرگ و لالہ می شکست، و  
تاب روہ چشم ترا و ارا و می گویا ہی و او بر گفتار او، ہر سہ دل خود سہ دیدی و را مردم دیدہ  
سہ آمد چرا، مردم نا دیدہ باشد رو سیاہ، مردم دیدہ بود مرآت ماہ، خود کہ بیضہ مردم دیدہ ترا  
در جہان جز مردم دیدہ ترا، چون بغیر مردم دیدہ اش غریب پس بغیر او کہ در رنگش رسید، المعنی  
حرب جگہ چشم دے بہرگی جب بلال ضعف سے مثل بلال کے ہو گئے اور رنگ مرگ کا انکے  
چہرہ پر چھایا جی بی نے انکی دیکھ کے کہا و اسے حرب اے بے بہرگی بلال نے کہا نہیں نہیں  
ایسے مت کہو بلکہ و اطرب کہو یہ حرب نہیں ہو طرب ہو اب تک کہ جو میں زندہ تھا تو اس

زیرِ سبب سے ضرور حربِ بین تھا اب جو مرا ہوں تو بھی عیشِ ہوا اور اس حسرت کی وحش کو تو کیا جانتا  
 کہ کیا ہوئی تھی سب تھے کون کا عین گنگو میں ایسا شگفتہ ہوا کہ نہ گس و نگلبرگ و لاہ کو گنگو ستہ و  
 بیفکر کرتا تھا آنکے چہرہ کی چکا اور چشم پرانوارانگی بات پر گواہی دیتی تھیں اور چونکہ ہلالِ شبی تھے  
 اس سبب سے جو شخص خود سیاہ دل تھا انکو سیاہ دیکھتا تھا مگر یہ مثلِ مروجہ دیدہ کے تھے  
 جیسے وہ سیاہی میں روشن ہو ایسے ہی یہ سیاہی میں روشن تھے آئینہ کی آنکھ کی پتی رو سیاہ  
 ہوتی ہوا اور جو مردم دیدہ جو اپنے آنکھیاں سے کی پتی وہ آئینہ ماہ کی ہو اپنے ماہ کو دکھاتی جو حاصل یہ کہ  
 اندھے آنکھ سیاہ دیکھتے تھے اور آنکھیاں سے ماہ جانتے تھے اب کہتے ہیں جہان میں جو یہ مردم دیدہ  
 ہیں یہ بچا رہے گیا تمکو دیکھنے کے اور کب دیکھ سکتے ہیں سو انکے جو مردم دیدہ فراہین یعنی اور ان  
 کی آنکھیں روشن کرنے والے وہ تمکو دیکھ سکتے ہیں بس ہر گاہ جسے دیکھا اسی دیدہ سے دیکھا لہذا  
 سوائے انکے رنگ سیاہ کے نور نہیں دیکھا اختلافِ شرح میں و احرب کے معنی ٹھگین شدن کے  
 کچھ ہیں گوہن لیکن یہاں تو چپان نہیں البتہ بے ہرگی کے چپان ہیں قولہ بس جزا و جملہ مقلد  
 آئندہ در صفاتِ مردم دیدہ بلند گفت بخش الفراق ای خوش خصال گفت فی فی الوصال  
 الوصال گفت جفت اثب غریب میروی از تبار و خویش غائب میروی گفت فی فی بلکہ اثب  
 جان من میرسد خوش از غریب در وطن گفت ای جان و دلم و احترام گفت فی فی جان من و دولت  
 گفت آن رویت کجا بینم گفت اندر خلوت خاص خدا مخلوق خاصش تو پیوستہ است مگر نظر بالا  
 کنی فی سوی پست اندر آن حلقہ زربا عالمین و نورانی مادی و روحانی حلقہ گمین بگفت ویران گشت  
 اینخانہ دیرغ گفت اندر نہ مگر شکر میبخش المعنی بس اس شخص کے سوا جو مردم دیدہ فراہین سب  
 مقلد ہیں غیر تحقیق کے پروان گوگون کے صفات میں جو بلند دیدہ ہیں کہ سنی سانی کہتے ہیں  
 یہ کہ اپنی دلچسپی جانی ہو یہاں تک صفاتِ ہلال کے فراموش اب پھر ایشیاں ہر طرف اصل حکایت  
 کے پھر ہلال کی فی فی نے کہا ای خوش خصال اب خاص فراق کا وقت آگیا کہا نہیں نہیں صال  
 ہو وصال ہو فراق کیسا پھر کہا اس رات میں تم مسافر کی طرح خوبش و تبار سے جاتے ہو کہا نہیں نہیں  
 اس رات میں میری جان خوش و فرم مسافرت سے وطن میں جاتی ہو پھر کہا ای میرے جانِ دل  
 ہاے کیسی حسرت کی بات ہو کہا میں نہیں ایجان میری و احترام کہ وادو تاکہ کہا اب بختاری صورت  
 میں کہاں دیکھوں کہا خلوت خاص خدا میں اور وہ حلقہ جو خاص اسکا ہو مجھے ملا ہو اور الگ نہیں ہو  
 جب کہ تو بالا نظر رہی نہ پست نظر اور اسی حلقہ میں جو مجھے ملا ہو نور رب العالمین کا چمکتا ہو



جیسے علاقے گلین چکتا ہی پھر دو بہ نے کہا افسوس یہ گھوہران ہوا کہا تو اہ کو دیکھ ابر کو مت دیکھ

### حکمت ویران ہونے بدن کی مرگ سے

تو کہ کرد ویران نہ کند معمور ترہ قوم انہ بود و خانہ مختصر من چو آدم بودم اول جس کرب پر شد اکنون  
نسل جانم شرق و غرب من گدا بودم درین خانہ چو چاہ و شاہ کشم قصر بادید بہر شاہ و قصر با خود  
شہان را مانس ست و مردہ را خانہ و مکان کوری بس ست و ابنیا رنگ آباد این جهان و چون شہان  
رفتند اندر لامکان و مرگان را این جهان نبود و فرط ہر ش زفت و بمعنی تنگ ترہ گر نبودے  
تنگ این افغان ز چسیت و چون دوتا شد ہر کہ روزی ہش زسیت و در زمان خواب چون آڑا شد  
درین مکان نگر کہ جان چون شاد شد و روح از ظلم طبیعت باز دست و مرد زندانی ز فکر حبس حبس  
این زمین و آسمان بس فراخ و سخت تنگ آمد ہنگام مناسخ چشم بند آمد فراخ و سخت و تنگ و خندہ  
او گرہ فخرش جلہ تنگ و المعنی یعنی خدا تعالی جو اس خانہ تن کو مرگ سے ویران کرتا ہو حکمت  
یہ کہ کہ کو معمور تر کرے ورنہ نوم بہان آنے والی جو مراد و لوح سے بہر بہت تھی اور گھر مختصر تھا  
کے سائی ہوئی تین بھی آدم کے مثل اول اس قید کرب میں تھا جیسے وہ یہاں آکے گھبرائے  
تھے لیکن اب میری جان ایسی ہو چکی نسل سے شرق و غرب بھرا ہوا ہو جیسے آدم کی نسل سے بھرا ہو  
وہ مثل انکی جان کی معارف ہیں تین ایک وقت میں گدا اس خانہ بچو چاہ کا تھا جس وقت میں  
کہ بمعرفت تھا اب شاہ ہو گیا اور شاہ کیواسے تصریح جیسے صہین انکی سائی ہوٹا ہر وہ کہ  
بادشاہوں کے محل انس قصر ہی ہوتے ہیں انھیں سے انس پادیر ہوتے ہیں اور مردہ کیواسے  
خانہ و مکان کوری کافی ہوتا ہو انیسا کیسے اس جهان کو چھوڑ کے شاہوں کی طرح لامکان کو چلے گئے  
اگر تنگ نہ ہوتا تو کیوں چلے جاتے مردوں کو اُسے فرود یا فاش اپنی دکھانی جیسا کہ ظاہر اسکا  
زفت و وسیع ہو انھوں نے ظاہر کو دیکھ لیا معنی کو نہیں دیکھا کہ از بس تنگ ہو اگر تنگ نہ ہوتا تو یہ  
شکایتیں اور فریاد و فغان اسکی کیوں ہوں اور جو کوئی بہت دن جیسے تو وہ ٹیرھا کہوین ہوا اسکی  
غما اٹھا اٹھا کے گھبرا ہوا ہوا ہے روز میری کو غور کر کہ وہ خواب ہو دیکھ تو تیری جان جب خواب میں  
اس مکان سے آزاد ہو جاتی ہو کیسی شاد و پیغم ہوتی ہو ظلم طبیعت سے جھوٹی ہوئی کہ جس بات کو اسکا  
جی نہیں چاہتا طبیعت وہ کام اس سے لیتی ہو جیسے کوئی شخص زندانی قید سے نکلا ہوا خوش ہوا ہو بس  
یہ زمین و آسمان چو نہایت فراخ معلوم ہوتے ہیں نہایت ہی تنگ ہیں کہ یہ کیفیت ہنگام خواب معلوم  
ہوتی ہو ورنہ تو یہ ایک پیغم بند ہو کہ درحقیقت ہو تو ایک شہر نہایت تنگ اور معلوم فراخ ہوتی ہو اور ہر



گر چہ جانتے ہیں اور نہ کہ کوئی سمجھتا ہے

تشیہ دنیا کی کہ بظاہر فراخ ہر اور حقیقت تنگ اور تشبیہ خواب کی موت سے  
جس میں تنگی سے خلاص ہوتا ہے

قولہ عجمو گریا یہ کہ تفسیر ہو ہو تنگ آتی جانتے پسیدہ ہو ہو کر رہا ہے عرض ست و طویل و زان پیش جنگ  
آیت جان کا یل تا ہر دن نائی نہ کشاید ملت پس چہ سو اندر فراخی منزلت و پاک کفش تنگ پوشی  
ای غوی و دریا بیان فراخی میری و آن فراخی بیابان تنگ گشت و بر تو دندان آمد آن صراحت  
ہر کہ دیدار و ترا از دور گفت کہ وہاں صحرا چلا لالہ بر شگفت و او دندان کہ تو چھون طالان و از ہر دن در  
کاشنے جان در فغان و خواب تو آن کفش پر دن کردنت کہ وہاں جانت از دندان پرست و اولیا  
را خواب ملک است ای فلان و چو آن اصحاب گفت اندر جہان خواب ہی سینہ و تنجا خواب فی و در عدم  
میر و ند و باب فی و خانہ تنگ و درون چنگلو کہ ہار وہ ویران تا کند قصر لو کہ چنگلو کہ چون جنین اندر رحم  
نہ گشتہ و نقل آن ہمہ گر نباشد دروزہ برادر ہم من درین دندان میان اذرم و المعنی پسیدہ  
پیر مردہ و گداختہ گیل سست و غیرہ چنگلو کہ جسک ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہوں یعنی اس جہان کا سال ایسا  
ہو جیسے کوئی خوب بچہ کا ہوا حمام گرم کہ اگر تو اس میں جائیگا تو ضرور جان تیری تنگ و گداختہ ہوگی اگرچہ  
حمام عرض و طویل جگہ ہر لیکن تیری جان سست اس پیش سے تنگ ہی ہوگی جب تک باہر نہیں نکل  
اچھا کہ گروہ دل تیرا کشادہ نہ ہوگا پھر اگر اس عرض و طویل جگہ فراخ میں تیری منزل ہوگی تو کیا فائدہ یا  
شلا تو نے تنگ جوتیان پہنیں اور لہجے چوڑے جنگل میں چلا جاتا ہو وہ فراخی بیابان کی گوتی ہی ہو  
تجیر تنگ ہو جائیگی اور اس صحرا و دشت کو ایسا جائیگا جیسے دندان کہ کپاس سے بھلون جو کوئی  
دور سے بھلو دیکھے گا کہ کیا کیا خوب جنگل میں لالہ کھلا کر اس سے کہو کیا خبر کہ تیرا حال ایسا ہے  
کا سا ہی کہ ظاہر گلشن ہو رہا ہو اور جان میں فغان بھرا ہو پس سونا تیرا ایسا ہی جیسے تھوڑی دیر کو  
اس تنگ جوتی کا آثار ڈالنا کہ کچھ تو جان تیری اس دندان سے چھوٹ جاتی ہو لیکن یہ خواب و بیا  
کی ملکیت ہو جیسے اصحاب کہت اس جہان میں ہیں اور خواب میں اسکی تنگی سے چھوٹے ہوئے  
ہیں اور یہ عجیب و اب کہ خواب تو دیکھو رہے ہیں اور خواب وہاں ہی نہیں اور عدم میں کو جاتے ہیں  
لیکن کوئی اسکا دروازہ ہی نہیں آپ پھر قول بلال کا ہو کہ خانہ تنگ نہ ہو چنگلو کہ جسک ہاتھ پاؤں  
کج و نامست تھے ویران کیا تا قصر لو کہ اس کے واسطے بنائے اور چنگلو کہ میں ہوں جسوت کہ نہیں  
تھا اور رحم میں تھا ہاتھ پاؤں مکرے سے ٹیڑھے ٹیڑھے جب نوہینے کا ہو گیا تو دندان وینا دیتی

نقل کا جو کہ ہم سے دوسری جگہ نقل کروں تو دروازہ ماور پر رکھا گیا کہ اگر وہ دروازہ پر نہ  
 آوے اس زندان میں ایسا رہوں جیسے کہ کوئی آگ میں بیچیں رہتا ہے اختلاف شرح میں  
 چسپیدہ کو تشبیہ اور معنی میں بصورت چسپیدہ خانہ تنگ و درون میں واد عطف اور نقل کن کو  
 بصورت نقلاں لکھا قولہ ما بطعم زرد و مرگ خویش بدیکند زہ تار ہر تیرہ زیش تا چروان برہ  
 صولای ہنر ہین رحم کشت آن ترہ گنزد در درہ گریخ آبتن شود ہر جنین شکستن زندان بود  
 حاملہ گریان زردہ کاین المناص و ان جنین خندان کہ پیش آمد خلاص ہر چہ زیر جری ہستند اموات  
 از جاود از بیمہ و زبات ہر کی لازم و غیر می غافلند جز کہ انیکہ نبیہ و عاقلند و انچہ کوسہ انداز  
 خاندگان بلکہ از خاند خود ش کی دانمان و انچہ صاحب دل بداند حال توہ تو ذحال خود ندانی می نمود  
 انچہ بیند و جنیت اہل بل کی بینی در خود می از خود جملہ المعنی گنہ بالفتح دکات فارسی قوی و مطہر  
 بیہ آگاہ و آگاہی دہندہ کوسہ بود و مجہول جسکی طارحی مجہول جلنے وقت و ارحی نکلنے کے مکمل بلکہ  
 بالفتح وادیش تطبیق صدر فرمایا کہ جب نوہینے ہو چاتے ہیں تو میری ما و طبع اپنے در و مرگ سے  
 و درہ پیدہ کرتی ہوتا ہے ہمیشہ سے چھوٹ جائے اسوٹے کہ طبیعت ہی دفع ہر ملک موزی  
 شکر کی ہو وہ اس ورو کا جیلہ پیدا کرتی ہو اپنے پی و کو تا وہ ترہ صحراے ہنر میں پرے اسوٹے کہتی  
 کہ خبر واد ہور حم کو کھول دے ترہ قوی و مطہر ہو گیا بس یہاں رہنا نہیں چاہیے اب دیکھو وہ در درہ کا  
 حاملہ کو تو برنج و ناگوار ہو تا ہی او جنین کو ایسا ہی جیسے قید خانہ کا ٹوٹا اور قید سے چھوٹا حاملہ تو درہ سے  
 روتی اور بچا و کی جگہ دھونڈھتی ہو و جنین ہنسا کہ گھٹو خلاص ملی الغرض اس جری کے نیچے جو اموات  
 ہیں شامہ موالید ثلاثہ کہ وہ جادات و حیوانات و نباتات ہوتا ہے ایک دوسرے کے دروے غافل  
 ہیں اپنا سچا و چاہتے ہیں ہوا ان لوگوں کے جو آگاہ و عاقل ہیں مشہور ہو کہ آدمی کہ ریش عقیل ہوتا ہے  
 اور ریش دراز احمق بس فراتے ہیں کہ کوسہ صیا حال لوگوں کے گھر کا جاتا ہے ریش دراز ایسا نہیں تھا  
 بلکہ وہ خود اپنا ہی حال نہیں جانتا گھر سے مراد وجود ہو اور کوسہ صاحب دل کہ اکثر ریش و غیرہ میں تھے  
 اور ریش دراز اہل ظاہر چنانچہ فرمایا کہ امی عمو صاحب دل جیسا تیرا حال جانتا ہو تو اپنا حال ایسا کہاں جانتا ہو  
 اہل چو کچھ تیری پیشانی سے دیکھ لیا تو امی از خود جملہ اپنے آپ میں کب دیکھ سکے گا

بیان اس بات کا کہ جو کچھ خلقت کا ملی و تاریکی ہو سب تیرے تن سے ہی

قولہ غفلت از تن بود چون تن روح شد بدندان اسرار ربی بیچ برہ چون زمین بر خاست از چوٹ  
 فلک بنی شب و فی سایہ ماندنی دلک ہر کہا سایہ ست و شب یا سنگہ از زمین باشند از غور شد

وہ جو سوئے ہم از ہم بود کی ترا تشہای ستیم بود و ہم اختہ در خطا و در غلط و عقل باشد و اساتہا قطع  
 ہر گزانی کوسل خود از تن بست و جان ز غفلت جلد در پردہ نیست و روی سرخ از کثرت خونما بود و رو  
 زرد از بنیش صفر بود و در سفید از قوت بلغم بود و باشد از سودا کہ وادہم بود و حقیقت خالق آثار است  
 ایک جز علت نہ بیند اہل پوست و مغز کو از پوستہا آوارہ نیست و از طبیب و علت اورا چارہ نیست و  
 چون دہم بد آدمی زادہ ہزار و پای خود بر فرق علتہا شاوہ علت اولی نباشد دین او و علت اخرے  
 ندارد کہین او و میرود چون آفتاب اندر افق و با عروس صدق و صفوت تبریق و بلکہ بیرون از افق و نہ  
 چرخما و بیگان باشد چار و لوح و نہی بدل عقل با چو سایہای عہدی فتنا از ہر طرف ہر پای او و اسنی جہ  
 بالضم چارہ و علاج و لک لختنہ زوال و غروب آفتاب ستیم روشن علت اولی عقل و دل تن سار پرہ  
 نہی بالضم و الف مقصورہ عقلما و غروب جمع نہی فراتے ہیں ساری غفلت تن سے ہر لیکر جہ تن  
 روح ہو جاتا ہر توجہ اسرار و بصیر ضروری و کھینے لگتا جیسے زمین جو جوت فلک میں واقع ہو اگر  
 اسکے جوت سے جاتی رہے تو ہر وقت آفتاب ایک حال پر روشن رہے پھر نہ رات رہے نہ سایہ  
 نہ زوال نہ غروب منقول ہو کہ جتنا آسان یہ مرنی ظاہر ہو اتنا ہی نیچے ہو اور بیچ میں اسکے زمین میں جوت  
 فلک میں ہوتی اور یہی زمین آڑہو کے رات ہو جاتی ہو چو سایہ زمین کی کسلاقی ہو اور ایک اثر سے  
 زوال و غروب ہوتا ہو جب یہ اثر جاتی رہی تو پھر نہ ہی خود ہو کوئی سایہ نہیں آئیے ہی یہ تن غامی  
 اگر ہو رہا ہو ہر گاہ یہ بھی روح ہو گیا تو زوال اسرار کیسے چھے رہینگے ضروری و کھینکا دیکھ لو جہاں یہ  
 سایہ ہو یا شب ہو یا کوئی سایہ کی جگہ زمین ہی سے جو نہ غور شدہ واہ سے رجھان جو آگ میں ملا ہوا  
 ہوتا ہو لکڑی سے ہوتا ہو کسی آگ سے کسواسطے کہ ہر آگ روشن ہوئے تا ربک و ہم آدمی کا غلط و خطا  
 پڑتا ہو اسی سبب سے کہ اسکا تعلق جسم سے ہو اور عقل میں صابت ہو یعنی رسائی اور صواب یا منتن کہ  
 اسکا علاقہ روح سے ہر تین گزانی و کالی ہوتن سے ہو جب یہ سبب سوجاتے اور مٹ جاتے ہیں تو جہاں  
 آٹنے لگتی ہو اہل علت جگہ سرخ دیکھتے ہیں کہتے ہیں کثرت خون سے ہو اور جو روپاتے ہیں صفر  
 کی ترکیب بتاتے ہیں اور سفید و کو قوت بلغم کی سمجھتے ہیں اور سیاہی و روئی کو سودا سے اور حقیقت  
 خالق ان جلد آثار کا وہی ہو لیکن اہل پوست سوا سے علت کے اور کچھ نہیں دیکھتے بس جو مغز  
 پوست سے آوارہ اور علت نہ نہیں ہر پوست ہی میں لپٹا ہوا ہو اسکو طبیب علت سے چارہ  
 نہیں ہو وہ ضرور انھیں نظر کر لیا اور جب دوسری دفعہ آدم زاد پیدا ہوتا ہو جیسا کہ کہا ہے مردن  
 عالم غانی زادن عالم باقیست تو ان سب علتوں کے سر پہ پاؤں رکھتا ہو اور پامال کرتا ہو

پھر انہیں سے کوئی نہیں ہوتی پہلی علت جو حالت حیات و نیا میں تھی اس پر اسکی راہ روشن ہوتی ہے  
 نہ دوسری علت جس سے مراد اسکو کچھ کہینہ یعنی دیکھتی تیار ہے گا کہ کاش کاش موت کاظم اور یہی حال اسکا ہو جو  
 مرنے سے قبل جاتے ہیں آب وہ ایسا پتھر ہے آفتاب افق آسمان میں پتھر ہوا اور عروص ق  
 و صہوت کے ساتھ سراپہ پر ہوتا ہے جو آسمان ہو چاہے قول حضرت عیسیٰ کا کہ تو نے کچھ ملکوت احمات  
 من لم یولد مرتین نہیں داخل ہوگا ملکوت آسمان میں وہ شخص جو نہیں جانیگا ہو دو دفعہ بلکہ افق  
 اور آسمانوں سے بھی باہر اور بے مکان محل ارجح و عقول کے ایسا آزاد خانہ نہاد بلکہ اسی عمروہ ایسا  
 بلند پرواز عالمیت عام ہے کہ ہمارے عقلمیں اسکو نہیں پہنچتے جب خیال کرتے ہیں تو ہر طرف سے اس کے  
 یا توں پر پڑتے ہیں

تشبیہ کرنا نصطریق کا کہ یہ قیاس کے ساتھ

قوله مجتہد ہر گاہ کہ باشد نفس شناس مانند ان صورت نمیند قیاس چون نیا بد نص اندر صورت  
 از قیاس انجا نیا بد نص و حی روح قدسی دان یقین و ان قیاس عقل جزوی تحت این عقل  
 از جان گشت با ادراک و فہم روح اورا کی شود زیر نظر ایک جان و عقل تاثیر کند بدان اثر  
 آن عقل تدبیری کند و فہم و ادراک صدمتی زوہر قیاس و حکیم گشتی بکو طوفان فوج و عقل اثر را  
 روح پیدا و دلیک و نور خور از قرص خور و ورت نیک بدان بقرصی سانگی خرسند شد کہ ز نورش سوے  
 قرص افکنند شد ز انکہ این نوری کہ اندر سافلت نیست دائم زوہر و شب اد اکلت و انکہ اندر قرص  
 وار و باش و جا غرق آن بگر باشند انما نہ سی پیش رہ زندہ خود غروب و وارہا و از فراق سینہ کوب  
 اینچنین کس پیش از ان خاک بود یا مبدل گشت اگر از خاک بود بدان کہ خاکی را باشد تابان بگوشت  
 بروی شعاعی جاودان مگر زہر نماک دائم خود خور و آبخان سوزد کہ ناپید و شمر و دائم اندر آب کار  
 مابست و مار را باو کی ہر اہمیت لم غنی نص بالفتح و تشدید صا و و آیت کہ کام تشابہ کو ظاہر  
 کردے کہ یہ نیک ہو اور وہ بد ہو فارسی و دے ہر کلام صریح و ظاہر کو کہتے ہیں مجتہد راہ صواب  
 پیدا کرنے و لا فرماتے ہیں ہر گاہ کہ مجتہد نفس شناس ہوتا ہو تو اس صورت میں قیاس سے  
 اندیشہ نہیں کرتا قیاس کو صحیح جانتا ہو جب کسی صورت میں نفس نہیں پاتا تو قیاس کرنے میں ہن  
 عبرت ہتی ہو اور وہاں جس جھکو جو تیری روح قدسی وحی و حکم کرے اسکو یقیناً نص جان لے کہ وہی  
 صریح و ظاہر ہو اور وہ قیاس جو تیری عقل سے ہو اسکو بھی ایک جزو اسی کے تحت میں جان کہ اسی  
 وحی کا جزو و اسلئے کہ عقل جان ہی سے با ادراک و فہم ہوتی ہو مگر نہ اس طرح کہ جان اسکی زیر نظر ہو



زیر نظر بھی نہیں ہو لیکن یہ بات ہو کہ جان عقل میں تاثیر کرتی ہو اگرچہ عقل جان کو باطن میں رکھتی ہے  
تاثیر کی نوعیت سے تدبیر کرتی ہو اور اس تاثیر کو روح جانتی ہو مولانا فرماتے ہیں کہ ایسی عقل تو جو اس  
تاثیر کو روح جانتی ہو اگر نوح کی طرح روح نے قصہ صدرہ والا ہو تو بتا تجھ میں وہ لوازم کسان ہیں جو نوح کے  
صدرہ میں تھے مثل علم اور کشتی اور طوفان کے روح کا صدرہ نوح کے صدرہ سے کیا کم ہو جسے جہان کو  
خاک کر دیتا تھا تو اس کے اثر کو فوراً روح جانے ہوے ہو لیکن فوراً قباب کا قرص آفتاب سے بہت دور ہو  
یہ قرص جو چمکتا معلوم ہوتا ہے یہ اور ہو اور اصل نور اور ہو مگر سا لگ جو اس اہل پر رہنی چو گیا ہو اسی  
خیال سے کہ قرص پر بھی ایسا نور ہو اور اہل نور جو قرص میں نہیں ہوتے وہی ہو کہ یہ نور جو سا فل میں ہوتا  
رات دن ہمیشہ کیسا نہیں ہو بلکہ آفل ہو یعنی ڈوبنے والا اور وہ جو قرص میں ہو وہ باطل کھتا ہو  
اور آئین جگہ پائی ہو وہ ہمیشہ اس دریا میں غرق ہو نہ آبر کی رہزنی کر سکتا ہو نہ غروب وہ فراق ہمیشہ  
سے جھوٹا ہوا ہو بس جو ایسا شخص ہو اس کی اہل افلاک یعنی عالم علوی سے ہو اور اگر عالم سفلی یعنی  
خاک سے ہو تو وہ علوی کے ساتھ بٹا ہوا ہو اس سب کا خاک کی ایسی طاقت کمان ہو جس پر ہمیشہ شیخ  
اسکی پیرے اور وہ متحمل ہو سکے ہو سمجھ لو اگر ہمیشہ نور آفتاب کا خاک پر پڑتا رہے تو ایسی جلنے لگی جو  
شمارے باہر تھیں ہمیشہ پانی میں رہنا پھیلی کا کام ہو سانپ اس کا ہر ایسی اس کام میں کب ہو سکتا ہو  
گو ہر صورت ہو اختلاف شرح میں روز و شب کو گشت پاس وجاہ یہ خود معنی شرح سے باطن بات ہو  
در شمر کو در شمر باو گیا کو کا لکھا ہو تو لکھا کہ در کہ مار باری پر فتنہ اندازین کہ با بیانی می کنند کہ  
شان گر خلق را پیدا کنند ہم دریا تا شان رسوا کنند و اندرین ہم با میان پر فتنہ انداز و سر ہر کشتی  
گر تو اسی شوقین ہامیان تھا شوی چون ہامیان دریم روان و ہامیان قور دریم حلال و بحر شان  
آموختہ سحر حلال پس محال از تاب ایشان حال شدہ نفس آسجارت و نیکو فال شدہ نہر آسجارت  
شکر شد یقین و سنگ آسجارت و شد در شین و خاک زرش رنگ گو ہر مایہ سر می نہ عیند جز رہبر  
چشم بشر تا قیامت گر بگویم زمین کلام و صد قیامت بگذر وین ناتمام و آہنی تاسہ اندوہ و ملال و  
اضطراب و بیقراری لیکن پیار میں بھی شے مار پر فن ہیں میں مقلد مکاری سے کہ اس دریا میں ہامیان  
آہستہ ہیں او کار باہی اور مایہ اس دریا کی بنے ہیں اگرچہ کہ انکا مخلوق کو پیدا و ترقی کرے لیکن کیا  
ہو تا ہو مارجب دریا و کھیا گھبرا گیا گھبرا ہوا اسکو رسوا کر دیا اور اس دریا میں ایسی ہامیان دریا  
ہیں کہ مار کو اپنے سر سے مایہ بنی ہیں پس اگر تھار ہو تو بنشین ہامیان کا ہوتا ہامیان کی طرح دریا میں  
چلنے پھر نہ تیرنے لگے بعد کا شرا اسکی نسبت شرح میں لکھا ہو کہ اس شر کر شان گرا اٹم اس سے پہلے



بعض کتب میں واقع چہاڑی واقعی ٹھیکہ ہی بیان محض پر لپٹا ہوا وہ لوگ جو ایمان و قدرت پر ایمان کے جلال کے  
ہیں ان کو کوئی بھرنے ایسا سحر حلال دکھا دیا ہو کہ جو امر محال و ناممکن ہیں انکی قوت سے سب موجود  
ہو جاتے ہیں مثلاً غصہ اگر وہاں گیا سعد و نیک قال ہو گیا زہر وہاں یقیناً شکر ہو جائے گا نہ ہاں  
جائے و قیمتی خجائے مگر یہ کہ کیسی ہی خاک وہ ہو جائے سر سے پاؤں تک اور کیسی ہی گہرے رنگ  
بجائے مگر شیم بشر کی سوائے شر کے نہیں دیکھتی آپ صبر کر کہ اگر اس قسم کا کلام قیامت تک کے جاو  
تو سوتیا متین گذر جائیں مگر کلام تمام منہ اختلاف شمع میں مابین انکی کو باہر لکھا ہو

آداب اہل تہذیب و تمدن عند فیض الحکیمہ میں لسان الشیخ

قولہ پر طولان این کمر کر دست و نذر من عمری مکر بر دست پیش از برق مکر بر شود خاک از تاب  
مکر ز رشود مگر پیران طالب ندو یک لول + اور رسالت باز میانہ رسول + این رسولان ضمیر  
را کہ گوشتی خوانند اسرافیل خود بخوتی دارند و کبری چون شہان چاکری خواہند از اہل جہان  
تا او بہا شان بجا کہ نادرسی + اور رسالت شان چگونہ بر خوری + کی رسانند آن امانت را بتو تا کیا  
پیش شان را کہ دو تو بہر ادب شان کی بھی آید پسند + کا نہ دیشان زایوان بلند + فی کدایانند کہ  
بر خود می + از تو و از دای مز و منشی + لیک بانی رعینہا می ضمیر + صدقہ سلطان یغینان و ایکہ اسپ  
خود را می رسول آسمان + و طولان منکر و اند جہان + شمع آن تیری کہ استنیر و ہند + پیش از رشوت  
آتش جہدہ کہ مکر و اند فرس + انجیان + کہ کند آہنگ و ج آسان + چشم را از غر و عبرت و وحہ + چو  
آتش خشک تر اسودتہ گر پشانی بر ویسی کند + آتش اول و پشانی زند + خوشیانی مزید از عدم  
چون بہ عینہ گرمی صاحب قدم + المعنی قرأتے ہیں جو لو کہ تعلیم و تعلقین سے ناخوش اور طول چوین  
انے تعلیم و تعلقین کی بات کہنا کر زنا ہو سی کہتے ہیں کہان تک بار بار کہو گے اور میرے نزدیک  
کہ میں اسکا طالب و شائق ہوں عود و بارہ پانا جو نایاب شہر کہنے دو بارہ پائی ہو میں خوب جانتا ہوں  
کہ شمع کہ رنگ و کھانے سے روشن ہی ہو جاتی ہو اور خاک بار بار کہ پانے سے زرمو جاتی ہو  
سنجہ چو زرا و اگر ایسا حال ہو کہ طالب تو ہزاروں ہیں اور لول ایک ہی ہو اس وقت میں جو رسول  
رسالت سے باز رہتا ہو تو یہ وجہ ہو کہ وہ رسول ضیور و را کہ گوہر پس سننے والا بھی ایسا چاہتا ہو کہ اسرافیل خواہ  
جبکہ مقام قرب عرش میں ہو اور رفعت اور صورت منہ سے لگانے حکم الہی کے منتظر ہیں ایست مع منتظر چاہے  
ہیں یہ لو کہ بدوخت بادشاہوں کا سامنے ہیں اور خدمت و بندگی کے اہل جاتے خواہان ہیں  
جب تک تو انکے ادب بجا نہیں لایا گیا انکی رسالت سے پھل نہیں پائے گا اور منتہی ہو گا قیامت

۴۸۹  
 قسم  
 جو آگے سر ہو کبھی تھکوں نہیں ہو پناہ پہنچے جب تک تو ان کے سامنے رکوع کرنے والوں کی طرح ڈھرا سہو کا  
 اور دھندلا ہوا دب بھی ان کے پسند نہیں آئے کہ وہ بھی کیسا یوں بلند سے آئے ہیں نہ گداہین کہ تیری ہر  
 خدمت سے اسے مقرر احسانند و منون ہوں فرو بھیم و تشدید واد و فریبی و در و غلو آب فرماتے ہیں کہ  
 ای رسول ہر چند لوں کی بے رغبتیاں ہوں اور کوئی رجوع نہو لیکن تمہیں جو صمد سلطان سے پایا ہو وہ  
 اپنے جہاز و اسکو مت روکو تم ہی رسول آسمان کے ان ملو لوں کی طرف مت دیکھو اپنا گھوڑا کو دوا اور  
 مستفید کرو آب فرماتے ہیں کیسا مبارک وہ سپاہی ہو کہ خصوصیت شروع کرے اور گھوڑا اپنا خندق  
 آتش میں کودائے اور ایسا اسکو گرم کرے کہ مستعد آسمان پر اڑ جانے کا ہو انگلیں غیر غیرت سے  
 سیسے چوے آگ کی طرح ترو خشک جلنے کو پشیمانی جو عیب لگانے والی شہر آشکو پہلے ہی سے  
 پیونے ہوئے اور حقیقت تو یہ کہ ایسے صاحب قدم کی گہنی کو پشیمانی بیکسی تو خود ہی اسکا مقصد کیا  
 جو عدم سے طاہر ہو کے الخلاف شرح میں پشیمانی بریکو برد لکھا ہوا و معنی ان اشعار کے جو لکھے ہیں  
 میرا معلوم ہوتے ہیں میری دانستین تو ترک مراد طالب سے ہو کہ بعض قہارے مذکور موصوف ہو کہ

اہل قدم بنے اور اہل دل سے مستفیض ہو

پہچانا ہر حیوان کا بواپنے دشمن کی اور پہچنا اور یہی وہی و زیبا نگاری اس شخص کی کہ  
 ایسے کا دشمن بنا کہ جس سے نہ بچا و ممکن نہ فرار نہ مقابلہ

قولہ اسب داند باک و بوی شیر را کہ چہ حیوانست الا نادرا اہل عد و خویش را ہر جا فورہ خود پڑا  
 از نشان و از اثر و روز خفا شک نیار و بریدہ شب برون آید چو دزدان جریدہ از چہ دم و دم تر  
 خفاش بود کہ عد و آفتاب فاش بود و فی تو اندر مصافش زخم خورد و فی سقرین تاندش بھول  
 کردہ آنکہ آن خورشید از احسان وجود بہرہ دتا اندر قہر شتار و پودہ آفتابی کہ کردہ اند قہاش  
 از ہر اسی غصہ و قہر خفاش بہ غایت لطفت و کمال او پودہ ورنہ خفاش کجا مانع شود و بمعنی آواز  
 ہین شیر گھوڑے کا دشمن ہی سو گھوڑا اسکی آواز ہو کو خوب جانتا ہی اگر یہ حیوان ہی گریہات آمین  
 عجیب نادیر ہو اور کچھ گھوڑے ہی پر نہیں موقوف بلکہ ہر جا فور اپنے دشمن کو اس کے نشان و اثر سے  
 خوب جانتا ہی دیکھو چمکا درون میں نہیں آسکتا ہر رات کو مثل چروں جاسوس کے نکلتا ہو اور  
 سب میں زیادہ محروم خفاش کہ دشمن آفتاب جیسی ظاہر و فاش چیز کا ہوا ہو کہ جسکی لڑائی میں مقابلہ  
 ہو کے زخم کھا سکتا ہو نہ بڑا بھلا کیلئے اسکو آپ سے جدا کر سکتا ہو یہ کہاں وہ کہاں اور وہ  
 کہ خورشید اپنے احسان وجود سے قہر کر کے اس کے مار و پود یعنی ہستی کو پھاڑ کے تار تار نہیں کرتا

اور وہ آفتاب کہ اس فحاش کے غصہ اور قہر سے پیچھے ہٹ گیا ہو۔ اسکا نہایت لطفت و کمال  
 و درخشندگی بیاہ اسکی کسی بات کا مانع کب ہو سکتا ہو قولہ دشمن اگر گیری مجد خویش گیرتا ہو  
 اگر مانی اسیر و قلوب قلم کہ تیز و کندہ البتہ اور بیش خود پر سکند و ملت او از سیالش گذر و چہر  
 حیرت و قہر و بے باعد و آفتابا بین بدعتاب ہا می عدو آفتاب آفتاب ہا می عدو آفتاب بے کز  
 فرش ہا می بزرگ آفتاب و اخترش ہا تو عدو او غصہ خودی ہا غم آتش سا کہ تو ہیزم شدی ہا عجیب  
 کہ سوزشت او کم شود ہا زود و غصہ ات در ہم شود ہا رحمت فی رحمت آدم بود کہ مزاج رحم آدم  
 غم بود رحمت مخلوق ہا شد غصہ ناک ہا رحمت حق از غم و غصہ ہمت پاک ہا رحمت بیچون چنین دان  
 اسی پس دنیا یاد اندر و ہم ادوی جزا شر و معنی چہرہ محیط دائرہ یہ بھی خطاب فحاش کی طرف ہو کہ  
 اگر دشمنی اختیار کرتا ہو تو کسی ایسے سے کہ جو تیری حد و رتبہ کے موافق ہو تا اسکا کسی وقت میں  
 اسیر کر لینا ممکن ہو اور قطرہ ہو کے قلم سے لٹے تو احمق ہوا اپنی وارہی آپ کھوٹا ہو کوئی جیلہ کرے  
 اسکی موٹھچین اسی کمان کہ اسے وہ دعویٰ پورا ہو سکے جلا دائرہ حجبہ قمر کو کیسے بھاڑ سکے کہ فلک  
 اول جو آب فرماتے ہیں کہ یہ غلاب تو چار دشمن آفتاب کے ساتھ تھا اور او دشمن آفتاب کے آفتاب کے  
 اور او دشمن آفتاب کے جسکے دبہ سے آفتاب اور اسکے ستارے سب لرزتے کانپتے ہیں  
 خوب جان لے کہ تو دشمن اسکا نہیں ہوا اپنا دشمن ہو اگر تو اسکا دشمن ہو کے ہیزم بنا ہو تو آگ کو  
 تیرے ہیزم بننے سے کیا غم ہیزم کا حال آگ کے سامنے جو بوسب جانتے ہیں پس جب ہیزم تیری  
 آگ میں جلتے لگی نواہی فلاں پھر تعجب ہو کہ تیرے جلتے سے وہ آگ کم ہو جائے یا تیرے دودھ سے وہ ہم  
 یعنی ملول ہوئے کسو اسطے کہ کو رحمت امین ہو لیکن وہ آدمی کی سی رحمت نہیں ہو جکا مزاج غم سے  
 نیلے اول آدمی کے دل میں کسی کے درد سے غم پیدا ہوتا ہو تب اسکو رحم آتا ہو اور اسکی رحمت  
 فواتی نہ ایسی ہیسی رحمت مخلوق کی رنج سے بھری ہوئی کہ جب غم و غصہ دل میں پیدا ہو تو رحم آئے  
 اسکی رحمت غم و غصہ سے پاک ہو وہ بیچون جو اسکی رحمت کو ایسی پیرایا جان کہ وہ بھی وہم میں نہیں  
 آتی البتہ اسکا اثر آتا ہو اور جانا جاتا ہو

فرق در میان جاننے کسی چیز کے مثال و تقابید سے اور جانا ماہیت اسکی تحقیق سے  
 قولہ ظاہر است آنا میوہ رحمت لیک کہ داند جزا و ماہیتش ہیچ ماہیات اوصاف کمال پس  
 داند جزا و مثال طفل ماہیت داند طشت را ہر کہ کوئی ہرست چون علو و ترا طفل را انبو  
 زوطی زن خبر خبر کہ کوئی ہرست آن خوش چہر کی بود ماہیت ذوق جماع مثل ماہیات علوی مطاع

ایک نسبت کردادی با خوشی، با توکن عاقل کہ تو کو دک و شی بتا بداند کو دک اور از شمال بہرہ اندہا بہت  
 راعین حال پس اگر کوئی بد اندم دوریت، و ربگوئی کہ اندام دوریت، مگر کسی گوید کہ دانی فوج را +  
 آن رسول حق و نور روح را کہ ربگوئی چون ندانم کان قمر سہک از خورشید و مہ مشہور تر، کو دک ان فوج  
 و رکتا بہا، و ان امامان جلد و محرابہ نام او خوانند در قرآن مریح، قصہ اش گویند از ماضی فصیح +  
 اخصی طشت خون حیض اور حائض ہوا اور جماع کتاب بضم و تشدیدت مکتب آو پر چو کہا ہو کہ اثر حمت  
 کے وہم میں آتے ہیں نہ حمت موافق اسی کے فرمایا شلاً کہ وہ کہ انکے اشدون سے رحمت اسکی  
 طاہر ہو کہ یہ رحمت ہیں لیکن ماہیت اسکی سوا اس کے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہو اور علاوہ اس کے اور  
 جتنی ماہیتیں او صاف کمال کی ہیں انکو کوئی نہیں جانتا سوا اسے آثار و مثال کے طفل جو ماہیت  
 طشت یعنی خون حیض کی نہیں جانتا اس سے سوا اس کے اور کیا کہا جائے کہ طشت وہ ہو جو تیرے وسط  
 حلوا ہو پھر فرمایا کہ طفل عورت کی وطنی سے بچہ ہوتا ہو اب اس سے سوا اس کے کہ وطنی اسی خوش چیز جیسے  
 اور کیا بتا سکتا تھا او مطاع ماہیت لذت جماع کی مثل ماہیت بن حلو کے کب ہوتی ہو لیکن اس عاقل نے  
 تیرے سامنے نسبت اسکی خوشی سے اس لیے کی کہ تو کو دک و ش ہو یا کو دک اگر عین حال ماہیت سے  
 واقف نہیں ہو تو مثال سے جان لے جس جو تو کہے کہ میں جانتا ہوں تو کچھ دور نہیں ہوا اور اگر  
 کہے کہ میں نہیں جانتا تو کچھ فریب نہیں اسوا سطر کہ کو دک وطنی کو کیا جانے اگر کوئی تجھے کہے کہ تو  
 حضرت فوج کو جانتا ہو جو رسول حق اور نور روح تھے اور تو کہے کہ کیسے انکو نہ جانوں کہ وہ ایک  
 قمر تھے کہ خورشید و ماہ سے مشہور تر ہیں لڑکے تو مکتبوں میں اور امام جلد و محرابوں میں اسکا نام  
 قرآن میں صریح لیتے ہیں اور قصہ اٹھا جو دامن ماضی میں گزرا ہو فصیح لوگ بیان کرتے ہیں قول بہت  
 کو داند ترا از روی وصف مگر یہ ماہیت نش از فوج کشف + و ربگوئی من چہ دانم فوج را بہ چو اولے  
 داند اور اسی قضا و مور لنگ من چہ دانم فیل ایشہ کی داند اسرافیل را + این سخن ہم بہت از روی آن +  
 کہ ماہیت نہ انیش اسی فلان + عجز از ادراک ماہیت عمو + حالت عامہ دو مطلق گوید انکو بیات و سرتر  
 ان ہمیش چشم کا ملان باشد عیان + در وجود از سرخی و زلات او + و در ترا دویم احتساب کو چونکہ او مخفی  
 نامہ از مہرمان بہ ذات وصفی حیت کان ماند نہان + عقل بھی گوید این دورست + و بی ترا بی سجا  
 کم شنوہ قطب گوید مہر کا ہی سست حال + اپنے فوق حالت آید محال + واقعاتی کہ کفوت کہ شوق  
 فی کہ اول ہم محال ہی نمود، چون ربانیت دودہ زندان کرم + تیرہ را بر خود کس جبرل و ستم + چون بخت  
 یافتی از صد بلکہ فقر را بر خود کس رنج و غما + سہل گیرش تا مگر دو شکلت + و نہ شد شکر جو بہر نجات



سوی بحث خوش نمازی بر احسن و کمین سخن پایان ندارد جان من نسبت اثبات بالحق از حضرت  
گریانش میکنی بر گودرست، یعنی جب حضرت نوح کے صفات مذکورہ تو بیان کر گیا تو تجھ کو بہت گم  
سبائیت کے اسی وصف کی رو سے اگرچہ ماہیت نوح کی کچھ کھلی نہیں ہو اور جو گریگا میں نوح کو کیسا  
جانوں انھیں جیسا کوئی ہو تو وہ انکو اس وقت ہی میں ایک مور لنگ پھر مور لنگ فیل کو اور پش  
اسرا فیل کو کیا جانے یہ بات بھی سچی ہو اس راہ سے کہ تو اس فلاں انکی ماہیت کو نہیں جانتا وہ مجھ  
تیرا ہوا درگ ماہیت میں ہو وہ ایک حالت عام ہو اسکو مطلق و بقیہ کننا چاہیے اس سبب سے کہ  
ماہیات اور وہ اسرا ہو اسمیں مجھے ہیں وہ کالموں کے پیش چشم میں اور اپنے حیان اس عالم و وجود  
کیا سرق اور کیا اسکی ذات سے وہ کوئی جو اس کے ہم اعتبار سے دروہو ایسا کہاں ہو سب کے یقین  
وید اور ہو جو ہو جو سے نزدیک ہیں جس جگہ یہ اسرا عمران راز سے خفی نہیں رہتے پھر ذات وصفی کیا ہو جو  
پوشیدہ رہے ذات وصفی ماہیت اشیا اس مقام عقل ایک بحث کرتی ہو اس سے کہہ رہے جاہیات  
تیری دور ہو تو بدو کی کسی تاویل کے کسی محال کوست مٹنے جیسا کہ وہ کہتی ہو کہ ذات حق کا مشہود ہونا  
محال ہو اور عقل سے مراد اہل عقل ایسا کہ پابند عقل و قیاس کے ہیں قطب تجھے کہتا ہو کہ اسو سست  
جو کچھ تیرے حال سے زیادہ ہو وہ تجھ کو محال معلوم ہوتا ہو خیال نہیں کرتا کہ وہ واقعات جواب تجھ پر  
کھل گئے کیا پہلے تجھ کو محال نہیں معلوم ہوتے تھے پھر کیسے کھلے جب اس کے کرم نے دس دندان سے  
جو کثرت مراد ہو چھڑایا تو اس کی کیا اپنے اوپر ستم کر کے اپنے حق میں کیوں جس کرے لیتا ہو وہ اس  
بچہ محال دیکھا ستم سے مراد وہی محال کا ماننا جب تو نے خلاصی سیکڑن بلاؤ نے پالی تو پھر اپنے  
فقر و بچہ غنا کیوں کر آیا ہو اب تو سولہ دیا تو بھی سہل طور پر اسکو پڑھتا مشکل نہو جابے اور شکر  
تیری تو ہر قابل و نجاست آب و ہوا میں اسرا ہو احسن تو کس بحث میں پڑ گیا اسکو چھڑا اور اپنی بحث  
کیطون اور اسلے کہ ایسا جان من اس سخن کی قیماں نہیں نسبت نفی یا اثبات کی جو پہلے سے  
بیان کرنا چاہتا ہو تو ٹھیک ٹھیک بیان کر

جمع اور تطبیق در میان نفی و اثبات ایک چیز کی از روئے نسبت اور اختلاف ہمت  
قولہ نفی آن یک پذیر و اثباتش رواست، چون ہمت شد مختلف نسبت و قیاست و ماہیت از ہمت  
از نسبت نفی و اثبات مت و ہر دو مثبت مت، آن تو افکندی کہ بردست تو بود و تو نیفکندی کہ حق  
قوت مذکور و زور آدم زادہ را حدی بود و ہمت خاک کشتاں شکر کی شود و ہمت شکر کیست افکندن از  
زمین و نسبت نفی و اثباتش رواست، یہی فرق الانبیا احد اہم مثل مالائستہ اولاد ہم



پھر فرمادہ ان خود داندیشان و فکراں با صد دلیل و حدیثان و لیکاب از رشک و حسد پنهان کنند  
 خوشنیت را بر اندام میزند پس چو میر گفت چون جای و کرد گفت لایعظم غیری قدر دانم سخت قبائی  
 کامنوں و جز کہ زبان شان نداند از مومن ہم نسبت گیر این مضبوط را اگر بدانی در دعائی نوح را اندرین  
 بسیار آمد در خبر کان بخت باشد بجان جبر النعمی فرماتے ہیں نفی اور اثبات با ہم متناقض ہیں ایک  
 چیز میں دونوں رد انہیں ہو سکتے ظاہر ہو اگر نفی ہوگی اثبات نہوگا اور ایسے ہی بالکس گمراہی  
 چیز میں روا ہو چکی بہت مختلف ہوا سو اسے کہ بہت مختلف ہونے سے پھر وہ دو ہو جاتے ہیں ایک نہیں  
 رہتے بس متناقض بھی نہیں ہوتی جیسے آیت کریمہ مادیت اور میت و لکن اندر رمی نہیں پھینکا تو نے  
 ایک جو قوت کہ پھینکا تو نے لیکن اندر نے پھینکا کہ اس آیت میں نفی و اثبات ہوا و بسبب نسبت کے  
 دونوں مثبت ہیں چنانچہ ایک تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تو نے وہ پھینکا جو تیرے ہاتھ میں تھا یعنی ریت  
 اور اس سے جو قوت ظاہر ہوئی کہ شرکوں نے ہریت پائی وہ حق سے حق تو گویا تو نے نہیں پھینکا  
 حق نے پھینکا لہذا بہت اسکی مختلف ہیں ظاہر آدمی زاد کی قوت تو اتنی ہی ہو جتنی اسکی حد ہر پھر  
 مشیت ریت شکست لشکر کی کب ہو سکتا جو تیس یہ ایسا ہو کہ فرمایا وہ مشیت جس مشیت سے یہ ریت پھینکا  
 گیا تیری مشیت ہو اور پھینکا اسکا جیسے ہو یعنی بحقیقت پھینکا ہے جس ان دو نسبت سے نفی اور اثبات اسکا  
 روا ہو متناقضی انہی کہ کفار جو انکے اعدا و ہیں خوب پہچانتے ہیں ایسے جیسے اپنی اولاد کو کہ مطلق شہید نہیں  
 کرتے کما قال اللہ تعالیٰ الذین آتینا ہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون انبار ہم یعنی وہ لوگ جنکو ہم نے کتاب دی  
 یعنی تورات وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جانتے پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو لیکن جو  
 سیکڑوں دلیل اور سیکڑوں نشان اور اپنے فرزندوں کی طرح پہچانتے کے رشک و حسد سے  
 چھپاتے ہیں اور اندام پر آپ کو مالتے ہیں اور انجان بتتے ہیں اب فرماتے ہیں کہ آیت شریف میں  
 تو یعون کما پھر قدرنے لایعظم غیری کیسے کہا کہ یہ بھی نفی اثبات ہوا و متناقضی چنانچہ حدیث قدسی ہوا و  
 سخت قبائی لایعظم سوائی اولیا میرے نیچے قبا کے ہیں کہ سوا میرے کوئی انکو نہیں پہچانتا یعنی  
 وہ قبا پرش لوگ ہیں قبا کے نیچے چھپے ہوئے کوئی آرایش والا انکو سوا سے خدا کے نہیں جانتا  
 یہ بھی ایک کھلی راہ ہی میرے انہی کی نسبت ہی لایعرف اولیا کی نسبت جیسے اوپر کہا ہو کہ ایک راہ  
 سے فرج کو جاتا ہو اور ایک راہ سے نہیں جاتا عرض اس طرح سے حدیث میں بہت آیا ہو کہ نسبت  
 کرنے سے مقبرہ تباہ و الخلاف شرح میں مثبت کو مثبت لکھا ہو

مسئلہ فنا و بقا سے درویش کامل

قوله گفت قائل در جهان درویش نیست ، و در بود و درویش آن درویش نیست ، بہت از روی لب  
 آن ذات او نیست گشتہ وصف او در وصف ہو ، چون زبانہ شمع پیش آفتاب نیست باشد بہت  
 باشد و حساب بہت باشد ذات او تا تو اگر بہر بنی پنبہ بسوزد از آن شمر نیست باشد و روشنی نہ ہوتا  
 کہ وہ باشد آفتاب او بافتا ، و در دو صد من شہد یک دقیقه رطل ، چون در انگندی و در وی گشت حل  
 نیست باشد طعم حل چون مسچی بہت آن دقیقه فزون چون مگشی پیش شیر آہوئی بیوش شد بہتیش  
 و بہت او و پوشش شد ، این قیاس ناقصان بر کار رب ، جو شش عشق ست نہ از ترک ادب ، بنف  
 عاشق بی ادب بر مجیدہ خویش را در کفہ شہمی نہدی بی ادب تر نیست زوکس در جهان بہ با ادب تر نیست  
 زوکس در زمان ، ہم بہت وان وفاق امی تنب ، این دو ضد با ادب با بی ادب ، بی ادب باشد  
 چو طائرنگری کہ ہو دعوی عشقش یک سری ، چون باطن بگری و دعوی کجاست ، او دعوی پیش  
 آن سلطان فحاست ، مات زید زید اگر فاعل ہو ، لیک فاعل نیست کہ عاقل ہو ، و در وی لفظ نحوی  
 فاعلت ، ورنہ او مقول و فاعل ، فاعل چہ کو بیان مقہور شد ، فاعلیہا جملہ اذوی و در شد ، المعنی  
 و قیہ بالعلم نام وزن چل ورم ایک کہنے والے نے کہا کہ جہاں میں درویش نہیں ہوا و جو ہو تو وہ  
 درویش درویش نہیں ہو وہ از روئے تھا کہ خود ایسی ذات ہو کہ اپنے وصف و وصف ہو میں فحاست  
 ہوے ہی جیسے شعلہ شمع کا آفتاب کے سامنے نیست ہوتا ہو اور حساب کی ماہ سے بہت ہی بہت تو  
 اس سبب سے کہ اسکی ذات پر پنبہ رکھے تو اسکی آگ سے ضرور جل جائیگی نیست اس سبب سے کہ تھکورو  
 نہیں دیتی فنا کی ہوئی آفتاب کی ہو دوسوں شہد میں اگر ایک دقیقه سرکہ ڈال دے اور وہ اس میں  
 حل ہو جائے تو مزہ سرکہ کا اس میں نیست ہو جائیگا کھنے کے وقت کچھ معلوم نہیں ہوگا اور جب منکشی کرے  
 تو وہی دقیقه اس میں بڑھتی ہو دوسری مثال کہ ایک آہو شیر کے سامنے بیوش ہو گیا بس اسکی ہتی اسے  
 بہت میں چھپ گئی یہاں تک قول قائل کا تھا اب مقولات مولانا کے ہیں ناقص لوگ جو یہ قیاس کا لڑتے  
 کرتے ہیں باعث اسکی جو شش عشق ہو نہ ترک ادب آسلیے کہ نبض عاشق کی بے ادب اچھلتی ہو اور آپ  
 ہم پہ شاہ کا سمجھتی ہو بس اس سے زیادہ ترکوئی بے ادب جہاں میں نہیں ہو نہ پوشیدہ میں اس سے زیادہ  
 کوئی با ادب آبا می متنب میں نے جو ایک شخص کو با ادب بھی کہا اور بے ادب بھی اس میں بھی نسبت سمجھ لے  
 اسی نسبت سے با ہم انکے وفاق ہو نہ خلاف آئندہ بیان نسبت کا ہو کہ اگر ظاہر اسکو دیکھو تو بے ادب ہو  
 کہ بالکل دعوی عشق کا بنا ہو اور جو باطن کو دیکھو تو دعوی کمان کا وہ اور دعوی و فون اس سلطان کے  
 سامنے فنا میں مات زید میں زید اگرچہ فاعل ہو لیکن فاعل نہیں ہو عاقل ہو نہ تو از روئے لفظ نحوی کے

فاعل ہو ورنہ زید قتل ہو اور موت اسکی قاتل ہو فاعل زید کی کیسی اور کہاں وہ تو خود ایسا مستحور و مخلوق ہے  
کہ فاعل بنی ایں سے دور ہو گئی اور جاتی رہی

قصہ وکیل صدر جہان کہ متمم ہوا اور خوف جان سے بنجارا سے بھاگا پھر عشق نے ہکا  
گریبان بکرا کہ کام جان کا واسطے جانان کے سہل ہوتا ہے

تو کہ در بنجارا بندہ صدر جہان پشتم شد گشت از صدر شرفان مدت وہ سال گردان گشت بہ کہ فرسان  
کہ قستان گاہ دشت بہ از پی وہ سال او از اشتیاق گشت بی طاقت زایام فراق کہ گفت تاب فرقت  
زین پس نمائندہ صبر کی داند خلاعت را نشانند از فراق این خاکما شورہ بود آب زرد و گندہ و تیرہ بود  
باد جان افراغم گرد و فنا آتشی خاکستری گرد و ہبا باغ چون جنت شود و دارا لرض زرد و یزان برگ  
او اندر مرض عقل دراک از فراق دوستان بہ پھو تیر انداز بھکستہ کمان و دوزخ از فرقت چنان سوزان  
شده است بہ سید از فرقت چنین لرزان مہست کہ گویم از فراق چون شرارتہ تا قیامت یک بود از صبر  
پس شرح سوزا کہ زن نفس بہ سلم سلم کہ گوی و بس بہرہ از وی شاد گشتی در جہان و از فراق او  
بیندیش آفرینان بہرہ گشتی شاد و بس کس شاد شد بہ آفرانوی جنت و بچون باد شدہ از تو ہم کہ بعد قبول  
ہر وی منہ پیش از انکہ بعد از تو بوجہ بہچو مریم گوی پیش از فوت ملک بہ نفس کہ اعوذ بالرحمن منک  
المعنی خلاعت مرض سے غم کھانا اور بیامان و بے ساز مونا ہبا گرد و غبار حرص بیاری کہ عشق  
سے ہو بنجارا میں ایک بندہ صدر جہان کا متمم ہو کے اسکی صدر حکومت سے بھاگا دس برس تک  
گرد بنجارا کے پھرتار ہا کہی فرسان کہی قستان کہی دشت میں دشت نیز نام شہر بعد دس برس کے  
اشتیاق اور ایام فراق سے بی طاقت ہوا کہ اب اس سے زیادہ مجھ کو تاب فرقت کی نہ رہی صبر غم  
مرض کو کب دبا سکتا ہو یہ زمینیں بسبب فراق کے جھکو شور ہو گئی ہیں اور اب زرد و بد بو اور تیرہ یہی  
فراق ہی سے ہو باد جانفرا نا گوار و موت ہو جاتی ہو اور غبار ایک خاکسترا تھی گرم و سوزندہ بنجارا ہو  
وہ باغ خوش جنت کے ہی جہان کوئی آزار نہیں دارا لرض ہوتا ہے اور بیماری عشق سے پتے اسکے  
زرد و ہمو کے گرتے ہیں عقل دراک دوستوں کی جدائی میں ایسی ہو جاتی ہے جیسے کوئی تیر انداز  
کمان بھکستہ دوزخ بھی فرقت ہی سے سوزان ہوا اور یہ بھی فرقت ہی سے لرزان ہوا میں اگر  
اپنے فراق چون شرار کا بیان قیامت تک کروں تو لا کھوں سے ایک ہوئے بس اسکے سوز کی  
شرح سے خاموش ہو رہا اور ب سلم سلم کہہ کر اور بس یعنی امیر میر سے بجا آب بقولات تیرانا  
کے معلوم ہوتے ہیں فرمایا جس چیز سے کہ تو جہان میں شاد ہوا اسی وقت اسکے فراق کو بھی سوچ لے

کہ ضرور ہی ہوگا اس واسطے کہ جس چیز سے تو شاد ہوا ہو اس سے بہت شاد ہو چکے ہیں آخر وہ پتھر اپنے کچل گئی اور مثل ہوا کے ہو گئی تیسے ہی تھکے تھے بھی کچل جا گئی ہرگز اس پر دل نہادست ہوا اور مثل اس سے کہ وہ جسے نکھالے تو ہی اس سے کچل جائیے حضرت مریم نے کہ قبل از فوت ملک نفس کے کہا اعوذ بالرحمن منک یعنی جو ایشاک ملک نفس سے نہیں قبل انکی فوت سے کہا کہ میں تھے پناہ مانگتی ہوں رحمن سے اختلاف شرح حسین ایک جگہ بت دو سال اور ایک جگہ دہ سال لکھا ہے میں نے بنظر تطبیق باہد کر کے دو سال لکھا ہے اور آئندہ بھی وہ پناہ لکھا ہو وہم کرد کو وہم کرد اور اعوذ بالرحمن منک کے بجائے کا اعوذ لکھا ہے پیدا ہونا روح القدس کا مریم پر بوقت غسل و برہنگی اور پناہ مانگنا حق تعالیٰ سے قولہ دید مریم صورتی بس جانفرا جانفرا فی دلربائی و در خلا پیش او برست از روی زمین چون در خورشید آن روح الامین از زمین برست غیبی بی نقاب و آئینہ ان کر شرق رویدا آفتاب و لرزہ ہر اعضاے مریم افتاد و کو برہنہ بود و ترسید از فساد و صورتی کہ دیدی یوسف از عیان دست از جہت بریدی چون زمان و سچو گل پیش بر ویداد و زگل چون خیالی کو برآرد در مزدل گشت مریم بخود و پیش او و گفت بچم در پناہ لطف ہو و از آنکہ عادت کردہ بود آن پاک حبیب در نہر میت رخت بر دل سو غیب چون جہان را دید ملکی بقرابہ حازمانہ ساخت و آنحضرت حصارہ تا بگاہ مرگ حصے باشندش کہ پناہ چھم راہ مقصدش از پناہ حق حصاری بہ ندیدہ یورنگہ نزدیک آن ڈر بر گزیدہ المعنی خلا تہائی ہو و نگہ بضم ابل معدولہ و سکون افتح فوقانی و کان غاسی خانہ و جابے بودن جابے چو کہ حضرت مریم نے تنہائی کے وقت میں ایک صورت نہایت ہی جانفرا و کبھی اور صرف جانفرا ہی نہیں دلربا بھی انکے سامنے وہ صورت رو سے زمین سے پیدا ہوئی مثل ماہ و خورشید کے کہ وہ روح الامین تھے کیسا ایک مشرق رو سے زمین سے پیدا ہوا بے نقاب جیسے مشرق سے آفتاب پیدا ہوتا ہو مریم نے جو انکو دیکھا کانپنے لگیں اسوقت وہ غسل کی ضرورت سے برہنہ تھیں بس فساد سے ڈرین لیکن صورت ایسی دیکھی کہ اگر یوسف اس صورت کو نظر ہو دیکھ لیتے تو حیرت سے مثل زمان مصر کے ہاتھ کاٹتے یہ صورت مثل گل کے گل سے انکے سامنے ایسی پیدا ہوئی جیسے کوئی خیال دل سے پیدا ہو جاتا ہو مریم انکو دیکھ کے بخود و بخوش انپر مکیں کہا لطف ہو یعنی اللہ کی پناہ کی طرف و ڈرون اس سبب سے کہ ان پاک حبیب نے عادت کر لی تھی کہ نہر میت کے وقت غیب کی طرف بھاگتی تھیں یعنی اعوذ بالرحمن کہتی تھیں اس سبب سے کہ جہان کو انھوں نے بے ثبات و بیقرار جان لیا تھا اس واسطے ہوشیاروں کی طرح اسکی درگاہ کو اپنا حصار بنایا تھا تو زمان مرگ تک وہ انکے لیے قلعہ ہوا اور دشمن جو شیطان ہوا انکے



۴۶۷  
مقصود کیا رہا نہ پائے کے اٹھیں نے پناہ حق سے ٹھوکر کوئی تلمع نہ دیکھا اس واسطے اس قلعہ کے  
تذریک اپنا گھنٹا یا احد اقتید کیا تو لہ چون میدان غزہ باغی قتل سوزہ کا زویشہ جگر تیر دونہ  
شاہ و لشکر حلقہ دنگوشش جہرہ و خردان عقل پیشش بہہ صدر ہزاران شاہ ملکوش برق بہہ  
ہزاران بدر را وادہ جیتی نہ نہرونی مزہرہ را نام زہد عقل کشن چون بہ میز کم نند من چہ گیم  
چون مراد و دوستت ہو گم را دنگہ و سوختت و دوراکن نام دایلم من بروہ و دوراکن شہ مل  
ما عبور او خود نباشد آفتابی را ایل و غیر ذرا قبا بے طیل سایہ کہ بود تا دلیل او بودہ این بستش کہ  
او بودہ این جلالت در ولالت صادقست و جلا در اکات پس او سابق ست و جلا اور اکات  
بر غز باغی لنگاہ و اسوار باد پایان چون خدنگ و گر گر ز کس نیاید گرد شہ و گر گر زندا و دیگر پیش  
جلہ اور اکات با آرام فی وقت میدان ت وقت جام فی مان کی و بی چو باغی می پردہ و ان و گر چون  
تبع منفردی در و انکشی رقی بکوشہ شہیقان بندگی و غلامی دق مرض مشہور جب حضرت مہم نے وہ غزہ  
عقل سوزانکے دیکھے جسکے تیر جگر کے پار ہوتے تھے تمام بادشاہ اور بادشاہوں کے لشکر بآنگے  
غلام اور حلقہ گوش اور بڑے بڑے عقل بادشاہ عقل کے سب انکے آگے بیوش لاکھوں بادشاہ انکے  
ملوک برہی غلامی و بندگی کے ساتھ اور لاکھوں بدر آنے دق میں پڑے اور گھٹ گھٹ کے ہلال  
ہوے تہرہ کا یہ نہرہ کہاں کہ دم مار کے اور جو عقل کل اس صورت کو دیکھے تو آب کو کم ہی جاتا  
عقل کل بقا ر فرغنی کہا ہو ورنہ عقل کل اور یہ صورت واحد ہی ہیں آب فراتے ہیں کہ میں اس صورت  
کا وصف کیا کروں جب مجھ کو بھی آنے اپنے تیر میں چھیدا ہو اور میرے درگاہ بیٹے درون کو اس کے  
درون نے بلایا ہو اور جو درون میرا جلادیا ہو تو میں اس آگ کا دلیل ہوں اور اسی آگ کا دھواں  
چہر کہتے ہیں جب باتیں اس بادشاہ سے دور ہیں اور باطل ہیں جو کچھ تعبیر کرتے ہیں کیسے کہتا ہوں  
کہ میں اسپر دلیل ہوں وہ خود ظاہر باہر اس کے لیے دلیل کیا سوائے اسکے کہ وہ جو نور مستطیل جوا و شعاع  
وہی اسکی دلیل ہو نہ کہ سایہ نا پیر کیا ہو اسکی دلیل ہو سہ سایہ کے حق میں یہی کافی ہو کہ دلیل و نا پیر  
اسکا بار ہے یہی بزرگی اسکی ولالت میں صادق ہو کہ جملہ اور اکات پس ہیں اور وہ سابق ہوئے جملہ  
اور اکات کا پیشوا ہو اور سب اسکے ہیں و جملہ اور اکات ایسے ہیں جیسے کوئی لنگڑے گدھے کا سوار اور  
وہ بادیا ہوں کا سوار جو شل خدنگ کہے ہو جیسے تیر محل جاتا ہو ظاہر ہو اگر بادشاہ بھاگے تو اسکی کوئی گرد  
بھی نہیں پاسکتا اور جو اور بھاگیں تو بادشاہ انکی راہ روک سکتا ہو یہاں جملہ اور اکات کو آرام نہ دے  
اسی لیے کہ یہ وقت میدان و رزم کا ہو نہ وقت جام و رزم کا یعنی وقت اپنے اپنے کام و ریا صنت کا ہو



[illegible]

اور ہر وقت حرکت و جھیش ہی میں رہتے اب رات کی راحت سے تازہ ہو جاتے ہیں اور دھڑکے  
 ہوس فائدہ جمع کرنے سے ہر کوئی اپنے بدن کو سوختن کے خواہ کر دیتا اور سوخت ہو جاتا ہے رات  
 جیٹا ہر ہوتی ہر رات نہیں ہی کچھ رحمت سے جو اساعت بھر یہ مخلوق حرص سے نجات پامائیں انکے  
 شرح میں اندر تراجم کو اندر صید ہو دیکھو بدن را کہ کو راز قولہ چونکہ قبضے آیات امور ہر وہاں علاج تست  
 آئیں دل مشوہ زانکہ در جہان است و کشادہ طبع را و غلبہ بیاہ را اعتدال و گرجان را فصل تابستان جہاں  
 سوزش خورشید و برستان زوی و زنتش را سونتی یا رخ و بن کہ دگر تازہ نگشتی آن کہن ہر گز اسر ویت  
 آن کوئی شفتی ست و صیف خندانست اما محرق ست و چونکہ قبض آمد تو دوری بسط ہیں و تمانہ باشیں  
 میفغان جبیں کہ مکان خندان و دانیان ترش و غم مگر ابا شد و شادی و شش چشم کو دکی چھو فردا ترش  
 چشم عاقل و حساب آخرت و اور آخر چہ می مین علف و دین و قصاب آخرش مین علف مکان علف  
 علفست کان قصاب داود بہر کم تا راز و فی غدا و روز حکمت خور علف کا نرا خدا و بی عول و داوست و محض  
 عطا و غم نہان کر دے بجکت اسی رہی و چونکہ حق گفت کلیان رزقہ و رزق حکمت و بود و مرتبت و کان  
 گلو گیت نگر و عاقبت یعنی او پر تو محنت و راحت حواس کا بیان فرمایا اب قبض و بسط کا بیان فرماتے  
 ہیں کہ امور ہر وہ خواہ راہ دنیا کی خواہ راہ خدا کی اگر کوئی قبض و تنگی تیرے آگے آئے تو دل کو آئیں اے  
 نا امید ست کر کہ وہ علاج تیرے بسط کا جو اس سبب سے کہ تو اس بہت و کشادے سے عمل فرج میں ہو پس فرج  
 کیوں ملے کوئی دخل و آمدنی مقاد سے بڑھنی چاہیے تا فرج کو مدد و قوت ملے سو چو تو اگر جہان میں ہمیشہ  
 فصل تابستان کی ہوتی تو سوزش خورشید کی برستان میں کیا ایسی ہوتی کہ تن اسکا بڑھتا دے جلاوتی  
 اور ایسا کہن ہو جاتا کہ کبھی تازہ نہوتا اگر تھکے سر دی دنی کی ڈرانے والی ہو اور گرمی صیف کی خندان  
 لیکن یہ جلائے والی کسی پر جس جب قبض آئے تو اسی میں بسط کو دیکھ کہ قبض باعث بسط کا ہو لا جرم تازہ  
 رہ اور چین جبیں مت ہو دیکھو اس کے جو مراد نا بافتان دنیا سے ہو کیسی خوشی سے خندان رہتے ہیں  
 اور دانا غم آخرت سے ہر دم ترش جیسے دل کہ سب اعضاے رئیس میں رئیس جو ایسے ہی یہ دانا لوگ  
 ہیں اور پیچیدہ کہ خادم دل کا ہر غیر رئیس ہونا بالغ دنیا کے ہیں پس غم کھانا ریون کا کام ہو اور خوشی  
 غیر ریون کا کام اسی سبب سے غم دل سے پیدا ہوتا ہو اور خوشی پیچیدہ سے لڑکون کی آنکھیں کہ رہے  
 لیطرح گھاس اور خوش پر لگی رہتی ہیں یعنی یہ نابالغ تن پروری پر غش ہیں اور عاقل کی آنکھ حساب  
 آخرت پر ہو وہ یعنی دانا آخر میں چرب و شیرین علف دیکھتا ہو اور یہ ہوتا ہو کے قصاب اجل سے ناف دیکھتا ہو  
 علف نہایت ہی تلخ ہو جو قصاب نے تیرے آگے رکھی یہ ہمارے گوشت بڑھانے کو تولیاب لگاؤ گی

تو اسکو چھوڑا اور جا حکمت سے غفلت کھا وہ کہنے لگے بے عوض محض اپنی غفلت سے جھکاؤ خوشی پر توجہ تیری  
 سمجھ کر خدا تیرے لئے جو تیرے سے کھا کھا اسنہ رزق کھا کھا اسنہ رزق سے تو اسکو روٹی سمجھا اور یہ نہ جاننا کہ  
 رزق سے مراد حکمت ہی رزق حکمت کا اس روٹی سے مرتبہ بہت بہتر ہوا کیلئے کہ یہ رزق عاقبت میں تیرا  
 کھانا نہیں دیا گیا اور روٹی کھا کر مہوگی اختلاف شرح میں جہانرا کو ہمارا امتش کو بتیش اور سر و دست شرویش  
 لکھا ہے قول این دہان جی و طائی باز شدہ کو خوردہ لغتہ ہای راز شدہ گر ز شیریں دیوتن را و ابری مدوظا  
 ان ہی صلا تیرے ہی دترک خوشی کردہ ام من غم نامہ از حکیم غزنی مشہور تمامہ و الہی نامہ گوید شرح این بان حکیم  
 غیب فقر العاقین غم خوردان غم فرایان غم سزا آنکہ ماکل غم خورد کو دل شکردہ قند شادی میوہ باغ است  
 این فی زخم است و ان غم عزت غم چوینی در کنارش کش بدش از سر رہہ نظر کن در دشت عاقل از آنکہ  
 می بیند جی عاشق از معدوم شے بیند بھی جنگ پیکر وہ حالان پریر تو کش تاسن کتم حاش چو شیر ہذا کہ  
 در آن رخ میدیدہ مسودہ حل اور یک زو یک میر بودہ مدوح کو فروان بیایہ کو این دگہنیت مزد و ان شود  
 المعنی از بودہ بالفتح زمین بلند و پشتہ زمین بیت المقدس کو زمین سے چار فرسخ بلند ہو چہ یہ معنی پریر و  
 جب تو نے اس دہن کو بند کیا تو جان لے وہ دہن کسل جاتا تھا خوردہ لغتوں مانکا ہوا اگر اسوقت میں اس دیوتن کو  
 شیر چھوڑا گیا تھا تو اس کے نظام میں بہت ہی بہت کھلا کھایا گیا اکثر بچوں کا دودھ چھڑا کے وقت میں کھلا  
 باتھے ہیں اب فرماتے ہیں کہ مجھ کو غم نامہ تو اپنا جو ترک کیا اب تو حکیم غزنی سے پوری بات سن کہ  
 انھوں نے الہی نامہ میں شرح اسکی کی جو اوردہ کیے کمال ہیں کہ حکیم غیب اور غم مارشیں ہیں چنانچہ فرمایا کہ  
 غم کھا اور روٹی غم اقرایون کی مت کھا اس واسطے کہ عاقل غم کھاتا ہو اور لڑکے شکر کھاتے ہیں قند  
 خوشی کا یعنی خوشی کہ لٹل قند کے شیریں ہوا اسکے باغ کا میوہ غم ہو کہ خوشی سے غم پیدا ہوتا ہو خوشی تیرے  
 حق میں زخم ہو اور غم مرہم ہو جس جہان غم کو دیکھتے اسکو بڑے عشق سے اپنی بغل میں لے لیتے اور ہم آغوش  
 اس سے ہو جا ستر لیک سے دشت میں نظر کر یعنی اس غم کی بدولت ایک ستر عالیشان کی سیر کر عاقل  
 انگور سے شراب پر نظر کرتا ہو بیسپایان کار پر اور عاشق معدوم سی شکر کو دیکھتا ہو یعنی ابھی وہ موز  
 نہیں ہوئی ہو اور یہ دیکھ رہا ہو چرسون حال مکی ہندی پلہ دار ہو چرسون لڑتے تھے ایک کتا تھا کہ تو مت  
 کھائیں اس بوجھ کو شل شیر کے یعنی بڑے لطیف و مزہ سے اٹھاؤ گنگا اور یہ لڑائی اسوجہ سے تھی کہ کتا  
 رنج میں اپنا فائدہ تکے ہوئے تھے اسی سبب ہر ایک بوجھ کو ایک دوسرے سے چھینتا تھا اب فرماتے ہیں  
 خیال تو کر دیکھ حال ایک انسان بیایہ کی مزدوری پر کیسے بلجا تا اپنے نفس کے لڑنے کے لئے جو مزدور تھا  
 جو اس کے فحش کا کیا بیان کردہ ادنیٰ مزدوری کے عوض ایک گج تک جو دیدیگا اور انسان بیایہ کیا ہی میں کیا تو

دستاویز شریف

اور مقدار میل یعنی پیدائش کا وقت شرح میں مذکور ہے اور یہاں کیا کہنا ہے کہ اس کو کہہ دیجئے کہ اگر کسی کو کچھ  
 زیر یک ہفتہ یا شاید ان تمام روزہ یک پیش پیش آن جنازہ نہ دے وہ غرض میگوید ہوسود  
 مرگ ایندم مردہ باش ہفتا شوی پشتمن سرخواید تماش بد صبری بیند زپردہ اجتہاد دودوی چون گلزار و  
 و لعلین مراد و غم جو آئینہ ست پیش مجاہد کمال ان ضد عینا بدوی ضد بعد قید رنج آن ضد گریہ و  
 یعنی کشا کر و فو این دو وصف از پیوستست بہین بد بعد قبض شت بسط آید لعلین پنجہ اگر قبض شد  
 و اتہاد یا ہر بسط او بود چون مبتلا دین دو وصف کا رو کسب منتظم چون مرغ این دو بال اور اہم  
 المستی مردہ یک ناچیز و زوایہ اور جو شو مردہ سے بجا سے میراث اور مردہ ہی بھی آیا اور  
 جو تیری مزدوری میں حق جھکونج و گناہ جب تو زیر یک یعنی قبر میں ہوگا تو وہاں بھی تیرے ساتھ  
 ہوگا ایسا نہیں بجا ہوگا جیسے یہ مردہ یک جو میراث دیا ہے وہ آگے آگے تیرے جنازہ کے دھڑکا  
 جا گیا اور تیری غری و گرمین تیرا موش و فاس ہوگا تو واسطے رزق کے اس وقت مردہ ہو گیا  
 سرمد کا خواہ تماش بنے جیسے ایک آقا کے دو ملازم ہوتے ہیں جو کوئی اجتہاد و تقوی اختیار کرتا ہے  
 اور انکی ریاضتوں اور مصیبتوں پر صبر تو وہ اسی اجتہاد کے پردہ سے رو مطلوبہ مراد کا دیکھتا ہے کہ وہ  
 روشل گلزار کے سرخ ہوا و شل بخیر کے انکی ریاضتوں میں اجتہاد والے کے سامنے غم ایسا ہو جیسے آئینہ کہ  
 اس ضد میں اسکو صورت ضد کی معلوم ہوتی ہے اور غم ضد خوشی کی ہر خوشی کی ضد غم ہاں اس کا لمحہ غم  
 وہ خوشی دیکھتا ہے کہ بعد منہ رنج کے وہ دوسری ضد سامنے آتی ہے جو کشادہ ہو بڑے کر و فر کے ساتھ  
 آج تھیلا فرماتے ہیں کہ دور بت جا نے ہی تھا کہ پنچہ کو نہ دیکھ لے کہ دونوں وصف بہت و کشا و  
 حسین ہو جو دہین کہ اگر مٹھی بند کر لیا تو یقیناً کشادہ ہی اسکو ہوگی اور اگر پنچہ میں ہمیشہ ہتکی ہوتی  
 یا بالکل کشادہ ہی تو کیسی بلابین پڑتا آن بہت و کشا و دونوں وصف سے تمام کام و کسب منتظم  
 ہیں یعنی جو مٹھے کسب کے ہیں انھیں دونوں صفت سے انتظام پاتے ہیں یہ دونوں شل پر  
 مرغ کے دو بال اس میں ہر ضرور کیوا سٹے مرغ بھی ضرور کے وقت بازہ و نکو کھوت بند کرتا ہے

الخلافت شرح میں جتنی کو چاہئے اور این دو بال کو اید و حال لکھا ہے

لکنا روح القدس کا حضرت مریم سے کہ رسول حق کا ہون پریشان مت ہونہ چھپو  
 قولہ چونکہ مریم مضطرب شد یک زمان ہرچنانکہ بزمین برہا بیان بانگ بروی زد و نمودار کرم ہر کہ میں  
 حضرت از من موم از سر افرادان عزت سرکش از چنین خوش نہ بان دم در کشد مابین کیفیت و ذوال  
 نور پاک از لبش میشد پایاں بر ساک ہزار وجودم کی گریزی در عہد در عہد من شاہم صاحب علم



تو چون در جگہ امن و در نسبت و یکسازد نقش من پیش سلیست مہربان نظر کہ نقش مشکلم بہر ملکہ ہم چاہی  
 اندر دلم چون خیال دولت گذشت بہر کی کہ میگزری با تو بہت و جز خیال خامی باطل کہ بدست  
 چون صبح کاذب کافلی بد من صبح صادق صادم از نور رب کہ نگردد گرد و زرم بچ شب بہین گولا حول  
 عمران زادہ ام بہین نلا حول این طرف افتادہ ام و مر مراصل و غذا لا حول بودہ نور لا حول لے کہ  
 پیش از قول بودہ تو ہی گیری پناہ از من بحق بہن نگارندہ پناہم در سبق بہ آن پناہم من کہ مخلصات  
 بودہ تو احوذ آری من خود آن اغوذ آفتی نبودہ ترا نشاغت و تو بر یار و ندانی عشق باخت و اعنی  
 ذبا لایع فیکہ بنکو شعلہ ادم چو تخی زن نیک و طاقت جب حضرت مرہم حقوثری در مضطرب ہوئی ہی  
 جیسے زمین پر گرے مجھ لیاں مضطرب ہوئی بہن توان خودار یعنی نشان دشمنی کرم نے کہا کہ میں  
 امین حضرت رب الفرت کا ہوں مجھ سے مت بھاگو چنانچہ قرآن میں ہر حال ہمارا رسول رہا لایبکہ  
 غلاما زکیا کما میں رسول تیرے رب کا ہوں تو جھک لیا کہ لڑکا کی بخششوں جو سر فراز حضرت عزت کے ہونے  
 سرکشی مت کرو اور ایسے اچھے مہربان سے مت رکو اور خاموش مت ہو توجہ الایمن یہ کہتے تھے اور  
 ہنگام کلم ایک ذبا لہ شعلہ نور کا انکے لب سے ساک نکلا ہوا تھا یہ کہتے تھے کہ تم میرے وجود سے  
 عدم میں بھاگتی ہو یعنی چھپتی ہو میں تو عدم کا بھی بادشاہ اور صاحب علم ہوں کہ عدم میرے زیر علم  
 میری بنیاد وادیرا گھر فوٹیتی میں ہو اور یہ جو امی طاقتوں تمہارے سامنے ہو یہ میرا ایک سوار نقش ہو  
 ورنہ امی مرہم جھکو غور کرو کہ میں ایک بڑا نقش مشکل ہوں کہ ملال بھی ہوں اور تمہارے دل کا خیال  
 بھی یہ تو سمجھو کہ جب کوئی خیال تمہارے دل میں آئے جگیا جہان بھاگ کے جاوگی تمہارے ساتھ  
 ہوگا سو اس خیال کے جو عارضی اور باطل ہو کہ وہ البتہ مثل صبح کاذب کے ڈوب جانے والا  
 ہوتا ہی بہن اپنے رب کے نور سے ایسا ہوں جیسے صبح صادق کا دق کہ کوئی شب میرے پاس نہیں  
 چٹک سکتی خبردار امی عمران کی بیٹی تم جھکو دیکھ کے لا حول مت کہو میں تو لا حول سے اس طرف پڑا  
 ہوں میری تو خاص اصل و غذا لا حول اس وقت سے ہو کہ ہنوز لا حول کا نور قول میں نہیں آیا تھا  
 تم مجھے پناہ مانگتی ہو جیسے اوپر گزرا اغوذ بالرحمن نیک میں تو خود نگارندہ پناہ کا ہوں پہلے ہی  
 میں تمہاری وہ پناہ میں ہوں جو مخلص تمہاری ہیں تم تو زبان سے اغوذ کہتی ہو میں خود اغوذ نہ ہوں  
 بتاؤ اس سے تبرکوشی آفت ہو جو آدمی کو شناخت سے بہرہ نہوشلا یار کے پاس تو بیٹھا ہو اور شہنشاہ  
 نہیں کر سکتا قول یار را عنیار پنداری ہی شاید پی را نام ہنادی غمی و خنپین لطفے کہ دارو یار ما  
 تو گزیرانی ازوای ہونا و خنپین نجلی کہ قذیرا است و چونکہ ما ازویم شمشاد راست و خنپین نکین کہ درخت ہرست





یہاں تک کہ تیرے دل میں کہیں نہ رہے اس کی جان میں پس سرائت کی تھی کہ لکھن  
 یہ تیرے ہی اجزا کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے ارکان اس طرح خاص تیرے دل میں کیا آٹھ ٹکڑے ہوئے اور وہ ہیں کہ  
 چاندون کا فرنگہ ہو گیا ہوں دوبارہ ایران لکھن جاؤں اور اسی کے سامنے جا پڑوں کہ وہ صدر کو لکھ  
 جو کہ جو چکا اور تجویز کر گیا اچھا ہی کر گیا آس سے کہوں کہ میں نے اپنی جان مردہ تیرے سامنے  
 ڈال دی ہے اسکو زندہ کر چاہے میں کبھی سراسر اسکا کاٹ ڈال میں ایسی فکر کشتہ اور مردہ تیرے ہی سامنے  
 اچھا ہوں اس سے کہ تجھے الگ ہو کے بادشاہ زندوں کا بہن میں نے لاکھوں دفعہ اس سے پہلے  
 آزاد کھا کہ تیرے جملہ معاملے اپنے جھگڑے ہیں شریں نہیں انخلاط شرح میں کاتش لکھا ہے میں  
 اسکو کاتش جانتا ہوں افگندہ کو افگندہ ہمیش کو پیش قولہ عن لی یا بنتی کن انشورہ ابر کی یا ناقی  
 ثم السرور ابلی یا ارض و می قد کفی یا شربی یا نفس و و آقا صفا حدت یا عیدی الینا مر جاد نعم ہاروت  
 یا ریح اعبا بگفت ای یا بان روان شتم و دواع بدوی آن صدر یکہ میرست و مطلع مد و مبدم در سوز  
 بریان میشوم ہرچہ بادا باد انجا میروم ہرچہ دل چون سنگ غار ایکندہ جان من عزم بخارا ایکندہ  
 مسکن یارست و شہر شاہ من پیش عاشق این بود حب الوطن بد المصی تھا تو میرے واسطے  
 ام میری آرزو راگ زندگی کا جس سے فردوں میں نشور پڑ جائے اور احوال میرے بیچے تاسوار ہوں  
 اور مطلوب کی طرف جاؤں آؤ زمین میرے اشک جواب تک ہے انگو پی لے کہ یہ کافی ہونگے اور اب  
 تجھ کو نہیں لینگے کہ اب میں نہیں روؤں گا اس میں تلخ ہویت کریمہ یا ارض ابلی ماوک سے اور تشبہ اشک  
 کی طوفان نوح سے پی لے امی نفس شراب دوستی مصفا دے کہ دور کی اور اس کے نشہ میں مست  
 ہو جاؤ میرے عبد تو جو میری طرف لوٹے جھک کر جا کہوں اور امی باد صبا کیسا اچھا تیری روح سے  
 خوش ہو ہوا ہوں یہ اشعار پڑھے اور کہا کہ لو امی دوستو اوداع اب میں اس صد کی طرف جاتا ہوں  
 جو امیر ہو اور مطلع ہر دم سوز عشق میں بھٹتا تھا اب ہرچہ بادا باد کہتا وہاں جاتا ہوں دل ہر اشل  
 سنگ خارہ کے سختی کرتا ہوں لیکن جان میری قصد بخارا کا کرتی ہو اس واسطے کہ وہ میرے یار کا مسکن ہو  
 اور میرے شاہ کا شہر تیس وہ جو حب الوطن شہر ہو عاشق کے نزدیک میں ہو یعنی جہان عشق ہو

عاشق کا وہی وطن ہو

پوچھا عشق کا عاشق سے کہ شہروں سے کونسا شہر تو نے اچھا پایا جہین آبادی پڑا ہو  
 اور لوگ محترم اور پر غمت اور دلکش تر ہوں

قولہ گفت عشق بے عاشق کا تو قتاد تو بغربت دیدہ بس شہرا پس کد امی غمرازا شہر خوشترست

گفت آن شہری کہ در وی و بکسرت + ہر کجا باشد شہ مار با ساط بہت صحر اگر بود ہم الحی طہ ہر کجا  
یوسف رفتی باش چو ماہ + جنت ست آن گرچہ باشد قعر چاہ + با تو دوزخ جنت ست ای جانفزا  
با تو دوزخ ان گلشن ست ای دلربا دشت ہنم با تو زندان نعیم + بی تو شہ ریحان و گل ناہنجیم + ہر کجا تو با منی  
من خوش طلم + و رہودور قور گوری منظر لہ + خوشتر از ہر دوزخاں آسجا بودہ کہ مرابا تو سر و سودا بودہ پس  
دراز ست این سخن و نہ انتظار + عاشق صد جہان شد شکبار + معنی معشوق نے عاشق سے کہا کہ  
ای جوان تو نے سفر میں بہت شہر دیکھے ہیں بس سب شہروں میں کونسا شہر زیادہ اچھا ہو گا وہ شہر  
جس میں اپنا دلبر جو جس شہر میں کہ ہمارے پادشاہ کا بساط ہو وہ مثل صحرا کے فراخ کے جو گو بیابانگ  
ہو جیسے سوئی کا نا کہ جہان کوئی یوسف نہ ہو چاہ + ہو وہ جنت ہو اگرچہ قعر چاہ ہو تیرے ساتھ میں ای  
جانفزا دوزخ جنت ہو اور بے تیرے ای دلربا گلشن زندان جہنم تیرے ساتھ میں ہنم زندان نعیم ہو اور  
بے تیرے گل و ریحان ناہنجیم تو جہان میرے ساتھ ہو میں خوشدل ہوں اگرچہ قور گوری میری منزل  
کیون نہ ہو جھکو و دوزخ جہان سے خوشتر وہ جگہ ہو کہ تیرے ساتھ عشق بازی ہو اور سر و سودا یعنی میرا  
اور تیرا سودا فرماتے ہیں یہ باتیں تو انتظار کی ہیں اور انتظار میں سخن دراز ہوتا ہو حاصل یہ ہو کہ  
عاشق صد جہان کا شکبار ہو۔

منع کرنا دوستوں کا اسکو بخانا لوٹ جانے سے اور تہدیک کرنا اکھا اور لاا باالی کہنا اسکا  
تو کہ گفت اور انا صحتی کامی بخیر + عاقبت اندیش اگر داری ہنر و درنگ پس عقل پیش را + ہجو پر دامن  
مسوزان فویش + چون بخارا میروی دیوانہ + لائق زنجیر و زندان خانہ + با تو آہن بینا یر ششم +  
او ہجو پر ترا با صبت چشم + میکند او تیرا نہر تو کار و دوا سگ قنارست + تو انبان آرد + چون رہیدی و  
خدایت را + دوا و سودی ازندان میروی چوت قنار + بر تو کردہ کون موکل آدمی + عقل یتیمی کرنا ایشان  
کمزوی + چون موکل نیست بر تو ہیکس + از بے بست گشت بر تو پیش و پس + عشق پنهان کردہ ہو اور  
ایسر لکان موکل + امیدید آن نذیر + ہر موکل + موکل مفتی ست + در نہ در بند سگ طبی ز صیبتہ + معنی  
ایک نا صحتی اس سے کہا کہ ای ہجو پر کیاں جاتا ہو اگر تجھ کو عقل ہو تو انجام کام کو دیکھ اور اپنی عقل  
سے پس پیش کو فوب غور کر لے پروانہ کی طرح آپ کو آگ میں مت جھونکے تو جھوٹا را جاتا ہو سخت  
دیوانہ ہو اور لائق اسکے کہ تیرے بخیر کیا جاے جہان جاتا ہو وہ تجھ پر ایسا غصہ ہو کہ لوہا جاتا ہو اور  
میں آنکھوں سے تیری جھوٹو میں ہو وہ نیرے لیے چھری تیر کر رہا ہو وہ ایسا جیسے تھکا کا کتا تو ایسا  
جیسے آنکھ کی گول جب تو اس سے چھوٹ گیا ہو اور خدا نے جھکو راہ دی کہ اسکے سینے سے نکال دیا چھ

یہ حال ہو جو تودندان کی طرف جاتا ہو اگر پھر اس قسم کے موکل اسکے کرتے تو عقل کی یہ بات تھی کہ  
تو انکو نہ ملتا آب تو کوئی پتھر موکل نہیں ہو پتھر پتھر کو پس کو پیش کیسے نہیں سوچتا آب مقلولہ مولانا کا ہر  
لہ نہ صبح نہ رخصت ہر کے موکل تو دیکھتا ہو اور پوشیدہ موکل یعنی عشق جنے اسکو اسیر کیا ہو اسکو نہیں دیکھتا  
ہر موکل کے واسطے ایک موکل پوشیدہ ہو اسی سبب سے تودہ سگ طبیعت کے قید میں ہو ورنہ کیوں تہا  
پہلا موکل بصیغہ مفعول اور دوسرا بصیغہ فاعل ہوا اختلاف شرح میں ورنہ او دور لکھا ہو جس سے دو  
اضافتیں بلا ضرورت خاک ہوتی ہیں میری داستان میں افضول ہو قولہ ختم شاہ عشق بر جانش نشست  
بر عوانی و سیہ و غیش لبست و میز نہ آزا کہ ہیں اس را بزن و زان عوانان ہننان افغان من و ہر کہ تہی  
در زبانی میر و دگر چہ تنہا با عوانی میر و دگر آزد و واقف بدی افغان زدوی پیش آن سلطان سلطانان  
شدی و رنجی بر سر پیش شاہ خاک ہتا اماں دیدی زویدہ سہناک و میر و دیدی غولش اسی کم زور و زان  
غیری اکن موکل اتھو کہ و غوغاشی دین در دین پروبال و پروبال کو کشد سوی و بال و پر سبک دار و  
رہ بالا کند و چون گل آکوشد گراہینا کند و جہد کن پندرا گل آلودہ کن و یک گوشت کرشد و پندم کن و پند  
دادا القصد عاشق را بسے و عاقل بیدار و چون قفسے و آہنی عوان سرنگ دیوان سلطان عاقل  
ملا مت کنندہ یہ مقولہ مولانا ہم کے ہیں کہ یہ صبح نہیں جانتا کہ اسکی جان پر بادشاہ عشق کو غصہ ہو اور اسکو  
ایک سپاہی ظالم سیر و سے باز نہا ہو اور یقین کیا ہو اور سپاہی کو مار مار کے کہتا ہو کہ اسکو مار میں  
انھیں سپاہیوں پوشیدہ سے میر افغان ہو جو تو زیان کی طرف جاتے دیکھے تو جان لے کہ یہ تنہا  
نہیں ہو گو لبٹا ہر تنہا ہو بلکہ وہ کسی سپاہی کے ساتھ ہو وہ اسکو لیے جاتا ہو لیکن یہ اس سے وقت  
نہیں اگر واقف ہوتا تو شور و فغان کرتا اور اس شاہنشاہ کے سامنے جاتا اور سر پر خاک ڈالتا  
تب اس دیوسہناک سے امن پانا آب توتے تو اب جو کم از مور آپ کو میر جانا جو اس سبب سے تو اندھا  
اس موکل کو نہیں دیکھتا تو اپنے جھوٹے پروبال پر جو قوت دنیا کی ہو فریفتہ ہو اور یہ پروبال ایسے  
کہ و بال کی طرف پتھر پتھر پہنچ رہے ہیں تو اپنے پر ہلکے سبک رکھ اور عالم بالا کی جانب راہ پیدا کر ایسے  
کہ جب پر گل آلودہ ہونے میں تو بجاری پڑ جاتے ہیں اڑنے میں وقت لڑتے ہیں تو کو شش کر  
گل آلودہ مت ہونے دے لیکن کیا کیا جابے کہ تیرے تو کان بہرے ہو گئے اور میری نصیحت  
پیرانی ہو گئی پھر کیسے اثر ہوا القصد اس عاشق کو اس عاقل اور ملا مت کنندہ بیدار نے بہت  
نصیحت کی وہ اس کے حق میں آواز قفس کی ہوئی کہ اور سوز و گداز پیدا ہوا جیسے قفس کی آواز کے  
آگ لگ اٹھی ہو قفس کا بیان مشہور ہو اور لغات میں مسطور

## الابابی کسنا عاشق کا ناصح عادل سے از سر عشق

تو کہ گفت ای ناصح عشق کن چند پند پند کہ وہ را کہ بس سخت است بند سخت تر شد بند من از پند تو عشق را  
 نشناخت و دشمن تو بہ آن طرف کہ عشق می افروزد در و بدو حنیفہ شافعی درسی نکرد تو کن ہندیم از کشتن  
 کہ من رشتہ دارم بخون خویشین + عاشقان را ہر زمانہ فی مروتیت + مردن عشاق خود یک نوع نیکیت +  
 اکں در صدد جان دارد از نور ہدی + و ان دو صدد را میکند ہر دم خدا + ہر کی جان را شاد دہ بہا  
 از بنی خوان عشق و اشا لہا مگر بریزد خون من آن دوست + و پای کو بان جان بر افتاد ہر دم + از نمودم گ  
 من در زندگیت + چون ہم زمین زندگی پاید گیت + اقلکونی اقلکونی یا ثقات + ان فی قتل جیانی  
 حیات + یا میرا لحد یار و حق البقا + اجتذب روحی و جدلی باللقا + می جہ میثوی الحشا + کویش میثی علی  
 سینہ مشا + آہی گہا ای ناصح خاموش ہو کمان یک نصیحت کر گیا میری بنہایت سخت ہو تو نصیحت  
 مت کر اس سے کچھ نہیں ہوگا تیری پند سے میری بند اور زیادہ سخت ہوتی ہو میرے مشہور ہو ریشم کی  
 کہ ہر پانی تو نے اس و دشمن عشق کو نہیں پہچانا عشق وہ شہر ہو کہ یہ جہان در و اپنا بڑھاتا ہو وہاں جلیفہ  
 اور شافی مطلق درس نہیں کرتے تو مجھ کو مارے جانے سے مت ڈرا کہ میں نہایت ہی بیابا اپنے خون  
 خود ہوں یہ بھی جانتا ہو کہ عاشقوں کا ہر دم ایک قسم کا مارا ہو انکا مارا اس ایک قسم متعارفہ کا نہیں ہو اگر کتا  
 دو سو جانین نور ہدایت سے رکھتا ہو اور صدد در جہدایت یافتہ ہو ان سب کو ہر دم اسپر خدا کرتا ہو  
 اور ہر ایک جان کی قیمت دس دس جانین پاتا ہو جیسا کہ قرآن میں ہے من جاہا بحسۃ فلہ عشر  
 اشا لہا جو کوئی آیا سانے خدا سے تھامے کے ایک نیکی لیکر سکے بے دس نیکیاں شل اسکے ہن اگر وہ دوست  
 سیرا خون بہا کے تو بہا کے تو جا اپنا کام کر میں ناچتا کو دتا ماؤنگا اور جان اسپر شاکر و گناہ گین  
 خوب آزمایا کہ میری موت اس زندگی میں ہے جب میں اس زندگی سے چھٹ گیا تو پابندگی ہو میر  
 موت نہیں معافی اشعار عربہ بار بار تبا کی کہتا ہو کہ او ثقات مجھ کو را عشق میں مار ڈالو بیشک قتل  
 میں مجھ کو حیات و حیات ہو آجودن رضا و آلے اور ای بقا کی جان کہ بقا بھی سے زندہ ہوئی  
 میری روح کو اپنی طرف کھینچ اور اپنا دیدار مجھ کو عطا کر میں جس سے یہ خطاب کرتا ہوں وہ میرا ایک  
 حبیب ایسا ہو جسکی محبت نے میرے اعضا و رونی کو کھون ڈالا اگر وہ چاہتا ہو چلتا پھرتا تو میری  
 آنکھوں پر چلتا پھرتا ہو تو کہ پاسی گو کہ چہ تازی خوشترست + عشق را خود صدد زبان دیگرست + ہو سے  
 آن دلبر چو کران میثود + این زبانہا جملہ حیران میثود + بس کغم دلبر در آمد در خطاب + گوش بشو واللہ اعلم  
 بالصواب + چونکہ عاشق تو بہ کرد انکون نترس + کو چو عیاران کند بردار دس + کہ چہاں عاشق بخارایر و دم



فی ہر برس و فی ہفتا میرود و طبع کن خود را از خود بیزار شود و بعد از ان اندر حرم بہکار نشو و عاشقان را بشد  
 مدرس حسن دوست و دفتر دوس سبق لایق روی دوست و عاشقند و نفع تکرارشان میرود و تا عرش و  
 تخت یارشان مدرس شان آشوب و چرخ و دولولہ فی زیادت و بہت و باب سلسلہ سلسلہ این قوم حب  
 مشکبار سلسلہ درست اما دور یار و سلسلہ کیس اریہر سد مرتاد کو گنج گنج حق و کسبہ باہر و دم طبع و مبارک  
 بہرین ذکر بخار میرود المعنی خلق جدا کر لینا روح کا بدن سے زیادت نام کتاب جو فقہ صفی مین ہوا نام  
 سے سلسلہ زینہ نام کتاب اور شل انسان و سلسلہ فقر اور توقف شو کا دوسرے ہوا اور دوسرے کا اسی پر  
 جہد بالفتح موسیٰ مرغول سر مبارک بضم یزیری زوجین از یکدیگر آب مولانا رح اپنی طرف مخاطب ہیں کہ اگرچہ  
 تازی زبان نہایت خوش ہو لیکن تو فارسی مین کہ اور تیرہ تازی اور فارسی پر بھی کچھ نصرت مین عشق کی  
 اسکے سامت زبانین اور مین مگر جبکہ بواسطہ و لبر کی زبان ہوتی ہو تو یہ سب دبا مین حیران ہو جانی ہر تین  
 اس میں کروں کہ لبر خطاب مین کیا اور کان بنجا گئے اندر خوب جانے والا ہو فرماتے ہیں جبکہ عاشق نے  
 اس وقت کسی خوف سے قریبی تو وہ عیار و ن کی طبع سولی پر کب سبق عشق کا پڑھیکا اگرچہ یہ عاشق بنارا  
 جاتا ہو مگر سبق پڑھنے جاتا ہو کسی استاد کے پاس جاتا ہو اس سے کہو کہ آپ کو آپ سے طبع کرے  
 اور بیزار ہوئے یعنی روح کو تن سے چھڑا لے بعد اسکے حرم عزت مین بر کار ہوئے کہو اسطے کہ عاشق کو  
 مدرس حسن دوست کا جو وہ اسی سے سبق پڑھتے ہیں اور انکا دفتر اور دوس اور سبق سب سب کی حدیث  
 سے ہو ہیں تو وہ خاموش لیکن نفع تکرار سبق کا انکے عرش اور ریختت یار ہو چکا ہو انکا درس کیا  
 آشوب اور رقص و دولولہ نہ زیادت ہو نہ باب سلسلہ کہ دونوں کتابین ہرین انکا سلسلہ موسیٰ  
 مجدد لعن مشکبار جو وہ جو سلسلہ ہو کا ہر انکے لیے دور یار کا سلسلہ ہو اگر کوئی مسئلہ کیس کا تجھے پوچھے  
 کہ یہ مسئلہ بھی فقہا مین عجیب مسئلہ سے ہو تو اس سے کہدے گنج خدا کے کیسوں مین سالتے اور  
 یہ مسئلہ کیس کا مسئلہ امانت کا ہو بے اعلام امانت دار کہ بعد پھر دینے کے دعویٰ کیا کہ میرے دم با  
 دینا ریا وہ تھے اب فرماتے ہیں کہ اگر تو کہ خلق اور مبارک دار میان مین آگیا تو اسکو برا مت جان  
 کہ ایک ذکر مین دوسرا ذکر ملایا ہو اسواطے کہ بخار کا ذکر بھی تو ہو رہا ہو جہان یہ مسئلہ حل ہوتے ہیں  
 اور جو بخار اور مسائل شکار زیادت اور باب سلسلہ اور مسئلہ کیس کے خلق اور مبارک کو اس شعر مین اچن  
 کیا ہو اور کہا کہ دم طبع و مبارک میرود یہ وہ کہ اول و آخر کا اخذ کرنا حاوی ہو سب کے اخذ پر کہ باقی  
 انھیں کے ضمن مین مین قولہ ذکر ہر چیز سے وہ خاصیت ہر انکا دار و ہر غرض ہا مینے و در بخار اور ہر باب بعض  
 چون بنی و فی زلفی مان بخاری غصہ دہش دہش چشم زبوشینیش میگیاشت ہر کہ در خلوت پیش یافت

احمد شہنا جوید و شنگاہ با جمال جان جوید چکاستہ با شہر قیام اخبار دہلی تاسند وید برداشت  
جو علت فراہ زمین ہی وینا سچوہ عامہ زاد لاک وینا راجی ہیند عین و اونچائی راجی و انند دین +  
کاین جهان رانقد می ہیند فاش و اونچمان رہیہ می ہیند ولش + باز و سوسی حدیث آن جوان  
کز غم صد جهان شد ناتوان + اتنی پھر تباہیہ بالا فرمایا کہ ہر چیز کے ذکر کی خاصیت ہو اور ہر عرص  
کی ماہیت کہ کیفیت و کم و غیرہ ہین اسے خالی نہیں لہذا اخبار کا ذکر خلع و غیرہ کی طرٹ مجھو کی گیا تو اگر  
بخار امین علم و فن میں کسے غالب ہو لیکن اگر بخاری کی طرٹ متوجہ جوہ علوم و فنون سے فارغ  
خالی ہو وہ بخاری قصہ دانش سے جدا تھا اسکی آنکھ خورشید پیش پر لگی تھی اسواسطے کہ جسے خلوت  
میں پیش پر راہ پائی وہ دانش کے سامان و قدرت کا طالب نہیں ہوتا تا جوہرت جمال و خوبی جان  
چکاستہ ہم نوالہ ہو جاتا ہو تو پھر اسکو اخبار دانش کے انگوڑا ہوتے ہین اور اسے لکھتا ہو جوہر کہ دانش  
ہو علت فراہ ہی سبب سے عام کو دینا غالب ہو رہی ہو اور اسکی طرف رجوع ہین کہ یہ دنیا کو عین  
نقد جاتے ہین اور اس جهان کو ایسا جاتے ہین جیسے قرص اور ادھار اسلیے کہ اس جهان میں  
جو کچھ ہو اسکو نقد ظاہر ہتے ہین اور اس جهان کو مثل ادھار و لاش کے آب کہتے ہین کہ پھر اس جوان  
ذکر کی طرٹ لوٹ جو صد بہان کے غم سے ناتوان ہو رہا ہو

مستوجب ہونا اس عاشق کا طرف بنجارا کے

قوله رونما دکان عاشق خونابه ریز دل طپان سوی بخارا گرم و تیز را یک آموں پیش او همچون  
 آب چون پیش او چون آبگیر در آن بیابان پیش او چون گلستان طلی نشاند از خنده اش خون گلستان  
 در سمرقند دست قندمال لبش از بخارا یافت و آن شدند همیشه ای بخارا عقیل از فرایده و دلیک از  
 من عقل و دین بر بوده و بدیچیم از انم چون هلال و صد میچیم دین صفت فعال و چون سیاه د آن  
 بخارا را بدید و در سواد غم یا ضعی شد بدید ساعتی افتاد و پیوش و در از عقل او پرید در بستان  
 رازد بر سرور ویش گللابی میزدند و از گللاب عشق او غافل بدید او گلستانی نهانی دید و بود غار  
 عشقش از خود بید و بود تو فسرده در محراب اندیم و با شکر مقرون و دگر خود و درخت غفلت با تو  
 هست و عاقلی و در جنود الم تر و با غافل و این سخن پامین ندارد و تیز را و تار و سوی بخارا آن جوان  
 المعنی آموں آموں نام رود میان ایران و توران علی بدیچون نام نرسیدان خراسان و ما و را از  
 یعنی و عاشق خونابه ریز اس حال سے کہ دل طپان تھا گرم و تیز بخارا کی طرف متوجہ ہوا آموں کا رتہ  
 اُسکے آگے ایسا تھا جیسے حریر اور آب میچون کا جیسے آبگیر و تالاب وہ جنگل جو اسکی راہ میں تھا

گشتان گشتان تھا اور یہ آسین ایسا خرم و طمان جاننا تھا جسکے رشک سے گشتان گشتان  
 گشتان تھا ستر قند میں قند ہونے بجار میں لیکن اسکے لبوں نے ہمارے قندیا یا اور یا سا کہ وہ اسکا دین  
 آئین ہو گیا گشتان تھا اور ہمارا تو عقل افزا شہر تھا لیکن مجھ سے تو تو نے میری عقل بھی چھین لی اور  
 دین بھی چھین لیا میں طالب بدر کا ہوں اس سبب سے ہلال امی لاغر و نحیف ہو رہا ہوں اور  
 صحت فعال میں ہوں مگر جویدہ صدر کا ہوں صحت فعال وہ جگہ مجلس میں جہان جوتیان آتا میں  
 جب اسے سوا دینے والی شہر بخارا کو دیکھا اسی غم کی سیاہی سے ایک سفیدی ظاہر ہوئی یعنی  
 فخر جس سے ایک ساعت بیہوش اور لبا بڑا ہا اور عقل اسکی بستان را کو ڈگنی لوگ اسکے سرور پر  
 گلاب چھڑکتے تھے اور اس بات سے غافل کہ گلاب یعنی آب و گل عشق کا اندھا جہا ہوا نے ایک گشتان  
 شامی دیکھا تھا اور غارت عشق نے اسکے لوٹ کے آپ سے جدا کر دیا تھا اب فراتے ہیں تو سردا  
 شہر اجوا حرات عشق سے خبر جو تو لائق ایسے دم کے نہیں جو تو ایک ذرا پھر شکر سے کیسے مقرون ہو  
 تو عاقل ہو اور رخت خفالت تیرے ساتھ لگا ہوا اور جنودا الم تر وہا سے غافل بنے وہ لشکر جیکو تھے نہیں  
 دیکھا کہ وہ مسکینت اور واردات ہیں جو قلب پر وارد ہوتی ہیں انقصہ کہتے ہیں کہ اس سخن کی پایا  
 نہیں تو گوڑا تیرا ناک تا وہ جوان بخارا پہنچے

داخل ہونا اس عاشق کا بخارا میں اور تہدید کرنا دوستوں کا ظاہر ہونے سے

قولہ اندام در بخارا شادمان پیش معشوق خود و دارالامان ہم جو آن سستی کہ پتہ بر شیر و مد کنارش گیر  
 گو یکہ گیر ہر کہ دیش در بخارا گفت خیزدیش از پیداشدن نشین گزیرد کہ تیرا جویدان شہر شگین و کش  
 از جان تو دہ سالہ کین داند اللہ و میرا در خون خویش دیکھیم کم بر دم و نسون خوش و شہد صدر جان  
 بودے و راد و مستبد بودی مندس او ست ہم شیرش بودی و ہم محرم کشہ از بہر گناہی ہستم  
 خدا کردی و جزا بگرختی رستہ بودی باز چون آوختی از بلا بگرختی با صہیل با بلی آوردت اینجا  
 یا اجل ہیکہ عفت بر عطار دوق کند عقل و عاقل اقتضا حق کند بخس خرگوشی کہ باشد شیر جو  
 زیر کی عقل و چالاکیت کو بہت صد پندین منو نہای قضا گفت اذ اجاء لقضا ضاق لقصا  
 صدرہ مخلص بود از چپ و رستہ از قضا بستہ شود گرازدیاست یعنی آتیر یعنی عالی و بلند و فلک  
 و کرہ ناکہ سبب بلند ہوتے وہ عاشق خرم و شادمان اپنے معشوق کی واسطے دارالامان بخارا میں داخل  
 ہوا اور ایسا شوق میں آیا جیسے کوئی مست عشق کا بلندی فلک پر کھڑا ہو اور پاتا ہو کہ ماہ اسکو بفل میں  
 دبائے اور کہے کہ لے جو کچھ تیری خواہش ہو ماہ سے مراد مطلق نہیں دوستوں سے جسے اسکو دیکھا کہ

کہ قبل اس کے کہ اس کا دل سے کسی طرح کی بات نہ نکلتی تھی کہ وہ بادشاہ متحکیم تیری  
 لکاش میں ہوتا دس برس کا کینہ تیری جان سے محالے تو شمنہ صد جہان کا تھا اور بہادر اور مستند  
 مندرسات اور شیر و مجرم بھی پیر ایک گناہ میں تھم ہوا تو نے بیوفائی کی اور گناہ کی جہاں سے بھاگنا  
 پنجہ سے چھوڑا ہوا تھا پھر کیوں اسکو آلیسا سیکڑوں جلیوں سے تو بلا سے بھاگ پایا تھا اب بتایمان کج  
 پھر کہوں لایا آیا تیری بیوقوفی یا موت اس شخص تو وہ ہو کہ تیری عقل عطا دیے نشی فلک کو وقت میں  
 ڈالے لیکن کیا کرے قضا عقل و عقل دونوں کو احق کر دیتی ہو کیسا شخص وہ ہو کہ گمش ہو جو پیش کی تلاش  
 میں ہو تیری عقل ویر کی وچا لا کی کہاں گئی ایسے سو چند افسون قضا کے ہیں جو ایک آنکس  
 یہ جو اسپد اسے کہا ہو جب قضا آتی ہو میدانِ فرخ تنگ ہو جاتا ہو نہ بھاگ سکتا ہو نہ کہیں اسکی سہانی  
 ہو سکتی ہے کہوں راہین اور ٹھکانے خلاصی کے ہیں لیکن سب بند ہو جاتے ہیں یہ قضا ایسی برہی بکا  
 ارشد ہوا اختلاف شرح میں بجائے کہ ترا کے کہ ترا و رب کو در میان اور کہ ارشد ہوا کہ ارشد ہوا لکھا ہو

### جواب عاشق کا ملائت کرنے والوں اور ڈرانوں کو

قوله گفت من مستقیم آہم کشتہ گرچہ سپہ اتم کہ ہم کہ کشتہ پیچ مستقی نہ گریز و زاب ہر دو صد بارش  
 کن بات و زراب ہر گریہ آسہ مرادست و شکم عشق اک از من نخواہد گشت کم گویم آنگہ گریہ پسند از بطون  
 کاشکے بحر روان بودم در دن و شب شکم کو در از موج آب کہ میرم بہت مرگم مستطاب من  
 بہر جانیکہ نیم آجوبہ شکم آید بودی من جاسی اور دست ہچون دن شکم ہچون دہل بطیل عشق آب بیگویم  
 پوئل گریہ زہد و غم آن روح الایمن ہر جہ جہ خون خورم ہچون زمین ہچون زمین و چون جہنم  
 خوشخوارہ ام ہما کہ عاشق گشتہ ام ایکارہ ام شب ہی چشم در آتش مجو دیگ و رزنا شب خون خورم تہا  
 ریک من پشیمانم کہ مکرانیکہ ختم از مرا ختم او بگر ختم گویاں برہاں شتم ختم خویش عید قربان اور  
 عاشق گامویش ہکا و گر خندہ گر چیز می خورد بہر عید و فیج خودی پرورد گامووسی دان مرا جان  
 دادہ جزو جزوم حشر بر آردہ گامووسی بود قربان گشتہ کہترین جزو دش حیات گشتہ بہر جہ آن گشتہ  
 زاسپیش زجا و در خطاب ہر لوبہ بعضا المعنی کہا میں مستقی ہوں پانی چھکوا اپنی طرف کھینچتا ہوں  
 کیسے نہ جاؤں اگرچہ یہ بھی جانتا ہوں کہ اسی پانی سے مر جا بگیا میسے مستقی مر جاتے ہیں کوئی مستقی پانی  
 سے نہیں بھاگتا اگرچہ پانی اسکو دوسو دفعیات و زراب کیوں نہ کرے اگر میرے دست و شکم سوچ  
 جائیں لیکن عشق پانی کا مجھ سے ہرگز کم نہوگا اگر میرے دبطون کا حال مجھ سے پوچھیں تو بھی کہو گھاگھا  
 کوئی دریا میرے باطن میں روان ہوتا آب سے گمد و کہ اپنی تیغ موج سے میری خیک مشک کو



بھاڑ ڈالے نام جانوں مر جاننا مجھ کو خوش و پسند یہ ہو جین جس جگہ کوئی اوجھو دیکھتا ہوں مجھ کو دکھ  
 اکابر کہ فوس اسکی جگہ میں ہوتا آتھ میرے مثل دن کے بین اور شکم مانند ہل کے اس حال سے نقار  
 عشق آب کا گل کی طرح بجا رہا ہوں اگر وہ روح امین خون میرا بہائے تو گھوٹ گھوٹ کر کے زمین  
 کی طرح میں ہی اُس کو کھالوں ایسا اپنے خون کا پیسا ہوں میں تو زمین و جنین کے مثل خودوارہ ہوں  
 جب سے عاشق ہوا ہوں میرا یہی کام ہوا ات بھرا ایسا کھولتا ہوں جیسے آگ میں ہاڈی کھولتی ہو  
 دن کو رات تک ریت کے مانند خون کھاتا ہوں کیسا پشیمان ہوں کہ میں اس سے لڑ کر کے بھگا کا اور غصہ  
 اس کا میرا اور گیا اب اُس سے کہہ دو کہ غصہ اپنا میری جان رت پہ جلائے وہ عید قربان ہوا اور عاشق  
 جیسے گاوا اور پیش جو قربان ہوتے ہیں گائے اگر سوئے یا کچھ کھائے تو ہوسوا سٹے آپکو پالتی اور دیا  
 کرتی جو کہ عید قربان میں بیچ کیجا ہوں مجھ کو گاؤ موسی جان اور ایک جان دادہ کہ خبر جزیرا حشر پر آزاد  
 کا ہو گاؤ موسی مراد اس گاؤ سے ہر جو سامی نے سونے کی ڈھالی تھی اور حضرت جبریل کے قدم کی  
 خاک اُس کے منہ میں ڈال دی تھی جس سے وہ گائے کی طرح بولنے لگی تھی اُس کے ذبح کا حکم حضرت موسی  
 ہوا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ ایک شخص بنی اسرائیل سے مارا گیا تھا اور قاتل معاف نہیں ہوتا تھا جس حکم  
 ہوا کہ اس گائے کو ذبح کر کے شمشیر اسکا اس مقتول کی لاش پر بارود زندہ ہوئے قاتل کو بتا دیگا  
 اسی نظر سے مولانا رحم نے حشر پر آزادہ کہا ہو یعنی زندہ ہو جاتا ہر آزاد قید حیات کا اُسکے موافق وہ  
 عاشق غریب آپکو گاؤ موسی کہتا ہو شعرا بعد اسکی تفسیر کہ گاؤ موسی وہ قربان کشتہ تھی جسکا جز حیات  
 ایک کشتہ کا ہوا کہ وہ کشتہ اُسکے صدر کے باعث اپنی جگہ سے اُچھل پڑا کہ اسکی نسبت خطاب الہی  
 تھا فقلنا اضربوه ببعضنا پس کہا بنے مارو اسکو بعض اُسکے سے قولہ یا کر امی اذبحوا ہذا البقرہ ان  
 اذبح حشر اولح النظر از جہادی مردم و نامی شدم از ہنای مردم بخوان سر زدم مردم از حیوانی و آدم  
 شدم پس چہ ترسم کی زمرہ کی شدم حملہ ہو گیا میرم از بشر تا کر ام از ملائک بال و پر و ملائک ہم  
 بایم حبتن زخوہ کل شیء بالک الا وجہ بار دیگر از ملک قربان شوم بچہ اندر وہم ناید آن شوم  
 پس عدم مردم عدم جون ارغنون بگویم انا الیہ راجعون مرگ دان کان اتفاق رست است  
 قاب حیوانی انسان و ملک رست بچو نیلو فرماؤں طرف جو ہر سوستے حریص و آجود مرگ او آبت و او  
 جو بایے آب میخورد و اللہ عالم بالصواب بامی فسردہ عاشق تنگیں بند کو زیم جان زبانان میرم  
 سوی تیغ عشقش امی تنگ زمان صد ہزاران جان نگر دستک زمان و جوی دیدی کو زہ اندر جوے  
 ریزہ آب را از جوے کی باشد گریزہ آب کو زہ چوان در آب جو شود و جو گرو دروے و جو او شود



وصفت اوقانی شود و اشک بجا آید میں نے کم شود و بدلتا بخوش را بر علی ادا و قیسم ہوا کہ اندک کہ  
 بچو گوئی سجدہ کن ہر دوی سر جابجاء کن صدر سطر جابجاء تر باخ چون زعفران و اشک رمان و زشت  
 آن بیدل سوی صدر جهان و لکھنی ٹکین محبوب و زشت و ہی عاشق بتائید صدر کتتا ہو کہ اسی میرے سر  
 اس گائے کو قح کر و اگر چاہتے ہو کہ حشر ارواح نظر کا دیکھیں کہ جو غلبہ بقرق سے کشتہ ہوے ہیں اب  
 کتتا ہو کہ پہلے ہم جادی تھے یعنی خاک جس سے حضرت ابوالبشر بنائے گئے پھر جادی جیسے مرے اور نامی ہو  
 یعنی بڑھنے والے مثل نباتات کے من بعد فلاسے مر کے میوان میں سر نکالا یعنی جا مار ہوے بعد ہوا  
 سے مرے تو آدم ہوے اشرف المخلوقات پس ہر درجہ میں مرنے کے فوقیت و فضیلت ہی پانی پھر مرنے  
 سے کیوں ڈرین کہ مرنے سے جھکو نقصان ہی کیا ہوا اور کیا گھٹ گیا اب ایک دوسرا حلا و رہ گیا ہو کہ اس  
 بشریت سے مر گئے تا فرشتوں کے سے بال و پر جابجاء اور فرشتوں میں طین لیکن انکی خوسے بھی ہلکا ہلکا  
 چاہیے کہ کل شئی مالک الالہد فرمایا ہو یعنی ہر شئی ہلکا ہونے والی جو سوا اسکی ذات کے مطلب یہ کہ  
 فرشتے بھی ہالکون سے ہیں پھر جب ہم فرشتوں سے نکل کے اُپس قربان ہو جائینگے یعنی خدائی اللہ تو اس  
 وقت میں ہم وہ ہو جائینگے جو کیسے وہم میں نہ آئیں یعنی عدم ہو جائینگے عدم سے مثل ارغنون کے کیسے  
 اناللہ وانا الیہ راجعون ہم واسطے اللہ کے ہیں اور ہم اسکی طرف لوٹنے والے ہیں یعنی جیسے عدم  
 اس سے متحد تھے لوٹ کے وہی ہی متحد ہو جائینگے یہ جو مشہور ہے کہ اجمیات خلقات میں ہو وہ ظلمات  
 یہی مرگ ہو چکے و ضلالت بیان کیے گئے اور یہ بات کہ ظلمت مرگ ہو باجماع است ثابت ہو تو کیوں ذکر کیرج  
 اس طرف جو بے نکل جا جیسے وہ پانی میں بھی ہوتا ہو اور پانی سے علیحدہ بھی اوستسقی کے مثل مرصا اور  
 طالب آب کارہ کہ آب کو مرگ مستشفے کا ہو گر پیے جاتا ہو آگے جو کچھ صواب ہو اسکو اللہ خوب جانتا ہو  
 اور مخاطب جو اندر حرارت عشق سے بے ہر ہو اور نگین نند والا اور زشت و محبوب وہ جان کے  
 خوف کے مارے جانان سے بھاگتا ہو تو آخر تک زمان ذرا اسکی تیغ عشق کی طر تودیکھ کہ لاکھوں جانین  
 کیسی تالیان بجاتی اس طرف جاتی ہیں جو بوقت منہر کو دیکھے جو بقاع حقیقی ہو تو تیرے کوزہ میں جواب بقا  
 ہو اسکو اسی نہر میں جودے اسیلے کہ آب کو نہر سے کب گریز ہوتی ہو یعنی تیری جو کچھ بقا ہو اسکو اسکی بقا میں  
 فنا کر دیکھ جب تیرے کوزہ کا پانی نہر کے پانی میں محو ہو جائیگا تو وہی پانی نہر ہو جائیگا یعنی جب آبی کو  
 فنا کر گیا بقا باللہ ہو جائیگا وہ وصف جو اسکے ہیں یعنی بشریت سب فانی ہو جائینگے ذات اسکی باقی رہ جائیگی  
 پھر اسکے بعد نہ وہ کہ ہو نہ بصورت میا کہ پانی کم و بصورت ہو جائے بعد ان تمیلوں کے وہ عاشق کتتا ہو  
 کہ میں نے آپ کو اسکے نخل میں لکھا یا اس نذرین کہ میں اس سے بھاگتا تھا من بعد گیند کی طرح

مجھ کے بل سجدہ کرتا باچشم تر جانب اس صدر کے چلا رخ ایسا درو جیسے دھڑان اور کہو جیتے ہوئے  
وہ عاشق بیدل صد جہان کیطون گیا انخلا و شرح میں چوا و شود کو جو و او شود لکھا و

پہونچنا عاشق کا معشوق کے پاس جان سے نا امید ہو کر

قولہ ہم کفن ہم تیغ اندر دست او و چونکہ بود او عاشق سرت او و جملہ خلقان منتظر سرور ہوا بخش ہو  
یا برآ ویند و در امان این احمق یک بخت را و آن نماید کہ زمان بد بخت را و پچھو پروانہ شرر را نور و  
و حقانہ در تھا و از جان پریدہ لیک شمع عشق چون آن شمع نیست و روشن اندر روشن اندر و شینیت  
او عکس شمعہا می شینیت و مینا یا آتش و جملہ خوشیت و المعنی جب صد جہان کے پاس پہلا تو  
کفن اور چھری ہاتھ میں لیے تھا یعنی مع سامان موت اس لیے کہ وہ عاشق سرت اسکا تھا جان  
وینے میں بیدریغ ساری مخلوق منتظر اور تماشائی کہ دیکھیے اسکو ملتا ہو یا لٹکتا ہو اور کہتے تھے کہ  
اسوقت اس نے احمق کو وہ معلوم ہوتا ہو جیسے زمانہ کسی بد بخت کا آسنے پر و انہ کی طرح شر کو تو  
دیکھا اور مثل احمقوں کے اُسپر گرا اور اپنی جان سے جدا ہوا غرض لوگ تو یہ کہتے تھے لیکن اس سے  
بیخبر کہ شمع عشق کی ایسی شمع نہیں ہے جیسی یہ شمع وہ روشن اندر روشن اور خاص روشنی ہو وہ بر غلاف  
ان شمعوں کے ایک آگ ہو ایسی کہ آگ تو معلوم ہوتی ہو مگر ہمہ تن نہایت ہی خوش ہو

صفت اُس مسجد مہمان کش کی اور اُس عاشق مرگ جو لے لایا بالی کو سکی کہ اس  
مسجد میں مہمان ہوا

قولہ یک حکایت گوش کن اسی نیک پی مسجدی مہر کنار شہری بیچکس دروی ذہنی شب زہیم  
کہ نہ فرزندش شدی آن شب تہیم ہر کہ دروی بیخون کو رفت و مسجد چون اختران در گور رفت  
خویشتر را نیک ازین آگاہ کن پہنچ آمد جواب اکو تاہ کن و ہر کسی گفتی کہ پریا نند تندہ اندہان مہمان  
کشان باتیغ کندہ وان دگر گفتی کہ سحرست و طلسم کہ رصد بستہ ست بہر جان و جہم و وان دگر گفتی  
کہ برد نقش فاش و برد دریش کامی مہمان اینجا مہاش و شب منب اینجا اگر جان بایط و درد مرگ اینجا  
کین بکشا بدت و وان دگر گفتا کہ قفل برنیدہ غافل کا یہ شمارہ کم و ہیدہ یعنی فرماتے ہیں کہ اسے  
مناط نیک و ایک حکایت مجھ سے سن کہ کنارے شہر جو کے ایک مسجد ہرات کو اسمین کوئی درکے  
مارے نہیں سوتا تھا اگر سوتا تھا تو فرزند اسکا اس رات تیم ہو جاتا تھا یعنی وہ شخص مارا جاتا تھا  
اور جو کوئی اسمین اندھون کی طرح جاتا تھا صبح ہوتے ہی شل سارون کے گور میں جاتا تھا سارون کا  
گور میں جانا غروب و غائب ہونا اکھا آب بنظر ذکر صبح کے فرمایا کہ تو آب کو اچھی طرح اسل مر سے آگاہ

کہ تجھ کو بھی صبح ہوئی جاگ جا خواب کہ کر اگر تیرے ہر کوئی کہتا تھا کہ ہمیں پر یان تیرے تندر بہتی ہیں وہی  
 همان کش ہیں کہ اپنی تیغ گند سے آدمی کو اٹھالتی ہیں تیغ گند مراد سولے پیچ کے دوسری قسم لڑے ہو  
 دوسرا کہتا تھا کہ یہاں کوئی سحر طلسم ایسا ہوئے جان و جسم کے واسطے رصدا باندھا ہوا رصدا درکار بہن  
 کسی کام کو بخوبی تمام کرنا کوئی کہتا تھا کہ اسکے دروازہ پر لکھ کے لگا دو خوب ظاہر کہ ایسا ہیان  
 مت رہ اگر تجھ کو اپنی جان دے گا ہر تورات کو یہاں مت سوور نہ موت گھات سے نکلیگی گھات میں  
 بیٹھی ہو کوئی کہتا تھا اسکے دروازہ پر قفل لگا دو اگر کوئی غافل کہے تو اسکو کھنسنے مت دو

آنا همان کا اس مسجد همان کش میں

قولہ یا کی همان در آمد وقت شب کہ شینہ بود آن صیت محبہ از برای آزمون می آزمودہ مذاکرہ  
 میں مردانہ وجاہت باز بود گفت کہ گم و گمراہی نہ رہے گمراہی نہ رہے گمراہی نہ رہے گمراہی نہ رہے  
 نفس کم ناید چوں ہستیم چون نفعت بود از لطف خدا نفع حق ہاشم ز نامی تن جدا تا نیفتد بانگ  
 نفعتش این طرف تا بارہاں گوہر از رنگین صید و چون تنوا الموت گفت امی صادقین و صادق  
 جان را بر افشام برین یعنی آزمون امتحان شکستہ کسر و فتح کان معدہ حیوانات آور جو بیان کیا  
 کہ قفل وغیرہ کی جو تجویزین ہو رہی تھیں اسی اثنا میں ایک همان رات کو گیا کہ آئے بھی یہ شہرت  
 عجیبہ اس مسجد کی سنی تھی اور وہ امتحان اس بات کی آزمائش پر آمادہ تھا اسلئے کہ نہایت مرد و مراد  
 اور جانا باز تھا اب مقلات مولانا راہ کے ہیں کہ تو اپنی گفت و نطق کو روک بیٹھے خاموش ہو اور  
 سر معدہ کو بھی بند کر اور کمزور ہو چو گنج زر سے ایک جہ جھاڑے کہ کافی و دوافی ہو گا جہ رقی بھریا جو بھر  
 صورت تن کی جب مجھ سے قطع ہو تو پھر تباہیں کون ہوں اور جب تک میں مجھ میں باقی ہر اسی ہی وہ خود  
 تب تک نفس نہیں کھینکا غالب ہی رہیگا ظاہر و خدایتالی نے میری نہایت اسی لطف سے نفعت نہیں  
 من روحی کہا ہی یعنی پھوکیا میں نے اپنے دم سے آدم میں جس میں نفعت حق کا ہوں اس نامی تن سے  
 جدا کہ اس وقت تن نہ تھلنے ہی تھلنے تھا لا جرم اب بھی جب تک آواز اسکے نفع کی اس طرف نہیں آئیگی  
 یہ گوہر یعنی نفع اس رنگین صدف تن سے جدا نہیں ہو گا بس اے صادقین و صادقین  
 فرمایا جو اگر تم سچے ہو تو تنہا موت کی کرو تو میں صادق جب ہی ہو گا کہ اپنی جان اسپر قرآن کروں

ملا مت اہل مسجد کی نسبت همان عاشق کے وہاں سونے سے

قولہ قوم گفتندش کہ ہر اینی غیب تھا کہ وہاں نہایت چوکسب کہ غریب و مفیدانی تو حال کہانہ  
 ہر کھفت آمد زوال و اتفاقی نیست اینجا بار بار دیدہ ایم و جملہ اصحاب سنی ہر کہ این مسجد میں کن شد

[illegible]

جواب عاشق کا نامصحون کو

جواب عاشق کا نام کون سا  
 قولہ گفت ادا می ناصحان میں بے ندم + از جهان زندگی سیر آدم + منسلب بے زخم ناسا یتیم + عالم  
 بزرگبار می تم + منسلب ام زخم جو زخم خواہ + عاقبت کم جوی او منسلب براہ منسلب فی کو بود خود برگ جو  
 منسلب ام لا ابالی مرگ جو + منسلب فی کو بکف پول آورد + منسلب چستے کرین میل بگذرد مکان نہ کو بر دکانی  
 بل جبار کون و برکائی زندہ مرگ شیرین گشت و فکرم زین سرا + چون قفس شبن پریدن مرغ را + ان قفس  
 هست عین باغ در مرغ می بیند گلستان و شجره جوق مرغان برون کرد از قفس + خوش میخوانند آواز آواز  
 قفس + مرغ را اند قفس زان بہر فرار د فی خودش ماندست فی صبر و قرار + سزہر سوراخ بیرون می کنند  
 تا بود کین بند از پا بر کنند + چون دل و جان نش چنیں بیرون بود + آن قفس را در کشائی چون بود + فی چنان  
 مرغ قفس کہ آن وہاں + گرد و دوش را گرفته گر کجاں + فی بود او را دران خوف و حیران + آرزوی او قفس  
 بیرون شدن + او میخواست کہ زمین نا خوش حضرت صد قفس باشد بگردان قفس + المعنی منسلب کامل و پیدا اعتقاد  
 و محض زخم و دام و آواز زخم تازہ پر بہر حال کرین یول یعنی فلوس یول + یول پل بود + وعدہ ترک می بین معنی  
 اسنے کہا + نصیحت کرنے والا معمول ہو کہ نام آدمی اس جہان زندگی سے بیزار ہو تا یہ میں بے ندامت  
 اس سے میر ہوا جو میں کہ بے زخم کے میرے تن کو چسپ نہیں میں زخون پر عاشق اور زخون پر آپ کو



مذہب تھا پورتا ہوں اس مشعل میں منہل معنی دوا کے معلوم ہوتا ہے تین ایک منہل ہوں زخم جو اور زخم خواہ  
 کہ عاقبت کا طالب نہیں زخم ہی سے راہ پر رہتا ہوں وہ منہل نہیں کہ برگ جو ہوتا ہو لینے کا ہلی سے  
 بے محنت برگ و نواڈھوڈ تھا جو کہ مفت ہی ملے تین وہ منہل ہوں کہ لا آبا لی کتا ہوں اور برگ کا  
 طالب ہوں لا آبا لی کے معنی نہیں ڈرتا ہوں میں اور نہ وہ منہل جو چاہوں کہ پیاسیر سے ہاتھ آئے  
 بلکہ وہ منہل کہ چیت و جلدی اس پل سے گزر جانے کا خواہشمند وہ نہیں ہوں جو ہر دوکان پر مانگنے جاتا ہو  
 ہاں وہ ہوں کہ اس عالم کون سے نکل جاؤں اور کان پر پہنچ جاؤں مجھکو مرگ اور چلا جانا اس راہ  
 سے نہایت شیریں ہو جیسے مرغ کو پتھر چھوڑنا اور اپنی خوشی کا آڑنا اور جس مرغ کا پنجرہ کہ عین بلغم میں ہو  
 تو وہ مرغ اس میں سے گلستان و شجر کو دیکھتا ہو اور گردہ مرغون کے جو باہر ہیں وہ گردہ پنجرہ کے دین اور  
 خوش خوش اپنی آزادی کے قصے پڑھتے ہیں اس مرغ کو جو اس پنجرہ میں ہو اس پنجرہ دار سے نہ خوش ہو  
 لینے نہ اگلے غم میں کھاتا ہو نہ صبر و قرار ہو نہ سوراخ سے سر نکالتا ہو تو کہیں ایسا ہو کہ اس بند کو اپنے پانچ  
 کھول لے کیسے ہی ہو کہ اپنی جان و دل کو ایسا کمال لے جیسے مرغ بیرونی اور کیسے اس قفس کا دروازہ  
 کھل جائے نہ ایسا مرغ قفس کہ نگہیں جسکے آس پاس پنجرہ کو بلیاں گھیرے ہوئے ہیں اس سچ پارہ کو  
 اس خون و پنج میں یہ آئندہ کہاں کہ میں پنجرہ سے نکلوں وہ تو یہی چاہتا ہو کہ ان ناخوش شیر کے پنچوں  
 پنجرہ کیا بلکہ پر پرے اور اگلے گرد ہوں تو بہت اچھا ہر قفس بختیں بچا ہی شیر جمع حصص جیسے حصص  
 جمع حصص اختلاف شرح میں زخم کو زخم پل کو بول دوکان مع دوا مرغ را کو مرغ را آزادی حصص قفس  
 کہ اندہاں کو آندہاں لکھا ہو گردش کے بعد راندہ و قفس کے معنی زنبیل خلاف لغت اور غیر مناسب مل  
 بیان اسکا کہ عشق جالینوس کا حیات و نیا پر تھا اور بہر نہیں کار آمد نہ ایسا کہ اس  
 بازار میں کام آئے ہاں مثل حوام کے ہو گا و الام بوسند نشہ اور قیامت کے روز  
 خاص حکم اللہ ہی کا ہو گا

قولہ آئینا کہ گفت جالینوس رادہ از ہوا ی این جہان و از مراد و راضی کم سن بہانیم جان کہ  
 از کون استری ہم جہان و گریہی بیند و خود قطار د مرش آئیں گشتہ بود دست از مطارد یا عدم  
 دیست خیر این جہان و در عدم نا دیدہ او حشر نہان و چون چنین کس سیکشہ بیرون کرم می گریزد و او  
 سپس سوی شکم لطف رویش سوی مصد میکند و او مقرر در پشت مادر میکند کہ اگر بیرون نہم زین شہر  
 گام و اسی عجیب و گیر نہ ہمیں این مقام یا دی بودی درین شہر و حمہ تا نظارہ کردی اندر رحم و یا چو چہ  
 سوزنم را ہی بڑی کہ زہر و ن از رحم دیدہ شدی بہ چنین ہم غافلست از عالمی و بچو جالینوس او نا حرقی



اور اندازہ کن رطوبات کی نسبت + آن مدد از عالم ہر نوعیت پر چٹنا لگا چار عنصر و جہان + صمد و دار و درخت  
لا مکان ماب دوان و قفس گریافتہ است + آن زبان و عرصہ دریافتہ است + جانہای انبیا مبینہ باغ  
زین قفس در وقت نقلاں و فراع + آہنی و ہی جہان سبز تشکیلا کتا ہو دناست اس جہان میں کہ جیسے جالیہ  
حکیم جو انور نے کہا اس جہان کی ہوا و مہل و مراد کے معاملہ میں کہ میں دہی ہوں اگر مجھ سے خیم جان پر ہکا  
تو رہا ہے مگر جہان میں کسی گون خیر کو نہ دیکھوں یعنی احمق و نر کو جو مراد اہل دنیا سے جو کہ اسکو دلم  
پانڈار جان سے ہیں اور حسین مبتلا ہیں اور اپنی نیم جانی اس سبب سے کتا ہو کہ آدمی دنی الطبع ہو بدون  
اور دن کے کہڑ کیسے کر سکتا ہو بس بدون انکے ضرورتیجان ہوگا یہ سمر مقولہ جالیہ نوس کا ہو آئینہ پھر جان  
اسی جہان کا کتا ہو کہ گریہ جو مراد موت سے ہو اپنے گرد قطار مرغون کی دیکھتی ہو اور یہ مرغ ایسے کہ اڑنے  
اور اڑنے کی جگہ سے نا امید نہ اڑ سکتے ہیں کہ میں اڑ کے جا نکھا تھکانا یا سواے اس جہان کے عدم کو  
دیکھا ہو وہ اڑنے کی جگہ سے نا امید نہ اڑ سکتے ہیں کہ میں اڑ کے جا نکھا تھکانا یا سواے اس جہان کے عدم کو  
نہیں جیسے جنین کہ اسکو گرم اسکا باہر کھینچتا ہو اور وہ پھر شکم کی طرف بھاگتا ہو چنانچہ کیشش و گریز و درزہ کے  
بھگڑنے سے ظاہر اسکا لطف تو اس زندان سے اسکو صمد کی طرف جہان آنے والا ہو تو جگہ تیار ہو اور وہ  
پشت مادر کو قرار گاہ بناتا ہو یعنی نزدیک سے دور بھاگ جاتا ہو اس خیال سے کہ اگر میں اس شہر سے قوم  
باہر نکالوں تو کیا عجب کہ یہ مکان مجھے پیر دیکھے کو نہ ملے یا کوئی دروازہ ہوتا اس شہر نگوار کا تان میں رحم کے  
اندر سے اسکا نظارہ کر لیتا یا سوئی گئے تاکہ جیسی میری کوئی راہ ہوتی کہ اس میں ہو کہ رحم سے باہر دیکھا  
جاتا ہو چہن بھی اس عالم بالا سے مثل جالیہ نوس کے نامحرم ہو کہ وہ بھی رطوبات ظاہری کو دیکھتا ہو اور  
یہ نہیں جانتا کہ یہ مدد عالم غیب سے ہو جیسے یہ اربع عناصر جن سے ہر شے پیدا ہو انکو سیکڑن امداد لا مکان  
پہونچتی ہیں اور اس پنجرہ میں اگر آب و دانہ پایا ہو تو وہ بھی ایک باغ اور ایک میدان سے پایا ہو  
کہ اس باغ کو جائین انبیا کی دیکھتی ہیں جبکہ اس پنجرہ سے نقل و فراع کرتی ہیں کہ انبیا کو قدرت اس  
جسم سے نقل کرنے کی بحالت حیات حاصل ہو اختلاف شرح میں زمین کو چٹین لکھا ہو قولہ میں جالیہ  
و عالم فارغندہ ہو ماہ اندر فلکما باز غندہ و زر جالیہ نوس این قول تفسیریت پس جواب ہم جالیہ نوس نیست  
این جواب اسکو کہ مکین گفت کہ ہو دیشش دلی با نور جفت + مرغ جانش موش شد سوراخ جو چون تشند  
از گرگان او غرور + دران سبب جانش وطن دید و قرار + اندرین سوراخ دنیا موش وار + ہدیرین سوراخ بنائی  
گرفت + درخور سوراخ و انانی گرفت + پیشہامی کہ مراد اور از مزید + اندرین سوراخ کاراید گزید + زانکہ دل  
بر کند از بیرون شدن + بستہ شد راہ زہدین از بدن + نگہبوت ارطیع عنقا دشتی + از لعابی خیمہ کی انراشتی +

کہہ کر وہ چٹک خودماندہ غصہ سے نام چمکیش درود و سرسام و غصہ و حصبہ و قویح و مایہ نولیا بستہ و مسل و  
 ہڈام و ماشاہ گریہ مرگست و مرض چکمال او ویز نذر مرغ و پروبال اودا لغنی بازغ روشن و تابان  
 بنائی تہشیدہ نون معاری سرسام و دم دلغ متضی بفرم پیش شک و ناف حصبہ بالفتح و بالضم و بفتح و بفتح و بفتح  
 سرخ و سوزندہ جو بدن پر نکلتے ہیں بخاری سرخ و قویح وہ درودہ قولون میں پیدا ہونے لائیو  
 سودا گتہ ایک مرض ہو کہ مریض مردہ معلوم ہوتا ہو تسلسل مرض مشہور ایسے ہی ہڈام ماشاہ ایک ورم جو  
 دوسری کہ سرور و بین پیدا ہوتا ہو عرفو بفتح و تشدید او ضم غای جودہ آواز گریہ و سگ ہڈام شرم تباہیدہ صبر  
 فرماتے ہیں کہ انبیا جالینوس اور عالم سب سے فلان میں مثل ماہ کے آسمان میں روشن ہیں پس اگر یہ  
 بات کہ جالینوس یہ نہیں جانتا کہ یہ طلوع میں غیب کی مدد سے ہیں یا ریح غاصر کہ مدد لامکان سے پہنچتی  
 جالینوس پر انقرض ہو کہ گون نے اسپر جعوف جوڑی ہیں تو ہمارا جواب بھی جالینوس کی اسطے نہیں عجیب  
 اسپر انقرض ہو تو سچر جواب کیسا بلکہ یہ جواب اس کے واسطے ہو کہ جس نے یہ کیا کوئی ہو کہ سوا سٹے کا اسکا دل سیاہ  
 ہفت نور کا نہیں ہو اسکا مرغ جان پرندہ نہیں ہو ہوش ہو سورخ کا گھسنے والا جب سے اُس نے عرفو غنی  
 غرا ناما بلیون کاٹا ہو اور اسی عرفو سے اسکی جان نے وطن و قراپا ناموش کے مثل سورخ دنیا میں  
 دیکھا ہو جب تو اس سے نہیں نکلتا اور اسی سورخ میں گھسے گھسے کچھ معاری بھی یکھ لی ہو کہ قسم قسم کے  
 مکان بناتا ہو اور بقدر سورخ کے دانائی بھی مائل کی ہو اور وہ پیشے کہ اس سورخ کی دیاوتی و  
 ترقی میں کار آمد ہوں اختیار کیے ہیں اس سبب سے کہ دل باہر نکلنے سے اٹھایا ہو کہ اس سے نہیں  
 نکلا نکلا بس راہ بدن سے نجات پانے کی بند ہو گئی مگر مٹی و فی الطبع اپنے لعاب سے کیسا غیمہ بناتی ہو  
 اور عرفا بلند مزاج کا کہیں بھی خمیہ ہو پس مگر غیظ غنا طبع کیسے ہو آب فرماتے ہیں عجیب حال ہو رہی تو  
 اپنے چنگل پیچہ میں ڈالے ہو ہے ہو اور اس چنگل کے نام قسم قسم کے رکھ لیے ہیں در و سرسام سمجھ حصبہ  
 قویح مایہ نولیا سکتہ سل ہڈام ماشاہ یہ نہیں سمجھتے کہ گریہ مرگ ہو اور مرض اس کے چنگل میں جو مرغ اور اس کے  
 پروبال پر مار رہی ہو الخلاف شرح میں انکس کے بعد کاف ناندہ لکھا ہو عرفو کے بعد الف شاید اسکو  
 عربی طور پر جمع سمجھا ہو پیشیا کو ہمیشہ اوطبع کو از طبع کہ وہ چٹک کہ درود خیک لکھا ہو قتل قولہ گوشہ گوشہ  
 می دو دہر دو و مرگ چون قاضی و ربخوری گواہ چون پایہ قاضی آمد این گواہ کہ سمجھا اندر لکھا کا  
 مہاتی خواہی تو اودی در گریہ گریہ پیر و شدو گریہ گفت نیز جستن مہلت دو و چارہ ہا کہ زنی بر خرقہ  
 تن پارہ ہا عاقبت آید صبا می خصم دار چند بارہ مہلت آختر شرم دار و غدر خود از رخ جو ادا می چسید  
 پیش از انکہ انقضای وری رسد و انکہ در ظلمت ہر اندازگی و برکہ دان نور دل کیا رنگی و میگزد

اور گواہ و مقصدش + کان کو اسوی قضا میخواندش + ناگهان گیرند او را خوار و زار رکش کشان تا پیش  
 قاضی شمسار دین گذرکن جانب آن شخص را آن کو سجده آمد آن شب سیهان دلم مثنوی تفسیر یہ من  
 جنگو جنگل گر بمرگ کا کہا ہو جب عارض ہوتے تو ہر طرف گوشہ گوشہ میں دو اسکے لیے دھڑا دھڑا پھرتا  
 اس سے بچے کہ مرگ ایک قاضی ہو اور رنجوری اسکی گواہ ہو جس یہ گواہ ایسا ہو جیسے قاضی کا پایادہ کہ  
 جنگو جگتا ہو تا حکم کا وہ نکالے اب تو اس سے ملت چاہتا ہو اپنی گریز کے لیے اگر اسے ملت  
 مان لی تو مان لی ورنہ کہہ دیا کہ چل اٹھ کھڑا ہوا اور ملت ڈھونڈھنا کیا ہو سی دوا میں اور معالجے کہ  
 اس خرقہ تن پر یہ ٹکڑے لگیا تا چھینتا ہو انتخاب یہ ہو گا کہ آخر کسی دن صبح ہی دشمن کی طرح آگھیر چکا پھر  
 ملت کب تک ذرا تو شرمناک جنگو تو یہ لازم ہو کہ اس سے قبل کہ قضا جنگو ہو پونچے اپنا عذر بادشاہ  
 کر لے اور جو کوئی اندھیری میں اپنا گھوڑا ہانک رہا ہو گناہوں میں وہ اس نور سے دل کیاری  
 اور بالکل اٹھالیتا ہو وہ بھاگتا ہو گواہ اور اسکے مقصد سے کیلے کہ وہ گواہ اسکے قضا کی طرف ہوتا ہو  
 مگر بھاگنے سے کیا ہوتا ہو کسی دن پکڑی لگیا اور فرار و زار کشان کشان شمسار سامنے قاضی کے  
 لے ہی جا گیا اب فرماتے ہیں ان باتوں سے درگزر کر کے اس شخص کی طرف چل کہ وہ اس رات  
 اس سید میں مہمان ہوا ہو الخلاف شرح میں خرقہ تن کو من القضا کو انجینا لکھا ہو

ملاست کرنا اہل مسجد کا حمان کو تا اس مسجد میں نہ موئے

قولہ قوم گشتندی مکن جلدی بروہ تا نگر دو جامہ جانت گروہ آن درو آسان نایہ بگرہ کہ با حشرت  
 باشد بگذر بس کسان کا و نخت خود را از نخت + وقت پیانچ دستا ویز جیت بیشتر از وقتہ کسان  
 ہووہ در دل مردم خیال نیک و بد + چون در آید اندرون کا رزار آفرمان گروہ بر آنکس کارزار  
 چون نہ شیر ہی بین منہ پا بوی پیش کہ ابل گرگت جان تست پیش + و رز ابالی و موش شیر شدہ  
 ایمین کہ گرگ تو سر در شدہ کیت ابدال آنکہ و مبدل شود و خورش از تبدیل یزدان خل شود و لیکستی  
 شیر گیری از کمان + شیر پنداری تو خود را بین مران + گفت حق را ہل نفاق ناسدیدہ با سہم ما بینہم  
 باس شدیدہ در میان حملہ گر مردانہ اندہ و رزرا چون عورتان خانہ اندہ + گفت پیغمبر سہارا از عینوب +  
 لا شجاعہ یافتی قبل الحرب + وقت لاف غرورستان کہت زنندہ وقت جوش جبک چون کہت می فتنہ +  
 وقت ذکر غرور و شہید در ادب وقت کروفر و تیش چون بیابانہ + معنی قوم کہتے تھے جلدی کر ہیان سے بھاگتا  
 تا ما تیری جان کا بلایین نہ بچس جا سے جامہ جان کا تن ہو جو چیز دور سے آسان معلوم ہو ایکو  
 اچھا جان اسکے نزدیک رت جا کہ آخر میں راہ و شمار ہو جاے اور کھٹنا مشکل ہو بہت لوگ ایسے

ہوے ہیں کہ انھوں نے پہلے سے تو آپ کو کسی کام میں لپٹا دیا اور جب یہاں پہنچے تو دستاویز  
ڈھونڈی کہ ہمارا گناہ کیا ہو کوئی خطا تو بتاؤ جو عبادت مجزوء خوشامد سے ہو آدمی کے دل میں خیال نیکے  
بد پر طرح کے گدڑتے ہیں اور اسی خیال کے موافق کرتا ہی بس قبل واقعہ کے سہل و آسان ہو اور جب  
اُس لڑائی میں گھس پڑا تو اسوقت اُس پر وہ کام خراب و تباہ ہو جاتا ہے جب تو شیر نہیں ہو تو خبردار اگر شیر کی بو  
پانے تو وہ میں رگ جا آگے قدم مت بڑھائے اس واسطے کہ اجل گرگ ہو اور تو پیش اپنی جان کو بچا اور  
اگر تو بدل ہو اور شیر تیرا موش ہو گیا ہو تو یحیٰی چلا آ شیر سے مت ڈر کیلئے لگ کر گمرگ کا سر تجھ سے لچکے ہو  
اب کہتے ہیں اگر تو ست ہو اور شیر گمرگ کہ نیم ست اور پورے ست کو بھی کہتے ہیں اور اپنے گمان میں آپ کو  
شیخ جانے ہوئے ہو تو خبردار مت جا ہرگز اس لائق نہیں ہو دیکھ تو اللہ تعالیٰ نے منافقوں نارہست و  
استعارے خطاب فرمایا ہو باسم عظیم شہید کرائی با ہم یہود و منافقین کی سخت ہر اسی خانہ جنگ نصف  
جنگ لیکن مومنین سے ڈر کے مار کے مقابل نہیں ہو سکتے اگرچہ باہر گرجہ جلیہ میں مردانے ہیں مگر غر  
میں مسلمانوں کے مقابل ایسے ہیں جیسے عورتیں گھر کی اور پیڑھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جو سپہدار غیب  
کے تھے چنانچہ ملائک سپاہ غیبی انکی مدد کو نازل ہوئے تھے فرمایا ہو کہ اس جو ان شجاعت نہیں ہو قبل لڑائی  
سے بس لا نکرات ہیودہ جسوقت لا نکرائی کا کرتے ہیں تو ست لوگ زور شور سے مالیاں بجاتے ہیں  
اور جو جوش جنگ کا ہوتا ہو تو صابون وغیرہ کے مانند جھاگ ڈالتے ہیں جب ذکر لڑائی کا ہو تو شیخ والوں کی  
بڑی لمبی تلوار جوتی ہو اور جو کہ وہ رنگ کی ہو جب تیغ انکی ایسی جیسی پیازا ہو پھر اختلاف شیعہ میں کہیں  
جگہ لیکن اور کسان کو لسا پا بوی تابوی اور پیش کو پیش اور آگ کو گھوب گھوب می تشدد کو بی تشدد  
لکھا ہو قولہ وقت اندیشہ دل اور غم جو پس یک سوزن تہی شد خیک و من عجب دارم ز جویای صفاء  
کور مدور وقت صیقل از جفا عشق چون دعوی جفا دیدن گواہ و چون گواہت نیت دعوی شد بتا  
چون گواہت خواہد این قاضی رنج ہوسہ دہ بر ما تیا بی تو گنج و آن جفا با تو نباشد ای سپرد بلکہ  
با وصف بدی اندر تو در ہر بند جو بیک آزار مروزد ہر بند آزار نہ زبرد گردند گر بزور مر اسپ آن کہ پیش  
آن نہ زور بہر زور سگش تہا ز سگ وار ہر خوش پی شود ہر شیرہ رازندان کنی تا می شود و آن کی ہر  
یتمی را بقہر قند بود آن لیک بنودی چور ہر دید مروی آسپنا نش زانراہ آمد و گرفت زودش در کنا  
گفت چندان آن تیک رازی چون ترسیدی ز قہر زدی و گفت اورا کی ز دم بجان دوست و من  
بران دیوی ز دم کو اندر دست و مادر اگر گوید ترا مرگ تو با دہر مرگ آن نو خواہد مرگ نہ و آن گروہی کہ  
ادب بگرختند آب مردی و آب مردان رختند غازیان شان از دعا و امانت چاہن حیر و محنت مانند



لاٹ غرہ را زخارا کم شغوب با جبینہا در صفہ سیا مرد لہجہ کاف عربی مردم صحرائیں سگسگ  
 اسپ کم ز قمار جبین بخت تر سنده از جنگ سیا با فتح جنگ یعنی جسوقت اندیشہ کرتا ہوا وہ خیال ڈرتا  
 تو اپنے دل کو زخم جو پاتا ہو کہ خوب خیم کھائیگا اور اور کے بھی لگائیگا پھر جب وقت آیا تو وہ شک ہوا  
 بھری آنکی ایک سوئی چھنے سے خالی ہو گئی اب مقولے مولانا رح کے ہیں مجھ کو تعجب ہو اُس شخص سے کہ  
 طالب صفا کا بھی ہوا اور وقت صیقہ کے جفا سے بھی بھگے جو آلہ صیقہ و صفا کا ہو جان لے کہ عشق  
 ایسا ہو جیسے دعویٰ اور جفا اٹھانا سنا اُس دعویٰ کا گواہ اور ہر گاہ یہ گواہ میرے پاس نہیں تو دعویٰ تیرا  
 خراب و تباہ ہو آب جو قاضی تجھ سے ایسا گواہ جو جفا کشی ہو مانگے یعنی جفا میں مجھ کو ڈالے تو رنجیدہ  
 مت ہو بلکہ دبان مار کو چوم ایسا جان دینے پر مستعد ہو جا اور جو کوئی نہ کر سکے وہ کام تو کر پھر خزانہ  
 کہ تیرے ہی واسطے ہو اور اسی پیر وہ جفا جو تجھ کرے تو اُس کو اپنے اوپر ست سمجھ پھر نہیں ہو بلکہ وہ وہ  
 بد جو تجھ میں ہو اسی پر ہر شکاکسی نے کوئی لکڑی خریدی تھی تو وہ خبر نہیں ماری گرو غبار نذر ماری تھی  
 اگر گھوڑے کو کسی غصہ ناک نے مارا تو یہ جان کہ گھوڑے کو مارا بلکہ اُسکی سگسگ کو مارا یعنی کم ز قمار  
 اور متھے پن کو اور اسیلے مارا تا کم ز قمار ہی سے چھوٹ جائے اور خوش قدم ہو جائے جیسے شیر اُنکو کو  
 مشکون میں بند کرتے ہیں تا شراب ہو جائے پھر دوسری تیشل اسی بات پر ہو کہ ایک شخص ایک شہم کو جو  
 قہر سے مار رہا تھا اگرچہ وہ اُس کے حق میں قند تھی لیکن بظاہر شہم نہر کے معلوم ہوتی تھی ایک شخص نے  
 اُسکو ایسا زار زار روئے دیکھ کر جلدی سے آکر گود میں لے لیا اور کہا تو نے اتنا اس شہم کو مارا اور زندہ  
 قہر سے کیا وہ جو نہ ڈرا اُس نے کہا کہ ایسا جان دوست یعنی میری جان میں نے اُسکو کباب میں نے تو  
 اُس دیو کو مارا جو اُس کے درون میں گھسا ہوا اگر تیری مان تجھ سے کہے کہ تو مر جائے تو وہ تیرا  
 نہیں چاہتی ہو بلکہ اُس خود فدا کا جو تجھ میں ہو مرنے چاہتی ہو پس جو گروہ کہ ادب و دیب سے  
 بھاگے ہیں اُنھوں نے آبر و مردی کی بھی بگاڑی ہو اور مردوں کی بھی غارتوں نے اُنکو لڑائی  
 سے کمال دیا ہو اسی سبب سے وہ ایسے جیز و مخنث رہ گئے ہیں تو شیخی اور غرہ جکی ہندی گھنٹ ہو  
 بیہودہ کہنے والوں کی رست سن اور ان نامردوں کے ساتھ لڑائی کی صف میں مت جا اختلاف  
 شرح میں من محب کو میں لکھا ہوا قولہ زانکہ زادو کم خبالا گفت حق و ذکر رفیق سست ہر گردان تیر  
 کہ گرویشاں باشا ہر و شونہ غازیان ہمیز نمون کہ شونہ خوشین را با شاہم صف کنند پس گریزین  
 و دل صف بکنند پس سپاہی اند کی بے این نفر بہ کہ باہل نفاق آید شہر بہت بادام کم خوش  
 ہیختہ بہ ز بسیار بی تلخ آمینختہ تلخ و شیرین گر بصورت یک شی اند بفقرا زمان افتاد کہ ہم دل نیند



گہر ترسان دل ہو کر اذگمان می زید در شک و حال آنگھان و سرود در رہ غماند تیری بگاہ  
می نند اعمی دلی و چون نماندہ مسافر چون رود و با ترو دہ دل پرفون شود و ہر گویہ می این سو  
راہ نیت و او کند از بیم آنجا وقت و ایست و در بداندہ دل پشوش او کی رود و ہر می و ہور  
گوش او پس مشو ہر اہ این شتر و لان و زانکہ وقت ضیق و سہید آنگھان و پس گریزد و تراتنا بلند  
گرداندر لان سحر بالند و تیز زنیان جوہین کار راہ تو ز طاقوسان مجید و شکار طبع طاووسست و سوسا  
دم زندہ از مقامت بر کند لہی تہیے یہ جو ہنہ کہا کہ امر دون کے ساتھ لڑنے کو مت جا موافق تہیت  
کرید کے ہو گیا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا لو فرجوا فیکم الا انکم الا خبالا اگر منافق فرج کرینگے تم میں نہ زیادہ  
کرینگے تمکو سوائے بدی و غدر کے بس فیت سست سے اپنا ورق لوٹ دے ذرا اسکی طرف متوجہ نہ ہو  
اگر یہ لوگ تمہارے ساتھی اور ہر اہی ہونگے تو غازی لوگ انکے سبب سے بیغیر مثل گاہ کے ہو جائینگے  
اول میں تو آپ کو تمہارا ہم صف کرینگے پھر بھاگینگے اور تمہاری صف کے دل توڑ دینگے پس تھوڑی  
سپاہ میں یہ لوگ نہون اچھی کہ انکے ساتھ میں ابنوہ ہو اگر با و ام تھوڑے ہیں اور خوش بختیہ تو اچھے  
ان بہتوں سے جو مخنی آسمنہ ہیں بختیہ آسمنہ یہاں مراد انکے اصلی فرے خلقی سے ہر جس سے قدرت نے  
آکھو شرت کیا ہر تنخ و شیرن اگر یہ ایک شو ایک صورت کی ہیں مگر خلاف انہیں اس سبب ہو کہ ایک دل  
نہیں ہیں گہر ترسان دل اسوجہ سے رہتا ہو کہ وہ اپنے گمان سے اپنی زیت شک میں کا تا ہو اور  
اس جہان کے حال کو یقینی نہیں جانتا چلتا تو راہ میں ہر گز منزل اور ٹھکانا نہیں جانتا اعمی دل ہو  
اور جو اعمی دل ہو جب قدم رکھیکا ڈرتے ہی ڈرتے رکھیکا جب سا فرادہ نہیں جانتا تو کیسے چلے  
پھر کیسے تردد اسکو ہونگے اور کیا دل اسکا پرفون ہو گا ذرا بھی کوئی کہہ گیا کہ ہاے اور راہ نہیں ہو  
وہ ڈر کے مارے وہیں ٹھہ جائیگا اور کھڑا ہو رہیگا اور جو اسکا دل پشوش راہ جانتا ہو تو کسی کے  
وہو اسکے کان میں کب پہونچیکی پس تو ان شتر دل نامردوں کا ساتھی مت ہو اور انکو اپنا شریک  
مت کر کہ جب کوئی وقت تنگ پڑیگا اور موقع خون چا کھتا تو یہ آغل ہو جائینگے یعنی غائب جیسے سیاہ  
غائب ہو جاتے ہیں ضیق بالکشرنگی و بفتح و تشدید یاے کسو یعنی تنگ آغل فرور وندہ پس یہ بھاگ چینگے  
اور تھکوتنا چھوڑ دینگے اگرچہ مخنی میں جادو باہل کا سا کر رہے ہیں مگر تو ہرگز اعتماد مت کر تو جانا لوگون  
سے جو عورتوں کے مثل اپنا بنا کو سنگار کرتے ہیں یا دورنگ ہیں جیسے گل و رنگل و درنگ کو کہتے ہیں  
لڑائی مت ڈھونڈ کہ احمایہ کام نہیں ہونہ طاووسوں سے صید و شکار کا طالب ہو وہ خود صید و  
شکار ہیں طبیعت تیری طاووس ہو اپنی زیب و آرایش پر فریفتہ جیسے طاووس سستی میں اپنی زیب

کہ لکھا تھا حضور و سوا اس میں جھگڑا ایسی کہ تو اپنے بدن کو زخموں سے کیوں بگاڑتا ہو اور ایسے  
افسون تجھ پر نہک کے جھگڑا اس جگہ سے جہاں تو لڑائی میں کھڑا ہو اکھیر دیکھی کہ تو بھاگ نکلے گا  
ان خلاف شرح میں گہر کے بعد دو عطف کا لکھا ہوا اور زمرے کے قبل ایک انداز وقت ایست گویا  
کہنا شیطان کا قریش سے کہ آنحضرت سے لڑنے کو آؤ میں بھی مدد کروں گا اور  
اپنے کنبہ کو مدد میں بلاؤں گا اور ملاقات صفین میں اسکا بھاگنا

تو کہ بھو شیطان کو سوا اس بات قریش و مدد مید و گفت کہ دارید پیش ہوتا کہ در احد ہر میت ایست  
رخ و بنیاد از زمینش برکنیم + چونکہ شیطان در ہر شد صدیم و خواندہ ہون کا بنی جبار لکم + چون سپہ گرد  
آمد ندا گفت او کہ در با ایشان سمیت گفتگو کہ بیمار من قتیلہ خویش را تا کہ در ہجرا بود پشت شتا  
مر شتار احون و یار یہا کہم + سپاہ دشمنان تان بشکنم + چون قریش از گفت او حاضر شد مد + ہر دو لشکر  
در ملاقات آمدند از ملائیک دید شیطان انہی + سوسی صفت مومنان اندر رہی + زان جنود الم تر  
صفت زدہ + گشت جان او ز بیم آتشکہ + پای خود واپس کشیدہ میگرفت + کہ ہی ہمیں سپاہی بس  
شگفت + کہ اخاف اللہ مالی منہ محون + او دھوا نی اری مالا ترون + گفت حادث ای ہراقہ شکل  
ہیں + دی چرا تو می گفتی انہیں + گفت ایندم من بہم تنیم حرب + گفت فی بنی جعاشیش عرب +  
المعنی جعاشیش جمع جعشوش گدا و مزدور + و پر جو کہا ہو کہ طبیعت جھگو و سوسون میں ڈالیں گی او تجھ پر  
افسون بھونگی ایسی نظیر میں فرمایا جیسے شیطان نے قریش کو و سوسون میں ڈالا اور فسون  
بھونکا اور کہا کہ لشکر جمع کر و تو احد کو ہر میت میں ڈالیں اور انکی جڑ بنیاد زمین سے نکالیں جو کہ  
شیطان اپنے ہنر کم میں سیکڑوں میں ایک ہر یہ فسون بھی اُس نے اپنی ٹپھا کہ انی جبار لکم جیسا کہ  
قرآن شریف میں ہو واذین لکم شیطان اعمالکم و قال لا غالب لکم الیوم من الناس انی جبار لکم  
ہر گاہ کہ زینت دی شیطان نے اپنے کاموں کو اور کہا کہ کوئی غالب تیرا کج آدمیوں سے نہیں ہو  
اور حضور میں تھا را مددگار ہوں جب اسکے کہنے سے سپاہ جمع ہوئی تب اُس نے دوسرا جیلہ یہ نیا کہ میں  
اپنے کنبہ کو بھی لاؤں گا تا لڑائی میں تمھاری پشت و قوت ہوں میں تمھاری خوب مددگار یان کہ دنگا  
تا سپاہ تمھارے دشمنوں کی توڑ دوں جب قریش اسکے کہنے سے جمع ہوئے اور دونوں لشکر باہد گر ملاقی  
تو شیطان نے ایک راہ میں انہو ملائک کا دیکھا طرف صفت مومنوں کے شیطان اس جنود الم تر  
صفت زدہ سے ایسا گھبرا یا کہ ڈر کے مارے جان اسکی آتشکہ + گئی جیسا کہ تنزیل مجید میں مذکور و انزال  
جنود الم تر دہا بھی اُس نے ایک لشکر کہ تم نے اسکو نہیں دیکھا بس اس لشکر کو دیکھ کے یا فون اپنا چھپے شائے

اور کتا تھا کہ میں ایک سپاہ دیکھتا ہوں چنانچہ لڑایا کس علی عقبیہ وقال انی بری مسلم انی اری مالازک  
 لڑاکا لے پانوں اور کہا میں بری ہوں تھے میں دیکھتا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے امین اللہ سے  
 ڈرتا ہوں مجھکو اُس سے کچھ مدد نہیں جو تم جاؤ میں تو وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے یہ سبکے مار  
 نے کہا کہ اسراۃ شکل خبردار ہو کل تو نے یہ بات کیوں نہیں کہدی تھی اسراۃ نام جو ایک سردار عرب کا  
 کہ اُسکی شکل شیطان نے اپنی بنائی تھی اور یہ معاملہ جنگ بدر کا جو شیطان نے کہا میں اسوقت خدا  
 دیکھ رہا ہوں لینے بے ہرگی حارث نے کہا نہیں تو عرب کے فقیر وں مزدوروں کو دیکھ رہا ہو چھوٹا  
 جو کتا ہوا فی اری مالازک وہ الحکاف شرح میں پیش کو خویش در ہنر کو در پر زان کہ ان جنود کو جلو  
 دی کو دی فی مینی کو می مینی لکھا ہو قولی نہ مینی غزاین لیکای تو شنگ ہاں زمان لات بود این وقت  
 جنگ ہوئی بھی گشتی کہ پانڈا آن شدہ کہ بود تاں فتح و نصرت و مہدم دی زعیم اکبیش بودی امین  
 دین زمان نا چیز و نام و زمین تا بخوردیم آن دم تو دادم ہم تو بتوں رفتی و ما ہنرم شدید چو نہ عا ش  
 باسراۃ گفت این را اعتنا بش شکلین شد آن عین راست خود شنیں ز دست او کشید چون ز گفتہ  
 اوش در دول رسید سینہ اش را کوفت شیطان و گر سخت خون آن بیچارگان دان مکر رنجیت چو نہ  
 ویران کرد چندیں عالم ادب پس گفت انی بری شکوہ کوفت اندر رسیدہ و انداختش پس گریبان شد  
 چو بیت افتش نفس و شیطان ہر دو یکتہ بودہ اندہ در دو صورت خویش را بنودہ اندہ چون  
 فرشتہ عقل کا نشان یک بدند ہر حکمتہاش دو صورت شدہ دشمنی داری چنین در سر خویش  
 مانع عقالت و خصم جان و کیش یک نفس حملہ کند چون سوسمار پس پوراخی گریز در فرار و زل  
 او سورانما دار و کنون در سر زہر سوراخ می آرد برون نام نہاں گشتن ادویہ و نفوس و اندام کا راج  
 دفعن شد نفوس کہ نفوسش چون نفوس قنفذست و چون سر قنفذہ در آمد شدت بمعنی شنگ چو  
 در اہزن مجاہد معشوق و شوق زعیم اکبیش سردار لشکر مبین لفتح میم و کسر با ضعیف مجاہد حقیر و فوا توں  
 بالضم دہان و حمام و سوراخ حمام و گلکن سوسمار نام جانور ہندی گوہ نفوس لفتح کیسے پیچھے چھپنے  
 قنفذ بالضم و ضم فا جانور خار پشت ہندی سیسی یا شوا و بعد کے بعض تحت قول حارث میں ہیں  
 ہما ای شوق را ہزن تو سواے گدایان عرب کے اور کچھ نہیں دیکھتا ہر لیکن وقت شبنی کا اور تھا  
 و راب وقت لڑائی کا پھر کیوں نہ ایسے حیلے کر گچھا کل تو نے ایسی باتیں کہیں کہ ہم مفید اسکے ہو سکے  
 نکو و مہدم فتح و نصرت ہوگی اور امین کل تو سردار لشکر بنا تھا اور اسوقت نا چیز و نام دو خوا  
 بنا جو اسی سبب سے اسوقت ہم تیرا فریب کھا کے آئے سو تو حمام کے سوراخ میں گھس گیا اور ہم

اس کے ایندھن ہوے جب حادث نے سراقہ سے یہ باتیں کہیں تو وہ لعین ان باتوں سے ٹھگین ہوا اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ سے غصہ ہو کے کھال لیا اس سبب سے کہ اُسکی گھنگو سے اُس کے دل کو درد ہو چا جس شیطان نے حادث کے سینہ پر کوئی ضرب ماری اور بھاگا اور اس مکر سے خون اُن بیچاروں کا بہا یا جب اتنے عالم کو ویران کر لیا تب کہا میں تھے پاک و بری الذمہ ہوں اور ایسا حادث کے سینہ کو کھٹا اور اسکو گرا دیا پھر بھاگ گیا ایسی ہیبت اُس پر چڑھی آپ بقولات مولانا رحمہ کے ہیں نفس و شیطان دونوں ایک تن اور ایک ذات ہیں مگر دو صورت میں آپ کو ظاہر کیا جو جیسے فرشتہ اور عقل کہ یہ دونوں بھی ایک تھے لیکن خدا کی مکت ہر جو دو صورت ہو گئے اب اے مخاطب اس بات کو سمجھ لے کہ ایسا کون تیرے باطن میں چھپا ہوا ہو جو عقل کا روکنے والا جان و ایمان کا دشمن کسی وقت تو سو سو سارے کھٹے حاکم کرنا ہو پھر بھاگ گئے سوراخ میں گھس جاتا تو ہر دل میں سوراخ اسکے اب موجود ہیں کہ ہر سوراخ سے سر نکالتا ہو جس وقت کہ چھپ جاتا ہو اس وقت کے نام تو اُس کے دیو و نفوس ہیں کہ دیو و نفوس بھی چھپے ہوئے ہیں اور جب سوراخ میں گھستا ہو تو نام نفوس ہو کہ اسکا سوراخ میں گھستا ایسا جیسے فحش کا گھستا کہ سر نکالا پھر اندر کر لیا پھر نکالا پھر اندر کر لیا ایسے ہی آمد و شد اسکے سر کی ہو کہ نکالا اور چھپا لیا الحکماء شرح میں دیو از نفوس لکھا ہو میری دہشت میں از دیو و نفوس ہونا چاہیے شکم میں واو اشباع کا نہیں لکھا کہ قافیہ میں معتاد ہو اور ذال و ذال کا قافیہ درست ہو قولہ کہ خدا آن دیو را خناس خواند کہ سر آن خراپشک را بہا ند می نہان گرد و سر آن خراپشت + دمبدم ابویم صیاد و درشت + تا چو فرصت یافت سر آرد برون + زین چنبرین مکر می شود ما چش دیون + گردہ نفس از اندرون راہت دوی رہزان را بر تو کی دومی بدی + زبان عوان کہ مقتضی شہادت + دل بہر حرص آرزو آفت + زبان عوان بدتر شدی + بد و تباہ + دعا عوانان را بقدرت راہ + در خبر بشنو تو این پند گوارا + میں جنسکم لکم اعدی + عدد طمراق این عدد شوگر نریکو چو ابلیمست + دینچ و ستیز + بر تو او از بہر این دنیا ی سر دہ آن عذاب سردی را سہل کرد + چہ عجیب گر مرگ را آسان کند + از سر خویش صد چندان کند + معنی سخن بافتح یعنی خوشا عوان فتح سرنگ طمراق کرد + فرط معنی علو و طراق آوازہ خوشی تباہی سابق فرمایا کہ خدایتعالی نے بجا آئین شیطان کو فحش کہا ہو چنانچہ آید کہ یہ میں شر الیہ و اس الخاس الیہ یوسوس فی صدور الناس پناہ مانگتا ہوں میں بدی شیطان سے کہ فحش ہو اور لوگوں کے سینوں میں دوسواس ڈالتا ہو اسلئے کہ اسکا سر خراپشت کے مشابہ ہو خدا تعالیٰ نے فحش کہا ہو کہ دمبدم صیاد و درشت کے خون سے سر چھپاتا ہو تو جب فرصت پائے تو سر نکالے کہ ایسے مکر سے مار بھی عاجز ہوتا ہو اگر نفس نہ اندر سے



تیری راہ مارنا تو ہر ہون کو چھپ کر کیسے قابو و غلبہ ہوتا اسکے جو سر چمک و جوان ہیں بھلا اسکا ایک  
 مقتضی شہوت ہر جس سے تیرا دل سیر حرص و آد و آفت کا جو بس اس جوان سے تو تیرا درد و تباہ  
 ہوا تو اور جوان جو اسکے ہیں شگاف ختم و حسد اور غرور و غیرہ اخلاق و ذمہ سب کو چھپ کر غالب ہونے کی راہ  
 ملی دیکھ تو حدیث میں آیا ہوا حدی حدی حدی کہ انفس الہی میں جنیک تو اس نصیحت کو تو سن کہ آنحضرت نے  
 فرمایا کہ کوئی دشمن تیرا ایسا نہیں ہے جیسا تیرا نفس ہے جو وہ دونوں پہلو میں تیرے ہر واسطے کہ دشمن کی  
 کرنے سے دوست ہو جاتا ہے یہ ایسا دشمن ہے کہ اور زیادہ دشمن ہوتا ہے تو اسکا کہ وہ فرار و خوشی کی پہا  
 ہرگز مت سن اور بھانگتا ہی رہ اسلیے کہ یہ مثل شیطان کے ہے کہ بظاہر سچ مچ کرتا ہو مگر غیثین اور دلوں  
 کرنے کی باتیں اور وہ بحقیقت متین و خصوصیت ہوتے ہیں ان نیا سر و پیرہ کی واسطے جو چند روزہ ہر اس عذاب  
 کہ سرمدی ہو سہل و آسان ٹھہرا دیا ہو کہ تو مطلق نہیں ڈرتا اس سے تعجب کیا ہو جو مگر جیسی سخت چیز کو چھپ  
 آسان ٹھہرائے یکتی بات یہ تو اپنے سحر سے ایسے ایسے سونگے عجائب بنا دکھا سکتا ہے اختلاف  
 شجہ میں بعد ازل دہم کے ایک بعد زیادہ اور کہ مقتضی کو مقتضی کہ بتشدے کو سرشدے اور رکو  
 و تباہ کو زور و ملکو کو گون اور سچ کو سچ اور پھر عبارت شرح میں کج لجا بت سے لکھا ہو قولہ سحر کا ہے را  
 بمصنعت کہ کنند باد کو ہری را چو کاہی می تندہر شہار انفر گزہ اندایض + تقرار ازشت گردانہ بنطن +  
 آدمی را خرمایا دساتنے + آدمی ساد و فری را دایمی + کار سحر اینست کہ دم میزند + ہر نفس قلب تھا ان میکنند  
 اینچنین سحر درون تمت سحران فی الوساوس سحر تہ اندران عالم کہ بت این سحر بلہ + ساحران بہتند  
 بادوی کشادہ اندران سحر کہ رست این در ہر تہ نیر روئیدست تریاق امی سپر + گویت تریاق ازمن جو  
 سپر + کہ در ہرم من ہونہر دیکتہر گفت او سحرست و دیرانی تو گفت من سحرست و دفع سحر او گفت  
 سپر کہ ان فی البیان + سحر او حق گفت آن خوش پہلوان + لیک سحری دفع سحر ساحران + مایہ تریاک شاہ  
 در بیان + آن بیان اولیا و صہبیاست + کہ سحر عراض نفسانی جدت + حاصل آن کہ ہر ہر نفس دون  
 گریزہ نوش کن تریاق مرشد چیت و تیر + این طلسم سحر نفس اندر شکن + سوی گنج پیر کامل لقب دن +  
 بس در ازت این سوی آغا دران + جانب صان و مسجد با دران + المعنی تینے سحر کاہ کو اپنی مصنیعت  
 کوہ بناتا ہو پھر کوہ کو کاہ کر دیتا ہو تجری چیزوں کو اپنے فن سے عجیب غریب کر دیتا ہو اور عجیب غریب کہ  
 گمان میں بڑا جاتا ہو کیسوت آدمی کو کہ گھبرا کر دیتا ہو اور کسی انہوں سے گدھے کو آدمی کر کے دکھاتا ہو  
 جادو کام ہی ہے کہ جب وہ اظہار اپنے عمل کا کرتا ہو تو ہر دم قلب حقیقتوں کا کرتا ہو کہ در حقیقت کوئی  
 شے ہوتی چھپ کر نظر کھاتی یہ آیت ہی ایک ساحر تیرے درون میں چھپا ہو بیشک جسکے وسواس میں



سحر سحر ہوا و استوار دروان آس جہان میں جہان یہ سحر ہوا اور ساحر جادو کشا نے جادو ظاہر کرنے والا اور جس جگہ میں کہ یہ نہر تر جادو تریاق بھی اور سپردان جادو اور جسے کی نسبت اس سبب سے ہو کہ ہاں بھی تریاق بھی اثر نہیں کرتا وہ سچ ایک گیارہ کی ہو کہ کوہ ہلاہل میں پیدا ہوتی ہو اور اسی کوہ کے نام سے یہ دہر مشہور ہو تاہر سے مراد نفس و شیطان تریاق سے روح و عقل چنانچہ تریاق تجھ سے کہتا ہو کچھ سے پناہ و سپرد ہو نہ کہ میں تجھ سے دہر کی نسبت دیا وہ نزدیک ہوں اسکا کہنا جادو ہو اور باعث تیری ایرانی کا اور میرا کہنا بھی جادو ہو لیکن اُسکے جادو کا دفع چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا جو ان من البیان سحر بیشک بعض بیان سحر ہو جو مراد دلپذیری و نصاحت سے ہو اور بحقیقت اس سردا شجاع نے سچ کہا ہو لیکن وہ سحر جو ساحر و ن کو دفع کرے اور اپنے بیان میں مایہ تریاک ہو بیان اولیاد و صغیا کا کہ تمام اغراض نفسانی سے جدا ہو اہل توفنس و دن کے زہر سچ اور تریاق مرشد کا جھٹ پٹ پی کے طلسم جو نفس نے سحر کا بنا کر جھکوا نہیں ڈالا ہو اس طلسم کو توڑا اور پیر کامل کے خزانہ پر نقب لگا آب وہی بطور حصر کے فرماتے ہیں کہ یہ قیڑی لمبی کہانی ہو تو نے جو بات شروع کی تھی انکی طرف مائل بنے ممان و سجد کی طرف لوٹ چل آسکا بیان کرنا خلاف شرح میں کا ہے کو گاہی بکان فارسی اور کتا کو کتا ذیہ کو تیر لکھا ہو

### المکر نصیحت عارف و ملکی اسر مہمان مسجد مہمان کش کو

تھو کہ میں مکن جلدی بردا می ہوا لکرم مسجد مارا مکن زمین متہم کہ بگوید دشمنی از دشمنی ہشتی درمازند فردا دنی مکنیا سایندا و را طالمی و بر بہانہ مسجد اور بہانہ قتل میری بندہ چونکہ بدنامت مسجد اور جہد و تہمتی برامند اسی سخت جان ملکہ ایم امین و مکر و دشمنان میں مکن عہدی مکن سودا میر کہ سنا ہمیو و گہیان را بگز چون تو بسیاران بلا فیدہ و بخت و ریش خود بر کند یک بخت بخت بہین ہرہ کو تہا کن این قیل و قال و خویش و مارا و ریش و درو بال بمعنی تیرا مل مسجد نے کہا خبردار عہدی کر او امی ہوا لکرم بیان سے چلا جا ہمارے مسجد کو اس سے متہم کر کہ کل کو کوئی دشمن اور دنی دشمنی سے ہم میں آگ لگا دے کہ انھیں میں سے کسی طالم نے اس پر ظلم کیا اور مسجد کا بہانہ لگا یا وہ تو صحیح سالم تہمت تھا آپ تو بار ڈالا اور مسجد پر بہانہ قتل کا رکھا آخر مسجد تو بدنام ہو رہی ہو مسجد ہی کا نام ہو گا میں صاف سچ جاؤ گھا تہا اس سخت جان تو تہمت میں بہکوست ڈال کہ ہم دشمنوں کے مکر سے بیخوف نہیں ہیں خبر دا ہو چلا جا ضبط میں ت پڑ دیر مت کر کہ دنیا کو کوئی گز سے نہیں ناپ سکتا یعنی لوگوں کی زبان بند نہیں کر سکتا میر صیفہ نہی ہر زندہ سے دیر لگانا تیری طرح بہتوں نے شیخی بنت سی ماری کہ ہم اپنے نصیب کے بھر سے ہیں آخر یہ ہوا کہ ذرا کر کے اپنی دائرہ ہی کھسوٹی ایسے پتہ بکے بس خبر دا چلا جا اور یہ

فیل و قال چھوڑ آپ کو اور بھوکو بال میں بہت ڈال انخلاط شرح میں آسان کیا گیا تاکہ سب کو سمجھ سکے  
جواب مہمان کا اور فیل لانا اور وضع کرنا کھیت و ایلے کا آواز و ف سے اس شکر کو  
جسکی پشت پر کوس محمودی پہنائے تھے کشت سے

فیل کہ گفت امی یاران اذان دلیو ان پیکر کہ لا حولی ضعیف آپ پیمہ کو کی کو حارس شتی بڑی بد بلیکے در  
وضع مرغان نیز دی تیار میدی مرغ اذان طبلیک زکشت + کشت از مرغان سلامت میگند شت + خونکہ  
سلطان شاہ محمود کریم + برگد زرد آن طرف نیمہ عظیم باسیا ہی امچو ستارہ اشیر + انبی فیروز صفدر ملک  
اشتری بد کو بدی حال کوس پنجتنی بدیشیر و چون غروس + بانگ کوس و طبل بروی روز و شب ہمیز و چون  
در رجوع و در طلب + اندران مزرع درآمد آن شتر کو دک آن طبلیک بزور حفظ ہر عاقل گفتش مزن  
طبلیک کو او بختی طبلیست و با آنت خود پیش او چہ بود تہورا کی تو طفل + کشت را و طبل سلطان بہت کفل  
عاشق من گشتہ قربان و لا جان من فوٹیکہ طبل بلا خود تہورا کست این تہدید ہا بدیشی اپنے دیدہ ہست این  
دید ہا + المعنی تہر باضم گندم تہورا کی طبل کو چاک کہ کھیت والے اس سے پرندہ دن کو اڑاتے ہیں کفل  
بکسر ہر و وضع کسی چیز سے مہمان نے کہا اسو یار وین ایسا شیطان نہیں ہوں کہ ذرا سی لا حول سے  
میرے قدم آگے کو نہ بڑھیں اور ضعیف چہین ایک لڑکا جو رکھو لا کھیت کا تھا ایک طبلیک پر مردن  
کے اڑانے کو بجاتا تھا تو پرندہ طبلیک کی آواز سے کھیت سے بھاگ جاتے تھے اور کھیت پرندوں سے  
سلامت رہتا تھا جیکہ سلطان شاہ محمود کریم نے راہ پر خیمہ اپنا کھڑا کیا اور اسے ساتھ سپاہ بھی تھی  
ایسی جیسے آسمان کے ستارے انبوہ کے انبوہ اور صفدر ملک گیر اس سپاہ میں ایک نہت نا جہر  
نقارے لہتے تھے اور وہ اونٹ ایک بنتی تھا پیشرو شل غروس کے کہ غروس کے شل آگے آگے بانگ  
کرتا چلتا تھا بس آواز طبل و کوس کی رات دن میں فوج کے بلانے ٹوانے کی اُپس سے کرتے تھے  
اتفاقاً وہ اونٹ اس لڑکے کے کھیت میں آیا لڑکے نے وہ طبلیک اپنے گھوٹ کی حفاظت کیلی  
بجایا ایک عاقل نے اس سے کہا طبلیک است بجایہ اونٹ طبل کا ہو وہ آواز طبل کا ہو گریہ رہا ہو اس کے  
سامنے تیری تہورا کی کیس چیر لڑکا کہ وہ آواز طبل کی تیری طبلیک سے میں حصہ زیادہ ہو بعد شام  
وہ مہمان کہتا ہو کہ میں عاشق ہوں محبت معشوق پر قربان گشتہ میری جان فوٹیکہ طبل ملا کی ہر بات  
دن اس میں نوبت ملا کی بج رہی ہو یہ تمھاری تہدیدین تہورا کی بن اس کے سامنے جو کچھ میری آنکھیں دیکھ  
چکی ہیں انخلاط شرح میں آنت کو کشت لکھا ہو قولہ اسی حریفان میں اننا نہایتہ کہڑیا لائے  
درین رہہ باستم میں جو ہمیں یلدا ہم بجز بل جو ہمیں لڑا دم نہر فارغ از طر اقی و از پاد قتل تھا لو گفت

جامع ایک گفٹ پیغمبر کے جاری اہلکاف، بالاعطیہ من یقین بالکلف، ہر کہ مہیڈ مر عطار اصد عوض، زود و زور و زار  
 عطار ازین غرض، جملہ در بازار دان گشتہ بندہ تا چو سودا قفا و مال خود و دہندہ، زود کا شہادت سے منتظر،  
 تا کہ سودا کی نہ بدل آید حضرت تانہ مہیڈ کا کہ در بچ بیش، سر و گرد و عشقش از کالای خویش، گرم دان، مانڈست او  
 کو مہیڈ کالہ پای خویش، رایج جو مہیڈ ہمچنین علم و ہنر با حروف، چون مہیڈ افزون از انہا در شرف، تباہاں  
 نیست جان باشد عزیز، چون بہ آمد نام جان شد چہیز لیز، بصبت مرده بود جان طفل، اتنا گشت او در بزرگی  
 طفل، این تصور دین تنیل بصبت ست، اتنا تو طفلی پس بدانت حاجت ست، چون طفل رست جان  
 شد در وصال، فارغ از حسرت و تصور و خیال، نیست محرم تا گویم بے نفاق، متن زوم و امنڈا علم  
 بالوفاق، مال و تن برفند زیر آن فناء حق خریدارش کہ امنڈا شتری، بر فہازان از مشن او کیست  
 کہ تو در شکی یقینی نیست، دین عجب غنی ست در تو امی ہمین، کہ نہی پڑو بہستان یقین، ہر گان تشنہ  
 یقین ست اسی پس میز بند اندر تزااید بال و پر، چون رسد در علم پس بر پا شود، مر قین را علم او پویا شود  
 و انکہ ہست اندر طریق محقق، علم کثر از یقین و فوق ظن، مد معنی و ہی حمان مسجد کنتا ہو کہ امی مر یقین  
 ان لوگوں سے نہیں ہوں جو سبب کسی خیالات کے اپنی ماہ چلنے سے رک، ہوں میں مثل اسماعیلو کہ  
 ہوں بیوقوف اپنے نفع ہو جانے پر آمادہ بلکہ مانند اسمعیل کے سر سے آزاد و بے پروا میں کہ و فرط ہری و  
 ریاسے فارغ ہوں اسی سبب سے میرے مطلوب نے میری جان سے کھا لیا کہانی میرے پاس آ  
 حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو جاری اہلکاف من یقین بالکاف بخشش کرتا ہو زمانہ گزشتہ  
 میں جو کوئی یقین کرتا ہو زمانہ کلف کا بیٹھے کچھ کا کہ بیشک عوض اسکا بہتر پانڈنگا بس جو کوئی یہ بات  
 جانے کہ مجھ کو اس عطا میں سو عوض ہیں تو اس غرض سے فوراً وہ عطا کو بیان حصول غرض میں لگا دینگا  
 سب لوگ اسی سبب سے مقید بازار کے ہوئے ہیں کہ سود کو تک ہے ہیں جب سود معلوم ہوتا ہو مال  
 اپنا دیدیتے ہیں روڈ دکانوں میں اس بات کے منتظر ہو کے بیٹھتے ہیں تا کہ سود حاصل ہو نہ بدل ہاں ہفتہ  
 لینے ہم جو مال خرچ کریں اس کے سود ہو نہ وہ ضرر رسان ہو اور جو کیسے اسباب و کالا میں زیادہ نفع دیکھتا  
 تو اسکا عشق اپنے کالا اسباب سے سرد ہو جاتا ہو اپنے کالا سے جو اسکا عشق گرم رہا ہو وہی وجہ ہے کہ اسکا  
 نفع اور بڑھو ترادیکھتا تھا ایسے ہی سارے علم و ہنر اور حرفن پیشہ کا حال ہو جب اوروں سے اپنوں کو  
 شرف میں زیادہ نہیں پاتا اور نہیں دیکھتا ہو میان تک کہ جان سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو یہ بڑی عزت و شرف  
 مگر جب اس سے بہتر ملتا ہو تو نام جا کچیز لیز ہو جاتا ہو یعنی بصناعت یا چیر چہ عزیز نہیں رہتی دوسری دلیل  
 ہو کہ گڑیا جو مرده اور بیجان شے ہو کیسی لڑکیوں کی جان ہوتی ہو جب تک کہ وہ بڑی ہو کے آپ بچے

نہیں دیکھیں ایسے ہی یہ تصور اور یہ خیال بھی ایک گمراہی ہے کہ جب تک تو طفل ہو اور محتاج ہو اور محتاجی سے چھٹا ہو اور جان و مال جانان سے وصل ہوئی جلد حاصل اور تصور و خیال سے فارغ ہو گیا آپ کوئی حرم نہیں جس سے بے لطف وہ خاص باتیں جو دلیں ہیں کمون لہذا اس کرتا ہوں اللہ وفاق کو خوب جانتا ہوں کچھ بقول اسی مہمان مسجد کا ہو مال و تن تیرا ایسا ہو جیسے ہر فک کے نیچے فنا ہو اور اللہ فرماتا ہوں اللہ شہری من المؤمنین انهم اموالہم بان لہم الجنة بیشک اللہ مزید کرتا ہو مومنوں سے انکے فضل و انکے مال جو اصل جنت کے پھر جب یہ نفس و مال ہر فک و فنا ہیں تو تو ایسی گراقت کی عرصہ کیوں نہیں پہنچتا مگر اس سبب سے یہ ہر فک اس قیمت سے بچاؤ اولی ہو رہی کہ تو شک میں پڑا ہو کہ جانے یہ قیمت اور جنت ہو بھی یا نہیں خاص یقین نہیں کہ ہو اور تعجب کہ یہ تیرا عجب گمان ہو جو بتان یقین کی طرف نہیں اڑتا ورنہ اس پر ہر گمان تشنہ یقین کا ہو اور تیرا یہ یقین میں اڑتا ہو جو علم کو پہنچ جاتا ہو تو قائم ہو جاتا ہو اور وہ علم یقین کے ساتھ ورنہ لگتا ہو اس سبب کہ جو طریق ہستی کیے ہوئے ہیں ان سے ثابت ہو کہ علم یقین سے کسٹ ہو اور ظن پر فائق چنانچہ ظن وہ ہو جسکی دو طرف ہوں شک و یقین مگر یقین کی طرف راجح اور علم راہی اعتقاد قطعی سے اور یقین معنی ثبات پر مبنی ہے کہ علم فائق ہو ظن پر اور یقین سے کسٹ ہو اختلاف شرح میں از آدم کو از آدم جاہ کو جائز من میں خلعت کو خلعت رود کا نہما کو زرد انا نہما نبدل کو بیدل مضر کو مضر شرف کو مضر برفند کو برفند زیر آن کو زیر آن پر دو کو برد لکھا ہو ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں قولہ علم جو بای یقین باشد بدان موافق یقین جو بای دیدت و جان اندر الکسب جو این را کنون ما پس کلا پس التعلو و یک شہد و پیش او علم مگر یقین بودی دیدت حجیم و دیدت از یقین بی استمال یا آچنان کہ ظن بھی زیاد خیال اندر الکسب باین این بین کہ شود علم یقین میں لہ یقین ہا ز گمان و از یقین بالاتر ہو و طاعت برنگیر و دوسرہ چون و نام خور و از علوی او چشم روشن گشت و بینای او باز ہم گشت چون خانہ روم پانلہ زانم کو رانہ روم ہا پنچہ گل را گفت حق خندانش کردہ بردل من گفت صد چندانش کردہ پنچہ زوہر و قدش رہت کردہ و پنچہ از وی زکس و نسرین بخور و پنچہ فی را کرد و شیرین جان و دل و پنچہ خاکی یافت زان نقش گل + پنچہ ابرو را چنان طرا ساخت دھڑ را گلگاہ و گلنہ ساخت ہر زبان را داد صد فسونگری + و پنچہ کان را داد و جگری + چون در زار و خانہ باز شد غمراہی چشم تیرا ماز شدہ بردلم ز دیر و سودائش کردہ عاشق شکر شکر غامش کردہ عاشق آنکہ کہ ہر آن آن دوست و عقل و جان جاہ از ایک مرجان دوست المعنی استمال کبیر صلت داد و گچل کبیرین و گمان فارسی نام شہر حسن خیر طراز نیز زبان اور کیسہ بز جعفر نام کیسیا کردہ زار و زہرہ سادہ و زن قمار و در آخر مال



وہی همان مذکور تھا کہ علم و یقین کو ڈھونڈتا ہے یہ سب ہی کہ یقین ہر شے کو اپنی دید پر موقوف رکھتا ہے  
 اور طالب ظاہر کا ہوتا ہے کہ علم میں جو سورہ قرآنی ہے ابھی ڈھونڈے کے بعد کلا اور بعد تو علموں کے کیا ہے  
 یعنی علم و یقین جیسا کہ فرمایا کلا تو علموں علم یقین تھا کہ اگر جانتے تم علم و یقین کو پس اس سے صاف  
 ظاہر ہو کہ دانش جو علم ہی اور علم پیش کی طرف کہ یقین ہی کی پیش ہی ہو دانش پیش کو ڈھونڈتی ہے اس  
 انکو یقین ہوتا تو حقیقت کو دیکھتا جیسا کہ کہا ہے ترون انجم اسلئے کہ یقین سے فوراً دید پیدا ہوتی ہے جتنے  
 جیسے کہ ظن سے خیال پیدا ہوتا ہے اور انکم میں اس بیان کو بھی دیکھ لے کہ علم یقین عین یقین  
 ہو جاتا ہے جیسا فرمایا تم ترون عین یقین پھر دیکھتے تم اسکو عین یقین کہ علم یقین عین یقین اور  
 پھر وہی همان کہتا ہے کہ میں گمان و یقین دونوں سے بالاتر ہوں کوئی علامت کہے میرا سر  
 علامت سے نہیں پھر تیرا نہ جھکنا نہ ڈانگہ ہر میرا دہن تو اسکا حالہ اکھا چکا ہے اور چشم روشن اور عین  
 اسکا ہو گیا ہوں مجھکو کیا پروا کوئی کتنی ہی علامت کہے اور پھر جب گستاخ گھر کی طرف جاتا ہے  
 تو شوخ و چالاک جاؤ گناہ یہ کہ پاؤں کا پتے اور اندھون کے مثل ٹٹوٹا ہوا جاؤں جو کچھ حق تعالیٰ  
 نے گلے لکے اسکو خدا ان کر دیا ہے میرے دل کے سامنے لکے اسکو سو گنا اس سے خدا ان کر دیا  
 اور سو اس کے وہ چیز جو سر و پر مار کے قد اسکا سیدھا کر دیا اور وہ چیز جو زنگ و نرسرین نے اس سے  
 لٹھا کے یہ لطافت پائی اور وہ چیز جسے نو کی جان و دل کو شیریں کر دیا اور وہ حسن و خوبی کے اسنے  
 آدم خاکی کو نقش چکل بنا دیا اور وہ کیفیت جسے ابرو کو ایسا زبان دراز اور کیسہ بر کر دیا اور چہرہ کو گلگاہ  
 گلنار کا بنایا اور سیکڑوں انسو نگریں زبان کو دین اور وہ چیز جسے کان کو زرجفری بنشیا اور جب  
 دروازہ سلج خانہ کا کھولا تو غزے چشم کے تیرا نہ از ہوئے اچھی نے میرے دل پر تیرا اور اسکو سو دنی  
 بنایا اور عاشق شکر اور اسکی شکر خانی کیا شکر لب شکر خای کلام میں اسکا عیا شوق ہوں کہ ہر ان اسکی  
 آن و ملکیت ہی اور عقل اور جان اور جاندار سب اُسکے مر جان و گوہر ہیں آن وہ ادا عشوق کی جو  
 بیان میں نہیں آسکتی اختلاف شرح میں دیدت کو دیدہ ہست کو تعلیموں کو تعلیموں گلگونہ و گلنار عطف  
 لکھا ہے اور بے عطف میں مبالغہ زیادہ ہو قولہ من نہ لاف و بلا فم ہجواب نہیت در آتش کشی امضہ باب  
 چون بزدوم چون خفیظ مخزن اوست و چون ناشم سخت روشت من اوست و ہر کہ او غور شد ہشت  
 پشت گرم سخت رو باشد نہ نیم اور ان شرم ہجور وی آفتاب بجز رنگت ویش خصم سو زور پودہ در  
 ہر پیر سخت روید و جہان ایک سوارہ کوشت حبش شان در و نگر داند ار ترس غمی ایک تنہ تنہا  
 بزد و عالمی سخت رو شد سنگ ثابت با سوغ داؤتر سدا ز جہان با کلغی مکان کلغی از خشتن یک نخت



سنگ از صنف خدائی سخت شدہ گو سفند ان گروہوں انداز حساب ہذا ان ہیماں کی تبرد آن قصاب  
کل کم راع نبی چون راعی است و خلق مانند راعی است و از راعی چوپان ترسد و بزیر لیک شان  
حافظ بود و در گرم و سرد و گر زنی باگی ز قرا و بر روم و دان زهرست آنکہ دارد بر ہمہ ہر زمان گدیہ بگشت بہت  
گر ترا غلگین کنم غلگین مشو و غلغلیں مین لفظ گین بمعنی خاوندی کے ہر بمعنی تروشن مین شیئ نہیں مارتا  
او مار گیشنی مارون تولو مین مثل آب کے ہوں کہ کسی آگ کے بجھا دینے مین جھکوا اضطراب نہیں مین پش  
خزانہ کو کیوں چھپاؤں حفظا میرے خزن کا وہ ہو اگر محض لاف ہو تو ڈرون اور کیسے سخت رہ نہنوں کہ  
میری پشت وہ وہ ہو جسکو پشت گئی نورشیر سے ہوتی ہو وہ سخت رہو ہوتا ہو نہ اسکو کیسکا درجہ کی  
شیر وہ ایسا ہو جیسے رے آفتاب خشم سے بھی کہ وہ اسکی مدت و حرارت ہو اور پردہ در بھی کہ وہ اسکی  
روشنی ہو ہر چھپے ڈھکے کو ظاہر کر دینے والی دیکھو جتنے پیر جہان مین ہوئے سب سخت رو کہ تن تنہا  
نے بادشاہوں کے لشکر کے زود ضرب کیا ہو کسی نے کسی خون و غم سے غمہ نہیں پھیرا تن تنہا ایک عالم  
حک کیا ایسے ہی سنگ جو قرار گرفتہ اور بار سخی ہو اغواستہ اور وہ بھی سخت رہو ہوتا ہو اگر سارا جہان پر کلنج  
ہو جائے تو وہ نہنیں ڈرتا کسو اسطے کہ کلنج تو خشت : ان سے ایک کڑا ادنی ہوا ہو اور سنگ خدائے  
کی صنعت سے سخت ہوا ہو بکریاں اگرچہ بیشمار و حجاب ہوں اُن سے سبب اُنکی سرکشی کے قصاب کٹے چھا  
ہیماں بالفتح گشگی ویرانی سختی نے فرمایا ہو کلام راع و کلام مسئول عن عیتہ والاراع علی عیالہ و مسئول

عند المرحۃ رابعۃ علی بیت زوجہا وولده وہی مسؤل عنکم وعبدا الرجل اع علی مال سیدہ وہو مسؤل عنکم  
الا کلکم راسع وکلکم مسؤل ہر ایک تھے نگہبان ہو اور ہر ایک تھے پوچھا جائیگا رعیت سے مراد نگہبان ہو  
اپنے عیال کا اور اُس سے پوچھا جائیگا عورت نگہبان ہو اپنے خاوند کے گھر کی اور اُس کے اولاد کی یہ  
اُن سے پوچھی جائیگی اور غلام آدمی کا راعی ہو مال آفا پر وہ اُس سے پوچھا جائیگا خبردار ہو کل تھے راعی  
ہیں اور کل مسؤل بس ایسے ہی نبی بھی مثل راعی کے ہیں اور خالق مثل رمہ کے اور وہ انکا سامعی اگر یہ  
چوپان سے لڑے تو چوپان اُنکی لڑائی سے کب ڈیگا لیکن گرم و سرد کا اُنکے حافظہ اگر آواز قہر کی یہ  
بارے تو یہ جان کہ یہ آواز مہر کی ہو جیسی کہ اُنکو سب پر ہو ہر دم تیرے کان میں تیرا بخت کستا ہو اگر  
جھکوں غمگین کر دوں تو غمگین مت ہو یہ سحر اور اشعار مابعد موانار رحمہ فیر دوسری تشبیہ و تشیل میں ارشاد  
فرمائے میں والہ و رہم الخلاف شرح میں بار سوع کو باز سوع کیلونت کو بلیت بمیان کو بیتان اس شکل کا  
لکھا ہو گوشت کو گوشت لکھا ہو یہ عجب حال کہ کسا کوش اور کسا بخت قولہ من ترا غمگین و گریان ان  
کنم نہ تاکت از چشمہ بیان نہان کنم تلخ گردانم ز غمها خوسے تو دتا مگر دو چشمہ بدانہ روسے تو د

لی تو صیادی نہ جو یابی منی بندہ و افکنده راسی منی در حیل اندیشی کہ در سن درسی و در فراق و حین من یکسی و چارہ  
 میجو بدی من در تو دمی شنو دم و دوش کہ سر تو دمی تو انم ہم کہ بی این انتظار رہ دهم بنایت راہ گذارہ تا کو  
 مگر داب دوران و اری و بر سر گنج و صالم پاشی و لیک شیرینی و لذات مقربست بر اندازہ رنج سفر آنگاہ از  
 شہر و خوشان ہر خوری و کز غری رنج و محنتا بری و در نحوہ ہنگ کہ اندر دیک چون میجد بالا چو شد ز قش درون  
 ہر بہ آسان یا معنی آسان ہی و در و مشکلات را بر جان منی بشنو این تشیل و قدر خود بدان و در بلا بار و بگرا  
 ایچوان یعنی یہ قول بھی بہت ہی کا ہو کہ میں تجھ کو ٹھکین و گریان اس سبب سے کرتا ہوں کہ چشم بہ دیک  
 چھپائے رہوں بدانی جو اہلین تجھ کو ٹھکین دیکھ کے نہ پیش کرنے یا میں کہ یہ تو خود ہی روئے دیتا ہوا  
 بد نفس و حرص و غیر ہم میں تجھ کو غم میں ڈال کے تیری عادت کو تلخ کرتا ہوں تو چشم بہ کی تیرے صوت  
 دیکھتے ہی لوٹ جاے پاس نہ پھٹکے کیا تو میرا صیاد و میرا متلاشی نہیں ہوا و میرا مطیع اور میری راہ پر  
 افکنہ نہیں تو بھی تو جیلے جوڑ کرتا ہوتا تیری رسائی چھٹاک ہوا و میری عبادی و تلاش میں یکس راہ پر  
 تیرا اور دیکھے میرے ملنے کی تدبیر میں ٹوھو ٹوھتا جوڑ کرتا ہوا رات جو تو آہیں سر و کر رہا تھا میں ناگہ خوش تھا  
 میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ بے انتظار کے اپنی طرف تجھ کو آنے دوں اور راہ گزار بتا دوں تو تو اس گرداب  
 زمانہ سے نجات پا جاے اور میرے گنج وصال کے سر پر قدم رکھے لیکن بشری اور لذتین وطن کی بقدر  
 اندازہ رنج سفر کے ہوتی ہیں قول ہی کہ آدمی اپنے شہر اور خویش و اقربا سے اس وقت بر خودار و مشتغ بہ تیار  
 کہ مسافرت سے رنج و محنت اٹھائے تو خود خود ہی کو دیکھ لے کہ جب ہاڈی میں پڑ کر آگ سے عاجز نہ  
 آوے کیسا اوپر کو کوتاہی آوے اس رنج کی تاکید اس سبب سے کرتا ہوں کہ جو چیز تجھ کو آسان بناتی ہو تو دیکھے  
 آسان اور کہ وہ تیار ہو و نہیں کرتا اور جو مشکلات سے ہیں یعنی مشکل سے تو نے پانی میں انگوٹھے  
 تیرا البتہ دل دکھتا ہے تو اس تشیل کو سن اور اپنی قدر جان اور بلاؤں سے ایچوان منہ رست پیم  
 انخلا و شرح میں و مگر ان لکھا ہو کہ خلاف سیاق کلام کے ہر میری وافت میں مگر ان کو  
 تشیل بجا گنا مومن کا اور برصیری ہلا میں ساتھ بنظر اب و بقراری نحوہ کے وقت جوش  
 کے تو باہر نکل جاے اور صانع کرنا کہ بالہ کا

قولہ ہر زمانی می برآمد وقت جوش و بر سر دیک و بر آرد و صد خروش و کہ چرا آتش بن و دیننی و چون خریدی چون  
 نکو ہر سینی و میر نہ فلیز کہ بانو کی و خوش بچوش و بر مجہ ز آتش گئے و زان نہ جوشانم کہ مکر وہ منی و بلکہ ناگیری  
 تو ذوقی چشنی تا غذا کردی یا میری بجان و بہر عاری نیست وین استمان و آب میخوردی بہستان ہر و تر  
 ہر این آتش بدست آن آجور و جمنش بر قدر از ان سابق شہت و تا کہ سرمایہ وجود آید بہت

زانکہ بی لذت نہ دید کم و پوست و چون نہ دید کہ از عشق و دوست و از ان تقاضا کیا یہ قہر لایہ تا کنی لایہ  
 آن سر پایہ را با لطف آید برای عذر او بکہ بدی غل جستی نہ جو تا خود گوید چہ بدی در بہار و رنج  
 همان تو شد نیکویش و از تا کہ همان باز کرد و شکر سازد پیش شد گویز ایشان تو باز و لایعنی کفگیر حبس  
 کفگیر کتے ہیں نگوہ کہ کاف عربی لامت فرماتے ہیں کہ وہی بخود جیش کھا کھا کے دیگ کے سر پہ آجائے  
 ہیں اور سیکھوں شہر اٹھاتے ہیں کہ کیوں ہم میں آگ لگا دی ہو جب بکو خریدار ہو تو یہ لامت و سرزنش  
 ہمہ کیوں ہو گھر کی بی بی کفگیر مارتی جو اور کستی جو نہیں اچھی طرح جوش کھاؤ اور تا تو کھا دے سے اچھا کوہ  
 ست میں اس سبب سے نگوہ جوش نہیں کرتی کہ نگوہ کر وہ جانتی ہوں بلکہ اس واسطے کہ تم میں مزہ اور چٹان  
 ہو جائے اور اس واسطے کہ غذا ہو کے جان سے آسختہ ہو جاؤ کسی تنگ و عار کو جس سے یہ امتحان تھا اور انہیں تو  
 تم جو مدقون باغ ترو سبز میں پانی پیتے رہے ہو وہ آجوز تھا اسی آگ کی واسطے تھا آجوز آجوز جگہ پانی پینے  
 مردم و بہائم کی رحمت اسکی قہر پر اس سبب سے سابق ہو کہ سر پایہ و جو کا حاصل ہو یعنی ہر شے جو دیکھے  
 کھو اسے کہ کم و پوست بے لذت کے پیدا نہیں ہوتا اور اگر کم و پوست نہ تو عشق و دوست کا کسم  
 کھائے کھائے اس تقاضا یعنی عشق سے اگر اس کے غلبے اور شد میں واقع ہوں تو اس کے ایثار میں شہ  
 و جو نہ کر تو پھر لطف اسکا اس کے عذر میں کہ سیکھا اور تجھ سے کیسکا کہ اب تو غل کر کے پاک صاف ہو گیا  
 اور نہر سے مکمل گیا سب آلودگیان تیری جاتی رہیں خبردار وہ خود نہ کہنے پائے کہ مدقون ہمیشہ بہار میں  
 چراغ اب یہ رنج تیرا همان ہو تو اسکو خوش رکھ تا جب همان لوٹ کے اپنے بادشاہ کے پاس جائے  
 تو شکر گزار جائے اور تیرے ایثار کا بیان کرے الخلاف شرح میں نگوہ کہ ہم کو گویم کھا کھا کھئے کہ کھئے  
 سخن شام کو جو شام عار کو فار قولہ تا بجای نعمت منعم رسد جلد منتہا ہو بر تو حد من غلیلم تو سپر شش  
 بچک و سر نہ انی ارانی از بیک و سر پیش قہر دل بر قرار نہ تا ہم ملقت اسمیل و ار و سر ہرم لیک  
 سر آن سریت و کہ زبرد گشتن و گشتن بریت و لیک مقصودم از ان تعلیم قت و ای سلمان باپتا  
 تسلیم نیست و ای خود و جو شش اندر ابلکہ تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا اندران بتان اگر خندیدہ و نکل و شش  
 جان و دیدہ و گر حیا از باغ آب و گل شدی و لقمہ ششی اندر اشا آمدی و شو غذا و قوت اندیشہ با  
 شہر و دی شیر شود بیشہ لا و از صفاتش رستہ باشد تحت و در صفاتش باز و چالاک حیت و از بد و خوش  
 و زگر و دن آمدی و پس شدی صاف و زگر و دن بر شدی آمدی و در صورت باران و آب و میر و  
 اندر صفات مستطاب و جز و شش و بار و بار نہا بدی و نفس و فعل و قول و فکر تا شدی بعضی بچک  
 شرح میں کہ اول فقیر تانی یعنی کار و کھانہ کہ تہ کی رہی جو چھک و لغت میں نہیں ملا شام نے کسی

انت میں دیکھا ہوگا احسا بالفتح جو کچھ سینہ اور شکم میں ہو مثلاً دل و جگر اور معدہ و روده یعنی جب وہ شاہ  
 کے سامنے تیرے ایشہ کامیاب کر گیا تو نفی کی توفیق تیرے پاس پہنچ گیا جس سے ساری نعمتیں پھر حد  
 کر گئی وہ رتبہ تیرا ہوگا اور وہ نعمت تجھ سے کہیگا کہ میں غلیل ہوں تو سپر ہو مجھکو خواب میں دکھایا ہو کہ میں مجھکو  
 فوج کرتا ہوں تیرے میری فوجی کے سامنے سر رکھ دے جیسا کہ دوسرے مصرعہ میں ہوائی ارا فی اذیک  
 اور یہ بات تین رات حضرت غلیل نے خواب میں دیکھ کر حضرت اسماعیل سے کہا اور وہ فوج ہونے پر مستعد ہو  
 اب تو سراپا تیرے غلبہ عشق کے سامنے رکھ دے اور دل قرار و سکون پر رکھو بصیرت ہو غلبہ تیرا اسماعیل  
 کی طرح کاٹوں تو تیرا کٹوں لیکن بھید اس کا ایک راز پوشیدہ ہو کہ وہ کاٹنا قطع ہونے اور بریدہ ہونے  
 سے پاک ہو شل ظاہر کے نہیں ہو معنوی ہو لیکن خاص مقصود میرا اس قطع و برید سے تیری تعلیم ہو اور وہ  
 یہ کہ توجہ دعویٰ مسلمان کرنا ہو تو اس مسلمان تسلیم کا طالب مجھکو ہونا چاہیے تسلیم اختیار کر گئیں تو خود کہ ہر کسی  
 سے مراد ہو غلبہ ابتلا و امتحان میں کھولنا ابلتارہ نادیری ہستی کو چھوٹے نہ خود مجھکو چھوٹے اب اگر اس باغ تبار  
 کا تو ایک گل کھلا ہو اور توستان جان اور دیدہ دونوں کا گل ہو اور اگر اس باغ سے جدا ہو تو آب و  
 گل ہو گیا بیکار و فوار اور اب ایک رقم ہو گیا جو معدہ روده میں گیا جسکا انجام نجاست اور غذا و  
 قوت بھی ہو تو آب و گل کا مجھکو تو چاہیے کہ تو غذا و قوت اندیشوں کا بنے اس لیے کہ تو شیر ہو پس شیر پیشوں کا  
 بن کہ وہ بیشہ اندیشے ہیں بین اندیشہ کی قسم کھا کے تجھ سے کہتا ہوں کہ تو اسکی صفات سے پیدا ہوا ہو یعنی  
 خالق و باری یعنی خاک سے پیدا کرنے والا اسکی صفات سے ہیں انھیں سے تو پیدا ہو پس مجھکو چاہیے کہ  
 حیات و چالاک ہو کہ ان صفات اور سوا انکے سب کی طرف رجوع ہوے اور جو من و اندیشے کرے  
 تو تو ابرا اور غور شد و گردون سے جو بڑے علو والے ہیں ان سے آیا ہو اور جو قوت تو صاف ہوا تو گردون  
 سے بھی بالا ہو جائیگا پھر ابر و آفتاب تو گردون کے تحت ہی ہیں اور انسان تو ہر شے سے اشراف اعلیٰ ہو  
 جب تو صورت باران و آب میں آئیگا کہ یہ خود پاک اور کے پاک کرنے والے ہیں تو ضرور صفات مستطاب  
 پاکیزہ برگزیدہ میں داخل ہوگا لیکن تیرا یہ حال کہ تو تھا تو جزو شمس و ابر و باران کا جو روشن اور طاہر  
 سطح ہیں اور ہو گیا نفس اور فعل و قول اور انکی فکر میں اختلاف شرح میں خلقت کو خلقت اشاکو حیا  
 لکھا ہو قولہ حتی حیوان شد از مرگ نبات در راست آمد قتلونی یا ثقات چون چنین بردیت مارا بعد  
 مات در ست آمدن فی قتل حیات فعل و قول صدق شد قوت ملک تا بدین معراج شد سوی خلک  
 آنچنان کان طوع شد قوت بشر از جادوی پر شد و شد جانور این سخن را ترجمہ ہناوری دگفتہ کید در مقام  
 ویکرے و کاروان دائم ز گردون میرسد تا تجارت میکند و امیر و داپس بر و شیرین و خوش باب اختیار



فی جہنمی و کراہت درو عار و لان حدیث شیخ میگوید که ترا با سالکین غنیما فرو شویم ترا از اب سر و انگور آتش و در پرت  
سوی و فساد و گی سیر و نند و توتی چو نکد و لی پر خون کشوی پس ترغیبا بمیرد و روی در آفرینان شیرین  
شوی همچون گل و فارغ آنی که جوهر جزند فل و هر که او اندر بلا مبارقتد و مقبل این درگاه فرشتد سنگ  
شکاری نیست اورا طوق نیست خام ناجوشه و جزیند و قنیت و احمی و کیمو مرگ می شود و کلمات کی  
مرگ سے حیوان کی جو بات سے بڑھ کے بہستی ہوئی مثلاً غلہ وغیرہ کہ کانا جاتا ہو اور پیا کونا جاتا ہو کہ  
یہی ایسی مرگ ہو حیوان کا قوت ہو جاتا ہو جس سے ایسی بہتی ہو آب بات کی مرگ سے قویہ بہتی حاصل ہو  
ہماری مرگ سے جانے کیسی بہتی حاصل ہوگی اس واسطے ٹھیک کہہ دو جو قوتوں یا قہات کہہ دو اور ہر گاہ کہ  
اس بات میں مرنے کے بعد یہی بڑا اور میت ہو قویہ بات بھی ٹھیک ہو کہ کہا ہو ان فی مملی حیات فعل  
صدق اور قول صدق یہ قوت فرشتہ کھا و وہ ایسی بیٹھی سے آسان پر بڑھے ہیں کہ کھانے پینے سے  
پاک ہیں اور ایسا طعم کہ وہ قوت بشر کا ہو اتم جاوی سے کچان بشر اس سے بھرا پھر بشر نہیں رہا جانا  
ہو گیا جاوی غلہ و غیرہ کہ جادات سے جواب فرماتے ہیں کہ اس سخن کا چورا چکلا ترجمہ دوسری جگہ ہم  
بیان کریں گے میرے پاس تو ہمیشہ قافلہ کسانا جو مراد تائید و اٹھائے سخن سے ہو آسمان سے آتا ہو اور  
اپنی تجارت کر کے چلا جاتا ہو پس جو کوئی خواہان اس تجارت کا ہو گا خود تیرن اور خوش با اختیار  
آکے خرید لیجائیگا نہ تنی و کراہت سے وہ کی طرح میں چوتھ سے کرڈی کرڈی باتیں کرتا ہو وں یہ تیری نیز چو  
ہو میں چاہتا ہوں کہ جلد بخیرون سے بھگو و دھوکے پاک صاف کر دوں آب خورا ہوا انگور کا سر و ہوتا ہو  
اور جب جوش پاتا ہو تو سردی و فساد و گی چھوڑ دیتا ہو ایسے ہی جب تو میری تلخی سے دل پر خون ہوگا  
تو سب بخیرون سے چھوٹ جائیگا اور اس وقت میں تو مثل شہد کے شیرین ہو جائیگا اگر تجھ پر مرگ لینے  
از ملامت و ترش رویان کریں تو سب سے فارغ اور نچست ہوئے کچھ پردا ہی کرے خوب جان  
جو کوئی ترول بلا میں صابر ہو اور ہرگز مقبل اس درگاہ فارکا نہوا جو کشتا شکاری نہیں ہو اسکے لیے  
طریق و برنجیر بھی نہیں ہو ایسے ہی جو کوئی کچھ ہوتا ہو اسکے لیے بلا بھی ہو اور جو کچھ جوشیدہ ہو وہ محض  
میزوق ہو لینے بے لطف و غیرہ اختلاف شرح میں در و دار کو زرد و ار لکھا ہو

تخیل صابر ہونا مومن کا جو بھید بلا پر وقت ہوگا

قولہ آن نحو گفت ارچنین ست آلتی خوش بچشم یاریم وہ راستی تو درین جوشش چو معمار مینی  
کچھ یاریم دن کہ میں خوش میزنی و چھوچھو بزم زن زخم و دغ و تاء نیم خواب ہندستان و باغ و تاکہ خود را  
در دہم در جوش من و تاء ہی یارم در ان آغوش من از انکہ انسان و عنایتانی شود و چو پیل غاب میں فی شہد



پیل چون در خواب میبیدند را پسیلیان را نشود آرد و غنا آن سنی گوید در آنکے پیش ازین بمن جو تو جو دم  
 از اجزای زمین و آسمانی اس نخود نے جکا و کرا و پر پر چکا کما کہ اگر یہ جوش و بلا آ کہ حصول مطلب نگاہ تو  
 جھکو خوب جوش دے اور اور میرے تواس بلا میں جھکو قرار و ثبات عطا کر جب اس جوش میں  
 تو میرا معمار و آبادان کار جو تو خوب کچھ میرے مار کہ نہایت ہی اچھی ماری ہی جو شکل پیل کے میرے  
 سر سبز و داغ لگاتا ہندوستان اور پیل کی خواب نہ دیکھوں تو وضع ہو کہ ملک غاس میں پیل نہیں ہوتا  
 جو کبھی کوئی لیگیا اور وہ اپنے زمانہ ہو و پرست ہو کے مارنے لگا تو انھوں نے یہ تجویز کیا کہ اس نے  
 ہندوستان خواب میں دیکھ لیا یا اسکو یاد آیا بس صطلاح یہ مقرر ہوئی کہ پیل کو ہندستان یا وانا یا ہندستان  
 خواب میں دیکھنا اور درحقیقت وہ شورش کی جوش سنی سے ہوتی جو اور اس وقت میں اس کے داغ و  
 زخم لگاتے ہیں کہ پھر مت نہیں ہوتا ہندستان و بلاغ مراد دنیا سے ہوا اور داغ اس واسطے لگا کہ پھر میں کہ  
 جوش میں نہ پڑوں اور معشوق حقیقی کے آغوش کی راہ پاؤں اس واسطے کہ انسان غنا و آسودگی میں  
 گمراہ ہو جاتا ہو جیسے ہاتھی خواب میں دشمن و بفرمان ہو جاتا ہو بس تشبیہ دنیا کی خواب سے جو پھر  
 کلام مذکور کی جو کہ پیل جب ہند کو خواب میں دیکھ لیتا ہو تو پسیلیان کی نہیں سنتا اور اس سے لڑتا ہو  
 سکے وہ خاتون نیک نخود سے کہتی ہو کہ آجھ سے سن اس سے پہلے میں بھی ایسی ہی اجزائے زمین  
 سے تھی الخلاف یاد کہ کو یاریم و غاکو و غنا شیخ میں لکھا ہے

عذر کرنا گھر کی بی بی کا نخود سے اور حکمت اسکو جوش میں لانے کی

تو لہ چون پیو شدیم جہان آوری پس پذیرا شتم و اندر خوری ہمدنی جو شیدہ ام اندر زمین و مدنی دیگر درون  
 ویک شمن زمین دو جوش قوت صہا شدم و روح گشتم پس ترا استا شدم و در جادوی گشتمی زان میردی  
 تا شوی علم و صفات معنوی چون شدی تو روح پس بار و گر جوش و دیگر کن ز حیوانی گذرہ از ہذا میخواد  
 تا زمین گفتا و در لغری درسی و منتہا و زاکہ از قرآن ہی کہ شدند و زان رسن قومی درون چہ شد  
 و رسن را غیت جری ای غم و چون ترا سودا می سر بالا نبود المعنی او پر کی تمشیل میں جو شتر اخیر چون  
 سنی گوید انہ میری دہشت میں یہ شعر صدر اس حکایت کا ہو لیکن دھوکے میں لکھ گیا یعنی وہ خاتون  
 نیک کہتی ہو کہ میں بھی اجزائے زمین سے تھی جب میں نے اپنا جڑ آتش پہنا جو چیز میں لانی تھی کہ  
 مقسم ہو پس مقبول ہوئی اس حال سے کہ جس لائق تھی اور وہ جوڑ آتشی یہ ہو کہ ایک مدت تو میں  
 زانہ کی طعن و تشنیع میں کھوتی رہی ہوں اور ایک مدت دیگر تن میں آتش معدہ کے جوش  
 میں رہی ہوں جو بھوکہ جو تو جادوی تھا میں نے جھکو جادوی سے توڑ پھوڑ کے دیا کیا جسکے سبب



ضعیف و فاجہ ہوتی ہو اور مجب کہ ہو تو یہ روح حیوانی ایک آتش کہ ایک عنصر فوری ہو اور جسکی ہیزم خوراک کلمہ  
مثال ہیزم کی صفت سے تلف ہوتی ہو پس اگر ہیزم اسکے ساتھ نہ لگی ہوتی تو یہ شمر ہوتی یعنی شمر دار  
شمر آئندہ اور محمود و عامرا بتک کہ خود بھی آباد اور آباد کنندہ اور یہ آگ جو زمین پر ہو اور سوزان تو اس سے بچے  
کہ اسی آگ کا پر تو ہو و ذات خاص کی مخلوق حسین آتش در اشیر آدمیقین غیر تو سایہ و سیت اندر زمین ہلا جو  
پر تو یہ بد خطر اب دسوی معدن باز میگہ و شباب + قاست تو بر قرار آمد ہزار سایہ ات کو تہ دمی یکدم و دار  
ہا کہ در پر تو نیا بد کہ ز شبات یکساہ و اگشتہ سوسی امات ہین و ہان بر جہ فتنہ یکش و ہا دگر و اعدا  
بالرشارہ فتنہ داد و کرد عالم را خراب + شرق و غرب اقتاد اندر خطر اب + چون غرات گشت و لہا تنگ شد  
ہر کی باد و گرمی در جنگ شد گفتگو بسیار شد فاش شد و ہستہ تسلیم کرد مین و زم + و تو گوئے موجب فتنہ  
چہ بود + باز گویم گوش کن چون غم فرو برد و المعنی آئینہ کردہ ناکہ مقدر فلک ہی یعنی نایت بلند ہی فو کے ہین کہ  
آتش جو عین آتش ہو اشیر مین ہی یقینا اور یہ آتش جو زمین مین ہو یہ اسکے سایہ کا پر تو ہی اصل مینین تو ہر  
ضرر و ہر کہ پر تو پست معدن کیواسطے مضطرب ہو اور طبعی اسکی طرف لوٹ جاے جیسے قدیر جیس  
و درستی کے ساتھ ہو بحال خود رہتا ہو اور سایہ تیرا کبھی کوتاہ ہوتا ہو کبھی دراز اس سے بچے کہ پر تو مین کوئی شبا  
مینین پانا اسکے جو عکس ہین سبب نے امات کی طرف کہ جیسے پیدا ہوتے ہین جاتے ہین آب فرماتے ہین  
خبر دار ہو تو زبان بند کہ فتنہ نے لب کھولے تو اللہ اعلم بالرشاد کہ دے آسلیے کہ فتنہ پیدا ہوا عالم کو خراب  
کیا اور شرق و غرب کو خطر اب مین ٹوالاتیری غرات سے دل تنگ ہوے اور ہر کوئی ہر کسی سے  
اڑنے لگا اور بہت گفتگو ہوئی مین بھی خاموش ہو گیا اور سکہ مان لیا اور جو تو کہے کہ فتنہ کا سبب کیا تھا  
تو لے مین جھکوتا ہا ہون کان لگا کے سن کہ کیسے یہ غم فرو برد ہوا

### ذکر بد اندیشی کم فہمون اور ظاعنون کا

قولہ پیش ازین کہین قصۃ تاملین سدد و دو کندہ می آمد از اہل حد ہین مئی رنج ازین لیک این لکدہ  
خاطر سادہ و لے پانی کندہ خوش بیان کرد آن حکیم غزنوی + بہر محبوبان مثال معنوی + کہ ز قرآن گردینہ  
غیر قال + این عجیب نمودن اصحاب ضلال + کہ شمع آفتاب پر نور + غیر گرمی نیا چہ چم کوہ + خطر بھی ناگاہ  
از خزانہ + سر ہرون اور چون طغانہ + کاین سخن پست است یعنی شتوی + قصہ پیغمبر است و پیروی نیست  
ذکر و بحث اسرار بلند + کہ دو اندا و لیا دان سو سمند + از مقامات متبل تافاء پایہ پائے ملاقات خدا  
شرح جو حد ہر مقام و منزلی + کہ بیر زو پر و صا جدلی + جملہ ستر ستر فساد است و فسون + کو دکانہ قصہ بیرون  
حد و ہون + چون کتاب اللہ پیام بہ ہون + اینچنین طعنہ زندگان کا فران + کہ اساطیر است و افسانہ نثر ہون

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے جلسہ اعلیٰ مجلس بالفتح محل تمام کی کر دین کو کہیں اپنا قرطیہ بطن اور  
 اسی قبل تھل خدا کی طرف رجوع کرنا اور دنیا سے جدا ہونا اساطیر قصیدہ گو شمشان شوشت خارت بیان  
 اس فتنہ کا ہو کہ قبل اس سے کہ یہ قصہ تمام کہو پہنچا ایک دھواں کریدے والا جس سے لوگوں کی  
 آنکھیں تیرہ اور داغ غیر ہوں کیا میں اسکا کچھ خیال نہیں کرتا کہ جو کہ غرت ہو کہ بباد اسکی دھسا دہا  
 علی خاطر کی کوچن مارے اور بیقرار کر دے دیکھو کیسی اچھی مثال حکیم غزنوی نے معنی دار مناسب حال  
 مجبوں کے چہرہ اعلیٰ معنی قرآن سے پردہ پڑا ہو کسی پر کابل ضلال ترکان سے سواے قال کے اور کچھ  
 نہیں دیکھتے مقصود اعلیٰ سے اس کے کچھ واقف نہیں ظاہر کے عقید میں اور یہ اسے کوئی تعجب کی بات نہیں  
 آسمان سے کہ آفتاب یکساں نور سے بزرگ ہو کر آفتاب کی آنکھ سواے گرمی کے اس کے نور کو نہیں دیکھتی نہ کسی  
 شمع سے واقف ایسے ہی ایک خریطہ اپنے حق نے عرفان سے سر اٹھایا ایسا جیسے حد سے گزرے ہو  
 اٹھاتے ہیں اور بطلان کی بھی عادت ہو کہ سر اٹھا کے سخت و درشت آواز کرتی ہو اور یہ کہا کہ یہ سخن  
 پست پر مینے منشوی کہ میں قصہ پیروں کے اور انکی پیروی کا بیان ہو نہ یہ کہ اس میں کوئی ذکر و بحث ہوا  
 بلند کی ہو جو اولیاء اس طرف اپنا گھڑا دوڑائیں یہ تو اس میں مطلق نہیں کہ مقامات قبل سے فلک سے  
 ترک دنیا سے فنا فی اللہ تک درجہ بدرجہ جدا جدا بملاقات خدا سبکی شرح اور سب کی حد و منزل و مقام  
 لکھے ہوں تو کوئی صاحب دل پر پا کے اسے اڑے یہ تو سراسر افسانے اور قصے ہیں اور ہنوں لوگوں  
 کے ہلکانے کے نہ کچھ ظاہر ہو نہ کچھ باطن آئینہ مقولات مولانا ہر کے ہیں کہ اگر میری منشوی پر اعتراض  
 کیا تو کیا بعید کا فتوح کتاب اللہ سے نازل ہوتی اس پر بھی یہی طعن کرتے رہے کہ پرانے لوگوں کی  
 اہلیں ہیں اور قصہ پست و خوار نہ اس میں کوئی دقیق ہو نہ کوئی تحقیق سیدھا سادہ بیان گذشتہ لوگوں کا  
 اختلاف شرح میں قال کو فال لکھا ہر قولہ کو دوکان غر و فہش میکنند نیست جزا مرید و ناپسند  
 ذکر آدم گندم و ابلیس مارہ ذکر ہود و داود و ابراہیم و نوح ذکر لوط و شعیب و طوفان بن ہذا ذکر کنعان و  
 خط تافن ہذا ذکر یوسف و ذکر زلف و ذکر یعقوب و ذکر یحییٰ و ذکر اسحاق و ذکر یساک و ذکر یساک  
 ذکر قصہ کعبہ و اصحاب قبلہ ذکر بلقیس و سلیمان و سبا و ذکر داؤد و زبور و داؤد و ذکر طوط و شعیب  
 صوم و ذکر یونس و ذکر لوط و قوم او و ذکر حمل مریم و نخل و مخاض و ذکر یحییٰ و ذکر یساک و ذکر یساک  
 ناقہ و تقسیم آب و ذکر ادریس و مناجات و جواب و ذکر الیاس و غیرہ و موت او و ذکر قارون و زمزم و فتن  
 فرعون و ذکر ایوب و صبور و ذکر اسرئیلیان و رتیبہ لاہ و ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا خلع تعلیم خطابت  
 و عطا و ذکر عیسیٰ و عروث و رجا و ذکر ذوالقرنین و حضور واریاء و ذکر فضل احمد و خلق عظیم و ذکر قمر از







خلق عظیم خلق ہوا اور مجوزہ شق القرآن کا یہ ہے کہ قرآن شریف میں ہوا اور یہاں ہر کہ سہل کے معنی پر مکتوب  
 لگا سکتے ہیں اور ایسے حصین خرد ہر کہی بھٹکی سبب شکل اور دشواری کے کہ دشوار پسند جبکہ پسند کرین  
 اسی پر کیا گیا کہ اگر کھجکویہ آسان و سہل معلوم ہوتی ہو تو ایسی کوئی سورتہ آسان تو تو اپنی طرف سے  
 لا چنانچہ فرمایا تو سورہ من مشکلاؤ تم سورہ مثل اسکے جینین اور اف نون اور جلد ابکار سے اور محمد  
 مدے کہ کوئی آیت اس سے سہل کہ تو لائین تو مرت قرآن کہ ایسا ہی مت جان لے میسے کہ ظاہر  
 میں اس ظاہر کے نیچے ایک باطن ہر غالب ہر الحکامات شیع میں بن کو بن رباعی کو رباعی لکھا اور  
 تفسیر صریح کی ان للقرآن ظہر او بطن او لبطنہ لبطنا الی سبقت البطن فی روایۃ الی  
 سبعین بطن بیشک واسطے قرآن کے ظہر کو لخت جاننے والا انکو سمجھتا ہو اور مجتہد  
 اس سے احکام نکالتا ہو اور بطن ہو کہ وہ بھید میں کہ عارف انکو سمجھتے ہیں اور اس بطن کا  
 بطن ہو ایسے ہی سات تک اور ایک وایت میں تتر تک

قولہ زیر آن باطن کی بطن در کبر و خیرہ کرد اندر و فکر و نظر و زبان بطن کی بطن سوم کہ در گرد  
 نزد با جملہ کم بطن چارم از بنی نوکس نرید و جز خدا ہی بے نظیر و بے ندیہ پچنین تا ہفت بطن ای ہوا الکرم  
 فی ثمر تو زین حدیث مستقیم تو قرآن او پس ظاہر میں ہو دیو آدم را نہ بنید غیظین و ظاہر قرآن چو شخص  
 آدمیت کہ تھو شش ظاہر و جانش خفیت و در و احد سال عم و خال و ایک سروی نہ مینہ مال  
 انکو گویا و لیا و کہ در و نہ تاز چشم مردمان پندان جوہر پیش خلق ایشان و از صد کہ اند گام خود چسپرخ  
 ہنتم می سند المعنی او پر جو فرمایا کہ قرآن کا جو ظاہر ہو اس ظاہر کے نیچے ایک بطن ہو ایسا جسوں  
 فکر و نظر و نون خیرہ و دیران ہوتی ہیں چھ اس باطن کے نیچے تیسرا بطن ہو جس میں ساری عقلیں کہ ہوتی  
 ہیں اور چوتھا جو بطن قرآن کا ہو وہ خدا کے سوا کسی نے نہ دیکھا جو پیش بے اند ہو ایسے ہی ای ہوا الکرم  
 سات بطن تک ہیں کہ یہ حدیث مستقیم ہو جو ہو اس سے گن لے جس تو او سر قرآن سے ظاہر ہی ظاہر  
 مت دیکھا ایسے کہ شیطان نے آدم کو سواک ما طین کے نہ دیکھا قرآن کا ظاہر ایسا ہو جیسے ایک جسم آدمی کا  
 انقوش اسکے ظاہر میں اور جان چھپی ہوئی ہو اسی کو خیال کر لو کہ اسنے ہی چھپا مومن سر پہ لگا تک کسی مرد  
 کو دیکھتے رہیں اور بال بھر اسکے حال سے واقف نہیں ہوتے اور یہ چشمہ شور ہو کہ اولیا اپنے چہرے  
 کے لیے پہاڑ کو چلے جاتے ہیں یہ کچھ بات نہیں ہو یہ تو اس حال میں کہ مخلوق کے سامنے ہیں کوئی  
 پہاڑوں کے اٹس پار ہیں اور اسی حال میں قدم حرج ہنتم پر کرتے ہیں

بیان اسکا کہ جانا انہیہ اولیا کا پہاڑوں اور غاروں میں لیٹے جیسا کہ کو نہیں ہی

ان مخلوق کے خوف تشویش سے بلکہ مخلوق کو ہدایت پر دینا سے قطع ہو چکی  
 تھی کہ میں چاہتا ہوں کہ جو پودہ کہ درخت دیا وہ کہ آن سو پودہ و شاخیں بنو بسوی کہ اگر سخت مکرش کرے  
 فلک صلیب رخت و چن کرید و ندید و گردشان و تغزیت جامہ پوشید آسمان و گویا ہر آن پری پنہان  
 بود آدمی پنہان تر از پر یان بود و نزد عاقل آن پری کہ مضمرست مادی صدارت خود پنہان ترست آدمی  
 نزدیک عاقل چون نفیست و چون بود آدم کہ در غیب و غفیست و آن کی بشنید از گرگی سخن و ز غش  
 خواجہ کا سی مقصود کن و بچنین گرگی سخن با من بگفت و خواجہ را با صد طرب دل گشت جفت و گفت ای یار  
 آدرم من برین و بچون صدیق و فاروق حسین و خواجہ دانستی کہ در ہر چون و چند و مرور ایشان لغت  
 نیستند و معنی بتائید صدر فراتے ہیں کہ شخص سیکرٹون پہاڑون و دیاؤن سے اس بار ہودہ کیونچہ پکا  
 کیون پہاڑو ڈھونڈے گا اسکو حاجت پہاڑ کی طرف بھاگنے کی کیا ہو وہ تو وہاں ہو کہ اس کرہ فلک کے  
 پیچھے دوڑتے دوڑتے سیکرٹون نعل گرائے ہیں اور پیوچ نہ سکا چرخ کہ کوئی وقت و دواوش سے خالی  
 نہیں ہر چند و ڈرا وھو یا اسکی اسے گرد بھی نہ دیکھی ناچار تپوس ہو کے نیلا جامہ آسمانی ماتم کا پہنا اگرچہ  
 پری جو ذہن میں ہو بٹا ہر پنہان ہو مگر آدمی جو پنہان ہو پریوں سے زیادہ ہو جو لوگ کہ عاقل ہیں انکے  
 نزدیک وہ پری جو مضمر و پوشیدہ ہو مگر نظر نہیں آتی آدمی اس سے سو حصہ زیادہ پوشیدہ ہو کہ کوئی اسکا  
 آگاہ نہیں ہو وہ آدمی جو نزدیک عاقل کے غفی ہو وہ مانند بوشل آدم کا ہو جو عالم غیب میں صفی و برگزیدہ  
 تھے دوسری تشیل ہو کہ ایک شخص نے ایک بیڑے سے کوئی بات سنی اور اس زمانہ کے خواجہ سے ملکر  
 کہا کہ ای مقصود کن کے بیڑے نے مجھ سے اس قسم کی بات کسی مقصود کن سے یہ مراد ہو کہ تیرا ہی وجود  
 مقصود تھا اسی سبب سے کن کہا گیا یہ بات سنکے خواجہ کامل نہایت خوش اور سیکرٹون طرب سے نہایت  
 ہوا گامین اس بات پر ایان لایا اور ایسا ایان لایا کہ صدیق و فاروق حسین دو لون بزرگ مثل میرے ہیں  
 اس اعتقاد میں آدر وہ ایان لانے کی سخن گرگ پر یہ تھی کہ خواجہ خوب جانتا تھا کہ جتنی مخلوق بہ صفات  
 چون و چند ہو کوئی انہیں ایسا نہیں ہو کہ مرد خدا کا مخالف ہو اختلاف شرح میں خواجہ را با طرب ام لکھا  
 میں نہیں جانتا یہ صفات خواجہ کی را کی طرف جو رہن ہو کسی ہو اور اگر کسی قسم کے ہمزہ کو تھرا یا جاوے  
 تو چنانہ نہیں اس واسطے میں نے لفظ صد کا بڑھا دیا ہو کیا عجب سوکاتب سے رنگا ہو

تسبیح اولیا و کلام اولیا بعضاے موسلی و فسون عیسیٰ علیہ السلام

قولہ آدمی ہون عصای موسیت آدمی ہون فسون عیسیت و در کف حق بگرداد و ہر ترین و قلب میں  
 ہست میں اولا میں و ظاہر ش چوبی و لیکن پیش اور کون یک لقمہ چوبکشا یہ گلو تو ہرین فسون میں و وصو

آن بہین گزیدی گریزان گشت موت و قویں را فزون آن لہجات بہت ، آن نکر کہ مردہ بر جہت و جہشت  
 قویہین مران عصا را سہل یافت ، آن بہین کہ بجا خضر اشکافت ، تو دوری دیدہ چہر سیاہ ، یک قدم  
 پاپیش نہنگ سیاہ ، تو دوری می بینی غیر گرد و اندکی پیش آہین در گرد مردہ دیدہ را اگر دورہ روشن کند ،  
 گو بہار مردی اور کند ، احسن بطریق صدر گتے ہیں کہ یہی آدمی ہو کہ شل عصا موسیٰ کے ہوا و یہی آدمی ہو  
 کہ مثل تم ہیں کہ دیکھو سی کر اتین عصا سے ظاہر ہوئیں اور کیسے مردے دم جیسی سے زندہ ہو جیسے  
 عصا حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں واسطہ داد و نریت کے تھا ایسے ہی دل ہون کا خدا کے کف میں بیان  
 اٹھایوں کے ہر جہر چاہتا ہو اور ہر پتہ ہر ظاہر تو عصا ایک چوب ہر لیکن اگر حلق نیلوانے تو ساری دنیا  
 اس کے سامنے ایک لقمہ ہو تو اسکو چوب ہر جان ایسے ہی نہیں جیسی میں حرف و صوت کو مت دیکھو  
 دیکھو جس سے موت بھاگ گئی اور اس فزون کے لیے آہستہ آہستہ مت دیکھو اسکو دیکھو جس سے مردہ اٹھ  
 بیٹھ گیا تو یہ مت دیکھو کہ عصا کو حضرت موسیٰ نے حضرت شعیب سے سہل پالیا تھا تو یہ دیکھو کہ بحر فکرا نے  
 لیسا پہاڑ دیا تھا تو نے دوری سے آدمی کا چہرہ یعنی آب و گل کھ لیا ہو ایک قدم ہی پاؤں آگے  
 بڑھایو دیکھو کیسی سیاہ اسکے ساتھ تو دوری کے سبب سے سوا گرد کے کچھ نہیں دیکھتا ذرا آگے بڑھ تو یہی  
 گرد میں تجھ کو نظر آئے اور وہ مرد کہ جلی گرد آنکھوں کو روشن کرے اور پہاڑوں کی زمی دہی فوت کے لکڑی  
 تفسیر قرآن تعالیٰ یا ببال اپنی معدہ اطرار پہاڑ و رجوع کرو داؤد و کیطوف اسکی راہ میں اور اس کے  
 کلام میں اور اسی طائر و رجوع کرو

قولہ چون در آمد موسیٰ از اقصای دشت ، کوہ طور از مقدس ، قاص گشت ، موسیٰ داؤد از فرش تابان  
 شدہ ، گو بہار اندیشی تالان شدہ ، کوہ باداؤد گشتہ ہم رہی ، ہر دو مطرب بہت درخششی ، یا جبال  
 او بی ام آرمہ ، ہر دو ہر آواز ہم پردہ شدہ ، گفت داؤد تو بخت دیدہ ، بہین از ہر طران بریدہ ،  
 اسی غریب فردی مونس شدہ ، آتش شوق از دولت شعلہ زدہ ، مطربان خواہی و قوال دہریم ، گو بہار  
 بہشت آرو آن قدیم ہما کہ قوالی و سرائی کنند تا پیشیت بادہ پیائی کنند تا بہانی نالہ چون کہ بارہشت  
 بی لب و دندان بی رانالہ است ، نغمہ اجزای آن صافی جسد ، ہر شہی در گوش حسش میرسد ، ہنشنیان  
 نشوئند و بشوئند ، اسی تنک جان کو فیش بگرد و ہنگ و در نفس خود گنگ و ہنشنیان و ہنرد و ہنرد  
 صد سوال و صد جواب اندر دولت ، میرب از لامکان تا نزلت ، کہنی جب حضرت موسیٰ اطراحت  
 امین سے داخل ہوئے تو ایسے ذوق و شوق سے آئے کہ کوہ طور بھی انکے شوق کی تاثیر سے پانچ  
 اور یہ وہی آنا ہر جو وعدہ دیدار پر گئے تھے ایسے ہی صورت داؤد کی جب اسکی فروزیابی سے

سروش چوئی اور دھولہ عشق کا جوش زن ہوا تو پہاڑ اٹلے سبب سے نالان ہوئے اور انکے چراہ یعنی  
انکے اور پہاڑوں کے ایک راہ تھی اور راہیان اس معنی میں ہر جگہ گانے والے ابتدا میں بطور کہنگ  
شروع کرتے ہیں اور یہ دونوں مطرب ایک ہی بادشاہ کے عشق میں مست تھے پہلے جبال ادبی کا  
اور ہوتا یہ دونوں ہم آواز و ہم پردہ ہوئے معنی آیت کے سرخی میں سطور ہوئے لفظ پردہ بھی برعایت  
راگ کے ہوا اور کہا اور دو تو جو بخت دیدہ ہوا اور میرے واسطے ہمارا ہوں سے جدا ہوا ہوا غریب تھا  
بے مونس شدہ آگ میرے شوق کی تیرے دلے شعلہ اٹھا ہی ہو تو مطرب اور قوال و ندیم چاہتا ہوا  
وہ قدیم پہاڑوں کو تیرے سامنے لاتا ہوا تاکہ تیرے سامنے کام قوال و سرنا بجانے والے کا کرین اور  
باد وہ پیائی دکھائیں یعنی تجھ کو اپنی مستی بتائیں تو تو جانتا کہ پہاڑ کو جلال و درخش سے ہوا یہی  
بے لب و دندان کے ولی حق کو نالے ہیں کہ اس صافی جسد کے اجزائے نفع پیدا ہوئے ہر رات  
آسکے گوش میں پہنچتے ہیں رات کی قید اس نظر سے ہو کہ عاشق کو رات بڑی دشوار ہوتی ہو  
کہ وہ نفع تو منتظر ہو مگر پاس بیٹھے وہ نہیں سنتے بس کیا خوش وہ جان ہو جو اسکے غیب پر گر ہو  
ہو کہ اپنے نفس میں سیکڑوں ایسی گفتگو میں دیکھے جنکی ہنشین ہو یہی پائے سیکڑوں سوال و سیکڑوں جواب  
تیرے دل میں لامکان سے تیری منزل تک نازل ہوں گویا پردہ بندہ جانے

### جواب طاعن مشنوی کا اپنے ہی قصور پر

قولہ مشنوی تو لشکر دران گوشتہ کہ نیز دیک تو آرد گوش را کہ ہم آزار اگر تو خود می نشنوی، چون شالش  
و بیہ چون نشنوی، اسی سگ طاعن تو خود می بینی، طعن قرآن را بروں شو مبین، این نہ آن شیرت  
گزری جان بری، دیا ز چہ قہرا و ایمان بری، تا قیامت میزند قرآن نہاد کای کردہ جملہ اگشتہ خدا  
مر مرا افسانہ می پنداشتید، تخم طعن و کافری میکاشتید، خود بیدیدای خیسان زمین، کہ شاہد میدافسانہ زمین  
کا چیدای کہ طعن میزدید، کہ شافانی و افسانہ بیدید، من کلامم و قائم بذات، قوت جان جان و نہ قوتی  
ذکات، نور خورشیدم قہر و بر شام، لیک از خورشید ناگشتہ جدا، نہک نم پیوے آن آب میات، تا رہا نم  
عاشقان را از مات، اگر چنان کند آرتان غنی، جبرہ بر گورتان حق بختی، می گیرم گفت و پند آن حکیم  
دل نگر و نام زہر قوی سقیم، تا بیا بدور من از او دوا، فارغ آیم من زہر طعنی جدا، آنکہ فرمودست از اند  
خطاب، ذکر و ماورینور و مذاب، المعنی او پر جو کہا ہو سیکڑوں سوال و جواب لامکان سے تجھ پر نازل ہوئے  
وہ ایسے ہیں کہ تو تو شکیا لیکن اور گوش آنکو نہیں سنیکے چاہے کتنے ہی کان تجھ سے لگا دیں اچھا ہمنے  
مانا کہ تو خود نہیں سنتا جب مثال اسکی دیکھی کہ پہاڑ نالان و ہم آواز ہوئے تو پھر کیوں نہیں سوتا اور خاموش



ہوتا اور سگ طاعن قوت بدھ سے جتا ہوا وطن قرآن کی تفسیر سے نکالے جاتا ہوں عین جانتا ہوں کہ میر  
 نہیں ہو کہ جس سے تو جان بچالے یا اسکے قہر کے چبے ایمان بچالے اور اصل یہی دو چیز ہیں تو سہل  
 ست بان قیامت تک یہ قرآن دیا کر گیا کہ اگر وہ جہل کے خدا گشتہ تم مجھ کو قصہ کہانی جانتے رہے اور  
 ختم طعن و کافری کا بوتے رہے تھے اسو ناپیروزمانہ کے خود کو دیکھ لیا کہ تم ہی افسانہ زمانہ کے تھے زمین  
 اور اسی طاعن تھے دیکھ لیا کہ تم ہی فانی اور افسانہ تھے میں تو کلام حق کا جہن اور بذات خود قائم اور  
 قوت جان کی جان کا نہ وہ قوت جو نکات سے ہر عینے پہنچ جس سے سر اور ہر غلہ ہوتیں نور آفتاب کا جہن جو  
 آفتاب کی طرح پھر پھار ہوں لیکن خورشید سے جدا نہیں ہوں دیکھ میں اس آب حیات کا ایک چشمہ ہوں تا اپنے  
 عاشقوں کی حیات بخشی کروں اور مات سے بچاؤں تھے تو بدبو جس کی اٹھا رکھی ہو اگر ایسی بدبو اٹھا  
 تو ایک جہد حق تعالیٰ ہی تمھاری گور پر ڈال دیتا جیسے امرامی نوشی کے وقت جہد زمین پر ڈال دیتے ہیں  
 ہیں اس حکیم کے قول وہی موت کو نہیں مانتا اور اپنے دل کو ہر قول سقیم و روگی سے نہیں بچتا کہ  
 اسکا اشارہ طعن مہود ذہنی کے ہر قوم پر اور اس سے دعا پائے اور میں اسکی ہر ظن جدا سے نجات پاتا ہوں  
 یہ نہیں ہو گا جو بھی مجھے معلوم ہو جو مادر کرنے کرے سے خطاب کر کے کہا ہو پانی پینے کے وقت میں جو  
 دونوں پیتے تھے اختلاف شرح میں زبان کو ذرا اور نہ من کو زمرن بدیدہ کو بدیدی تا قوت کر یا قوت

بک کو یک تان کو نان سے نگیرم کو نے بگبیرم

مثل لانا بجائے کرہ میں پانی پینے سے

قولہ می شواہد بدھ دم آن نفور ہر اسپان کہ بلانین کہوہ آن شولیدن بکرہ میر سیدہ سر بھی برواشت  
 وزخو میر سیدہ مادوش پر سید کامی کرہ چرا می رمی ہر ساعتی زین ہتھا گفت کرہ می شولند آن کرہ  
 از نفاق باگ نشان دارم شکوہ، بس دلم می لرزد و انجا میرود و زان نفاق نفورم میر سیدہ گفت  
 مادر تاجہان بدوست امین و کارا فرایان بدند اندر زمین، ہین تو کارنہ دیش کن ای ارکندہ، ہو کہ  
 ایشان ویش خود بر میکنند وقت تنگ و میرود آب فراخ و پیش از ان کنز ہر گودی شاخ شاخ، شہر  
 کاریزیت پر آب حیات، آبکش تابوہ از تو نبات، آب خضر از جوی نطق اولیا، مجید می قشند  
 غافل یا، گریہ میں آب کو را نہ بفر، سوی جو آور ہو در جوی زن، چون گران میں شوی تو ستل  
 رست از تعلیق خشک آنگاہ دل بلعنی شولیدن پرمون و فریاد کروں ہلاک از تبیہ ستل لیل جو یہ  
 فرستے ہیں وہ نقل کرہ اور مادر کی یہ ہو کہ نفور کو گھوڑوں کو پانی پلاتے وقت لکارتے تھے کہ خضر  
 ہوا اس کو جو سے آجو ر جگہ پانی پینے کی وہ لکرا ایک کرہ کو پوچھتی تھی بار بار سر اٹھا تا اور بجا لگتا تھا



اسکی تان نے پوچھا کہ اگر تو کیون بھاگتا ہوا پانی ایک سو پور کے نہیں پیتا کر کے کما وہ گروہ ہوا  
ہرین انکی آواز نفاق سے مجھکو بہیت ہوتی ہو میرا دل کانپ جاتا ہوا اور بھکانے نہیں ہوتا اور اس  
اتفاق کے فطر سے مجھکو غن آتا ہوا تان نے کہا اسنادان جب سے یہ جہان ہوا تو ایسے فضول الگ  
جہان میں ہوتے ہی چلے آئے ہیں خبردار ہوا اور جہند تو اپنا کام کر جائے گا اپنی ڈاڑھی کھسوٹنے دے  
وقت تنگ ہو اور آب فراخ ریلہ کا کھلا جاتا تو اس سے قبل اپنا کام کر کہ اسکی بدائی سے شغل شاغ  
ہوئے یہ شہر یعنی دنیا شہر کا ریز پر آب حیات کا ہو تو اس سے پانی نکال تار و سید کی تیری خوب نشوونما  
پائے کا ریز آج سے زیر زمین آئندہ شہر ایک تفسیر کہ نطق اولیا کی ایک نہر ہو لبالب آب حیات سے  
بس ہم تو اسیکہ پانی پیتے ہیں اس تشنہ غل تو بھی آ اگر تو اندھون کے مثل پانی نہیں دیکھتا تو پنا  
گھر نہر کے پاس لا اور نہر میں ڈال پھر اسکو بھاری پائے تو مستدل ہو گیا دلیل سمجھا بلکسی اور قلیہ  
نیک سے دل تیرا خلاص ہو گیا اختلاف از نفاق کو ذائقہ شرح میں لکھا ہو قولہ جوفہ ہر شک با نیش  
نہا کران بینی تو شک خویش را گر نہ بیند کور آب جو عیان و لیک بیند چون سوگر و دگران کہ جو اندر سو  
آبی برفت و کاین سبک بود و گران شد آب زفت و زانکہ ہر باوی مراد می ربود و باوی را باید م قلم فروزد  
مرسلیمان را باید ہر ہوا و زانکہ نمودن شان گرافی توئی کشتی بی لنگر آمد مرد و شر کہ ز باد کثر یابد و خدا  
لنگر عفت عاقل و امان و لنگرے در یوزہ کن از عاقلان و از دہای خرو چون در ربود و از زمین  
و بر آن دریای بود و زمینین امداد دل پر فن بود و پیمہ از دل چشم ہم روشن شود و زانکہ نور از دل برین  
ویدہ نشست و تا چو دل شد دیدہ تو عاقل است و دل چو برانوار عقل پروردان نصیب ہم ہو ویدہ رسد  
پس بدان کاب مبارک از آسمان و وحی دلہا باشد و صدق باین و ما چو آن کرد ہم آب جو نوریم و سو  
آن دسو اس طاعت نگریم و پیروی پیبران رہ سپر طعنہ خفاکان ہمہ باوی شہر و آئندہ اوندان کہ رہ  
طی کردہ اند و گوش و ابانگ سگان کی کردہ اند و المعنی تو اپنی شک آب اندیش کو نہر میں ڈوبو  
تو شک کو گران دیکھے نہر پر شک باطن اگر اندھا آب نہر کا عیان نہیں دیکھتا جب تو جانیکا  
کہ اپنا سبب بھاری پانیکا کہ اثر اس نہر ہی سے پانی گھرے میں گیا ہو کہ یہ سبب تھا اب بہت گران  
ہو گیا اور جانیکا کہ پہلے تو ہوا مجھکو اڑاتی رہتی تھی میں نے باو خواہش نفسانی اب جو نہیں اڑ سکتی  
تو معلوم ہوا کہ جو مجھ میں بڑھ گیا اور جو سلیمان کو ہر ہوا اڑاتی تھی یہ سبب تھا کہ انہیں گرافی توئی  
کی نہ تھی وہ سب سے پاک ہو گئے تھے جو کوئی مرد و شر کا ہوا یا ہو جیسے بے لنگر کی کشتی کہ جسکو ہر وقت  
باد مخالف سے خوف ہو اور لنگر کیا ہو عقل عاقل کی جو مرد کامل ہو کہ وہ لنگر باعث امان ہو پس تو

عالموں سے اس لنگر کی بھیک مانگ اور حاصل کر اس واسطے کہ جب ضرورت ملے تو اسے دیا جائے جو دے کے خزانہ دے سے درجہ حاصل کیے تو ایسا ہے کہ یہ دل پر فن ہوتا جو اور دل سے تڑپ کے آنکھ میں پہونچتے ہیں تاکہ روشن ہو جاتی ہو سب کچھ سوچنے لگتا ہو فن نفع و تشہید نون حال و گونہ و نورغ از ہر چیز و ہنر اور آنکھیں اس سبب سے روشن ہو جاتی ہیں کہ وہ نور دل سے آنکھ میں پہونچا ہو ورنہ دل بیکار ہوتا ہو تو آنکھیں بھی بیکار ہوتی ہیں جب تو نے دل کو انداز عقل پر پر لگایا تو اسی سے تیری دونوں آنکھیں کو کبھی نور پہونچا بس جان لے کہ یہ آب مبارک جو آسمان سے نازل ہوا ہو وحی دلون کی ہوا و وحی بیان ہو لاریب فیہ و نزلائ من السامار مبارک نازل کیا جسے آسمان سے مبارک لاجرم ہم جو شل ہنس کو فکے آج بچتے ہیں تو چاہے دوسو اس طاعن پر نظر نہ کریں تو سیروی پھیران راہ کی کر مخلوق کے جو طعنے ہیں سب کو ہر دو جان ان خداوندوں نے جو یہ راہ ملو کی ہو تو انھوں نے ان کونگلی آواز پر کب کان لگایا ہو یہ ہمیشہ عفو کرتے رہے ہیں

### بقیہ قصہ جہان سجد جہان کش

قولہ باز گو کان پاکباز شیر مردہ اندران سجد چہ بنود و چہ کردہ خفتہ در سجد خود اور اخواب کو مرد و غرقہ گشتہ چون خسد بگوہ خواب مرغ و مابیان باشد ہی، عاشقان رازیر غرقاب ہی و نیم شب آواز با بولی شہید کا ایم آیم بر سر ت ای مستفید پنج کرت اپنہین آواد سخت و میر سیدہ دل ہمیشہ نکت نکت المعنی آب ہم اس جہان سجد جہان کش کا ذکر کرنے کو بتنا فرضی اپنے نفس نفیس کی طرف مخاطب ہیں کہ اس پاکباز شیر مرد کا حال تو کہہ کہ اسے اس مسجد میں کیا دیکھا اور کیا کیا مسجد میں سویا تو لیکن فینہ کہاں نہ عاشق عشق میں ڈوبا ہوا پھر کیسے سوتا تو ہی بنا کہ مرد غرق گشتہ بھی کہیں سوتا ہو عاشقوں کے خواب جو عرقاب غم میں ڈوبے ہوتے ہیں ایسے ہوتے ہیں جیسے مرغ و ماہی کے کہ دم بھر میں سوتے ہیں اور دم بھر میں جاگتے ہیں غرض جب آدمی رات ہوئی تو اسے ایک آواز ہونا کسنی کہ احو مستفید اب تیرے سر پر آتا ہوں اور بیکار یہاں تک کہ بیخ بار ایسی ہی آواز سخت آتی رہی جس سے دل گڑے ہوا جاتا تھا اختلاف شج میں بگو کو گلو ہول کو حول لکھا ہو

تفسیر آیہ و اجلب علیکم جمیع درجک و شارکم فی الاموال والاؤلا و وعدہم و ما یعدہم الشیطان الا عذرا اس آیت میں خطاب الیس کی طرف ہی پرانیختہ کر انہر اپنے سوار و پیادے اور شریک ہوانے مال و اولاد میں اور وعدہ کر ان سے اور نہیں وعدہ کرتا ہی اسے شیطان مگر فریب کا

قولہ تو کہ عزم دین کنی با اجتہاد و دیوانگت بر نذر نذرنا و کہ مرزا سوبیدیش الغوی کہ ہر شیخ و درویش و شیخ

بدینہ گری زار ان واسطی و خوار گری و پشیمانی خوری و توبیم باہگ آن دیو لعین و واکر و سی در ضلالت  
 از یقین کہ ہا فردا پس فردا تراست و راہ دین پویم کہ مہلت پیش ماست و مرگ مہنی باز گوازیب و دست  
 میکشد ہمایہ رانا باہگ خاست و باز عزم دین کنی از ہم جان و مردہ سازی خوشین را یک زمان پس رخ  
 بر بندہ از علم و حکم کہ من از خود فی نیارم باچی کم باز باہکی برزند بر تو نہ کہ بر ترس و باز گردانیت فقہ باز گری  
 رزہ روشنی و آن صلاح علم و دین بر نگہی و سالما اورا باہکی بندہ و چنین ظلمت ندا فگندہ و بہیت باہگ  
 شایطین خلق را بندہ کردست و گرفتہ خلق را ہست چنان نوید شد جانفش زور ہارادہ ان کا فرمان زائل قبولہ  
 آن شکوہ باہگ آن طعون بود بہیت باہگ خدائی چون بود بہیت بازست بر کبک نجیب و مرگس نہیت  
 زان بہیت نصیب و زانکہ نبود باز صیاد کس و شکستیان می گس گیر و دس و عنکبوت دیو چون تو ذباب و  
 کرد فردا زہر بر کبک و عقاب باہگ دیوان گلابان شقیات و باہگ سلطان پاسبان اولیاست تہانیا فر  
 بدین دو باہگ دوہ قطرہ از بحر خوش باہر شود و معنی جسوت تو ارادہ دین کا کرتا ہو باہتہادینے بختوہ  
 راہ صواب تو شیطان تیری ذات میں گنگے جھکو آواز کرتا ہو کہ ای جھکے گمراہ اس طرف مت جا کہ محنت و  
 محتاجی میں گرفتار ہو جائیگا مفلس و مینوائی میں پڑیگا یار و ن سے جدا ہوگا اور خواری پشیمانی اٹھا لیگا  
 جیسا کہ فرمایا الشیطان یعدکم انفق شیطان وعدہ کرتا ہو جھکو فقر کا بس تو یہ آواز اس دیو لعین کی سنکے  
 ڈرتا ہو اور ضلالت کی طرف دوڑتا ہو یقین سے تبا و کرتا ہو کہ نہ دیکھ لیگے ابھی تو مہلت جھکو ہو کچھ آج تھوڑا  
 مرے جاتے ہیں کل ہو پسوں و راہ دین میں بھی چل لیگے بعد اس ارادہ کے مرگ کو دیکھا داپنے باہن  
 کسی ہمایہ سے کہ وہ اٹھو مار رہا ہو حتی کہ وہ مرا اور رونے پٹینے کی آواز ناٹھی اٹھو دیکھ کے پھر تو ارادہ  
 دین کا کرتا ہو اپنی جان کے خون سے اور اس خیال میں تھوڑی دیر آپ کو مردہ بناتا ہو اور سچ میں پڑ جاتا  
 اور تھیار علم و حکمت کے باندہ حکم مستعد ہوتا ہو اور کہتا ہو میں ایسا ہو گیا ہوں کہ اب کسی سے گھٹ کے قدم  
 نہیں رکھو گا پھر وہ مکر کی آواز تھیر لگاتا ہو کہ اس راہ سے لوٹ فقر تلوار تو لے تیرے سر پر کھڑا ہو اس سے  
 ڈرتے پھر تو وہ تھیار علم و دین کے پھینک پھانک کے راہ روشنی سے بھاگ مچلتا ہو آنحضرت برسوں تو  
 ایسی باہگ کا بندہ بنا رہتا ہو اور ظلمت ضلالت میں کھل بچائے پڑا رہتا ہو دیکھ کیسی بہیت باہگ شیطین  
 کی ہر جسے مخلوق کو بندہ بنایا ہو اور اٹھا گلا گھوٹا ہو کہ ایسی جان انکی نور سے نا امید ہو گئی جیسے کافروں  
 کی روح اصحاب قبور سے چنانچہ فرمایا یا ایہا الذین آمنوا لاتموتوا تو ما غنبل اللہ علیہم قدیسو اس الاخرۃ  
 لکامیں الکفار من اصحاب القبور ای ایمان والو مت دوستی کرو اس قوم سے چہر اللہ کا غضب ہو دیا لک  
 و یا یوس ہوے آخرت سے جیسے کفار یا یوس ہوے اصحاب قبور سے کہ وہ پھر لوٹ کے نہیں آئینگے

اب فراتے ہیں ذرا خور تو کہ جب اس بلوں کی آواز میں ایسی ہیبت شکوہ ہو تو باہک خدا کی کیسی ہیبت  
 شکوہ ہوگی لیکن ہیبت باز کی کلبک بنیہ شریف پر موتی ہوئی کو اس ہیبت سے کچھ حصہ نہیں کلبک سے  
 مراد خاصان خدا ہی عوام ان اس ہوا سے کہ باز شکاری گس کا نہیں کھین کو گریان ہی کی دیتی ہیں  
 یہاں گریان مراد شیا طین سے جو بس عنکبوت شیطان کی تہہ ہی جیسی بھی پر گرد فرکتی ہو نہ کلبک عقاب  
 لاجرم باہک شیطانوں کی گلہ بان بلغیبوں کی ہوا اور باہک سلطان کی پاسبان اولیا کی آوریہ باہک سلطان کی  
 اس سبب سے پاسبان اولیا کی جو کہ بسبب ان دونوں آوازوں کے کوئی قطرہ بحر فوش کا بحر شوق  
 سے نہ ملنے پائے اختلاف شرح میں باز کو کوئی اصل کہ اوہ باز کو بکاف عجمی لکھا ہو خواست کو خواست  
 تاننا میزد کو تاننا میزد با سحر کو یا سحر

### پوچھنا باہک طلسم کا آدھی رات میں قہمان مسیحا کو

قولہ بشوا کنون قصہ آن باہک سخت کہ نرفت از جا ہذا آن نیکیست گفت چون ترسم چہ ہیبت آن  
 طبل عید یا دہل ترسد کہ زخم اور رسیدہ می و پلہای تھی و پر کو ب چشم مان از عید چون شد زخم چو ب  
 شد قیامت عید و بیدیان دہل با چو اہل عید خندان چو گل بشوا کنون این دہل چون باہک دژ  
 و یک دولتیا چو گوی نزد چو کہ بشوا آن دہل آن مرد و دید گفت چون ترسد دہل از طبل عید گفت باخو  
 ہین ملزبان دل کرین مرد جان بدو لان بی یقین وقت آن آمد کہ حیدر وارین ملک گیرم  
 یا پر دامن بدن بر جہید و باہک برو کای کیا حاضر ایک اگر مردی بیاد در دمان شکست آوار  
 طلسم ز رہی ریزید ہر سو قسم قسم و سخت چندان در کہ ترسد آن شہر تا بگرہ در ز پرسی ماہ در پشرد آن مسجد  
 ز در ہر جا چاہا مرد و حیران شد ز تقدیر آکہ بعد از ان برخاست آن شیر عنید تا سحر گرہ بیرون کشید  
 و دفن میکرد و می آمد بزر با جوال و تو برہ بار و گرو گنجا ہنا و آن جانبا زانان و کوری و ترسانی واپس  
 خزان و لخمی قسم بالکسر ہرہ و بخش فراتے ہیں کہ وہ آواز سخت جوی ایم کی آئی تھی اسکا قصہ سن کہ وہ دہان  
 اسکو شکے جو اس وادہ جارفتہ نہیں ہوا اور کہ میں اس سے کیوں ڈرون یہ تو طبل عید ہو ڈورے وہ ڈورے  
 یا دہل ڈورے کہ وہ زخم چو ب کی کھاتا ہوا آئندہ مقولے مولانا رکے ہیں کہ او خالی و حو لو اور خالی ایسے  
 کوٹ پیٹ سے بھرے ہوئے کیا سبب ہو کہ عید سے تمھارے حصہ میں یہ کوٹ پیٹ کیوں ہوئی اور زخم  
 چو ب کے کیسے تمھارے بخش ہوئے ایسا ہی حال قیامت اور بید یون کا ہو کہ قیامت عید ہو بیدین  
 دہل کٹنے پٹنے والے اور ہم ایسے جیسے اہل عید گل سے خرم و خندان اب سن اس دہل نے جو آواز کی ہو  
 اس آواز میں دیکھ تو ہانڈی آش دولت کی کیسی بکچی ہو و کتھا میں با ہمیں تاش کے ہوس جبے ہا ہا



اس سوچ بوجھ والے آدمی نے سنا کہا میرا دل بلل عید سے کیوں ڈرے اپنے دلیں کہ انجروار لڑان ست ہر  
 دل پکڑا جو جات دل والو با یقین کے جان نہیں مرنی بد لون بے یقین کی مرنی جو آب وہ وقت ہو کہ چہر  
 کروں یا تو ملک لون یا بدن کو جان سے خالی کروں جس یہ بات دل میں ٹھان کے اٹھ بیٹھا اور لکھا کہ  
 کما کہ او کیا خداوندگارے میں جا ضرہوں آجہ می ایم می ایم کیا کر ہا ہو یہ کہتے ہی خبر آواز سے وہ طلسم  
 ٹوٹ گیا اور زر قسم قسم کا ہر طرف سے بٹنے لگا حتی کہ شخص اس دریزی سے ڈرا کہ ایسا بہت سارے لیکے  
 کیسے راہ چلوں گا کون اسکو اٹھائے گا آنحضرت وہ مسجد ہر جگہ زر سے بھر گئی یہ تقدیر لکھی سے حیران تھا بعد  
 وہ شیر عید اسیتیرمہ اٹھا اور صبح تک دربار کو ڈھوتا رہا و دفن کر دیتا تھا اور پھر زند کے پاس آتا تھا کون  
 اور تو برہ لیکے بار بار دیکھو اس جاننا نے جو جاننازی کی خزانے رکھے ان سچے گھنے والوں نامروں کی کوری  
 ترسانی سے کہ وہ ڈراتے ہی رہے اس بیڈر نے ڈرین گھر بنا کے یہ درپایا الخلاف شج میں جہا  
 یا دہل کے تاتہی کے بعد وادعطف نادر و قمران کو مستمان مرکب کر کے کہ بڑا دھوکا دیتا ہو خزان کو  
 طران لکھا ہو قولہ این زر ظاہر بخاطر اہست + در دل ہر کور وون زر پرست + کو دکان اسفہا لہا لشکبشت  
 نام زر بہند و در دامن کنند + اندران بازی چو گوئی نام زر + آن کنند در خاطر کو دک گذر + بین زر مضروب  
 ضرب ایزدی + کو گرو دکان سدا مدرمدی + آن زری کین زرازان در تاب یافت + گوہر و تابندگی و  
 آب یافت + آن زری کہ دل از و گرد غنی + غالب آمد بر قدر در دشمنی + شمع بود آن مسجد پر واداد +  
 خوشن انداشت آن پروانہ خود سوخت پرش را و لیکن ساختش + پس مبارک آمد آن انداختش +  
 ہچ موسی بود آن مسجد و بخت + کاشی دید او بسوی آن دخت + چون عنایتا بر و موفور بود + ناری بہشت  
 آن خود نور بود + مدحی + چون بیانی سپرد تو گمان داری برونا برشہ + تو ز خودی آئی وادور تو است +  
 نارو خار و ظن و باطل زان سوخت + اسخی آب مقولات مولانا کے ہیں کہ یہ شرط ہر جو خاطر میں کج  
 ہون زر پرست کے سیلا ہوا ہو یہ ایسا ہو جیسے لڑکے ٹھیکہ یان توڑ کے گٹھون کے روپے پیسے بناتے ہیں اور  
 انکو زکیطح + دامن میں بھرتے ہیں اس بازی میں انکی جب تو نام زکالیکا تو وہی گٹھان انکی خاطر میں  
 گزریگی مگر بہن بیکار و کئی جس تھکا و دم ہو کہ ان گٹھون کو چھوڑا و جس زر پر سکے ایزدی لگا ہوا ہو اسکو دیکھ  
 انکی طرف رجوع مت کر کہ وہ مضروب + زری کا سد نہیں ہوا اور سردی ہو یعنی ہمیشہ اور یہ چند روز پھر تو  
 اسکو سمجھیکا کہ بیشک وہ زری سے خستہ گٹھان تھا اور وہ ایسا زری جیسے زرنے اس زر سے چمک  
 پائی ہو اور اصل و تابندگی اور آب حاصل کی ہو اور ایسا زری جس سے دل غنی ہوا ہو فنا کی صفت نہیں  
 ہو اور ایسا روشن کہ روشنی اسکی چاند پر غالب خیال کر وہ سب اس مہمان کے حق میں ایسی بھٹی جیسے



شمع اور جہان پروردگار اس کا جس سے برادری ہے اب کہ اس شمع پر کمال ہوا کہ یہ شمع جہان کی طرف  
 شمع کے جلنے سے اپنی کیفیت سے اس کو بہت زیادہ شکایا اسے سب انہوں نے اس کو بہت کشت کی  
 اور اب کہ اس شمع پر الہی دریا بہرہ و دل دیا دیکھا کیسا مبارک ہوا ایسا ہی ہر سو بہت شمع ہوتا تھا  
 شجر طور کی طرح آگ دیکھی ہر کہ غنائتین مذکور کی بہت تھیں آگ دیکھے وہ نہ تھا ایسے ہی یہ سو بہت تھا کہ  
 سب کی کیا کیفیت تھی اور کسی کے ساتھ نہ تھیں کئی لوگوں کو آگ جانا حضرت موسیٰ کا قرآن سے ظاہر ہے کہ  
 ہر افعال لابل کثرت الہی بہت ناراض وقت دیکھا موسیٰ نے آگ کو اپنی بی بی سے کہا تم سیاہ غم دیکھیں  
 آگ کو دیکھا تو لاؤں تو اس پر مردخ کو کیسے دیکھے تو اس پر گمان ناراض کار کھے ہوئے ہر سو نور کیسے کھو  
 سو جیسے ناراض ہوا و صاف بشریہ سے ہر تو اپنی خودی کے ساتھ انکی طرف آتا ہوا جاتا ہوا کہ عینس جاتا  
 اور وہ تجو میں گھسا ہوا تیرا نار و خار و ظن و باطل جو کچھ سب خودی کی طرف سے ہر اختلاف شمع میں  
 بل نہ خوب لکھا میری دانت میں بل کی جگہ میں خوب کی جگہ معزوب ہو قولہ اور نہت ہو سیت فیضیا  
 نور خوان ناراض خوان ابری بیانی نظام ایچمان ناری نمود ساکان رفتہ آن خود نور بود پس بدانکہ شمع میں  
 بر مشود مکان نہ چون دیگر آتشا بود و این نماید نور و دیار را در ان بصورت خاگل و در را این چو سازندہ  
 ولی سوزندہ و ان کہ وصلت دل فرزندہ شکل شعلہ نور پاک سازندہ حاضران را نور دوران در چو سازندہ  
 حاضران از غائبان خوشحال تر غائبان رفیت توفیق خبر این سخن رفیت پایانی بدیدہ گوہر شمع عاشق  
 صدر مجید الحسنی وقت موسیٰ اور شجرہ کلیم ایک ہی بات ہر وہی درخت جیسے علی انہوں نے دیکھی تھی غلام  
 بکسر شجرہ کا بند کرنا فرماتے ہیں وہ مردق درخت موسیٰ کا ہر نور حق سے بھرا ہوا اور فیضیا س تو اس کو  
 نور کہ کائنات کہ بارے کا اور یہ تو جاکہ غلام اس جہان کا مینے شیر خوارگی اور لذت میں اسکی چوڑنا مار  
 ہیں یا عین اور جب ساکان اہ خدا کے اس میں چلے تو وہ نار نور تھی نار تھی پھر اس بات کو جان  
 سب شمع دین کی روشن ہوتی ہو تو وہ مثل اور آتشوں کے نہیں ہوتی یہ آتش معلوم تو نور ہوتی ہو لیکن اپنے  
 یار کو جلائی ہو اور وہ ذوا کیواسے مثل نار کل کے ہر خوش آئینہ یہ آگ چو سازندہ مینے کام بنانے والی ہر  
 تو موزندہ بھی ہر اور وہ وقت وصلت معشوق کے دل روشن کرنے والی آئیسے ہی وہ نور پاک جو شکل شعلہ کے  
 ساز و بار ہر حاضر و غائب کے لیے نور و درون کے لیے نار ہر حاضر غائبوں سے خوشحال ترین غائبوں کو  
 اس سے خبر ہونے کی توفیق ہی نہیں دی ہو اب وہی صبر ہو کہ اس سخن کی تو پایاں بدین نہیں تو حدیث

عاشق اور صدر مجید کی کہ

ملامات عاشق با صدر جہان

قول کہ ان بخاری نیز خود شمع زور گشتہ بود کہ عشق آسان آن کہیدہ آہ سوزش سوی گردون شدہ در در دل  
صدر جہان نہ آردہ گفت با خود در سحر کہ گامی احدہ حال آن آوارہ ماچون بودہ او گناہی کردہ اوادیم لیک  
رحمت ما انید نہشت یک خاطر جرم زاترسان مغرورہ لیک خدا مید در سحرش بودہ من تیر ساغ قوج پاوہ ما  
و انکہ ترس من چہ ترساغ و را بہر و یک سر داؤدیر دونی بدان کہ خوشش از سر میرود۔ ایمان ما من تیر ساغ  
بجلم خانہ ان راتر س بر وارم ز علم پارہ دوزم پارہ بر موضع سیم ہر کسی را شربت اندر خود ہم ہست ستر و  
چون پنج درخت زان بر دیدہ برگماش از چوب تخت ہستی کہ سخی و آزار اس بخاری نے بھی آپ کو  
شمع پڑا لاینے اپنے معشوق کے پاس ایسا گیا جیسے پردانہ شمع پر گرتا ہو کہ جلنے مرنے کی مصلیٰ ہو انہیں  
اپس بھی بسبب عشق کے وہ سخی و سچ آسان ہو گیا تھا آہیں جرات دن مارا تھا تھا بھلا اسکے ایک ہر ہاک  
اسکے آسان پر سوچی کہ صدر جہان کے دل میں اسکی محبت پیدا ہوئی چنانچہ ایک دن صبح کو اپنے دل میں  
کہا کہ اچھا واہ احدہ وہ جو آوارہ ہا تھا معلوم اسکا کیا حال ہوا اُس نے گناہ کیا ہنسنہ دیکھا لیکن ہمارا  
رحمت کو خوب نہیں جانا کہ کیسی بڑی ہر اپنے گناہ کو بڑا جان کے آوارہ ہوا جرم کا دل تو ہم سے ترسان  
ہوتا ہو لیکن اُس ترس میں سیکڑوں امیدیں ہیں میں بیشرم سیوہ کو ڈرتا ہوں اور جو مجھ سے ڈرتا ہو  
اُسکو کیا ڈراؤنگا اسلئے کہ جب ہانڈی ٹھنڈی ہوتی ہو تو اسکے گرم کرنے کو آگ جاتی جو نہ اسکے لیے جو  
ابن ابل کے ہانڈی سے باہر نکل رہی ہو جو لوگ امین ہیں کہ ان سے مفسدہ کا خوف نہیں انکو غصہ سے  
ڈرتا ہوں اور جو ڈرتے ہیں انکے ڈر کو علم سے ڈرتا ہوں میں پارہ دوز ہوں پارہ پارہ کے ٹھکانے  
لگتا ہوں اور ہر کسی کو شربت اسکے لائق دیتا ہوں آدمی کا بھید مثل پنج درخت کے ہو کہ مناسب پنج کے پتے  
شاخ سے کہ وہ ایک چوبخت ہو نکلے تین اچھی جڑ سے اچھے پتے بڑی سے بڑے اختلاف شرح میں  
خاطر کو خاطر قولہ درخوار پنج رستہ برگماہ در درخت و در نفوس و در نہاد بر فلک بر راستہ ز اشجار و فاء  
اصل ثابت فواف فی الساء چون برست از عشق زیر آسان و چون غریدہ در دل صدر جہان موج نیز در  
دلش غمگنہ کہ نہ ہر دل تاوا آہ روز نہ کہ نہ دل تاوا ل یقین وزن ہوونی جدا و در چون دو تن بودہ  
متصل غریدہ سفا ل دو چراغ و نور شان مخرج باشد و ساغ بیج عاشق خود باشد وصل جو کہ نہ معشوقش بودہ  
جویا ہی اوہ لیک عشق عاشقان تن نہ کند عشق معشوقان خوش فریاد کند چون درین دل برق ہر دست  
ہست و اندران دل دوستی میدان کہ ہست در دل تو ہر حق چون شدہ تو ہر دست حق را بیگانی ہر تو  
بیج باگ کہف زون آید بہر از یکی دست تو بی دست و گدازش نہ می نالہ کہ کو آب گبارہ آب ہم نالہ کہ کو  
آب خوارہ جنب آبست این عطش در جان ماہ ما انان او و اہم ان ماہ حکمت حق و قضا و رقدہ

کرہ مارا عاشقان یکدگرہ جلا جزای جانندان حکم پیش بہ جفت جفت و عاشقان جفت خویشت بہ جفت  
 ہر جفتی نہ عالم جفت خواہ بہ است پچون کہ راوہرگ کاہہ آسان گوید زمین را مرعوب با تمام چون آہن و  
 آہن رہا بہ آسمان مردوزمین زن و زور و ہرچہ آن انماخت این ہی پرورد ہرچہ نما و گدگدیش بفرستاد و  
 چون نما تریش نم بہ بداد و ہرچہ خاکی جزو رضی را مد و ہرچہ آبی تریش اندوہد ہرچہ منی باہم غفلتا و خروشا  
 مسخہ نقیج جاسی روان شدن چہی و روانی بسا سی بڑکے لائق تپے جتے ہین درخت اور غشول و غشول  
 مین پنے ذاتون اور غشولون مین کہ وہ برگ اعمال و افعال ہین جس جوا شبار و فلکے ہین کہستہ سان پھل  
 ہین کہ انکی اہل بیان جی ہر اور فرج آسمان پرکما قال اللہ تعالیٰ مثل کلمۃ طیبۃ کثیرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا  
 فی السامواتنی اکلہا کل مین باذن ربہا مثل کلمۃ طیبۃ کی مثل شجر طیب کے ہر کجا اسکی خاک مین ہر اور فرج اسکی  
 آسمان پر دیتا و میوہ اپنا اپنے رب کے اذن سے جب عشق کا درخت نیچے آسان کے جاہر تو صدر جان کے  
 دل مین کیسے نہ جھے پناہی اُسکے دل مین موج غفلت گاہ کی اُٹھتی تھی کسوا سٹے کہ ایک دل سے دوسرے  
 دل تک روزن ہر پچہ فرماتے ہین کہ دل سے دل تک یقیناً روزن ہوتا ہونہ ایسا کہ جدا اور دور ہو  
 بیسے و دتن کہ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہین مثلاً و و چراغ جدا جدا اپنے سفال مین جلتے ہون لیکن نور و نور  
 مزوج و آمیختہ ہوتا ہر جدا جدا ہین ہوتا کوئی عاشق طالب وصل کا شین ہر جواب تک کہ معشوق اُسکا  
 طالب نہو ضرور محکوم بھی طلب اسکی ہوتی ہو لیکن یہ بات ہر کہ عشق عاشقون کے تن کو زہہ یعنی کمان  
 بناتا ہر جو مراد لاغر و غنیدہ ہونے سے ہر ذکر زہہ سے ہر جزو کمان ہر اور ادھکل کلم ہر اور معشوقون کو عشق  
 خوش و فرہ کرتا ہر اگر کسی کے دل مین سکی محبت مثل برق کے کودتی ہر تو جانے رہ کہ اُسکے دل مین بھی  
 اسکی دوستی ہر ایسے ہی تیرے دل مین جب محبت حق کی وہ تو اور دوسری خوب مضبوط ہو جاتی ہر تو یگانا  
 حق کو بھی محبت تیری ہو جاتی ہر تو نے کبھی بھی دیکھا کہ ایک ہاتھ سے آواز تالی جیلنے کی کھلی ہو بیسے  
 دوسرے ہاتھ کے جیسے مثل مشہور ہر کہ تالی دولون ہاتھ سے جیتی ہر پتیا سا پلاتا ہر کہ آب گوار کمان ہر اور  
 پانی چلاتا ہر کہ دھکا بخوار کمان ہر یہ پیاس جو ہماری جان مین پیدا ہوئی ہر یکشش اسی پانی کی جو رہا  
 ہم اسکی ملک ہین وہ ہمارا ملک ہر اور یہ حکمت حق کی ہر جو قضا و قدر سے جاری ہوتی کہ ہر عاشق ایک  
 دوسرے کا کر دیا ہر جلا اجزا جان کے قبل اس حکم سے جو نہت خلقت اجزا کے جاری ہوا ہر جفت جفت  
 ہین اور ہر ایک جفت عاشق اپنے جفت کا ہر جیسا کہ فرمایا و من کل شیء خلقنا زوجین ہر شو سے پیدا کیے  
 ہین ہم نے دو جفت یعنی ہر جفت عالم سے اپنے جفت کا خیال ہان ہر اور یہ ٹھیک بات ہر دیکھ لو کہ راوہ کاہہ کو  
 کہ ایک کو کہین پتا ہر آسان زمین سے کتا ہر مرہا کہ ہم تو دونوں مثل آہن و آہن رہا کے ہین آہن رہا سنگ

تصاف طیس کیا ہن کو مذہب کرتا ہو اور ملک کے نزدیک زمین و آسمان کشش باہمی سے ایک دوسرے کو کھینچ ہوئے  
 ہن آسمان گویا دو ہوا اور زمین شل عورت کے جو کچھ آسمان اسپرڈا تھا ہوا اسکو چون کی طرح پالتی ہو اگر آسمان کی  
 زمین رہتی تو آسمان گرمی بھیجتا ہوا اور جو تری نہیں رہتی تو پانی بھیجتا جو چنانچہ بروج خاکی جو نور و سبب اور جدی  
 بین اسکے اجزائے ارضی کی مدہین اور بروج آبی جو سرطان اور عقرب و دوت ہن اسکو تری پہونچا تے ہن  
 اختلاف شرح میں اہل کتابت و فرحانی لہار پورا صبح میں لکھیا ہوا جس سے وہ موزون نہیں ہوتا میرے  
 نزدیک فرحان فرج ہونا چاہیے بدون خمیر کے اور تیر کو زیر لکھا ہو قولہ ہر جادی ابرسوی وی بروہ تا بھارات  
 و خمر ابرور و ہرج آتش گرمی خورشید اور ہچھو تا برج زائش پشت و رو بہت سرگردان فلک ندر زمیں ہاچھو  
 امردان کر دسب بہر زن و دین زمین کہ بانو تہا میکند بر ولادات و رضاعت می تند ہن میں فرج رادان  
 ہوشمند و چونکہ کار و شندان میکند مگر نہ از ہم این دو دہرئی مرنہ پس چہا چون جفت در ہم خنجر نہ بی زمین کی  
 گل بروید و از خوان پس چہ زاید زاب و تاب آسمان بہر آن نیست و مادہ در نہ تا بود تکمیل کار ہرگز میل  
 اندر دوزن حق زان نہاد تا بقایا بجهان زمین اتحاد میل ہر جزوی ہر جزوی ہم اندر اتحاد ہر دو قلعیدی جہد  
 خنب چنین بار و زائد قساق مختلف و صورت اما اتفاق و روز و شب ظاہر و خند و شمند و لیک ہر دو  
 یک حقیقت می تند ہر کی خواہان دگر را ہچھو خویش مای قیگیل کار و فضل خویش ہر انگہ بی شبہ ظل نبود  
 طبع را پس چہ اندر فرج کر در و زائد بعضی ہر جادی کو ابر طرف اُسکے یعنی آسمان کے لیو ہا تا جو تا بن رات  
 نا گوار داسا ز کو بچاڑ کے صاف کہوے کہ واسطے کہ بھارات کے ساتھ اکثر اجزائے ارضی بھی اڑ جاتے ہن  
 مثل لکڑیوں لکڑیوں وغیرہ کے اور بروج آتش ہن حل سد قوس لسنے گرمی خورشید کی ہو جو تا یہ کی طرح  
 پشت و رو انگلی گرمی سے سنج ہو رہی ہوتے آسمان اس مانہ میں ایسا سرگردان پھرتا ہو جیسے مرد کا فی کے لیے  
 عورت کے واسطے کمانی کی بگھون میں پھرتا ہو اور یہ زمین عورتوں کے مثل خانہ داری کرتی ہو اور ولادت  
 و رضاعت میں کوشش کرتی ہو جیسے عورتیں کوشش کرتی ہن ہن زمین و آسمان بڑے ہوشمند ہن ہوا  
 کہ کام ہوشمند و ناکار کر رہے ہن اگر یہ دونوں دہر ایک دوسرے سے فائدہ نہیں چوستے تو بھت کے  
 مثل ایک دوسرے میں کیسے گھسے ہوئے ہن کہتے ہن کہ نصف آسمان مٹے جو اوپر معلوم ہوتا ہو ایسی ہی  
 نصف نیچے ہوا ہر چہ میں اسکے زمین ہو بس باہم لکھا ہونا انکھا ظاہر ہے زمین کے کب گل جے اور کب زخول  
 کھلے ہر چند آب و تاب آسمان کی ہو لیکن اُس سے کیا پیدا ہو سکے اس واسطے نہ کہ مادہ کی طرف میل و  
 رغبت ہو تا تکمیل ایک دوسرے کے کام کی ہوئے اللہ تعالیٰ نے جو مرد و عورت میں میل و رغبت  
 رکھی ہو یہی سبب ہو کہ تا جہان اس اتاد سے بھاپائے اور مخلوق کی تولید و تکثیر ہوتی رہے ہن



رغبت ہر جزو کی دوسرے جزو سے اسی طرح سے رکھی ہوتا دونوں کے اتحاد سے تولید ظاہر ہوتا ہے  
 دن صورت میں دونوں مختلف ہیں لیکن کیا اتفاق ہو کہ ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ دالے ہوئے  
 ہیں پھر کہتے ہیں کہ روز و شب بظاہر مفاد اور دشمن ایک دوسرے کے ہیں کہ ایک کے ظہور سے دوسرے کا  
 خفیہ ہو لیکن دونوں ایک ہی حقیقت کو پورے ہیں ایک دوسرا ایک دوسرے کا خواہ مخواہ شل اپنے کے  
 واسطے مکمل کار و فعل اپنے کے اس سبب سے کہ دونوں شب کے طبیعت کو آمدنی ہی کیا موجود نہ کو اپنے  
 شرح میں لائیں خداوند تعالیٰ نے رات واسطے آرام و آسائش روح نفسانی کے بنائی ہے جس کے متعلق  
 حواس بہین ہر اس آسائش سے اُسکو قوت ہو جاتی ہے ایکے موافق دن میں اسباب و کار و بار معاش میں  
 خوب مدد ملتی ہے ورنہ ضبط ہو جاتا کوئی کام نہ چلتا اختلاف شرح میں سرگردان کو سرگردوں لکھا ہے

**جذب کرنا ہر عنصر کا اپنی جنس کو کہ ترکیب آدمی میں جنس ہے**

قولہ خاک کو یہ خاک تن را باز گرد ترک جان کو سوسے ما آچھو و دینس مانی پیش ما اولی تری ۔ پھر  
 تن و ابری این سو پری ۔ گوید آری ایک من پابستہ ام مگر یہ چون توڑ ہوا نہ آہ تری تن را جویند  
 آہا ۔ کا ہی تری باز آ و غربت پیش ما گرمی تن را نخواستہ شیرد کہ زاری را اہل خویش گیر ہست بقصد دو  
 علت و بدن ۔ اکوششای عناصری رسن و علت آیتا بدن را کسلد تا عناصر ہر گزرا و اہل باہر چار مغ انداز  
 عناصر بستہ پا ۔ مرگ و رنجوری و علت پاکشای شان از ہر گز چون باز کرد و مرغ ہر عنصر نفیس پر باز کردہ جذب  
 این اصلا و فرغہ ہر دمی رنجی مند و جسم ہا تا کہ این ترکیبہا را برد و مرغ ہر جزوی ہل خود و بدست حق  
 مانع آید زین محل ۔ جمع شان دار و بصحت تا اہل ۔ گوید ای اجزا اہل مشہودیت ۔ پندہ دن پیش اہل ان ۔ نسبت  
 چونکہ ہر جزوی جوید ارتفاق ۔ چون بود جان غریزا ندر فراق ۔ جان جان جان را جو اہل تیریم ۔ کہ کیا آئید  
 این سو نہ قدم ۔ چونکہ جان را این ندا آید گویش ۔ ز اشتیاق حق و ہر زین عقل و ہوش ۔ المعنی فراتے ہیں  
 رجنس انی جنس کہ گھنٹہ پختی ہو شلا خاک خاک تن کے کہتی ہو کہ لوٹ جان کو ترک کر اور میری طرف خرم و خدا  
 مثل گل تھلا ب کے آ تو تو میری جنس سے ہو تیرا میرے ہی پاس ہونا اچھا ہو پس بہتر ہے جو کہ جسم سے  
 جدا ہو اور میری طرف پر پرواز کھول پس یہ خاک تن کی کہتی ہو یہ تو تو نے سچ کہا لیکن میں کیا کرہ ۔ ن  
 مفید ہوں اگرچہ تیری جدائی سے مثل تیرے میں بھی دہشتہ ہوں مگر کچھ پس نہیں چلتا ایسے ہی تیرے  
 بدن سے پانی کہتے ہیں کہ اتھر ہو کہ دن نہیں اس غربت سے ٹوٹتی اور جاے پاس آتی علی ہذا گری کوثر  
 بلکہ تاہو احو کر نہ ناہو معدن آگ کا ہو کہ تھلاو کہ تو تارے ہو پھر اپنی اصل کی راہ کیوں نہیں لیتی اس بدن میں  
 آدمی کے بیسیوں علتیں ہیں اور وہ بھی بے رسن نہیں عناصر کی کھینچی ہوئی اس واسطے کہ انہیں کی بے ہمتی



۴۵۸

یہ نشان حرکت ہے موی ہر کوئی دم

سے جملہ علتین بھی پیدا ہوتی ہیں ہفتادو سے ملا کرت ہر نہ عدد و عین اور علت کی طرف کشش اسی سبب سے ہوتی ہر کوئی علت آئے اور بدن کو توڑ دے تو غنا صر قید کی گہر سے چھوٹ جائیں یہ چاروں عنصر گویا چار مرغ ہیں بتہ پاکو انکی بابتگی کو مرگ ورنج و علت کھولتے ہیں اور انکو اس قید سے آزاد کرتے ہیں پس جبوقت پانوں کا ایک دوسرے سے کھلتا ہا چاروں مرغ اپنے اپنے عنصر کو اڑاتے ہیں تھیں کی کشش چاہے اصل کی ہو چاہے انکی فرع سے ہو ہمارے جسم کو ہر دم رنج میں ڈالے رہتی ہر کہ یہ اس رنج کے ذریعہ سے خواہان اپنی آزادی کے ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ تا یہ ترکیب غصہ فری ٹوٹ جائے اور رنج ہر جزو کا اپنی اصل کو اڑا دے لیکن حکمت حکیم مطلق کی مانع ہوتی ہر اس جلدی سے اور صحت مرض سے دیکے وقت اصل مجموعہ رکھتی ہر اور کستی ہر کا اجزاے غنا صرا بھی اہل نظر ہر نہیں ہر اور ہل سے پہلے تمہارا پر ہلانا بیفائدہ ہر اب فرماتے ہیں عزتو کہ جب غنا صرا ہر جزو اپنے رفیق کی رفاقت کو ڈھونڈتا ہر تو جان حکمی جزو ہر اسکا اُسکے فراق میں کیا حال ہوگا اور وہ جو جان کی جان ہر وہ بھی تو جان کو ٹھالتی ہر کہ میرے پاس اور ادھر کو قدم رکھ جس جب جان کے کان میں یہ ماہ سپونختی ہر تو اشتیاق حق میں اس عقل و ہوش سے جدا ہو جاتی ہر الخلاف شرح میں پیش ما کو پیش او با آئید کو با این بند این سو کو دین سو لکھا ہر

منجذب ہونا جان کا بھی عالم ارواح میں اور تقاضا و میل اسکا اپنے مقر کو اور منقطع ہونا اسکا اجزاے اجسام سے کہ اسکی کندہ ہیں

قوله گوید ای اجزای پست فرشیتم غربت من کمتر من عیشم میل تن در سبزه واکب روان و زان بود که  
او آید از ان میل جان اندر حیات و در حیات است و زانکه جان لا مکان اصل ولایت میل جان و کسب نیست  
در علوم میل تن در باغ و رانغ و در کرم و میل جان اندر ترقی و شرف میل تن در کسب اسباب و علقت  
میل و عشق آن شرف هم سوی جان و زمین کجیم کچون را بدان مگر گویم شرح این بجز شود و بشنوی نهان  
من کاغذ شود آدمی حیوان نباتی و جادو و بر مرد عاشق هر پیر او و پیر او ان بر مردی می خند و وان مرد او  
جذب ایشان میکنند و لیکن میل عاشقان لاغر کند میل معشوقان خوش و بافر کند و عشق معشوقان رخ  
افروخته و عشق عاشق جان او را سوزند و کمر با عاشق بشکل بی نیاید و کا میگوید از ان راه درازند این با  
لن عشق آن بسته و دن و تافت اندر سینه صدر جان و دو آن عشق و غم آتشکده و رفعت در عهده و ام عشق  
شده و لیکش از ناموس و پوش آبرو و شرم می آید که و اجود از و جوش مشتاق آن کیمن شده و سلطنت زین  
لطف مانع آمده و المعنی آب و نار از جان کی کیفیت بیان فرماتے هین که جان کستی و اجزای پست فرشی  
یرے یہ غربت پیری نهایت تلخ ہو کسماطے کہ بین عرشی جون بھگو فرش کیسے خوش آئے میل تن کا سبز او



شش مطلب کی طرف سے جو جس کو بلدی مت کرنا و اتنی اختیار کر اور خاموش ہو کہ بھی یا قون کو ملد ہی خوب  
 بانٹا ہی پھر کتا ہو کہ میں تو ہر دم اس قسم کی باتوں سے لب بند کرتا ہوں اور سیکرٹون تو بہ کرتا ہوں کہ لب  
 اسکے اس بات کو دفن کر دوں مگر وہ کشتہ مجھ کو کھینچ کے پھر اس طرف لے آتا ہو اس صورت میں میں کیا  
 کروں آئندہ مقولات مولانا رحمہ کے معلوم ہوتے ہیں فرماتے ہیں تو نے جانا اس کو دانا وہ کون ہو جو مجھ کو کھینچتا  
 اور تجھے دم مارنے کو نہیں چھوڑتا تو سیکرٹون ارادے سفر کے کرتا ہو اور وہ مجھ کو کھینچ کے اور جگہ لیتا ہو اور اس  
 سبب سے ہر طرف تیری گام کو پھیرتا ہو تا اس مقام غیر سدا ہوا فانیس سے خبردار ہو جائے کہ کوئی مجھ کو پھیرتا ہو  
 اور جو آپ دیکر ساز ہوا موافق مرضی وہ نکو لڑی جانتا ہو کہ آپ کوئی سوار ہو وہی تیرے دل کو صدمہ سوکے  
 لگا دیتا ہو اور پیرا کر کے تیرے دل کو توڑتا ہو جس اُسے جب تیرے پہلے ران کے بازو کو چٹا سفر کے قے  
 اور وہ اور جگہ لگیگا تو زور دیا تو پھر ہونا اس بال شکن کا ثابت ہو کیسے درست ہوا کہ وہ نہیں ہو اور جب قضا  
 نے بت تیری تدبیر حیات کا توڑ ڈالا یعنی تیری تدبیر چلے دی تو پھر کیسے قضا اسکی پھر درست نہیں ہو گی  
 جو تو اسکو نہیں مانتا اختلاف میرا تو کر دو کہ گرد جاف فارسی شج میں لکھا ہو اور قضا بت کو قضا بت  
 فتح غریم و قصد کا واسطے خبردار کرنے آدمی کے ہو اس سبب سے کہ مافک غالب  
 وہی ہو اور کبھی کبھی غریم فتح بھی نہیں کرتا تا طبیعت غم سے باز نہ رہے اور اسکو تنبیہ ہو  
 تو کہ غم و قصد و ماجرا گاہ کا ہے راست می آید تر اتنا بطبع آن اہل نیت کنند بار دیگر غنیت را شکستہ  
 و بکل ہیراوت دشتی دل شدی نومید اہل کی کاشتی و نہ کاریدی اہل از غوریش مکی شدی پیدا  
 برد و مقوریش عاقلان از پیرا دیہای خوش باخہ گشتند از مولای خوش دیرادی شد تکان و بہشت +  
 نفت البتہ شنو از خوش سرشت چون مرادات ہمہ شکستہ پاست دس کسی باشد کہ کام اور دوست +  
 بس شدہ شکست و شلین عاقلان ایک کو خود آن شکست بیدلان عاقلان شکستہ اش ادا اضطراب  
 عاشقان شکستہ باصدا اختیار عاقلان شش جنگان بنیدد عاشقان شش شکر و قندیدہ اتینا کہ ہمار  
 عاقلان اتینا طوما ہمار بیدلان المعنی یعنی یہ تیرے غم و قصد و معاملات کبھی کبھی جو درست  
 و ٹھیک پڑ جاتے ہیں اور تیری مرضی موافق ہو جاتے ہیں یہ اس واسطے ہو کہ اسکے لالچ سے تیرا دل  
 ہر کام کی نیت کرنا رہے یا یوس نہو پھر دوبارہ تیری نیت کو توڑ دیتا ہو اور اگر سبب بالکل ہیراوی رکھتا تو  
 تیرا دل نا امید ہو جاتا تم امید کا کب بتا پھر اگر اہل اپنے غریبی یعنی نایافت مقصود سے کچھ نہ بولتے  
 تو اس پر مقور ہی اسکی کب ظاہر ہوتی یعنی اہل کب جانتے کہ میں مقور و مغلوب ہوں اب جو عاقل میں  
 وہ تو اپنی ہیراویان دیکھو دیکھو کہ اپنے مالک سے باخبر ہو گئے اور جانا کہ کوئی مالک ہمارا ایسا

غالب ہو کر جاری خواہش کو عین ہونے دینا اپنی مرضی کے موافق کرنا ہو جیسا کہ حضرت علی شیر خدا کے فرمایا اور  
عرفت ربی بطبع الغرام میں نے اپنے رب کو اپنے غرام ٹوٹنے سے جانا اور یہ بیماری ایسی ایسی چھینٹ  
بلکہ ہر بہشت کی جو چاہیچاہو خوش سرشت تو نے یہ حدیث دفتا بختہ من الکمارہ سنی ہوگی گھیری گئی جنت  
مکروہات سے کہ وہ بیماری ناگوار ہوتی ہو جس ہر گاہ کہ مراد میں سب کی شکستہ پائین بیان تک کہ کوئی ایسا  
ہوگا جسکے مقصد و امون تو اس صورت میں جو عاقل ہیں وہ تو شکستہ دوش ہوتے ہیں ناخوش لیکن  
جو عاشق ہیں انکو وہ شکست کمان بلکہ وہ خوش ہوتے ہیں اب ان عاقلوں کی شکستہ خطر سے جو  
کہ اپنی بیماری سے مضطرب ہیں اور عاشق کے سیکڑوں اختیار و خوشی سے اس واسطے کہ عاقل تو اس کے  
بند سے بندی اور گرفتار بند عقل کے ہیں اور عاشق آزاد مجہد تن شگربی اور قندی جس تقدیر کی ایک  
مداہرہ کہ عاقل تو شکوہ و اکراہ اختیار کرتے ہیں اور ایتنا کہتے ہیں یعنی آتو ہمارے پاس اور عاشق طبع  
و رغبت قبول کرتے ہیں اور خوشی ایتنا کہتے ہیں الخلافہ شرح میں غوریش کو عوریش اور عاقلان  
علاقان ایتنا کہ دونوں جگہ ایتنا لکھا جو ایتنا میں ایت کا رم امر ہونا ضمیمہ منسوب بفصل اور ایتنا تثنیہ

ایت کا جو سنی وہ نہیں

نظر کرنا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیدیوں پر اور مسکرانا اور یہ حدیث کہنا  
عجبت من قوم محزون الی الخبتہ بالسلال تعجب کرتا ہوں میں اس قوم سے جو پیچھے جاتی ہیں  
جنت کی طرف ورنہ خیر کے ساتھ

قولہ دیہ پیغمبر کی جو فی سیر کہ کہی برد و ایشان در فیروزہ شان رہبان آگاہ شہر می نظر کرد و دوئی بریز  
تا جینا نید ہر یک و غضب ہر رسول صدق دعا و ندا و لب زہرہ فی با آن غضب تا دم نہند خدا کہ در  
دینچہ قمرہ من اند و یکا شدہ شان مر و کل سوی شہر می برد و کا فرستان شان بقہر فی خدائی می ستانہ  
فی در می و فی شفاعت میرسد از سروری و رحمت عالم ہو گویند و او و عانی را می برد و حق و گو و باز و اٹھا  
میرفتہ راہ و زیر لب طعنہ زمان بر کار شاہ و چار ہا کر دیم و اینکا چارہ غیت و خود دل این مر و کر از خدا  
نیت و باز از ان مرد شیر الیہ سلطان و باد و سہ عربان مست و نیم جان و اینچہین در ماندہ ایم از کج و است  
باز از قہر است یا خود باد و عیت بہجت مارا برد و یکا بخت او بہجت باشد سرگون است و کار او از  
جادوئی گرت رفت و جادوئی کر دیم ما ہم چون رفت و از بتان و از خدا و خواستیم کہ کن مارا اگر ناستیم  
المضی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ قیدیوں کا دیکھا کہ انکو لیے جاتے تھے اور وہ  
فریاد و نعرہ کرتے تھے بس اس آگاہ شیر یعنی حضرت نے انکو دیکھا تھے تو وہ اُس بندین لیکن نیچے نیچے

آپ کو دیکھتے تھے اور ہر ایک رسول صدق پر اپنا غضبناک کہ غصہ سے لب و دندان چاٹتا تھا لیکن نہایت  
ایسے غیظ و غضب کے یہ نہرہ کہاں کہ دم مار سکیں اس واسطے اس قہر کی برنجہ میں اسیر تھے جو دس من کی  
تھی ہو کل انکو بڑے قہر کے ساتھ کافرستان سے طرف شہر کے کھنچے گئے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ عجب  
حال ہو نہ تو خدیہ لیتے ہیں نہ در لیتے ہیں نہ کسی سردار سرور کی سفارش کو نہ ظل ہر تمام مخلوق انکو مست  
عالم کہتی ہو اور حال یہ کہ وہ ایک عالم کا حلق و گلو کاٹ ہے ہیں غرض ہزاروں انکار کے ساتھ  
چلے جاتے تھے اور یہ لب کہتے تھے معاملہ آنحضرت پر ہم نے بہت تدبیریں کیں مگر یہاں کوئی تدبیر چلی  
بیشک اس شخص کا دل سخت سنگ خلدہ سے کم نہیں ہر ہم ہزاروں مرد شیر الپ رسلان کہ نام بادشاہ کا  
بھی ہو وزیر یعنی شیر دل و دین عربوں کے ساتھ سست و اوہدہ سے ہو رہے ہیں اب ایسے عاجز  
نہ معلوم یہ عاجزی ہماری بھاری کجوی سے ہو یا چارے نصیب یا انکی جادوگری سے انکا وہ نصیب ہو جسے  
ہمارے نصیب کو دریدہ پردہ کر دیا اور وہ تخت جس سے تخت ہمارا اوندھا ہو گیا ہم جادو کیسے  
کے ہیں اگر کام انکا جادوگری سے سبط و قوی ہوا تو ہم نے بھی جادوگری کی وہ کیوں پیش گئی  
ہم نے تو ان سے بھی اور خدا سے بھی خواہشکاری کی کہ ہکو خراب کر دے اور انکیڑ کے پھینک دے  
اگر ہم نہایت ہیں سو یہ نہوا پھر کیسے آکھونا رہت باہن الخلافت میں گشت کے بعد انکی ہر شیک نہیں ہو  
تفسیر آیت ان تخرقہ جہار کم الفتح اگر تم فتح صاحب حق کی چاہتے تھے سو تحقیق مکمل فتح انکی  
مگر جو صاحب حق تھا

قوله انکہ حق بہت از ما و او نصرش در نصرت اور باجو + وین دعا بیا کر ویم و صلوة پیش لات و پیش  
عزیز و منات ملکہ اگر حق ستا و پیدا اش کن + و رہا شد حق زبون ماش کن + چونکہ وادیدیم اذ منصرف  
بود و ماہ طلت بدیم و انور بود + این جواب است کا پنجہ خواہستید گشت پیدا کہ شہناہرستید + بازار  
از پیشہ را از فکر خویش + کو بر سیکر و ند و دفع از ذکر خویش + کہین تفکر ماہم از ادبار دست + کہ صوابا و شود  
در دل و دست + خود چہ شد گر غالب مد چند بار + ہر کسی را غالب در روزگار + ماہم از ایام سخت آور  
شدیم + بار بار بوی منظر آیدیم + باز میگفتند اگر چہ او شکست + چون شکست ما نبود او درشت و سپت  
ہا کہ سخت نیک اور او در شکست + داد و صد شادی پنهان زیر دست + کو با شکستہ منی + است ہی منی منی  
ہویش درون نی بیچ + چون نشان مومنان مغلوبیت + نیک و شکست مومن خویش + مگر در شان  
عزیزی رہشکن + عالمی از حج ریحان پر کنی + و شکستی ناگهان سیر گین خرد خانہا پر گندگردد و سیر + کہ کند  
خود شک + سرکن قیاس + آب را بول طاس با طاس + یعنی صبح با فتح و میدان بوی خوش صلوة



جسٹائیدن سرین کافر کہتے تھے کہ ہم میں اور محمد بن جو کوئی حق و درست پر ہو اسکو نصرت دے اور اپنی نصرت کی جستجو کر یہ دعا ہمیں بہت کی اور لات و غمی و ملات کے آگے بہت چڑھا تھا۔ اے مجھ سے کہے کہ اگر وہ حق ہو تو اسکو ظاہر کر دو اور جو وہ حق نہیں ہو یعنی آنحضرت تو اسکو ہمارا دلیل بنا دو پھر جب ہم نے جو روکھا تو اسکو منصور پایا ہم سب ظلمت تھے اور وہ نور پس ہم جس بات کے خواستگار تھے اسکا منصور ہونا بھی اسباب کا جواب تھا جو ہکو غا ہر ہو گیا کہ تم نہایت ہو پھر اس اذیت کو جو انکے فکر سے پیدا ہوتا تھا زبردستی اندھا کرتے تھے اور اس کو کر کو اپنے دل سے مٹا لیتے تھے اس طور پر کہ یہ فکر ہمارے اوبار سے پیدا ہونی ادبار ہو کہو سوچا تاہو اسکی نیکی و خوبی ہمارے دل میں درست ہو جائے اور ہم اقبال سے محروم نہ ہوں کیا ہوا جو وہ چند بار غالب ہو گئے ایسے تو ہر کچھ زمانہ کبھی غالب بھی کر دیتا ہو ہم بھی تو زمانہ سے نصیب لیا آئے ہیں اور بار بار اپنی نظر ہو سے ہیں پھر کہتے تھے نہیں اگر یہ انکو شکست ہوئی اگر انکی شکست ہماری شکست کی طرح زشت و پست نہ تھی انکو اگر ہوئی تو انکے بخت نیک نے سیکڑوں شادیاں پہنا دیں انکے زیر دست کین چنے لائے اور شکست خود سے کچھ نہایت نہیں نہ کوئی انکو غم ہوا نہ کسی پیچ میں پڑے جو کہ مومنوں کی شان سے منافی ہے نہ بنی ہو لیکن شکست مومن میں خوبی ہو مومن کی شکست یہی ہو جیسے شکست و غنہ کی کہ بوقت انکو نورنگا تھا مومن کو نوشہرہ اور بجے خوش سے بھر دیا اور اگر اتفاقاً سرگین نہ ہو تو انکو گھر کے گھر سے بھر جائیگے پھر کون ایسا ہو کہ شک کو سرگین آپ کو شیب ادوٹس کو پلاس کے ساتھ قیاس کرے شکست مومن سے مراد انکی شہادت سے معلوم ہوتی ہو اور سرگین غرے فی الزمان ہوا کافر کا اختلاف شرح میں سلات ہوا و لکھا ہو جسکے معنی

عطا و انجام کے ہیں جو بیان چسپان نہیں

بیان ہیرا دلوٹا رسول مقبول کا حلیہ ہے کہ حق تعالیٰ نے لقب اسکل کیا انا فتنا

لک فتحا مینا بیشک فتح دی ہم نے مجھکو فتح ظاہر

قولہ وقت و اگرت مدیہ رسول۔ در تفکر بود علیین و طول شاگھان اندر حق سمع رسل و دولت انا فتنا زردہل۔ آمدش پیغام از دولت کہ رو تو وضع این ظفر علیک مشو کا ذرین غاری بقدرت فتحت است۔ کن فلان فاعہ فلان قلعتہ است۔ بنگر آفرینکہ و اگر دید و رفت۔ بر قرینہ بر نصیر از وی چہ رفت۔ قلعہا ہم گردان پر بقیتا۔ شد سلم و زغنا ہم نغمہا۔ و رہا شد آن تو بنگر کہین فریق۔ بر غم و بختہ مفتون و عشیق۔ در ہر خاری را چو شکریہ خورندہ خاں غمار اچو اشتری چرند بہر صین غم نہ از بہر فرج۔ دایں تسافل پیش ایشان چون فرج۔ آچونچہ شاد از اندر قہر چاہ۔ کہ ہی ترسند از سخت و کلاہ۔ در قیصری ہر کی صد شہر یار۔ و از نران فاعہ صد ہچون بہار۔ ہر کہ باو لبر بود او ہمیشہ۔ فوق گرد و ست نی زیر زمین۔ المعنی مدیہ نام موضع قرینہ نصیر ہر دو نام قبیلہ ہیرا

یعنی جب رسول مقبول صلیبیہ سے غلین و ملول و مکررہ لڑے تو حق تعالیٰ نے کہ یہ ملال ناگوار ہوا اس سے بہت ناگمان ان کے حق میں کہ وہ شمع جمع رسل تھے دولت انا فتحنا نے دکھا بجایا اور دولت سے پیغام آیا کہ جاؤ اس ظفر کے باز رہنے سے غلین مت ہو گویہ باز رہنا تمہارے نزدیک غافلان ہو مگر اس میں تمہاری ذات کیوں اسط بہت فحشین ہیں فلان قلعہ اور فلان قلعہ ابھی تمہارے لیے موجود ہے اب وہ گویہ جسے کہا تھا کہ اگر انکو ایک شکست ہوتی تو سیکڑوں شادیاں ان کے زیر دست ہوتی ہیں کتا ہو و کیہو آخر ہی تو تھا صلیبیہ سے وہ گرمی غم کے ساتھ لوٹے تھے اسکے بچے بنی قریطہ اور بنی نصیر پر کیا گذر ان کے قلعہ اور ان کے گرد آباد تھے سب ان کے نام مسلم ہوئے اور ان کے سوا شیعتوں کے بہت ہی بہت منافع اور جو یہ بھی نہ تو تو ذرا یہ تو دیکھ کہ یہ فرقہ غم و رنج پر لیت عاشق و معقون ہیں خواری کے نہر کوشل شکر کے کھاتے ہیں خار غم کو ادھ لکھتے چر جاتے ہیں واسطے حین غم کے وہ واسطے فح و کشف کے پستیان ان کے سامنے ایسی ہیں جیسے بٹے بڑے ورجے ایسے ہی تو چاہے میں نہایت خوش کسواسطے کشت و تلج سے ڈرتے ہیں اور فقیری میں ایسے خوش کہ ایک ایک سو سو پادشاہ کے برابر اور فاقہ کی خزان میں ایسے کہ ہر ایک شل سیکڑوں نو ہوا خرم و زندان کے اور وجہ یہ ہو کہ وہ اپنے دلہ کے ہنشین ہیں پھر کیا غم اگرچہ زمین کے نیچے ہوں تو بھی فوق گردن پر ہیں الخلافہ شرح میں تھا کہ کو تھا لکھا ہے

تفسیر خبر لا تفضلونی علی یونس ابن مثنی الی آخرہ یعنی مت فضیلت و تم جھکوں یونس ابن مثنی پر  
 قولہ گفت پیغمبر کہ معراج مراد نیست از معراج یونس اجتباء آن من بالادان او شیبہ زانکہ قرب حق بروست از حیدہ بہ قرب تانہا یائیں بہ بالا جستن است، قرب حق از جنس ہستی بہترین است نیست را چہ جای بالا پست و  
 ویرہ نیست انی زود و دنی دور و دیر کا گاہ صغ حق و نیستی است و عوہ ہستی چہ دانی نیست چیت و حامل  
 این شکست ایشان ای کیا ہی نہا نیچ با شکست ما آخنان شادند و دل و تب و ہجومہ در وقت اقبال  
 شرف و برگ بی برگی ہمہ اقطاع اوست فقر و خواری افتخار است و علوت و آن کی گفت از چنانست  
 ای مزید و چون بختندید و کہ ما را بستہ دیدہ چونکہ او مبدل شد است و شادیش و نیست زمین زندان کنون  
 آزادیش پس بخت و شمنان چون شاد شد و چون ازین فتح و ظفر پادشاہ شاد شد جانفش کہ بر شیران نرید  
 یافت آسہ ان لغت فتح و ظفر پس بہتیم کو از اذ نیست و جز دنیا و خوش و دلشاد نیست و درم چون خند  
 کہ بل آخمان و بر بدونیک اند شفق ہرمان و این میگندند در زیر زبان و آن اسیران با ہم اندر بحث آن  
 المعنی تنگیدن بفتح کات فارسی آہستہ زیر لب سن کتا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری  
 معراج کو معراج یونس پر لکھا جتا و برگزیدگی نہیں ہر کسی فرق تو کہ میری ملک بلند ہو اور انکی ملک

پستی یعنی جھکنا آسمان پر ہوئی اور انکو زمین پر سو یہ کچھ فرق نہیں اس واسطے کہ قرب حق کا حساب سے باہر ہو  
بلندی و پستی پر موقوف نہیں قرب ہی نہیں ہو کہ پستی سے بلندی کی جستجو کرنا بلکہ قرب حق کا جنس ہستی سے چھوٹ  
جانا پھر حقیقتی سے چھوٹے نیست ہو گیا تو نیست کو بالا و زیر اور جگہری و دوری و دیر سے کیا غرض اللہ تعالیٰ صنعت کا  
کارخانہ نیستی ہی میں جاری نیست ہی سے سب سے کچھ لیکن تو کہ اپنی ہستی کے غور میں ہو تو کیا جانے کہ نیست کیا ہو  
اب وہی آن ہیرون میں سے کہتا ہو کہ حاصل یہ ہو تو کیا کہ انکی شکست کہ جہاں شکست سے کچھ مناسبت و  
مشابہت نہیں ہو یہ رت و رنج میں ایسے خوش ہیں جیسے ماہ اقبال و شرف میں کہ وہ مہم فوری بھی اسکا بڑھتا ہو  
توت تاثیر کی بھی بڑھتی ہو پھر ایک نے جن میں سے کہنا کہ اس فضل اگر ایسا ہو جیسا کہ تو کہہ رہا ہو تو ہکا بستہ دیکھ کے  
وہ منے کیوں اور خوش کیوں ہوے بس جبکہ وہ مبدل ہوے ایک حال سے دوسرے حال پر تو یہی  
شادی ہمارے قید ہونے کی زندان اور انکی مفیدی کی ہو کہ شادی و غم کی قید سے بری نہیں ہوے  
پھر آزادی کیسی اگر آزادی تھی تو دشمنوں کی مغلوبی پر شادی کیسی اور اس فتح و ظفر پر بادی کیسی  
پر بادی مغوری آخر جان انکی اسی بات سے توشاد ہوئی کہ ایسے شیرزدن پر کیسے سہل غالب ہوئی  
اور نصرت و فتح و ظفر پائی بس اس سے ہمنے جانا کہ وہ آزاد نہیں ہیں اور سوا اسکے کہ دنیا کی خوشی  
و خوش اور دشا دہون اور کچھ نہیں اگر ریات نہیں ہو تو کیا سبب کہ جو اس جہان کے لوگ ہیں وہ تو نیک  
موجود ہوا بد سبب پر شفق ہر بان ہوتے ہیں اور یہ نہیں لفظ وہ اسپر چکے چکے زبان دباے باجم اس بحث  
لفظ گوین تھے الخلاف شرح میں نیش کو شیب اے کیا کو اس کیا می نما ندگی می نماید لقب کو تافتہ رکھا  
ایزید کو آن فریدش دیش کو شیا دیش پر باد کو پر باد لکھا ہو

آگاہ ہونا پیغمبر کا طعن طاعنون اور انکی شہادت پر

قولہ تا موکل نشنود بر ماجد خود سخن در گوش آن سلطان مند و گر نہ شنید آن موکل این سخن و رفت  
در گوش کہ آن بدن لدن + بوی پر ابان یوسف را ندید + آنکہ حافظ بود و یعقوب شنید + آن شیخین  
بر میان آسمان نشنود آن سر لوح غیب دان + آن محمد رفتہ و تکیہ زدہ + آمدہ سرگردا و گردان شدہ ۲  
آن خود حلا کہ شد روزیش باز + آن نہ کا نگشان او باشد دراز + بنجم ثاقب گشتہ حارس دیوران + کہ کل  
دودی را احمد سرستان + اسی دودہ سوی دکان از پگاہ + بدین مسجور و بچہ رزن از آئہ امانی یعنی وہ اسپر  
اس سبب سے چکے زبان دباے بحث کرتے تھے کہ موکل نہ سن لے کہ ہمیر حلقہ کرے اور آنحضرت کے  
خان ہم پہونچائے لیکن اگرچہ موکل نے یہ بات نہ سنی مگر انکے کان ہمک جو سن لدن سے تھا پہونچ گئی  
سن لدن علم لدنی جیسے بوسنے پر اس یوسف کی اُسنے جو محافظ اُسکا تھا نہ دیکھی اور یعقوب نے اُسکو

مصر سے سونگہ لیا وہ شیطین جو ذوات آسمان پر جاتے ہیں گویا بین لیکن جو از لوح غیبیان کے ہیں  
 انکو نہیں سن پاتے محمد تو تکیہ لگائے سوتے تھے وہ بھید خود آکے اپنی قربان ہوا چ ہو علو وہی کھاتا ہو  
 جسکی روزی اس سے ہوتی ہو نہ لبی لبی انگلیوں والا ستارہ شاقب جو چوکیدار اور شیطین کا ہانکنے  
 والا ہو کہتا ہو کہ چوری چھوڑ دے اور احمد سے بھید حاصل کر آؤ وہاں جھکو صبح ہوئی اور تو دکان پر پہنچا  
 خبردار مسجد کو جا اور رزق خدا سے مانگ اپنی سعی کے بھروسے مت رہ اختلاف شرح میں ہو کل کو کل  
 عیان کو عیان لکھا ہو

### جواب رسول مقبول کا ضمیر سپرد

قولہ میں رسول ان گفتہ نشان را فہم کردہ گفت آن خندہ نمودم از بندہ + مردہ اند ایشان و بوسیدہ فناء  
 مردہ گفتن نیست مردی پیش ما خود کنید ایشان کہ مردہ گردشگان + چونکہ من پابغشم اندر مسلمان  
 انگلی کا زاد بودید و مکین من شمار بستہ میدہم جنین + اسی بنا زیدہ ہلاک و خان و مان بنزد عاقل  
 اشتہری بر مرد بان نفش تن را افتاد و اہام طشت + پیش چشم کلات ات گشت + بنگرم در غورہ می بینم عیان  
 بنگرم در نیت شی بینم عیان + بنگرم سر عالمی بینم نہان + آدم و خواہستہ از جہان + من شمارا وقت درت  
 است + دیدہ ام پابستہ و منکوس و پست + از حدوٹ آسمان بی عمدہ انچہ دانستہ ہدم افزون نشدہ  
 من شمارا سرنگون میدیدہ ام + پیش از ان کہ آب و گل بالیدہ ام + نو ندیدم تا کم شادی بدان + بین  
 ہمیدیدم در ان اقبال تان + بستہ قہر خفی آنگہ چہ قہر + قندی خوردید و دروی درج زہر المعنی فرماتے  
 ہیں کہ رسول مقبول نے انکی گفتگو کو سمجھ کے کہا کہ وہ خندہ میرا لڑائی کی راہ سے دیکھا ہے تو خود مردہ  
 ہیں اور فنا کے گلائے ٹرائے پھر مردہ کو مارنا ہمارے نزدیک مردی نہیں ہو میں نے کیا لڑوں یہ بچا  
 کیا ہیں میں اگر لڑائی میں قدم گاڑوں جاؤں تو اور کوئی کیا چیز ہو ماہ تک کو بھٹا دون تم جو وقت میں آدم  
 تھے اور اپنے مکانوں کے مکین جب ہی سے میں تمکو ایسا دیکھتا ہوں اے لوگو تم جو اپنے ملک خان مان پر  
 اترا تے ہو عاقل کے نزدیک یہ ایسا ہو جیسا اونٹ کا شیرھی پر چڑھنا اس نقش جن کا جب سے طشت بام سے  
 گرا ہو یعنی اسنے ٹھوہر پایا ہو میری آنکھ کے سامنے ہر آنے والا آگیا یعنی مجھ پر ہر ہو گیا میں غورہ سے  
 جو کو ظاہر دیکھتا ہوں اور جو نیت ہو کہ ابھی بہت نہیں ہوا اس شو کو عیان دیکھ رہا ہوں میں نے تمکو  
 جو وقت میں کہ تم ذرات الت کے تھے ایسے ہی پابستہ سرنگون اور پست دیکھا ہو میں جب غور  
 کرتا ہوں تب بھید پوشیدہ عالم کے دیکھتا ہوں اس وقت سے کہ آدم و خواہید انہیں ہوے تھے  
 حادثوں سے اس آسمان بے عمدہ کے جو کچھ میں نے دیکھا اس سے ذرا زیادہ ہوا میں نے تمکو

قبل اس سے کہ آب و گل سے پیدا ہوا ہوں سرنگون دیکھا ہوں نہ اس وقت یہ نئی بات نہیں ہو جو  
 انکو سرنگون دیکھ کے اس پر خوش ہوتا ہوں نے تو یہ اس وقت میں دیکھا ہوں جس وقت میں انکو قتل و ج  
 تھا بستی قہری کے تھے اور اس وقت میں خوش قہر کے تھے اور قہر کھاتے تھے حسین ہر لپٹا ہوا تھا  
 قولہ چون چنین قندی پر از زہر عدد و خوش بوشد چہ صد آید بروہا با شطآن زہر میکند و نوش  
 مرگ تان خفیہ گرفتہ ہر دو گوش ہن میکروم غرا از بہر آن تا طفرایم ذرا گیر جہان اس جہان جہیہ است  
 و مردار و حیصہ بنین مردار چون با شتم مرصیہ سگ نیم تا پرچم مردہ گنم جیسیم آیم کہ تازندہ گنم زبان  
 ہیکردم صفون جنگ چاک تار ہانم مرشار از ہلاک زبان کی برقم گلو ہا می بشتر تار ہا بشتر کرد و فر  
 مشر زبان نمی برقم گلو چندا زبان گلو ہا عالمی یا بدر ہا کہ شاپروانہ دار از اجل خوش پیش قش  
 میکند این جاکیش ہن ہمیر غم شمار ہجوست از در افتادن و آتش باد و دست آگہ خود را فحشا  
 پنداشتید و تخم منخوس خود می کاشتید یکدگر راجہ جیخو اندوہ سببی اثر را فرس میرانید یعنی جفیہ لکس  
 میوان مردہ ہو گرفتہ رخیل زبان پرچم مجاز از لعل و کا کل جب تھارے قند میں زہر و دشمن نے بھریا  
 اور تم خوش خوش کھا رہے ہو تو بھلا ایسے قند پر کیسے کیا حسد ہو کا تم تو بڑی خوشی کے ساتھ زہر نوش  
 کرتے رہے اور مرگ تھارے دونوں کان پڑے ایچا نے پرستید میں غرا اس واسطے نہیں کرتا تا طفر  
 پاؤں اور ملک جہان کو گھیر لون یہ جان تو ایک شراہ امر و اور پنا و از ان بون این ایسے مردار پر  
 حریص کب ہوں سگ بنین ہوں تو کچھ پڑی مزہ کی آکھڑون میں عسی ہوں تو آؤں اور مردہ کو زندہ  
 کروں پرچم جو یعنی زلف و کا کل کے ہوا سے مراد سر ہو میں اس سبب سے خفین لڑائی کی نہیں پاتا  
 شجاعت و دلیری سے کہ گلو ہلاک کروں بلکہ ہلاک سے بچا لون میں ایسے لوگوں کے گلے نہیں کاٹتا  
 کہ مجھ کو کروفر ہوا اور انہو جمع ہوئے آو جو چند کے کاٹا ہوں تو ان گھرن کے فاسے عالم کو چھڑا تا  
 جیسے تم اپنی جہالت سے پروانہ کی طرح آگ کے سامنے اپنے دین و جہنم بنا کر کرتے ہو میں گلو ہاتھ  
 مست کی طرح ہانکتا ہوں تو اپنے دونوں ہاتھوں سے آگ میں نہ کرو اور جو تھے اپنی فتون گمان کیا ہو  
 یہ تخم اپنی منخوس کا ہو رہے ہوا اس سے منخوس ہی ٹھہرے نہ سعید ایک دوسرے کو جد جہنے دادے کا  
 دادا تھا خدا کہتے رہتے ہو اسکو جان لو کہ اژدہا کی طرف کھوڑا پڑھا رہے ہوا اس واسطے کہ یہ تھا زنب کے  
 ساتھ مایہ غرور ہوا و غرور اژدہا بزرگ اختلاف شج میں میکرد کو میکرد کا و فارسی لکھا ہو

بیان اسکا کطانی بے قاہری کے مقبور

قولہ قہر میکرد و اندر عین قہر خود شام مقور قہر شیر و بہ و زو قہر خواجہ کرد و زکشیہ ادب ان مشول



والی سہ ماہیہ آفران نگر تھے۔ ملی برو والی شتر انگیزی، قاہری دود مقہوریش بود۔ زاکہ قہر اور  
 رجوہ و غالی بر خواب و امر او شود و تار سد والی و بت نہ توہر ایکہ تو بر خلق چہرہ گشتہ، ورنہ و غالیو غشتہ  
 آن بقا معدنہم کردست شان تا ترا در حلقہ می آرد گشتان بہین غنان برکش پی این منہزم و در مران تو  
 تکراری خرم چون گشتانہ تا بہین جلد بہام جلد یعنی بعد از ان اندر زحام عقل ازین غالب شدن کو  
 گشت شاد و چون درین غالب شدن ویدا و فتاد و تیر چشم آمد خرد و نیایش فی زلفش بدولی و ضعف  
 کیش بہی شام اور دن پر قدر کرتے تھے اور خود دین قہر میں تھے اور مقہور قہر شیر زمانہ کے جیسے ایک چرنے  
 خواہر سے تمہر کیا اور برگشتہ ہو کر اسکا زرخیز پایا اسکے دھونے میں مشغول ہی تھا کہ والی شہ آہو چا اگر وہ  
 خدا جہ سے برگشتہ نہ تو تا مکمل آپسک ایسا انبوہ و التباس و زوکی قاہری او علیہ و تھی مقہوری تھی اس سے  
 کہ اسکے تہرے اسکا سر کھویا وہ جو کوئی خواجہ پر غالب ہونا چاہتا ہو وہ غالبی ہی اسکے لیے دام ہو جاتی ہا  
 تہا سپین پہن ہے بھاگنے پناہ اور والی تیرے سر پہ پہنچے اور قصاص کرے تو رفتہ رفتہ قصاص  
 اور و نقص کہ تو آرائی میں مخلوق پر غالب ہوا اور غالبی آگشتہ یعنی غالبی میں آلودہ لیکن اُسے جو سقا  
 و قاصد تیرے نوکما ہو انکو منہزم کر دیا ہو تو تھکا اپنے طاقت میں پہنچ لائے تو فیہ دار اُنکے چچا کرنے سے اپنی  
 یا گ رہے کہ رہے اُنکے پیچھے مت جا تو منہزم نہ تو خرم بالغم بینی بریدہ و گوش سفتہ اور جب اس جلد سے اٹھو  
 تھکوا اپنے دام میں پھانسل لیا پھر ان سب بھاگے ہو کوں کو اُس انبوہ میں دیکھیں گے سب جمع اور موجود ہوں  
 پھر بھلا عقل ایسے غالب ہونے سے کب خوش ہوگی ہمیں غالب ہونے سے یہ افتاد و آفت دیکھے جو تھ  
 کہ پیش میں ہیں انکو چشم خرد کی تیر ہو انکو نہ کسی قسم کا نقص ہو نہ بدولی نہ ضعف کیش قولہ گفت پیغمبر  
 کہ ہستند از خون دہل جنت در خدمتہما زبون، از لالہم و سوز لظن خویش فی زلفش بدولی  
 ضعف کیش در فرہ وادن شود و در کون و حکمت کو لالہ رجا ل مومنون دوست کو تا ہی ز کفار لعین  
 فرض شد بہر غلاف مؤمنین، قصہ عہد حدیہ بخوان گفت ایدیکم تمامت دان بدان دینار غالی  
 ہم خویش را ویدا و مغارب و ام کبریا ماریت اذ میت آمد خطاب، کم شد او و افتاد علم بالصواب  
 دان نمی خندم من از بر خیرتان و کہ گردنہما گہان شکیرتان، ان ہم خندم من از بر خیر و غل، ہی شہ  
 تان سوی سروستان و گل، اسی عجب کز آتش بی زینار، بستہ می آریم تان تا سہرہ دار و از سوی  
 و فرخ ز بر خیر گران یکشتم تان در بہشت جاودان، ہر مقلد را درین رہ نیک و بد ہمچنان بستہ بضرمت  
 میکشد، جلد و زنجیر ہم و اتلا، میر و نراین رہ بغیر اولیا، میکشد این راہ را پیکار و از ہر کسائی وقت  
 از اسرار کاہنی حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت خصوصیت میں جو رہے

ہوے ہیں یہ آنکے فن و ہنر ہیں جیسا کہ فرمایا المؤمنین پر بہ من الدنھام لکھا میرا اٹا ہن الدنھام  
 بھاگتا ہو سخت خسرت والے تھے جیسے بکری بھاگتی ہو گرگ سے اور یہ وہ بھاگنا کمال ہو شامی اور  
 بدگمانی سے کہ یہ معلوم یہ افعال ہمارے خدا کی رضا کے موافق ہیں یا خواہش نفسانی سے نہ خوف  
 نقصان یا بدولی یا ضعف مذہب سے قرہ گسترین سبقت و ظفر دنیا و دینی و بختین سخت شاد ہونا  
 اور خوش نشی و آو جب وہ اہل جنت قرہ دیے گئے کہ سب معنی قرہ کے یہاں ہو سکتے ہیں تو انھوں نے

پوشیدہ حکمت اس آیت کی کہ لو لا رجال مومنون و نسا مومنات لم تعلموا ان اللہ یقسم بکلمہ منہم معرفۃ  
 بغیر علم اگر نبوت و دوسن اور عورتیں مومن کہ میں کہ تم ان مومنوں کو نہیں جانتے تھے اگر ہلاک کرتے  
 پہونچتا مگر سبب لاطلی کے بل سی حکمت سے کوتاہ دستی قتل کفار عین سے فرض ہوئی واسطے خلاص  
 مومنوں کے یہ آیت حدیثیہ کے حال میں ہو اور وہ رجال مومن اور مومنات وہ لوگ ضعیف تھے جو  
 ہجرت نہ کر کے اور کفار میں شامل تھے مجبوری پیناچی خود فرمایا کہ قصہ زمانہ حدیثیہ کا پڑھ کیسا آسین یاد کی  
 فرمایا ہوا اس اشارہ کے مات کو اسی قصہ سے دیکھو لکھا قال اللہ ہو الذی کف ایہم عنکم و ایہم عنہم

بطین مکہ من بعد ان اظفرکم علیہم و کان اللہ بما تعلمون بصیر وہ اللہ ایسا ہو جسے باز رکھا ہاتھ کافروں کے  
 سے اور تمھارے ہاتھ اُن کے بطن مکہ میں بعد اس کے قیاب کیا اُن سے ٹکوا پورا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ  
 دیکھتا ہو اور نیز غالبی میں بھی آپ کو مغلوب دام کبر بایا دیکھا جسوقت ماریت اور میت و لکن اللہ  
 کا خطاب آیا نہیں پھینکا تو نے جسوقت کہ پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا بس آپ کو گم کیا اور مغلوب حق کا  
 پھینکا نصین اسیروں کی طرف خطا بے خفرت کا ہو کہ میں تمھاری زنجیر پاس سبب سے بھی نہیں ہنستا  
 کہ ناگمان تمھارا شیکر بنو جائوں کہ مراد مقید سے ہو میں اس بات پر ہنستا ہوں کہ تمکو زنجیر و غل لے ہو  
 سر و تن و کل کیط لے جاتا ہوں آؤ لوگو خوش ہو کہ تمکو اس آگ سے جسکی پناہ نہیں سبزہ زار کیط  
 زبردستی باندھے لے جاتا ہوں یعنی تم دونوں کیط جاتے ہو اور میں سخت زنجیر سے باندھے تمکو ہنستا  
 جاؤ دان کی جانب کھینچتا ہوں اب بقولے مولانا راز کے ہیں کہ ہر قلعہ جو دیکھا دیکھی کام کرنے والا ہو خود  
 وہ اپنے کام میں نیک ہو خواہ بد ایسے ہی باندھے حضرت رب العزت کیط کھینچتے ہیں سب کے لیے  
 ایک راہ ہو مگر جو بغیر اولیا کے اس راہ میں چلتے ہیں سب بھیم و ابتلا میں مبتلا ہیں اور اس راہ کو بغیر  
 کیط چلتے ہیں سوا ان لوگوں کے جو واقعہ اسرار کار سے ہیں اختلاف شرح میں پیکار کو پیکار کسائی کو  
 کما فی لکھا ہو قولہ جہد کن تا نور تو نشان شود تا سلوک خدمت آسان شود و کو دوکان رامی پرستی  
 بزور زانکہ مستند از نور امد چشم کو رہون شود و واقعہ بکتاب مید و وہاں شش از رفعت شکفت سے شہ

میر و کو دک بکبت بیچ بیچ چون مید از مرد کار خویش بیچ چون کند و کیستہ انگلی دست فروز آنگہ مجواب  
 گرد و شب چو دو و چند گن تا فرو طاعت در رسد بر طبعیان آنکست آید حد بر اینا کر یا مقلد گشتہ اعتنا  
 طوعاً صفا سرشتہ باین محب حق ز بہر علتی دوان و دگر را بیغرض خود خلقی باین محب دایہ لیک از بہر شیر  
 دوان دگر دل دادہ ہر آن ستر طفل را از حسن او آگاہ فی بغیر شیر اورا ارد و بخواہ فی دوان دگر خود عاشق  
 دایہ بود و بیغرض و در عشق یکرایہ بود و پس محب حق با مید و بہ ترس و دفتر تقلید بخواند برس دوان محب حق  
 ز بہر حق کجاست کہ ز اغراض و تعلقات جداست و گر چنین دگر چنان چون طالب است و جذب حق اورا  
 سوی حق جاذب است و گر محب حق بود بغیرہ کی نیال و انما من خیرہ دایہ محبت بود بعینہ و لا سواہ  
 غافلان میںہ لمعنی و تاتے ہیں کہ تو اس بات میں کوشش کر کہ نور تیرا روشن ہو تو چلین خدمت اہل بیت  
 کا چچہ آسان ہو جائے و دیکھ تو لو کہ کن کو کیسا کھینچتا ان کے کتب لیجاتے ہیں اور وہ جانا نہیں چتے  
 اس سبب سے کہ انکی آنکھیں کتب کے فائدون سے کوہیں اور جب ان فائدون سے واقف ہوتا ہو تو  
 وہ دیتا جاتا ہوا اور دوان جانے سے شگفتہ خاطر ہوتا ہوا اول میں تو لو کا بڑے اینچ بیچ سے جاتا ہو  
 اس واسطے کہ اپنے کام سے کچھ مزدوری نہیں دیکھتا اور جب اپنے کیسہ میں کوئی دانگ اپنے ہاتھوں  
 کی مزدوری سے پاتا ہو تو پھر سونا بھی بھول جاتا ہوا رات کو چورون کی طرح جاگتا ہو جیسے چور اپنے فائدہ  
 کے لالچ میں نہیں سوتے پس تو بھی کوشش کر تو مزدوری طاعت کی سٹے ورنہ جب طبعیوں کو دینی نیکی  
 تو جھکوا پھر خدا کا آئینا کا جو امر ہو کہ ہمارے پاس آو تو اسکا مقلد کر ہوا ہو اور جو امتنا کے مفید طوعاً  
 ہیں وہ صفا سرشتہ ہیں پس یہ مقلد تو محب حق کا کسی علت سے ہو خواہ دنیا خواہ حور و قصور اور  
 بصفاء سرشتہ کسی غرض سے نہیں خاص علت سے جو دوستی خالص کے معنی میں ہو یہ محب دایہ کا ہو  
 لیکن واسطے شیر کے اور دوسرا دل کھولے ہوئے ہو واسطے اس ستر امر چھپے ہوئے کے بچہ کو  
 دایہ کے حسن و خوبی کی کچھ خبر نہیں سدا شیر کے کوئی چیز اسکی وخواہ نہیں آو و دوسرا عاشق دایہ  
 کا ہو اور بیغرض اور عشق میں یک راے دوسری چیز کو اس راے میں دخل ہی نہیں بہر محب حق کا  
 بخوف ورجاء دفتر تقلید کا درس کرتا ہو اور ہر گاہ کہ خوف ورجاء ہو تو فرماتے ہیں کہ پھر وہ محب حق کا  
 خاص حق کیوا سٹے کہاں ہو حق کا محب خاص تو وہی ہو جو اغراض و علتوں سے جدا ہو اسکے  
 ساتھ تو خوف ورجاء کی علتیں ہیں الخرض اگر ایسا ہو یا ایسا یعنی محقق یا مقلد جب وہ طالب ہو کوشش  
 حق کی حق کیطرت اسکی جاذب ہو اگر محب حق ہو اس واسطے حصول غیر حق کے تو ہمیشہ اسکو غیر حق  
 سے کب پہنچگی یا محب حق کا ذات حق کے واسطے ہو خالصاً تو اسکا سواے حق کے ڈرانے والا

کوئی نہیں اس واسطے کہ حق کا درمیان ہو اختلاف شرح میں پھر امتیاز لکھا ہو کہ نسبت اور میں لکھ چکا ہے  
جذب معشوق عاشق را من حیث لا یعلمه العاشق ولا یخبر به ولا یخطر بالبال ولا یظلم من ذلک  
الجذب اثره فی العاشق الا ان خوف الخروج بالیاس مع دوام الطلب یعنی جذب  
معشوق کا عاشق کی طرف اُس جگہ سے ہو کہ عاشق اُس کو نہیں جانتا نہ کسی امید لکھا ہو  
نہ خوف اور نہیں ظاہر ہوتا ہو اس جذب سے اثر اُس کا عاشق کی جان میں مگر خوف  
جو یاس سے آئینخت ہر مع دوام طلب کے

قولہ ہر دور این جستجو بازان سرست + این گرفتاری دل زان ولبرست + آدمیم آنجا کہ در صدر چنان  
گرم بودی جذب آن عاشق نہان + ناشکیبا کی مبری اواز فراق + کی دوان بازار آدمی سوے  
وفاق + میل معشوقان نہانت و ستیز میل عاشق باد و صطیل و نفیر + یک حکایت بہت اینجا در اعتبار  
ایک عاجز شہنشاہی را انتظار ترک آن کر دیم کہ در جستجوست + تا کہ پیش از مرگ بیدار روی دوست تارہ  
از مرگ دیدار و نجات + دیدار کہ دید دوستت آب حیات + ہر کہ دیدار و نباشد دفع مرگ + دوست خود  
کہ نہ بیستش نہ برگ + کار آن کارست + اسی شتاق مست + کا مذاں کار + رارسد مرگت خوشست + بدشان  
صدق ایان اسی جوان + آنکہ آید خوش تر مرگ اندران + گرفتار ایمان تو ایجان چنین نیست  
کامل و بیحوال + دین + ہر کہ اندر کار تو شد مرگ دوست + برول تو بی کراہت و دست اوست  
چون کراہت رفت آن خود مرگ نیست + صورت مرگت نقل آن کر نیست + چون کراہت رفت  
مردن نفع شد پس درست آمد کہ مردن رفع شد + دوست حق ست + او کسی کش گفت + او کہ توئی آن  
ومن آن تو + المعنی وفاق بکسر قید یعنی وہ جو طلب غیر کی یا عین کی ہو دونوں کو یہ جستجو بین اسی  
طرف سے ہیں اور یہ گرفتاری دل کی اسی دلبر کی جانب سے آپ آئے ہم اس موقع پر اگر صبر نہ کیا  
کے دل میں جذب اُس عاشق کا نہوتا تو وہ ایسا بیصبر فراق سے کیوں ہوتا اور کب اپنے پاؤں  
فیہ کی طرف دوڑتا آتا پس اشاری کہ میل معشوقان کا نہان و پوشیدہ ہو اور میل عاشق کا یک طرفہ  
طلب و نفیر کے ساتھ ایک حکایت اور یہاں قسم اعتبار سے ہر جس سے عبرت حاصل ہو لیکن بخاری  
انتظار میں مرا جاتا ہو اور عاجز ہو رہا ہو اسیلے اُس حکایت کو میں نے ترک کیا کہ اسکو یہ جستجو ہو کہ  
مرنے سے پہلے دیدار دوست کا دیکھ لے اور مرگ سے چھوٹ جائے اور نجات پلے گئے اس واسطے دیدار  
دوست کا آب حیات ہر جس سے مرنا نہیں اور جو کوئی ایسا ہو جسکے دیدار سے مرگ دفع نہیں ہوتا وہ  
دوست نہیں ہو کہ نہ میوہ اُسکے پاس ہو نہ برگ گویا محاورہ ہندی کے موافق ایک ٹھنڈی چٹائی نہ ہو

ایو متشاق مست کام وہی ہر کہ اگر آسمین موت ہو تو غوشی ہو غم مرنے کا نہ کو سوا اسطے کہ نشان صدق  
ایمان کا بھی ایچوان ہی ہو سیدن تجھ کو موت چھی معلوم ہوا اور غوش آئے پس اگر ایمان ایمان تیرا  
ایسا نہیں ہو تو کامل بھی نہیں ہو جاو اکمال دین کا دھوٹہ شلا کوئی شخص تیرے کام میں جاننا  
و مرگ دوست ہوئے تو تیرے نزدیک وہی تیرا دوست ہو گا اسکی دوستی میں کوئی کراہت تیرے  
دل پر نہوگی پھر جب کراہت نہ ہی تو وہ مرگ بھی نہیں ہو ایک صورت مرگ کی ہو اور نقل کرنا ہو  
ایک جگہ سے دوسری جگہ کو الحیث الا ان اولیاء اللہ لایوتون بل یقلعون من دار الی دار یک  
اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو بدلے جاتے ہیں جس جب کراہت نہ ہی تو  
نفع ہی نفع ہو لاجرم یہ کہنا کہ مرگ رفع ہوا رست و درست ہو یعنی مرگ نہ ہا مرگ کا غم نہیں ہو دوست  
حق کا وہی شخص ہر کہ اسلوق نے کہا تو میری ملک و ان سے ہو میں تیری ملک اور ان سے

### پہونچنا بخاری عاشق کا بندگی صدر جہان میں

قولہ گوش دار کنون کہ عاشق میرسد بہتہ عشق او بخیل من مسد چون بدید او چہ صدر جہان  
گو کیا پردیش از تن مرغ جان + جان بجانان داد از خود باز رست + بر سر یہ ملک ماوید ان نشست  
ہیچو چوب خشک افتاد ان تنش + سر و شد از فرق سر تا خشن + ہر چہ کردند از بخور و از گلاب + دنی بچینیڈ  
نیامد در خطاب + کار نامہ از بخار و از بخور + جز کہ بوی آن نشد با فرو نور + شاہ چون دید آن فرغ فرمودی  
پس فرود آمد مرکب سوی او و گفت عاشقی دوست جوید تیز و قفت + چونکہ معشوق آمد ان عاشق  
رفت + عاشق حتی و حق آنت کو چون بیار از تو بنو قرار ہو + صد چو تو فانی ست پیش ان نظر + عاشقی  
بر نفی خود خواہ نگہ سایہ و عاشقی بر آفتاب بنش آید سایہ لاگرد شتاب + چونکہ سر بر دوز مشرق قوس فر  
نہ از ستارہ مالدونہ از شب اثر + ہچ پشیری خور و آب ہو و چارہ گشت آہو بخیر اقاوہ زارہ از در دل چونکہ  
عشق آید درون عقل رخت خویش اندازد ہرون + ہچو نور و ریشہ پیش تند باد + خم کن و اللہ علم بعینہ  
المعنی فرماتے ہیں لے اب کان لگا کے سن کہ عاشق آنا ہو جو کہ عشق نے جل من مسد سے با جا  
تھا یعنی رسی جھال فرما سے کہ نہایت مضبوط ہوتی ہو جس جبوقت اسنے صورت صدر جہان کی  
دیکھی گو یا مرغ اسکی جان کا تن سے اڑ گیا جان جو جان کے دھیان میں تھی وہ اسکو دیدی او  
آپ سے خلاص ہو گیا ملک جاوید ان کے تحت پر جا بیٹھا تن اسکا مثل چوب خشک بجان کے  
پڑا رہ گیا اور سر سے ناخن تک ٹھنڈا پڑ گیا ہر چند بخور سو گھٹائے گلاب چھڑکے کیسی بوسواے اس  
! فرد نور کے جو معشوق کی پا کر ملک جاوید ان کا بادشاہ بنا تھا کار آمد نبوی شاہ نے جہاں کی صورت



زعفرانی دیکھی سواری سے آکر اسکی طرف آیا اور کہا کہ کیا توبہ کہ عاشق دوست کو ٹہری تیزی دگر می کے ساتھ تو ڈھونڈتے اور جب معشوق آئے تو عاشق پلے تو عاشق برقی ہوا اور حق میں ہو کہ معشوق کے سامنے ایسا فنا ہو جائے کہ تیرا ایک تار مو بھی نہ پائے اب مقولے مولانا رحم کے ہیں کہ تجھ جیسے سیکڑوں جس نظر کے سامنے فانی ہوئے ہیں تو ایسا خواجہ اسکا عاشق ہو تو اپنا عشق نفی پر دیکھ کہ نفی کا عاشق ہو نہ سکا تو سایہ ہوا اور عاشق ہوا آفتاب پر جسوقت آفتاب آئیگا فوراً قولا نفی ہو جائیگا معمول ہر جہان قریب آفتاب نے مشرق سے ہر نکال دے کوئی ستارہ رہتا ہے نہ رات کا کچھ اثر رہتا ہے جیسے شہر جسوقت آہو سے طاقی و دو چار ہوا آہو بخیر ہو گیا اور زار زار ہو کے گر گیا جسوقت غنق دہل سے جو آنکھیں ہیں غناہ دل میں گھٹائی تو عقل اپنا اسباب دل سے نکال کے باہر ڈال دیتی ہو ایسا حال عقل کا عشق کے سامنے سمجھ لے جیسے زور پشہ کا سامنے تند ہوا کہ اور اندر غوی جانے والا ہو ساتھ خوبی

فریادی ہونا چھرون کا پاس سلیمان کے ظلم ہول سے

قولہ پشہ آمد از حدیقہ اد گیاہ و ز سلیمان کشتہ پشہ واد خواہ بکامی سلیمان معدلت می گسری ہر شینا وادی زاد و پری مرغ و ماہی و پناہ عدل تست گمیت آن گم کشتہ کش فضلت بخت واد وادہ اراک بس فاریم ماہی نصیب زباغ و گلزاریم ماہی مشکلات ہر ضعیف از تحمل پشہ باشد و ضعیفی خوشل ہر شہر و در ضعف و شکستہ پری ہر شہر و تو در لطف و سکین پروری ہا اسی نور المایق قدرت مننتی میتی ما و گری گری ہا واد وادہ مارا ازین غم کن جدا و دستگیری دست تو دوست خدا پس سلیمان گفت ای انصاف واد وادہ انصاف از کہ میخوای کہ گمیت آن قائم کہ از باد و روت بظلمہ کروت و خراش بست روت اسی عجب در عمد ما ظالم کیست و کونہ اند صبر و در پیگیری است لہذا معنی ایک چھوڑ دینا اور گیاہ تے آیا انا سلیمان سے وہ چھوڑ واد خواہ ہوا کہ اسی سلیمان تم معدلت گسری کرتے تھے جلدیشا طین اور تے ہا واد وادہ و پری کی جملہ مرغ و ماہی تمھارے عدل کی پناہ میں ہیں کون ایسا گم تے ہو جسکو تمھارا سے عدل نہیں زمین ڈھونڈھا ہا ہا ہا فریادی کہ ہم نہایت دار و زار ہو رہے ہیں اور ب نصیب باغ و گلزار سے محروم تھے ہر ایک ضعیف کی مشکلات حل ہوتی ہیں اور ہم تو پشہ ہر ضعیفی میں مثل ہیں ہمارا شہر واد وادہ شکستہ پری میں جو تمھارا شہر و لطف و سکین پروری میں اسی سلیمان جیسے تم طبقہ میں تے میں مننتی ہا ہا ہا ہر قسم کی قدرت انتہا کی کہتے ہو ایسے ہی ہم کی دگر اسی میں مننتی ہیں یعنی وہ نہیں حل نہیں کتے تھے ہا واد وادہ واد وادہ کھو اس غم سے الگ کرو اور ہا ہا ہا دستگیری کرو کہ تمھارا دست و دست خدا کا ہو بس سلیمان کہا اسی واد خواہ کس سے تیری واد وادہ کس سے طالب انصاف کا ہو وہ ظالم کون ہر جسے اسے

غور سے ظلم کیا ہوا اور تیرا منہ نوچا ہوا ہے بڑے قہر کی یہ بات ہے جو تو کہتا ہے ہمارے عہد میں ظالم ہی کہاں ہے  
اور اگر ہو تو کون ایسا ہو جو ہماری قید و زنجیر میں نہیں ہے قولہ چونکہ ماؤادہ ظلم آکر دوزخ میں لے گیا ہے  
پیش رو چون برآمد ہو ظلمت نیت شد و ظلم را ظلمت بود اصل و مصدر تنگ شیا طین کسب و خدمت میکنند  
و دیگران دستہ با مصافدہ و بند ملک زبان و دولت مارا کس فکان و تاننا خلق سوی آسمان و تابا بالا  
نستابد و دو یاد ناگردد و مضطر سچ و سہا تانکر دو عرش از نا لایتم تانکر دو از ستم جاتی سقیم و زبان  
سناویم از ممالک مذہبی و تانیا یہ بر ظلم کیا یاربہ بنگاری مظلوم سوی آسمان کا سانی شاہ داری و زمان  
گفت پلشہ وادسن اذ دست باد و کو دودست ظلم بر بار کشاد و ما ز ظلم او بنگاری اندریم و باللب بستہ اذ  
خون میوزیم و ظلم او بر اصرحیت و عیان و نیت مارا چارہ جز گشتن نہان و داد و انصاف ما  
بتان اذ و اسی کریم عادل اگر ام نمود المعنی اصفا و بافتح و زنجیر و بند با حضرت سیان فرماتے ہیں  
کہ جسد ہم پیدا ہوئے ظلم رسیدن مر گیا پھر کون ایسا ہو جسے ہمارے عہد میں ظلم بلایا جاتی ہو جو ب نور  
روشن ہو تا ہو ظلمت نیت ہو جاتی ہو اس لیے کہ ظلم ہی ظلمت کی اصل و قوت بازو ہو و دیگر شیا طین کیسے  
کسب و خدمت میں مصروف ہیں اور جو کسب و خدمت سے جدا ہیں سب بند و زنجیر میں مقید ہیں  
ہم کو کون فکان نے جس سے یہ سب کچھ پیدا ہوا ہو اس واسطے ملک دیا ہو تو مخلوق آسمان کی طر ف نا لای  
نمون آدر اس واسطے کہ آہوں کے ڈھوئیں بالاسجا میں تانکر وھوئیں سچ و سہا مضطر بنو جیسے ھوئیں  
مضطرب و تیرا گھیرتے ہیں آسمان کی آنکھیں تارے آدر اس واسطے کہ کوئی یتیم نہ رونے پائے جو عرش  
کھائے اور کوئی جگہ ایسی سقیم نہ ہو جسکو کہیں کہ فلاں جگہ مرض ظلم کا ہو میں نے تمام ملکوں میں ایک  
مذہب رکھا ہوتا اتحاد ہوا اختلاف جاتا ہے تا کوئی یارب نہ کرے اگر مظلوم آسمان کو مت تکے جبکہ  
زمانہ میں تو شاہ آسانی رکھتا ہو کہ مراد اپنی ذات سے ہو پیشہ نے کہا کہ داد میری ہو اسے ہو اُس نے  
و دونوں ہاتھ ظلم کے پھر بڑھائے ہیں ہم اُس کے ظلم سے نہایت تنگ ہیں ہر چند لب چارے بستہ ہیں  
لیکن اُس سے خون کھاتے ہیں اسکا ظلم ہم پر صریح و عیان ہو اور ہم کو اس سے سوا چھپ جانے کے  
کچھ نہیں آتا ہم اگر کریم عادل اگر ام ہو ہماری فریاد و انصاف اس سے لو

حکم کرنا سیان کا پیشہ فریادی کو واسطے حاضر لانے ہوا کے آنکی کچھ ہی میں

قولہ میں سیان گفت ای زیار دی + امر حق باید کہ اذجال شہنشاہی حق میں گفت است ہاں ای داد و  
مشاورت سے تو بی خصم اگر تانیا یہ ہو و خصم اندر حضور حق نیاید پیش حاکم و ظہور خصم تھا کر آرد حد فقیر  
ہاں و ہاں بی خصم قول او گیز من نیارم روز فرمان یافتن و خصم خود را رویا و رسوی من گفت قول

تست برہان درست، خصم من با دوست اور حکم تست، بانگ زد آن شد کہ اسی باوصبا پیشہ افغان  
 کرد از ظلمت بیاد، چہن مقابل شو تو با خصم و گویا رخ خصم و بکن دفع عدد و باد چون بشنید آواز تیریز پیشہ  
 بگرفت از زمان اہ گر تیریز سلیمان گفت کاسی پیشہ کجا، باش تا برہر دورا غم من قضا، گفت اسی شد  
 مرگ من از بودا دوست، خود سیاہ این روز من از دو دوست، داوچو آمدن کجا یا یم قرار کہ بر آواز نہا  
 من و مارا چہن جویای در گاہ خدا، چون خدا آید شود جویندہ لا، اگر چہ آن وصلت بقا اندر بقا  
 لیک از اول بقا اندر قناست، سایہ ہای کہ بود جویای نور بنیت کرد و چون کند نورش طور عقل کی  
 مانچو باشد ترا و کل شئی ہا لک الا وجہ، ہا لک آید پیش و ہش بہت و نیت، بہتی اندر بہتی خود طرف  
 ایت، اندرین محض خود ہا شد ز دست، چون ظم اینجا رسید و شکست، باز گردم جانب صدر جہان  
 در نوازش عاشق خود را نہا، یکشد از بہشی اش در بیان، اندک اندک از کرم صدر جہان، المعنی  
 دوسی آواز لکس و پیشہ تبس حضرت سلیمان نے بعد اظہار پیشہ کے کہا کہ اسی زیبا آواز بھگو لازم ہو کہ امر  
 حق کو دل سے مٹنے اور مانے مجھ سے حق نے کہہ دیا ہو کہ خبر دایا و داد و تو ایک خصوصیت والے کی بتا  
 بے دوسرے خصم کے ہرگز نت مٹے اس واسطے کہ جب تک دوسرے خصم سامنے حاکم کے نہیں آتا  
 حق ظاہر نہیں ہوتا، اگرچہ اکیلا خصم سیکڑن طرح کی فریاد و فغان کرے لیکن خبردار خبردار تو بے  
 دوسرے خصم کے اکی بات مت مان بس میں اُسکے حکم سے روگردانی نہیں کر سکتا جا تو اپنے خصم کو  
 میرے سامنے لا پیشہ نے کہا کہ تمہاری بات درحقیقت حجت درست ہو لیکن میری خصم ہو اہو  
 اور وہ بطبع تمہارے حکم کی تہہ سکے اُس باہوشا نے پکارا کہ اسی باوصبا پیشہ تیرے ظلم سے فریادی ہو  
 تو ہمارے پاس آتھر دار ہو اپنے دشمن کے مقابل ہوا اور اسکو جواب دے اور اکی بات کا دفع  
 ہوانے جو ستائیریز و رتی آئی اُسکے آنے سے پیشہ نے راہ گزیر کی لی سلیمان نے کہا اسی پیشہ کہاں  
 جاتا ہو ٹھہراہ تو تم دونوں سے کسی پر میں حکم جاری کر دن پیشہ نے کہا اسی شاہ میری موت اُسکے  
 ہونے سے ہو یہ میرا روز سیاہ جو مرا مصیبت سے ہو اسی کے دوسرے ہر جب وہ آئی میں کسان  
 ٹھہر سکتا ہوں کہ وہ مجھکو ہلاک کرے ڈالتی ہو اسیا ہی حال طالب درگاہ خدا کا ہو کہ جب خدا آتا ہو تو ظاہر  
 نیست ولا ہو جاتا ہو اگرچہ وہ آنا اور وصل ہونا خدا کا بقا و رہتا ہو لیکن یہ بقا بھی تو پہلے فنا ہی نیست  
 ہو جتنے سائے ہیں کہ وہ جویا نور کے ہیں اسی طالب اُسکے مہوقت نور اُسکا غم، کرنا ہو سب نیست  
 ہو جاتے ہیں اور جب بمیحد اُسکا ہوتا ہو تو عقل رہتی ہی کب ہو بلکہ کل شئی ہا لک الا وجہ کی کیفیت  
 ہوتی ہو یعنی ہر شے ہلاک ہونے والی ہو مگر اسی ذات سارے بہت و نیت اُسکے بات کے مقابل

باہک ہین اور ہی ہستی سے ساگون کو ہستی حاصل ہوئی جو مکر یہ بات لوگون کے نزدیک عجیب و طرفہ ہو کہ ہستی سے ہستی کیسی آب فرماتے ہین کہ اس گفتگو میں جو یہ ایک محضر جو بہت بہت عقلمین بیخود و بیخبر ہوئی ہین اسی سبب سے میرا قلم بھی جب اس موقع پر پہونچا اسکا بھی سر ٹوٹ گیا ایک لکھنے سے رنگیا اور اب صدر جہان کی طرف لوٹوں کہ اُسے عاشق پر نواز شین پوشیدہ کین اٹکا بیان کروں کہ وہ اپنے بیان و کرم سے اس عاشق بہوش کو تھوڑا تھوڑا کر کے ہوش میں لایا

الحکماء بشرح میں خضم و گر کو غم لکھا ہو

مہربانی کرنا معشوق کا عاشق بہوش پرتا ہوش میں آ

قولہ برگزینش سر نہاد اندر کنارہ بر رخش میگردد ز شارب باہک ز دور گوش او شہ کامی گدا ز شارب اور دست و امن کشا جان تو کاندہ فراترم می طپید + چونکہ زہنا رش رسیدم چون رمید + اسے بیدہ در فراترم گرم و سرود با خود از بیخودی و باد اگر در مرغ خانہ شتری را بیخود از شتم نہانش بخانہ می برد + چون بخانہ مرغ آشترا نہاد و دنا ویران گشت و سقف اندر قفا و مرغ خانہ بہت عقل ہوش را ہوش صالح طالب نافہ خدا نافہ چون سرگرد آب و گلش مٹی گل آبخاماندنی جان و دلش در فضل عشق انسان را فضول دین فزون گوئی ظلمت و جہول + جاہلست و اندرین شکل شکار یکشد شگوش شیریں در کنار کہ کنار اندر کشیدی شیر را گر بہنمی و دیدی شیر را غلاست و بر خود و بر جان خود ظلم بین کر عدلہا کوئی بر دہی و جہل او و علمہا را اوستا و ظلم او و عدلہا را شد شارب و دست او گرفت کان رفیہ و شرب آنگی آید کہ من دم شمش + چون من زندہ شود آن مردہ تن + جان من باشد کہ رو آرد بس + من کنم اورا الہین جان محشم + جان کہ من ششم + بیخند ششم + جان نامحرم نہ بید روی دوست + جز بیان جان کا صل و اد کوئی دوست دامنیتی یعنی اس عاشق بیخود افتادہ کا سر اٹھا کے اپنی گود میں رکھ لیا اور تھوپر اُسکے گویا شک ترکے شاکر کرنے لگا اور اُسکے کان میں بچا کے اُس شاہ نے کہا کہ او گدا میں تیرے شاکر کو زلایا ہوں کہ وہی اشک ہین تو دامن پھیلاتیری جان میرے فراق میں تڑپتی تھی اور اب تو میں اسکی پناہ پہونچا تھا پھر کیوں بھاگ گئی + او وہ شخص تو نے میرے فراق میں گرم و سرد و سخت و نرم دیکھے ہین آپ میں آبیخودی سے اور لوٹ اشتار بعد کے تمیل ہین کہ آپ مرغ خانگی معقل اونٹ کو برسم ہمان اپنے گھر لیے جاتا ہو جب اونٹ نے مرغ کے گھر میں پائون رکھا وہ گھر سب ٹوٹ پھوٹ کے ویران ہو گیا اور رحمت وغیرہ گری حاصل یہ کہ عقل ہوش کا خانہ انسان میں ایسا ہو جیسے خانہ مرغ کا اور جو ہوش صالح ہو وہ طالب نافہ خدا کا ہو بس جب اس نافہ

نے اُنکے آب و گل کی طرف سر کیا اور متوجہ ہوا پھر وہاں نہ گل ہے نہ اُسکا جان و دل ہے پھر مقلدے  
مولانا رح کے ہیں کہ غلبہ ورافرونی فضل عشق نے انسان کو فصول بنایا اور اسی فزون گوئی سے وہ  
طلووم و جہول نہا جیسا کہ آیت شریفہ سے واضح ہو انا عرفنا الانانہ علی السموات والارض والجمال فابین ان  
یحملنا وانشقن منها وحلما الانسان ان کان ظلوماً جهولاً بیشک پیش کی جتنی امانت کہ مراد عشق سے ہو اسکا  
وزمین اور پہاڑوں پر سوا نکھار کیا آنھوں نے اُسکے اٹھانے سے اور ڈر گئے اُنس سے اور اٹھایا اُسکو اُن  
نے بیشک وہ انسان بڑا ظالم اور نہایت ہی جاہل نادان ہر جاہل شکار تو اس سبب کہ کیسے شکل شکار میں ہرگز  
نہر گوش ہو کے شکار نفل میں رہتا ہو عشق تو ایک شیر ہو اگر پہلے سے جان لیتا اور دیکھ لیتا کہ یہ شیر ہی  
تو کبھی نفل میں نہیں رہتا اور ظالم اپنے اوپر اور جان پر لیکن اُسکے ظلوون کو تو غور کر کہ بڑے بڑے  
عدلوون سے بڑھے ہوئے ہیں جس جہل اسکی یہی کہ سارے علموں کی اُتاد اور ظلم اسکا ایسا کہ جسد  
عدلوون کا رہنا پھر رجوع ہو طرف غفلت و صد جان کے کہ ہاتھ اسکا پکڑا اور کہا کہ یہ دم رختہ اُسکا اُسوقت  
آجیگا جہین اُسکو دم بخون جب وہ مردہ تن میرے سب سے زندہ ہو جائیگا تب میری جان میں جان  
آئیگی میں اُسکو اس جان مجتہم سے زندہ کروں وہ جان کہ میں بخون دیکھے بخشش میری جو جان نامحرم  
صورت دوست کی نہیں دیکھتی سوا اس جان کے جسکی صلہ دوست کی کلی سے ہو اختلاف شرح میں  
با خود آ کو با خدا لکھا ہو قولہ در دم قصاب و ار این دوست ۔ ایتا بلہ ان مغر غفرش پوست را گفت اسے  
جان رسیدہ از بلاہ وصل را اما در کشایم الصلاہ ای خود ما بخود ہی دوستیت دای زبت ما ہمارہ ہستیت  
باتو بی لب اپن زمان من نو بنوہ را ز دای کہ نہ میگیم شندہ زانکہ این لبہا ازان دم میر نہ برب ہوے  
نہان بر مید مند گوش بی گوشی درین دم ہر کشاہ ہر از یفعل اللہ یا شندہ چون صلاہی وصل بشنیدن  
گرفت ۔ اندک اندک مردہ جنبیدن گرفت ۔ فی کم از خاکست کہ عشوہ صبا سبز پوشد سر ماہر از قبا  
کم ز آب نطفہ بنو کہ خطاب ۔ یوسفان زایند ج چون آفتاب ۔ کم ز باد ہی فی کہ شدا ز امر کن ۔ در  
رحم طائوس و مرغ خوش سخن ۔ کم ز ناری نیت کہ امر سلام ۔ گلستان شدہ خلیل خوش کلام ۔ کم ز چوبے  
نیت در دفع عدد و گشت اثر در ہای منکر ز امر ہو ۔ کم ز کوہ و سنگ بنو کہ ز لاد نہ تا کہ کان نا قہ لاد  
زاد و زمینہ بگذر نہ آن مایہ عدم عالمی لاد و بزیادہ دم ۔ ہر جمید و بر پشید و شاد و دیکو و پرخشی ضد  
سجود اندر قناد و لہنی مین اپنے اس دوست میں قصاب کے مانند دم بھوکو گنگا خردار ہوئے وہ  
مغر نفع اُسکا جو پوست کو چھوڑ گیا ہو چھوڑ دے اور کہا کہ ای جان رسیدہ از بلاہ منے وصل کا در طواف  
کھولا اب تجھ کو صلاہ ہو اور ہمارے وصل سے متمتع ہو آتشخص تو کیا ہو خود ہم ہی ہیں کہ جہین سے تیری



یخزدی و متنی ہو اور بہاری جز بہتی سے ہمیشہ تیری بتی ہی تیارہ مخف ہوا رہ میں اسوقت وہ کہتے تونہ تجھے  
 کہ رہا ہوں اوپر آنے راز چکنے بیان میں لبوں کو دظلمین بنے لب کے میں امر معنوی تونہ نکو سن اور  
 بے لب سبب اسکے کہ لب ظاہری اُن دہن سے بھاگتے ہیں اور وہ جو نہان ہوئے جان جس سے  
 تازگی ویرانی جسم کی ہو اسکے کنارے رہ دم جتے اور پیدا ہوتے ہیں تو بھی وہ گوش جو بیگوشی کے  
 ہیں اسی گوش بلنی انکے سننے کو کھول کہ یہ ان فیعل اللہ مایثار کا ہوا اسکے لیے گوش بھی ایسے ہی  
 چا میں کرتا ہوا اللہ کو کچھ چاہتا ہو جس جب وہ صلا وصل کی سننے لگایا تو مردہ جیس و حرکت تھا پھر  
 کچھ کچھ سننے لگا آب فراتے ہیں اگر وہ صلاے وصل سے ہلنے لگا تو عجب کیا آخر وہ اس خاک سے تو  
 کم نہیں کیسے عشوہ صبا سے سبز پوش ہو جاتی ہو اور قبا سبز سے سر نکالتی ہو کہ یہ سبزی ہی خاک کی جان ہے  
 بقول سعدی نہ نیرغ صبا کہ دوبارہ کر جان دروہ نہ کم ہو آب نطفہ سے کہ جب خطاب حق ہو کو پہونچا ہو  
 تو کیسے کیسے یوسف اس سے پیدا ہوتے ہیں جنکار خ آفتاب کے مانند روشن نہ کم اُس ہوا سے کہ جس سے  
 بسبب مکن کے رحم میں طاؤس و مرغ نوثر سے نہ کم اس باب سے کہ جب امر بردا اور سلاما کا سنا  
 تو خلیل خوش کلام پر کھانا جو اس چوب یعنی عصا سے کہ دفع دشمن میں ایک از دبا بد بنگیا  
 حکم حق سے نہ کو دوشک سے کم کہ پیدلش میں ما بقا قاس ما بقا قاس سے پیدا ہوا جیسا کہ معلوم ہو  
 نہ حضرت صل کہ وقت میں پہاڑ سے نہاد آری پیدا ہوا تھا آب فراتے ہیں یہ تو جزوی جزوی اور میں  
 کو جو جانے دے تو کو کو دیکھ کہ نہ ہو کیسا بار بار ہو جس سے ایک عالم پیدا ہوا اور دہم پیدا ہوا چلا  
 جاتا ہو یسب اس فیعل اللہ مایثار کا عش بچھ گیا پس اس عاشق مردہ تن میں عمل کیا کہ وہ چھل  
 پڑا و خوش خوش پھرنے لگا ایک و چہرہ کے سجدہ میں آری انکلاف شرح میں جی کو جو  
 پر سیدند کہ پر سیدند لکھا ہو لیکن اگر چہ نیم معنی دہیار کے ہو تو ہو سکتا ہے

ہوش میں آنا عاشق مہیشش کا اور متوجہ ہونا شائشک میں

قولہ بشکفہ از روی او و شاد و در صاف زہد ہوا آزاد شدہ گفت اسی غلطی حق جان را  
 سلطان و شک کہ بازہ ہی زان کہ توانا می سہانی تیا سنگاہ عشق و اسی تو عشق عشق و اسے  
 و نحوہ عشق و اولین خلعت کہ خدای و داند کوثر خواہم کہ نہی بر در زخم و گرچہ میدانی بصفت حال من  
 بندہ پرور گوش کن احوال من و مدبران بار اسی صدر فرید ہزار روی گوش تو ہوشم پریدان تبیع  
 تو و آن ہمنامی تو و آن تبعدے جان افزای تو و آن پوشیدن کہ و بیش مراد عشوہ جان بدانش  
 مراد تلہبہای من کہ آن معلوم است پس بیرون تو چون نقد درست و ہر گستاخی و شوشی غرور

حکما و پیش حکمت ذرہ و اولاً بشنو کہ چون ماہم پرست و اول و آخر پیش من بحسبت دہانیا بشنو  
 کہ ای صد رو و در کہ کسی شہم ترا ثانی بنود شہا ثانی از تو برون رختہ ام دگو تیا ثالث ثلاثہ گفتہ ام در ہوا  
 چون سوخت ما را مزرعہ می ندانم خامسہ ازابعہ خامسہ در ہجرت ای صد رہ جان و از حواس خمسہ بوم  
 در زبان و مساوسا دشمنش جہت بی روی تو دگو تیا بارید بر من نعم و تو دسابع از ثامن ندانم ضالہ ام  
 خون ہمگیرید فلک از مالہ ام دہر کجا بینی تو خون بر خاک با پی بری باشیقین از حتم المعضی فیضہ جب  
 عاشق ہوش میں آیا معشوق کی صورت دیکھ کے کھل گیا اور شاہو اور آپ کو عین وصل میں شیک  
 بند ہجر سے آزاد ہوا اور کہا کہ ای علقا حق کے اور جانوں کے مطاف غفا اسواسطے کہ تو ایک انوکھا  
 شخصہ مثل تیرا پیدا جانکا مطاف بدینو کہ جانین تجھ پر تصدق ہوتی ہیں شکر چو کہ تو اس کوہ قاف  
 سے لوٹ آیا کوہ قاف و بہا فہ ہوا کے غیظ و غضب کا کہ اسکی خطا سے اسپر تھا اور با اسکو نہایت ہی  
 مہربان پایا اور ای سرفیل قیام کا عشق کے چہ سے قیامت عشق کی بریا ہوتی ہوا اور تو عشق کا عشق اور  
 عشق کا دلوہا ہر خلعت جو مجھ کو تو دینا چاہے تو اول خلعت میں اسکو جانتا ہوں کہ تو میرے روزین پلہ  
 اپنے کان لگائے اور اسکی آواز سنے اگرچہ تو اپنی صفوت و صفائے میرا مال خوب جانتا ہی کچھ ہے  
 چھپا نہیں لیکن امیر بندہ پرور ذرا میری باتیں بھی تو سن لے لاکھوں بار ای صد دیکھتا دیکھتا تیرے کان  
 کی آرزو میں میرے ہوش اڑے اور تیرے کان تک نہ پہنچی جو عمن حال کرتی آئندہ تھید برائی نہیں  
 اقوال کی ہر کہ تو وہ سننے والا اور سنانے والا ہو اور تیرے ایسے شہم جانفرا آرزوہ تیر میری کم و بیش  
 اور میری جان بداندیش کے عشوے دھوکے سننا اور میری کھنٹی بانو کو باوصت علم کے کھوا اور جھیک بانہ  
 ہر گز خ بے ادب شوخ مغرور پر حکم کرنا اور وہ حکم کہ سارے علم اسکے ایک درہ ہیں وہ اقوال میرے  
 یہ ہیں اول تو یہ سن کہ میں جب سے تیری شہست سے چھوٹا میں نے کسی چیز کو نہیں جانا کہ اسکی ابتدا  
 کیا ہو اور انتہا کیا ہو ایسا بخود ہوں دوسرے یہ بھی سن لے کہ ای صد رو و دین اس زمانہ مفاہ  
 میں بہت پھر اگر تیرا ثانی کوئی نہ پایا تیرے جب سے تجھ سے الگ ہوا ہوں اور تیرے پاس سے  
 سکھایوں گویا میں نے ثالث ثلاثہ کہا ہو جو مرا کفر سے ہو ایسے کہ نصاری کہتے ہیں ان مذہبات  
 ثلاثہ یعنی ایک روح القدس ایک عیسی تیرا مذا کہ یہ کفر ہو بس میں بھی کافر ہو گیا ہوں چونکہ جبکہ  
 میری ہستی کا مزرعہ سوخت ہوا ہو میں جانتا ہی نہیں کہ خامسہ ابعہ کے بعد ہوتا ہو یا کیا یا بخون تیری  
 جدائی سے ای صد رہا جان میں نے اپنے حواس خمسہ سے ہمیشہ زبان پایا کبھی درست نہوے جھٹے تیری  
 صورت بغیر شش جہت سے غم دہرا ہو کے چھپر برسا ہر کسی پر تو اکہرا کہرا پر شاہو سا تو ہیں یہ کہ ایسا

بھٹکا ہوا ہوں کہ نام کو نہیں جانتا اور ایسا کہ جب نالہ کرتا ہوں تو فلک سایہ رحم میرے نالہ پر خون  
 روتا ہی جو غایت درجہ رونے کا اور جہاں کہیں تو خون زمین پر دیکھے اگر سرائے لگائے تو یقین ہو کہ وہ  
 خون ہماری ہی آنکھوں کا ٹھیکہ اختلاف شرح میں پی بری کو پی بری لکھا ہو قولہ گفت میں رعیت  
 و این بانگ و چنین و زار خواہد تا بار و بر زمین پس میان گفت و گری می تخم دیا گریم یا گریم چون گم  
 و ر گریم فوت میگردد بجاء و برگریچ چون گم مریج و شامی قند از دیدہ خون دل شہاد میں چاقا دست  
 از دیدہ مراد این بگفت و گریہ در شد آن خیف و کہ بر بگریست ہم دون و شریف و از دلش چندان  
 پر آمد ہای و ہوی و حلقہ کرد اہل بخارا اگر و او و خیرہ گویان خیرہ گریان خیرہ خند و مردوزن خرد و کلان  
 گرد آمدند شہر ہم ہر گنگ و شد اشک سے یزد و مردوزن در ہم شہہ چون بستخیز و آسان میگفت آن م  
 با زمین و اگر قیامت راندیدستی جہن عقل حیران کہ چہ عشق ست و چہ حال و یا فراق او عجب یا وصال  
 چرخ بر خواند قیامت نامہ و یا مجرہ بر دیدہ نامہ و باد و عالم عشق را بیگانگیست و اندران ہفتاد  
 و دو دیوانگیست و سخت نہانت و پیدا چش و جان سلطان و جان در حشرش و غیر ہفتاد و دو ملت  
 گیش او و سخت شاہان تختہ بندی پیش او و امشی پھر اُسی عاشق کا مقولہ کہ کلام میر انش کہ کے ہو  
 اور یہ بانگ و نالہ میرا بر سے خواہان اس بات کے ہیں کہ وہ زمین پر برسے سینے ابر کو رولانا چاہتے ہیں  
 تین گفت و گریہ دونوں کے درمیان میں ہوں اور دونوں کی طرف متوجہ و حیران کہ دونوں یا یا  
 کروں لیکن کیا کروں اگر بیان کرتا ہوں تو گریہ فوت ہوتا ہو اور اگر روتا ہوں تو مریج و شام سے ہاجاتا  
 ہوں آخر شاہ میرے میری آنکھوں سے خون دل کا کیسا گریہا ہو غونو کہ کہ ان آنکھوں سے جھکو کیا پتے  
 پڑا ہو بس یہ کہا اور وہ خیف رونے لگا اور ایسا رویا کہ اُسکے رونے سے متاثر ہو کے ادنی اعلیٰ  
 سب رونے لگے سارے خیرہ گوا اور خیرہ گریہ اور خیرہ خرد و کلان مردوزن سب جمع تھے خیرہ  
 یعنی بسیار و سرگشتہ اور حیران و ست و تاریک تمام شہر ہر گنگ اُسکا ہوا اشک ریزی میں اور مردوزن  
 ایسے گڈ بٹ ہو گئے جیسے قیامت میں ہونگے آسمان بھی اسوقت زمین سے کہتا تھا کہ اگر قیامت  
 نہیں دیکھی ہو تو نے دیکھ لے یہی تو ہو اسقدر مخلوق جمع ہوئی عقل حیران تھی کہ یہ کیسا عشق اور کیسا حال  
 و جواب فراق کو اُسکے عجیب زیادہ کہیں یا وصال کو چرخ قیامت نامہ پڑھتا ہو یا مجرہ نے اپنا نامہ پھاڑا  
 ہو مجرہ بکسر کہ کشان اور وہ ایک خط ہو بار یک آسمان میں اور اسی رعایت خط سے مولانا نے شکوہ نہ  
 کہا ہو اب مقولات مولانا کے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ عشق عجب شہو و دونوں جہان سے بیگانہ بیگانہ  
 آتشا نہیں اور یہ جو ہفتاد و دو ملت ہیں یہ سب اس میں دیوانگی ہو خود تو نہایت ہی پوشیدہ ہو مگر



کہ تو اسکو چھپائے اور وہ زیادہ تر ظاہر و سوا ہوئے مثلاً امین تو اسکا بھی چھپاؤں اور وہ مجھنے کے طبع  
 سر اٹھائے کہ یہ دیکھیں ظاہر و موجود ہوں ہیں اسوقت میں زعم انہف جو را و خاری و خاک رگڑنے سے ہر  
 مجھکو گھیرتی ہو اور وہ میرے دونوں کان کیڑے کے کتسا ہو کہ بان او مدغ کیسے چھپاتا ہو لے بھلا چھپاتا  
 میں بھی دیکھوں اختلاف شرح میں خون بخون کو چون چون دم میدم کو دربر جو کو برہ نگاہ بقول گویش  
 روگر یہ پر جو شیدہ ہجو جان پیدائی و پوشیدہ دگویدا و مجوس خفست است از تنہ چون می اندر بزم منک  
 میثم گویش دان پیش کہ گروی گرو تا نیا یاد آفت مستی رود گو یاز جام لطیف آشام من ریا زوام تانا  
 شام من چون سیاہ شام و صند و جام من گویش وادہ کہ نام شام من دزان عرب ہنادہ نام می دم  
 زانکہ سیری نیست بخور رام ام عشق جو شد بادہ تحقیق رام او جو ساقی نہان صدیق رام چون بخوی تو  
 بتوفیق من بادہ آب جان بود ابرق تن چون بنفرا می توفیق رام قوت می بشکند ابرق رام آب  
 گرد و ساقی و ہمست آب خود گو و اندہ اعلم بالصواب پر تو ساقیت کا ذر شیرہ رفت بشیرہ پر جو شید  
 و قصان گشت و رفت و اندہ یعنی پر کن خیر و را کہ چنان کی دیدہ بودی شیرہ رام بی تفکر پیش ہر داندہ  
 ہمت ہا نکہ با گردہ گردانندہ ہمت و المعنی خفست بالغم خم شنبک زون تالیان بجانا نام شراب یعنی  
 جب عشق مجھ سے کتسا ہو کہ دیکھوں تو کیسے مجھے چھپاتا ہو تو میں کتسا ہوں تو تو خوشل جان کے چھپا ہوا  
 کہ بذات خود ظاہر نہیں جیسے جان ظاہر نہیں ہو بان اپنے آثار و علامات کی رو سے ظاہر ہو ایسے  
 جان اپنے حرکات سکناات سے ظاہر ہو وہ کتسا ہو کہ یہ تن میرا تو خم میں مجوس ہو اور میں خم میں شراب  
 کی طبع تالیان بجانا ہوں اور شراب کا تالیان بجانا باعتبار تالیان بجانے شرایون کے جو میں کتسا ہوں  
 کہ جب تو شراب ہو تو قبل اس سے کہ گرو ہو جائے اور چھپس جائے اور کسی است است سے پالا بھگو چڑے  
 اور کچھ آفت بچھ کر جائے بہتر سی ہو چلا جائے کہ اکثر مت لطفیل گھڑے کے ٹوڑا لے ہیں اور شراب  
 پھینک پھانک دیتے ہیں جیسے بقول صائب عکہ ہورخم ہرنگ کہ با پی خم افتم وہ کتسا ہو کہ جام لطیف  
 آشام سے تو میں تیرا یاروں بھرنا شام تک ہوں اور جب شام آئے اور جام میرا چورائے یعنی جام دینا  
 بند کرے تو میں اس سے کہو گاہیے جام میری شام ابھی نہیں ہوئی نہیں و زمراد مدت عمر سے ہو اور شام  
 حیات مرگ سے پس عاشق بعد مرگ بھی قیامت تک اسی جام کے سرو میں ہمت و سرور رہیگا امین  
 اس شام سے کہو گاہیے جوئی جانتی ہو کہ عرب شراب کو کیوں نام کہتے ہیں اور یہ نام اسکا کیوں کھا  
 بس اسوا سٹے تو کہ میخوار اس سے یہ نہیں ہوتا نام کہو چاہتا ہو آب فراتے ہیں کہ وہ شراب کی  
 یہ شراب نہیں ہو بلکہ عشق شراب تحقیق کو اوٹا کھولا کے درست کرتا ہو اور جو صدیق و دوست لکھ



ہیں انکو ساقی بنے پوشیدہ پلا تا ہی آب جو بھلو خدا تو مین نیاب دے اور غور کسے تو شراب کو آب جان  
 آب حیات پانچکا اور تن کو ابرق آدرب وہ موفق شراب تو مین کو بڑھانچکا تو قوت اس شراب پر زور کی  
 تیری ابرق کہ تو بڑیگی ابرق بالکسندی ڈوچی بس اس وقت مین تو خود آب ہوگا اور ساقی او بہت  
 اب کوئی مغائرت نہ ہوگی اب تو ہی بنا کیا تھا کیا ہو گیا آگے اس خوب جاتا ہو یہ شیرہ کہ ہمیں  
 کیفیت و سرور گھسا ہوا ہے یہ تو ساقی کا ہر جس سے ایسا جوش و رقص پیدا ہوا اور ایسی قوت و زور  
 حاصل ہوئی اب اس خیرہ شمع سے پوچھ کہ تو نے کبھی ایسا شیرہ دیکھا تھا اور یہ بات بے فکر و تامل کے  
 ہر جاننے والا جانتا ہو کہ جو چیز گردنہ ہو وہ گردانہ بھی ہو مینے جو ایک صفت سے دوسری صفت کو  
 تغیر ہوتی ہو وہ اد کو بھی تغیر کرتی ہو جیسے اس شیرہ انکو رہی سے ظاہر کہ خود تغیر کھا کے کیا ہو جاتا ہو  
 اور اوروں کا کیا حال کرتا ہو اختلاف شرح میر تقی میر کے درمیان میں او ہمیں لکھی ہو اور زنت کو زنت

### حکایت عاشق دراز ہجران بسیاہ تھان کی

قولہ یک جوانی بر زنی عاشق شدہ روز و شب سچا آب و خیر آمدہ و بیدل و شوریدہ و مجنون کوشت  
 می نذاوش روزگار و صل دست و بس شکنجہ کر و عشقش بر زمین خود چرا دار و اول عشق کین عشق  
 زاول سرکش و فونی بود تا اگر یزدانکہ بیرونی بود و چون فرستادی رسولی پیش دن و نان رسول  
 از رشک گشتی راہزن و رہبوی زن و شبنی کاغش نامہ تصحیف خواندی نامش و در صبارا پیک کردی  
 در و نما از غباری تیرہ گشتی آن صبا و رقعہ کہ پرم غنی دوشی و پرم غ از قف رقعہ سوختی و راہما ہی چاہ  
 را غیت بہت و لشکر اندیشہ را رایت شکست و بود اول مونس غم انتظار آذرش شکست کہ ہم انتظار  
 گاہ گفتی کاین بلای بی دوست و گاہ گفتی کاین حیات جان و دست و گاہ ہستی زوہر آوری برے  
 گاہ اواز نیستی خودی برے گاہ فریادش بگردون بر شدی و گہ خیال دلبرش جہم دی یا معنی  
 کاتب دانا و نشی نشرو نویندہ ایک جوان کسی عورت پر عاشق ہوا اسکے شوق سے اسکو نہ رات کی  
 نیند تھی نہ دن کی بھوک خیر و بخواب تھا عجب بیدل اور دیوانہ اور مجنون اور دست گردانہ و صل کا  
 میسر نہیں اس زمین پر عشق نے اسکو نہایت ہی شکنجہ اور عذاب میں کیا اب مجھ کو حیرت ہو کہ جانے  
 عشق کو عاشق سے ایسا کیسہ کیوں ہوتا ہو شکنجہ ایک قسم عذاب سے اور یہ عشق پہلے سے ایسا کیسہ  
 کیوں رکھتا ہو البتہ یہ معلوم ہوتا ہو کہ پہلے سے جو یہ سرکش و فونی بنتا ہو جو جانچتا ہو کہ دیکھوں کوئی  
 بیرونی ہو یا خانہ زاد و بیرونی بھاگ مچا آب اسکا یہ حال کہ اگر عورت کو کوئی قاصد بھیجتا تو عشق شکست  
 اسکی راہ ماز کہ قاصد دیکھے مین نہ دیکھوں اس پنج میں گرفتار ہوتا اور اگر عورت کو اسکا کاتب خط لکھتا

تو عورت کا نام نہ اسکو بلکہ پڑھتا اور جو صبا کو اپنی دہر و وفا سے قاصد بنا تا تو صبا اس کے غبار سے شہرہ  
نا خوش ہوئی اگر قہ کسی مرغ کے پر سے باندھتا تو اس کی گری و حرارت سے پرغ کے چلتا تے غری  
سببا ہین تو ہر کی غیرت عشق نے بد کی تھیں کوئی بات پیش نہیں جاتی تھی بس لشکر اسکے اندیش کا  
اپنا چھندا اٹھ کر کے پس پا چو گیا تھا اول میں تو انتہا پر اسکے غم کا مونس رہا کہ کبھی وصل ہو ہی جائیگا  
آخر میں انتظار ہی نے کوہ غم کا سپر توڑ دیا اور ڈال دیا کبھی کہتا تھا کہ یہ ہمارا کبھی ہوتا تھا نہیں

حیات میری جان کی ہر بقول حلقہ ۴۶ ہرگز نہیں دیکھو دلش زندہ شہر عشق بھی جی رہی اس سے ظہور  
رہی تھی بسنے ہوش میں ہوتا تھا کبھی مٹی سے متع ہوتا اس جو فیو وادیر غریب کبھی فریاد اس کی گردن پر چو گیا  
بھی خیال دیکھ کا صدمہ اسکا ہوتا اس میں خوش رہتا اختلاف شرح میں زاول کو ادا اول لکھا ہو جو موزوں  
نہیں کہ کو کو کو کو چنگہ بری سرگوشی این شاد و جوش کردی کہم شہد اتحاد و چو نگر بالی برگی غربت ساخت  
برگ بی برگی مہوی اوشافت و خوش باجی فکر تشہر کا ہ شدہ شہر زان درار ہنچا چون ماہ شد ہاے با  
طوطی گویا می خوش ہادی ہا شیرین روان رہد و خوش در و بگرستان دمی خاش فاشین دآن خوش شان  
شنگور ابین و لیکہ اگر کیرنگ ہینی خاک شان و نیست یکسان حالت چالاک شان و شمع و لوم و دنگان  
کیسان بود دآن کی ٹنگین و گرشاد ان چون و تہ چہ دانی تا یوشی قال شان و داندک پناست بر تو مال  
شان و بشوئی از قال ہای و ہوی را کے پڑی حالت حد نوی را یعنی اگر یہ نہاد اس کی یعنی عشق کہ  
خلاقیت اس کی اس سے تھی ذرا بھی مایوسی و غم سے سر ہوئی تو چشمہ سروا تہاد کا اسکو خوب جوش کر دیتا تھا  
اور جو کائنات ہی برگی غریب سے موافقت کی تھی اس سبب سے جتنی بی برگی اور سامان بیامالی کے  
تھے سب اس کی طرف دوڑے تھے یعنی از حد میان تھا خوشی اس کی تہیز فکر کے سببے کار و بیوت  
ہو گئے اور جو لوگ کہ خبر نہ تھے اُن کے حق میں ماہ کی طرح رہتا ہوا یعنی عاشقین کا پیشوا ہوا اب تعذلات  
مولانا رحم کے ہیں کہ او مخاطب بہت وہ لوگ ہیں کہ مثل طوطی کے گویا تھے خاموش ہیں اور بہت  
ایسے لوگ کہ جان شیرین تو کہتے تھے مگر جتنے ترش رو واسطے ہیبت و رعیت کے جیسے  
کہ عادت امر کی توان و دوزن کو گورستان میں چلے اور ذرا ہاتل خاموش بیٹھے دیکھ کہ کیسے  
لوگ گویا تھے اور اب کیسے خوش ہیں لیکن ہر یہ کہ خاکہ ٹوٹا کی تو کیسان و کیسے لیکن جو طبعی ہا  
حالت ان کی اب ہو وہ کیسان نہیں جو جیسے لحم و شحم اس کو گوشت چربی سب زندہ وین کا کیان ہو کہ  
انہیں کوئی ٹنگین ہو اور کوئی شادان تو اس بات کو کیا جانے اور کیسے مئے اس واسطے کہ سچہ سے  
حال انکا چھپا ہو تو تو قال سے باے جو میں جانتا ہوں اس حالت کو کیا جانے جو توتوتوں میں







پھرنے والے روئی بھی مت کھا تو اسکی طرح جو روئی ملن میں پھنسنے سے مرگیا تو بھی شور و شر میں نہ  
 ہنسنے جاسے لاکھوں مخلوق ہیں کہ روئی کھاتے ہیں تو رو پاتے ہیں جان پاتے ہیں پس تو اگر  
 محروم و احمق کا بچہ نہیں ہو اس لیے دعویٰ سے جو نادر کا ہو ہماری اس مثال سے کہان جا چڑھا  
 کہ میں بھی تھکوں ٹھکانا رہا حقیقت کہ تمام جہان تو نور راہ و آفتاب سے بھرا ہو تو سب کو چھوڑ کے کنوین  
 حسین سر چھکائے ہوئے ہو کسو اسطے کہ اگر تجھ میں حق ہو تو تباہ و روشنی ہو یا نہیں ذرا کنوین سے  
 سر اٹھا کے دیکھ تو انما پذیر سارے عالم میں شرق سے غرب تک یہ نور راہ و آفتاب کا سایہ چمکا  
 تو جب تک کنوین میں ہو تجھ پر گز نہیں چمکیگا تو محروم ہی رہیگا، قولہ چہ راکن رو با یوان کروم، کم  
 بستین ازینجا بدان کہ اللہ شوم، ہین گلو کا یک فلانی کشت کرو، در فلان سال و پنج کشتن بجزو ہین چرا  
 کارم کہ اینجا خوف بہت ملیں چرا افسانہ میں گندم دوست، ہین مکن ہتیرہ رو در کار کن، ہو کہ کشت  
 کن ہتیرہ سخن، ہر کہ ہتیرہ کند بر وقتہ، آچنان کو بر خیز و تا بد و را کہ او نگذشت کشت و کار را، ہر کشت  
 کو ری تو انبار را، دین بیان بگذر زمانی بازمان، عجائب احوال آن عاشق جوان، بچوں در می سیکون واز  
 سلوٹی معاقبت دریافت روزی خلوقی بہت از عجم سر و شب بیاغ و یار خود دریافت با شمع و چراغ  
 گفت سازندہ سببے آن لعل اسی خدا تو جی کن عیس، یاد شاہ تو سبھا کر رہا، در دروز بہ شمع برو  
 بہر آن کردی سببے یں کار را تا اندام خوار، ہر خار را و شکست پای بند حق پری، ہر قمر چاہ بکشاہ  
 درمی، ہر چہ پرتو آن کراہیت بودیوں حقیقت نگری رحمت بود تو ہین کہ بدوشتی یا سچاہ، تو مرا ہین کہ  
 موم نقل راہ، اگر تو خواہی باقی این گفتگو، اسی اخوی دروز قمر چاہم جو بچہ یعنی لعل مبالغہ کرنا و تہذیب کاری کرنا  
 سلوٹ بر دوزان و حجت یعنی و آرام کروم و زمان اگور پھر اسی بگمان کی طرقت عا طیب، ہین کہ چاہ کو چھوڑے  
 اورا یوان کروم کی طرقت چل چو را دیوان بیاغ سے ہوا در تیز رفت کر یعنی جنگ و ماسا دگاری کو اسطے  
 کہ اللہ شوم لعن افکار اللہ لعل جو مبالغہ سخن ہیں کہ تہذیب ہو بچہ ہو ایسا کچ پر ہنت کرے آدہ یہ مثل زبیدہ خاتون  
 سے نکلی ہو اس صورت پر کہ ایک دن زبیدہ خاتون اور خلیفہ ہارون الرشید شطرنج کھیلتے تھے اور بازی  
 یہ تھی کہ جو ہارے جیتنے والا جو چاہے وہ آپس حکم چلائے اتفاقاً زبیدہ ہاری ہاروں نے کہا میرے  
 سامنے برہنہ ہو کے کھڑی ہو ورنہ چنا کھا کر کیا لیکن زبیدہ سے اپنی شرط پوری کرالی دوسری بار  
 خلیفہ ہارے اور محل میں ایک کنیز جشن نہایت بد صورت تھی زبیدہ نے خلیفہ سے کہا اس سے  
 جماع کرو اور ہو اپنی شرط پوری کرالی اتفاقاً وہ حاملہ ہو گئی اس سے مامون پیدا ہوا اور زبیدہ کا  
 بیٹا امین تھا بعد وفات خلیفہ کے یہی تخت نشین ہوا کچھ ملک خلیفہ کے وقت سے مامون کے قبضے میں تھا



امین نے اس سے امون کو موقوف کرنا پایا امون نے اس شخصیت سے امین کو وارڈ الا اس وقت  
 دیکھ دئے کہا لکن اللع اگر میں اس وقت کچھ وبالغہ نہ کرتی تو امون کیسے پیدا ہوتا اور امین کو قتل کرتا  
 اور کہا اللع شوم بکذابی الشرح بحر العلوم قبر وار بیت کہ کہ فلان شخص نے فلان سال میں کھیت بچھا  
 اُسکا کھیت ٹھہری کہا گئی پھر میں ایسے خوف کی جگہ کیوں بنوں اور کیوں کیوں بکھیروں کہ یہ بات روم  
 ماننے کی نہیں قبر وار ہو تیز رہت کر اور توجہ لڑت ہوئے کے ہوا در تو کل پر کھیتی کر چاری بات سن  
 جو کوئی ستیزہ کرتا ہو ایسا منہ کے بل گزرا کہ ابد تک نہیں اٹھتا اور وہ شخص جسے کشت و کار کو نہیں چھوڑا  
 وہ انبار بھر گناہ کہ تیری کوری انبار بھر ملی بس خبر اشارہ پہلے مصرعہ کی محذوف ہوا انبار پر کند آب فرماتے  
 ہیں اس بیان کو چوڑھوڑی دیر اس جوان کے احوال کیطرت جسکا قصہ شروع کیا تھا ایک جوانی رشتہ  
 المیہ قلم کو چلا جو کہ وہ دروازہ رحمت یعنی کاجتا رہتا تھا عاقبت ایک روز اسکو فحوت حاصل ہوئی کہ  
 آنے تو کو تو ال کے خوف سے اپنی رات باغ میں ڈھونڈی یعنی رات باغ میں کرنا چاہی اور وہاں  
 اپنے یار کو مع شمع اور چراغ کے پایا اسوقت اُن نے اپنے سبب سبب سارے کہا کہ ایسا تو بڑی رحمت  
 اپنی کو تو ال پر کراؤ بادشاہ میرے تو ہی نے یہ سبب کیے ہیں کہ دروازہ دوزخ سے بچھو بہشت میں  
 لایا جو تو نے اس واسطے اس کام کا یہ سبب کیا ہوتا میں ایک خار کو بھی خوار بنالوں اور اسکی بھی تقدیر کرن  
 تو ہی ہو کہ شکست پامین پر بختا ہو اور قہر چاہ میں سے دروازہ کھولتا ہو بہت چیزیں ایسی ہیں کہ وہ  
 بچھ کر ہیت کرتی ہیں اور تو انکو مکروہ جانتا ہو، حقیقت میں غور کرے تو وہ رحمت ہوتی ہیں

لما قال اللہ عز وجل سی ان تکرہوا شیاناً وھو خیر لکم وعیسی ان تجہوا شیاناً وھو شر لکم واللہ یعلم و انتم لاتعلمون  
 قریب ہو کہ مکروہ رکھو تم کسی چیز کو اور حال یہ کہ وہ بہتر ہو تھا ہے واسطے اور قریب ہو کہ دوست رکھو تم  
 کسی چیز کو اور حال یہ کہ وہ بد ہو تھا ہے واسطے اور اللہ جانتا ہو اور تم نہیں جانتے وہ فرماتا ہو کہ نہ تو  
 اچکودرخت پر دیکھ نہ قہر چاہ میں امی نہ بلندی پر سمجھ نہ پستی میں تو بھکودیکھ کہ میں ہی کئی ہوں تیری راہ کا  
 چاہے جدھر تیری راہ کھولوں اب اگر تو اس گفتگو کی باقی کا خواستگار ہو تو ای بھائی جو تھے  
 ذکر میں ڈھونڈو وہاں بھکوملیگا اختلاف شرح میں کشت کو کشت بجات فارسی دو جگہ پادشاہ کو  
 شاستا سا لکھا ہو اور سوال کے سارے ذکر میں جو اختلاف ہیں قابل غور و انصاف ہیں کیسا معدوم کو میں نے  
 بفضل ایزد غیب دان موجود کیا ہے

خاتمہ الشرح

ہاں زبان ہو جب داسے سو سے بدن بہر شکر ذوالجلال و ذوالنہدین یہاں سلم سجدہ میں

اپنا سر جھکا کہ نیازِ صدق سے با صد صفا پاک سبحان رب اعلیٰ جو تو ہی بسبب لئے بالا اور نرا لار تو ہی  
 دونوں عالم کی نم و دو دو کو کون + جو تو ہی تیرے سوا اور کون + بے ہمت اور شش چہرے سے  
 عیان بے نشان اور ہر نشان تیرا نشان + ہیں مطالبہ تیرے ہی نور و فروغ + بے تیرے جو کو  
 ہے سود و غ و دروغ و نقل کو تو ہی نے دی بالاروی + جو تجھی سے فکر کی بال و پری نقل کو وہ نہ دانش  
 دیا جس سے سخت ستم کرتی جو بدادوں پر اکشا شاہ یا سکی در + دل شاکا سکا یہ ہر اسکی شیر سے دل سے  
 بک کی آنے یہ بات + شتر کی شتر میں کر پروات + شتر کی موٹو موٹو + معنی او لوسی اعلیٰ و بحر حیرت  
 + وہ بے شک انصاف + آب الٹ کہ نہ ذکر تیرا یہ شلت شان ہر اک تالیف کی + اور جین پشین ہر اک تصنیف  
 کی + جان نعل میں دل سے لیتی ہوا سے چشم جا آکھوں میں دیتی ہوا سے کھینچیں تیرے بے نظیر و بے شائبہ  
 دلپند و دلپذیر + جان دل سے دل جو جان سے اپہ لوٹ جن منی لفظ کے پرودن لی + ادا + وصف  
 بیچ کی اگر کچھ حد کھو + دراز و ان لوگوں کی کہ کھو + روح انکی روح رحمت سے ہوشا + اور زور و زور سے داور کی دوا  
 تھا میں اک گنج زبان گنج رقم + سکے یہ پیدا ہوا کچھ دم و خم + اور تری و توفیق کو پایا رفیع + جو فیت یہ اتہ  
 کیا فون طریق + یہ ہر تیرے + دستیا + پائی انسی کو لیں + پائی قرار دے رفتہ رفتہ تین + شتر تو تو  
 تین نم دو سالہ جو سے نو بھر + (خداوند) بخت شتر لئے + در صبا + رن و قوسین + وونی + ورنہ + شتر  
 خود ترا جسے خطاب + لن ترانی + فی کا بجا + یہ جواب + اور وہ خطاب + جو عین + لئے + عین  
 بعد میں فی مشرقین + آسمان تیرے کے ہر سر + اور عی + انکے آئے متیر + یعنی بوجہ و عمر عثمان + عی + سب  
 صفی صافی صفات و صفاتی + عرض تیری تیری کے نور عین + ہیں وہ زہر اوسن حضرت حسین + ہر نی لایت  
 اور امانت کے جو صدر + قدر میں ارانی ہر جسے بل قدر + سب کی برکت کے سے دے وہ اثر + کان میں  
 آتے ہی دل ہوا سکا گھر + اور زلف و لون + اور جہر + سب سے بجا + جو دین جکا ویدہ نزع سا + اسی محب  
 حافظ آبادی مقام جبکہ چلی بہت کہتے ہیں + رام + اپنے جی میں ذرا کچھ کرا + دعا + دعا + ہل کی جہ  
 بجا + یا انسی میں ہوں اک کہ نہ دخت + مباد صر + نزع کے جھو کے میں سخت + درخت + ہر گاہ گیا + سفر  
 راہ نکات بے رفیق جے ہر قدم اک گاہ ہر دم اک نغان + الامان + اے رب اعلیٰ الامان + ان سے  
 سب سے یون کل جا + نے عید + تار صابون جیسے اے رب مجید + اک + خدا + خان میرا عزیز  
 جو فن + یخ میں صاحب تیز شرح برتر آئے لکھی + کی سال + ہوا یا مال فرج ہکا قال

## خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

سہروردان باویہ معرفت الہی اور بیتا مان قلم نہ پیداکنار حقائق نامتناہی خوب واقف و آگاہ ہیں کہ  
 بنیادے خلقت آدم تا ابدیم ثنوی شریف حضرت مولوی روم قدس سرہ کا مثل و نظیر نہیں ہوا اور نہ  
 آئندہ تا قیام قیامت ہوگا معارف و حقائق اور موعظا کافی اسرار الاخیل میں یہ کتاب برکت انتساب اپنی  
 آپ ہی نظیر ہو سکی شان میں یہ بیت گواہ ہوئے ثنوی مولوی معنوی بہت قرآن و زبان پلوی مدیدہ و متین  
 عرفان اور مصحح صیغہ ایتقان ہو سکی سدا بشرحین بطول مفصل علمائے دین میں اور دشت نوروان  
 منازل یقین سے یادگار ہیں گر گماہی حقیقت مطالب ثنوی شریف پر گماہی کہ کوئی مطلع نہ ہو سکا اور ہر گز  
 والا مقام نہ بقدر استقامت و اپنی عقل و فہم کے توفیق مطالب میں باخیا دشتی دور آزمائی کی پھر آخرین افضل  
 بسفیتہ اس حال فرمایا بطون ابیات ثنوی شریف ایسے سہل متعین ہیں کہ جب فہم رسا غور کرتی ہو ایک نیا مطلب  
 پاتھ آتا ہو اور سید رفیاض سے ہر ایک شارح علام اپنا اپنا حصہ جدا گانہ پاتا ہو یہی باعث ہو کہ کسی فرد بشر کو  
 دریافت مطالب ثنوی شریف میں ہو جو سکی استفادہ روح متعہ وہ کے سیری نہیں ہوتی اور ہر ایک نئی تحقیق اور  
 جدید تصنیف کا خواہاں و جویاں رہتا ہو۔ فہم مطالب ثنوی شریف میں علی العموم یہ امر اور بھی سنگ آہ ہو کہ  
 فی زمانہ جو شرحیں موجود ہیں اور اکثر ان میں سے بعض طبع میں اگر اشاعت پذیر بھی ہوئی ہیں یہ سب زبان  
 فارسی میں ہیں نہ کہ ایسی شرحوں کا فیض عام نہیں ہو سکتا ایسے کہ اصحاب کم استعداد کہ انھیں کا طبقہ  
 زیادہ تر ہر دریافت غرض ابیات ثنوی شریف میں بذریعہ عبارت فارسی شرح عاجز رہتے ہیں۔ اس پر  
 طرہ یہ کہ اکثر حضرات نے اپنی اپنی شرحوں میں مقامات مشککہ یعنی ابیات معنی بد ثنوی شریف کے محل  
 مطالب میں نہیں معلوم کس مصلحت سے طریقہ ابیات بعبارت پیچیدہ اختیار فرمایا جو جس سے اور اک سنا  
 دائرہ الامم قیلا ہم میں داخل ہو گیا۔ بعض شارحین بالکل نے اکثر ابیات ثنوی شریف کے جنکو کہ  
 ہم لوگ مشکل جانتے ہیں اور ان کے دریافت مطالب میں دست و پا چڑھتے ہیں انھوں نے اگر اہل حقین غلط  
 ان ابیات کو شاید سہل تصور فرما کے ان کے محل مطالب کو بالکل قلم انداز کر دیا ہو جس کوئی شرح ایسی نہیں ہو  
 جس میں کسی نہ کسی مقام پر محل اعتراض ہو یا دریافت حقائق ثنوی شریف میں علی العموم کافی طور پر رفع غمض ہو  
 اور حق بھی ہو کہ جس زبان میں جن ہونے کی شرح اس سے کتر زبان میں جیسی عام فہم ہوتی ہو موافق متن کی  
 زبان میں ہرگز ممکن نہیں اب اباب شوق و ذوق کو فروہ ہو کہ آپ حضرات کی جملہ مشکلیں رفع ہو گئیں اور  
 اعتراضات اٹھ گئے اور شاید مقصود سے سرباز ملاقات ہو گئی مینے کمال العلماء و فضلاء و حیدر عصرہ







